

جملہ حقوق محفوظ ہیں

صحابہ کرام کی فضیلت و عظمت پر ایک لاجواب کتاب

اہلسنت پاک و پاک

مکمل تین حصے

تصنیف

حضرت مولانا علامہ دوست محمد رضا قریشی نقشبندی

مکتبہ اہلسنت کوٹ اڈو ضلع مظفر گڑھ

نام کتاب _____ اہلسنت پاکٹ بک دین سے کامل
 تفصیلت _____ علامہ دوست محمد قریشی نقشبندی
 ناشر _____ صاحبزادہ محمد عمر قریشی مکتبہ اہلسنت کوٹ اڈو
 مشورہ _____
 ضخامت _____ ۴۱۴ صفحات
 بارششم _____ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ
 قیمت _____

اصحابِ رسولؐ

حافظ انور محمد انور

دین و ملت کے طرندار تھے امجدِ رسولؐ	ہستی کفر سے بیزار تھے اصحابِ رسولؐ
رحمتِ حق کے طلبگار تھے اصحابِ رسولؐ	دینِ قہیم کے نگہدار تھے اصحابِ رسولؐ
زندگی ان کی سرِ خدمتِ ملت میں ہوئی	کھڑے برسرِ پیکار تھے اصحابِ رسولؐ
حبِ یارانِ نبیؐ پاک کے جذبے کے سبب	سب کے سب پیکرِ ایثار تھے اصحابِ رسولؐ
ان کی سلطوت کے گواہِ ج بھی ہیں و جنین	بِخدا ایسے فداکار تھے اصحابِ رسولؐ
ان کے ہر عزم و عمل سے تقابہر اس باطل	بلیقین غالبِ کفار تھے اصحابِ رسولؐ
کرتے تھے جان و زر و مال بچاؤِ حق پر	عدل و انصاف کی سرکار تھے اصحابِ رسولؐ
ان کی ہیبت سے ہوئی شوکتِ کسریٰ لبو	کیا جی نیاز تھے بزار تھے اصحابِ رسولؐ
ان پر راضی ہے خدا اور خدا کا محبوب	اپنے اللہ کے دلدار تھے اصحابِ رسولؐ
دشمن دیں پر پھپھٹاتے تھے شیرِ دلؐ	رہت قہار کی تلوار تھے اصحابِ رسولؐ

ہونہ کیوں دہریں نام ان کا فرزاں انور

عاشقِ احمدؐ مختار تھے اصحابِ رسولؐ

فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۳	لومہ فکریہ	۱۱	انکشاف حقیقت کفری اظہار ائمہ قبلہ
۲۴	مذکورہ مباحث کا خلاصہ	۱۲	تعارف ائمہ اہل سنت کے ساتھ ائمہ اہل تشیع کے
۲۵	شیعوں کا قرآن اور اس کی حقیقت	۱۳	منازعات، انکشاف شیعہ محمد خاں صاحب اعلیٰ
۲۶	شیعہ پاک بک کے چند غلط جملے اور ان کے جوابات	۱۴	تہذیب مفسرین
"	انکشاف حقیقت	"	بحث اقول، اس کی حفاظت قرآن مجید
۲۷	مغالطہ ۱ اور اس کے جوابات	"	قرآن مجید کے متعلق شیعوں کا عقیدہ
۲۹	مغالطہ ۲ اور اس کے جوابات	۱۷	کتاب شیعہ سے تحریف قرآن مجید کا ثبوت
۳۰	مغالطہ ۳ اور اس کے جوابات	"	آیات کلام مجید میں کمی بیشی
۳۱	شیعہ تحریف قرآن کے قائل کیوں ہو گئے	۱۸	تحریف قرآن کی مدافعتیں صریح اور ستور ہیں
۳۲	چند تاریخی واقعات سے حقیقت کا انکشاف	"	قرآن کی عدم سالیبت
۳۳	موجودہ قرآن پر شیعوں کے چند اعتراضات	۱۹	ترتیب قرآن کے متعلق شیعہ عقیدہ
"	شیعوں کا پہلا اعتراض اور اس کے چار جوابات	"	قرآنی عبارت کی سالیبت کا انکار
۳۴	شیعوں کا دوسرا اعتراض اور اس کے چار جوابات	"	قرآن مجید منافقوں نے اپنے خیال کے مطابق بنایا
۳۸	شیعوں کا تیسرا اعتراض اور اس کے تین جوابات	۲۰	شیعوں کا قرآن پر بہتان
۳۹	شیعوں کا چوتھا اعتراض اور اس کے چار جوابات	"	وہ آیتیں جن میں تحریف کی گئی
۴۰	شیعوں کا پانچواں اعتراض اور اس کے چار جوابات	"	چند ضروری نوٹ
۴۱	شیعوں کا چھٹا اعتراض اور اس کا دندان شکن جواب	"	تحریف قرآن کی دس روایتیں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	خلافت بلا فصل پر پڑا شیعہ استدلال اور اس	۴۲	مکملہ بحث
۵۳	کے جوابات بحث آیت ولایت	۴۴	بحث دوم امامت
۵۵	شیعی استدلال پر اہلسنت کے ۱۳ اعتراضات	"	اگر کرام کے اسرار گہنی
	خلافت بلا فصل پر دوسرا شیعہ استدلال بحث	"	شیعوں کے نزدیک میاں امامت
۵۷	آیت مودۃ فی القربی	"	منصوصیت امام پر استدلال علی
۵۸	شیعی استدلال پر اہلسنت کے پانچ اعتراضات	۴۵	انابیل اہل ایم کی تحقیق
۵۹	بحث کثرت تبلیغ، خلافت بلا فصل پر تیسرا	"	دلیل علیٰ پر نو دھماں شکی اعتراضات
	شیعی استدلال اور اس کے جوابات	۴۶	منصوصیت پر دوسری شیعہ دلیل اور اس کے جوابات
۶۰	شیعی استدلال پر اہلسنت کی طرف سے چند اعتراضات		دلیل علیٰ پر ۵ رزبردست اعتراضات
	خلافت بلا فصل پر چوتھا شیعہ استدلال اور	۴۷	نص امامت متعلق اہلسنت کے چند اعتراضات
۶۱	اسکے جوابات	۴۸	بحث عصمت اگر کرام
"	پانچواں شیعہ استدلال		آیت تطہیر کی تحقیق اور اس کے جوابات
۶۲	خلافت بلا فصل سے متعلق اہلسنت کی طرف	۴۹	مفہوم اہلبیت کے متعلق ۶ روایتیں
	سے شیعہ فرقہ پر ۱۳ اعتراضات		جواب علی
۶۵	بحث چہارم، خلافت خلفاء راشدین	۵۰	جوابات پر شیعہ اعتراضات اور اس کی تردید پر پانچ جوابات
	آیت اختلاف کے ضمن میں چند رزبردست استدلال	۵۱	دلیل علیٰ عصمت اگر کرام
۶۸	خلافت خلفاء راشدین پر دوسرا استدلال	"	آیت سبائہ کی تحقیق
۶۹	تیسرا استدلال	"	شیعی استدلال اور اس کے دس جوابات
۷۰	چوتھا استدلال		بحث سوم
"	پانچواں استدلال	۵۲	خلافت بلا فصل

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۲	بحث متعلق فدک	۷۲	خلافت حق پر چٹا استدلال
	شیعوں کا اعتراض اور اس کے جوابات	۷۳	امام محمد باقر کی تائید و تصدیق
۹۴	فدک کے متعلق مختلف روایتیں	۷۴	خلافت راشدہ پر ساتواں استدلال
	حضرت سید کی ناراضگی کے جوابات		آٹھواں استدلال
۹۷	حضرت علیؓ پر سیدہ کی نکلائی	۷۵	نواں اور دسواں استدلال
۹۸	حضرت علیؓ پر سیدہ کی نکلائی	۷۶	گیارہواں استدلال
	بالشافہ اور قرآن کی بحث	۷۷	بارہواں تیسروں استدلال
	غضب اور اغصاب	۷۸	چودھواں اور پندرہواں استدلال
	شیعی روایات میں سیدہ کے راضی ہونے کا ثبوت		بحث پنجم
	میراث کا مشہد اور اس کے جوابات	۷۹	ایمان صحابہ کرام کے متعلق بائیس تحقیقی دلائل
	انبیاء کے مال میں ورثہ جاری نہ ہونے کی	۸۳	ایمان مجاہدین بدر
	روایت شیعہ کتابوں میں	۸۴	مجاہدین بدر پر شیعہ اعتراضات اور اس کے تین جوابات
	توریت کے سلسلے میں شیعوں پر چند اعتراضات		ایمان مجاہدین آمد
	حدیث توریت کے متعلق شیعہ چالیس اور	۸۵	مجاہدین آمد پر شیعہ اعتراض اور اس کے ۶ جوابات
۱۰۳	ان کے جوابات	۸۶	ایمان مجاہدین حنین
	آیت بر میگم اللہ سے شیعہ استدلال اور	۸۷	شیعہ اعتراضات اور اس کے چند جوابات
۱۰۴	اس کے جوابات		ایمان مجاہدین بیعت الرضوان
	وہودیت سلیمان داؤد کے شیعہ استدلال اور اس کے جوابات	۸۸	ایمان مجاہدین مدینہ
۱۰۶	فدک مالگوں، شیعہ اعتراض اور اس		ایمان مجاہدین غزوہ احزاب
	کے جواب		ایمان صحابہ کرام از کتب شیعہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۳	بحث انت رائے نفاق اور اس کے جوابات	۱۱۰	واقفہ ہجرت اور وفات مدنی سے متعلق شیعہ اعتراضات کے جوابات
۱۱۴	فاروقی شان اور شیعہ کتب	۱۱۱	بحث متعلق لشکر اسرار اور اس کے جوابات
۱۱۵	مسئلہ قرطاس پر دھسپ بحث	۱۱۲	بحث متعلق خیر کم اور اس کے جوابات
	سوائت اذہانت برائے اہل تشیع		

حصہ دوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۵	بحث کونائے کتب عمر	۱۲۲	بحث نکاح اہم مکتوم
۱۳۶	فضائل سیدنا عثمان از کتب اہل تشیع	۱۲۳	اہانت پر شیعوں کی طرف سے اعتراضات اور جوابات
۱۳۷	سیدنا عثمان اور ان کی جماعت کا یہاب	۱۲۴	اہانت کی طرف سے شیعہ مسئلہ پر اعتراضات
"	رسول مکرم کا ہاتھ عثمان غنی کا ہاتھ	۱۲۵	اہل تشیع کی طرف سے اہانت پر دہرا اعتراض
۱۳۸	حضرت عثمان کی وفاداری پر غوی شہادت	۱۲۶	شیعی اعتراض اور اس کا جواب
"	حضرت عثمان پر منین مکین کی پہرہ داری	۱۲۷	بحث متعلق فساداً آشامائے
۱۳۹	مسئلہ بنات رسول کریم پر داخل	۱۲۸	بحث شک فی النبوة
۱۴۰	اہل تشیع کے اعتراضات کا جواب	۱۲۹	تبرائی مشن پر چند اعتراضات
۱۴۱	ما باقر کا سفید تھوٹ	۱۳۰	بحث متعلق اتر ارد نفاق
"	مسئلہ بالا پر حوالہ جات	۱۳۱	بحث لوان بیت سیدہ خاتون
"	اہل تشیع کا آخری اعتراض اور اس کا جواب	۱۳۲	اہل تشیع کے لئے لوزندہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۷	حضرت علیؓ کو اہل بیوت کا خطاب (شیعی تہذیب)	۱۴۲	بحث متعلق احادیث قرآن
۱۵۸	تین دفعہ متعہ کرنے سے پہلے علیؓ کی رضاعت	"	اہل تشیع پر چند اعتراضات
۱۵۹	ہے (شیعوں کی مذہب نوازی)	۱۴۴	بحث متعلق مروان ابن مالک
۱۶۰	باقی صحابہ کرام اور علیؓ کی رضاعت کے درمیان تعلقات	"	مروان کا میرٹھی بننا
"	حضرت علیؓ کی رضاعت نے صدیق اکبرؓ کے بیٹے سجادؓ کی	۱۴۶	کیا سیدنا عثمانؓ نے صحابہ کرام کو معذور کیا؟
"	حضرت علیؓ نے فاروق اعظمؓ کو مسلمانوں کے	۱۴۷	کیا سیدنا عثمانؓ نے کابو زرقانی کو معذور کیا؟
۱۶۱	لئے جاسے پناہ کہا	"	کیا مدینہ یا مکرہ پر سیدنا عثمانؓ نے غصہ کیا؟
۱۶۲	بحث متعلق شہادت عثمان	۱۴۸	کیا عبداللہ بن مسعود کا وظیفہ بند کیا گیا؟
"	عبداللہ بن مسعود کی غصہ سازشیں	"	کیا سیدنا عثمانؓ نے بیت المال کو بجا کر لیا؟
۱۶۵	کوئی نہیں تھا انھیں عثمانؓ کے نام	۱۴۹	سیدنا عثمانؓ کا ہنازہ
"	تحقیقاتی کیشن	۱۵۰	کیا عثمانؓ کی شہادت صحابہ کرام کے منسلک تھی؟
۱۶۶	جمہ کے دن سیدنا عثمانؓ پر باغیوں کا حملہ	۱۵۱	سیدنا علیؓ ابن ابی طالب کے متعلق شیعی عقائد و خیالات
"	سیدنا عثمانؓ کا حضرت علیؓ کو بلانا	۱۵۲	سیدنا علیؓ نائب خدا ہیں (شیعی فرقہ)
۱۶۷	عصر کے وقت سیدنا عثمانؓ کی سناوٹیں	۱۵۳	سیدنا علیؓ شامچ الانبیاء ہیں (شیعی تہذیب)
۱۶۸	احادیث المؤمنین	۱۵۴	مقرر علیؓ رضاعتی معاذ اللہ تہذیب سے تھے (شیعی عقیدہ)
۱۶۹	اہل تشیع پر اہل سنت کے چند اعتراضات	"	حضرت علیؓ رضاعتی حکم سے بارشاد کو سبب شتم
۱۷۰	اہل سنت کی طرف سے اہل تشیع پر چند اعتراضات	"	کرنا ہمارے (شیعی عقیدہ)
۱۷۱	اہل تشیع کا تیسرا اعتراض	۱۷۲	حضرت علیؓ نبوت کا ابوبھانچے کے معنی پر
۱۷۳	سیدنا معاویہؓ کے فضائل	۱۷۳	انھار کے (شیعی انکشافات)
۱۷۴	بوت متعلق مراثت علیؓ علیہ السلام پر	۱۷۴	حضرت علیؓ کا علیہ (شیعی توضیح)

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۵۶	مکاتبات قرمبلسی کی تحقیق	۲۴۶	بحث متعلق دلائل قنایت اہل تشیع
۲۵۷	حضرت حسن عسکری کی تحقیق	۲۴۷	ایک سو پچاس خط
"	صائب غزوات حیدری کا بیان	۲۴۸	کرمیوں کی بے وفائی
۲۵۸	غار ثور میں رسول کریم کے لئے روٹی	۲۴۹	اہل تشیع کی طرف سے ہمارے مخالف صدیق زناہد
"	اور دوسرے صدیق اکبر کے گھر سے آنا تھا	۲۵۰	افضیت صدیق پر ایک سو شہادت
۲۵۹	صدیق اکبر نے بارہ نبوت اپنے کندھوں پر اٹھایا	۲۵۱	صدیق کی صداقت پر اہل علم محمد اقر کی شہادت
"	افضیت کے سلسلے میں اہل تشیع کے چند	۲۵۲	صداقت صدیق پر قرآنی شہادت
۲۶۰	مقالے اور ان کے جوابات	۲۵۳	صدیق اکبر کے اوصاف حمیدہ دلائل و براہین
		۲۶۱	دلائل کاشی کی حق گوئی

حصہ سوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰۲	خواجه کا پہلا اعتراض اور اس کے جوابات	۲۹۴	خارج کا پہلا اعتراض اور اس کے جوابات
"	خارج کا سواواں اعتراض اور اس کے جوابات	"	خارج کا سواواں اعتراض اور اس کے جوابات
۳۰۳	خارج کا آٹھواں اعتراض اور اس کے جوابات	۲۹۵	خارج کا آٹھواں اعتراض اور اس کے جوابات
"	خارج کا نوواں اعتراض اور اس کے جوابات	۲۹۶	خارج کا نوواں اعتراض اور اس کے جوابات
۳۰۴	خارج کا دسواں اعتراض اور اس کے جوابات	۲۹۷	خارج کا دسواں اعتراض اور اس کے جوابات
۳۰۵	خارج کا گیارہواں اعتراض اور اس کے جوابات	۲۹۸	خارج کا گیارہواں اعتراض اور اس کے جوابات
۳۰۶	بحث متعلق جنازہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	۲۹۹	بحث متعلق جنازہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
۳۰۷	خارج کا چودھواں اعتراض اور اس کے جوابات	۳۰۰	خارج کا چودھواں اعتراض اور اس کے جوابات
۳۰۸	خارج کا پندرہواں اعتراض اور اس کے جوابات	۳۰۱	خارج کا پندرہواں اعتراض اور اس کے جوابات

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۸۸	مقاطعوں کے جوابات	۳۱۰	عقائد اہل تشیع اور ان پر تصریح
۳۹۱	بحث متعلق ائمہ کون علیہ السلام و اذان	۳۲۹	عقائد اہل تشیع متعلق نبوت و امامت
۳۹۵	بحث متعلق کل و طہرہ		خصوصاً عقیدہ رجعت
۳۹۷	نہذ میں ہاتھ باندھنے کی تحقیق		عقیدہ رجعت پر اہل سنت کی طرف سے اعتراضات
۴۰۰	چند مقاطعوں کے جوابات	۳۳۰	عقیدہ عصمت کی تشریح اور اس پر چالیس اعتراضات
۴۰۱	بحث متعلق اتعیات	۳۴۲	عقیدہ بدلی تشریح اور اس پر اعتراضات
۴۰۲	سلام کے وقت کیسے کیا جائے	۳۴۸	سیدنا علیؑ کے متعلق شیعہ مروجہ دعوات
"	بحث متعلق درود شریف	۳۵۴	عقیدہ رجعت کی تشریح اور اس پر اعتراضات
۴۰۳	بحث متعلق ماتم	۳۶۰	عقیدہ طینت کی تشریح اور اس پر اعتراضات
۴۰۵	آیات و احادیث متعلق صبر	۳۶۲	بحث متعلق مٹو
۴۰۶	شیعی کتب سے استدلالات	۳۷۲	بحث متعلق تقیہ تشریح اور اس پر اعتراضات
"	شیعی استدلالات کے جوابات	۳۸۱	بحث متعلق تبر و تولی
۴۱۰	پاک مذہب کے پاک مسئلے	۳۸۶	بحث متعلق وضو و غسل اربعین

کشف حقیقت

از

رئیس المقررین حضرت مولانا لطف اللہ ضا جالندھری ^{رحمۃ اللہ علیہ} سرکارِ تعلیم اہلسنت
تَعَدُّهُ وَتُعَرِّقُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رفیقِ مکرم حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی ازاد اللہ علیہ وعلیہ میرے ان پرانے دوستوں میں سے
ہیں جن کو میں غالباً علمی کے زمانہ سے ہی جانتا ہوں ورنہ حدیث مولانا نے میرے ساتھ ہی مدرسہ
جامعہ اسلامیہ ڈابیل نعلیہ سرت (مبئی) میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کے پاس پڑھا۔ موصوف
کی علمی اور عملی غزیروں کا میں اسی زمانہ سے محنت تھا۔ مگر ان کی موجودہ تبلیغی جدوجہد خصوصاً تحریکِ تنظیم کی تعمیر و
ترقی میں انہوں نے جو بڑے چرچہ کو صبر کیا اور جس طرح تقریر و تحریر سے فقہِ رفض و بدعت کے قلع قدم کی کوشش
کی۔ اس نے میرا اعتراف اعتقاد کے درجہ تک پہنچا دیا۔ اب میں ان کی قابلیت کا ہی صرف معترف نہیں
بلکہ معتقد بھی ہو گیا ہوں۔

زیر نظر اہلسنت پاکٹ بک مکہ کر مولانا نے تمام اہلسنت پر ہمارے عظیم فرمایا ہے۔ انشاء اللہ اس کی
موجودگی میں تردیدِ رفض و بدعت کے سلسلے میں کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں رہے گی۔
فعلاً ہذا تمام حضرات اسے پڑھیں اور دوسروں کو پھیل کر سنائیں۔ جہاں فقہِ رفض و بدعت کے
جراثیم پیدا ہو رہے ہیں۔ وہاں اولاً تشکیلی تنظیم اہلسنت فرمائیں اس کے بعد متفقین تنظیم کی خدماتِ تبلیغیہ
سے نامزد ہٹائیں۔

آپ کا خادم

لطف اللہ جالندھری جامعہ رشیدیہ بیابن

تعارف

21

قائد اہلسنت حضرت مولانا سید نور الحسن صاحب بخاری
مدد محمدیہ تنظیم اہلسنت (آل پاکستان)

إِسْمَاعِيلَ الرَّحْمَنَ الرَّحِيمَ

الحمد لله وكفى وسلاماً على عباده الذين اصطفى :-

جب اہل سنت میں مسلکی احساس برپا ہوا تو حرکت عظیم و مرکزیت اور زندگی کا فقدان ہو تو ان کی طرف سے مزاحمت باطل اور دفع عن الحق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انبیاء کی بظن اور ضیاع شعاع کا علم و احساس ہو تو مقابلہ مزاحمت اور تحفظ و معافیت کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ اور افراد کارواں باوجود غیرت و حیثیت سے ہر شہر ہو کر حملہ آور پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ لیکن جب امداد و انبیاء کے بار بار انکار تکاب کا احساس و ادراک ہی نہ ہو اور کارواں کا کارواں اپنی ٹروی سے غافل خودداری و خود بقتل سے بے پردہ ہو کر مست و مدہوش ہو جائے تو کمزور سے کمزور دشمن بھی پورے قافلہ کو نشانہ لگا کر اپنے ہاتھ رنگ سکتا ہے۔ قلوب نازک پر شاید یہ انکشاف حقیقت بارگاہ گزرے لیکن یہ حقیقت ہے حقیقت اور سولہ آنے حقیقت کہ آج سواد اعظم کا اتنا عظیم قافلہ اس قدر بڑا کارواں اپنی بقا و حفاظت سے یکسر مستغنی ہو کر عمر و حیات میں خود فراموشی کا پیار پی کر اور غفلت و بے خبری کی چادر تان کر موت کی انگوٹھ میں گہری نیند سو رہا ہے اس قافلے میں علم و مشائخ بھی ہیں اور بے علم و بے خبر بھی۔ اسرار و دوسا بھی ہیں اور غر باؤ و فقر و بھوک۔ اس کارواں میں انبیاء و اہل ابر بھی ہیں اور آخر ارد و بدکردار بھی۔ اتقیا و مسلمان بھی ہیں اور اہل اثم و عدوان بھی یہ سب کے سب اپنی فطرت عادت اور نظر و فکر کے مطابق نیک اور بد اعمال و انفعال کے دائرہ میں

سرگرم عمل اور مصروف تک و تار ہیں۔

اگر تجوز فاکو آپچکے اور اٹھائی گیر سے بھری و قزاقی اور چھینا جھپٹی اور جیب تراشی میں مگروں
ہیں تو عابد و زاہد اور علما و مشائخ عبادت و سیانت اور مذکور واذکار میں مشغول و مصروف ہیں۔
ملت کے کروڑوں افراد شب و نیر و شب بیدار ہیں خزانہ و اربابیت سے بڑھ کر نوافل تہجد
و رود و وظائف اور تسبیح و ورد میں لاشائے مورد جہمک رہتے ہیں۔ ہماری ملی زندگی کے تمام
گوشوں میں چہل پہل ہے لیکن جہاں تک مسئلہ زندگی کا تعلق ہے پوری کی پوری قوم جاہل اور
مردہ ہے۔ مسلک حق اہلسنت کی بقا و حفاظت اور پھراس کی تبلیغ و اشاعت کا کسی کو بھول کر
وہم و خیال تک نہیں آتا۔ جہاں دوسرے مسلک و مذاہب میں نیک و نیک بدکار و فاسق افراد
بھی اپنے مسلک کی خدمت میں پیش پیش ہیں وہاں یہ تعداد ہمارے فہم و ادراک سے بالاتر
ہے کہ مسلک حق اہلسنت کے نام لیوا بڑے تو بڑے نیک بھی اپنے مسلک کی بقا و حفاظت اور
خدمت و اشاعت کے تصور تک سے نا آشنا کئے محض ہیں۔ علماء و مشائخ اور ذہاد و عباد و تکوا
آس مسلک کی بقا و سلامتی کا قطعاً کوئی فکر نہیں جس مسلک کے معنی اور مسند پر وہ شکن اور
جلوہ فرما ہیں۔ ان حالات میں اگر اریہ یا عیسائی شیعو یا عزرانی ان کے متکبران ایمان کو دن و رات سے
لوٹ رہے تو انہیں اس کا علم و احساس ہی نہیں۔

مزاحمت و مخالفت اور حفاظت و سیانت کا درجہ تو بعد میں ہے اغیار ہمت سے علماء اور
عربین ایمان پر سرداری پلیٹ فارم اور پریس ہر طرف سے ہو رہی ہے۔ جہاں پلیٹ فارم کے حملوں کی
مخالفت کے لئے چشم قدرت نے مرکز تنظیم کے متبنین حضرات کا انتخاب کیا ہے وہاں پریس کے
حملوں کی مزاحمت اور دندان شکن جواب دہی کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے مرکز تنظیم ہی کو
منتخب و شرف فرمایا ہے۔

شیعہ مذہب مسلک حق اہلسنت کی مخالفت کا نام ہے اس کی بنیاد ہی اہل اسلام کے بغض و
عناد پر استوار کی گئی ہے۔ یاران رسول صلعم اور اصحاب نبی کی شان اقدس و اطہر میں شرمناک تجزرا

اور سوائے عالم طعن و تشنیع اور بہتان و افتراء اس مذہب کا اثنا عشریہ و سرمایہ حیات ہے۔ پرپس اور پلیٹ فارم سے شب و روز لاکھ ویرا بن نبوت و اصحاب رسول خصوصاً مخلصائے رسول پر گوارہاری تشیع کا نصب العین اور متسل پر و گرام گرام کے بغیر نہ ماضی میں ان لوگوں کا کوئی کام رہا ہے نہ حال میں کوئی پر و گرام ملا ہے۔ تشیع کے تمام گروے بے جواب گرتے رہے اور خود فراموش و غافل و غاپنی مسلک زریست و حیات سے مستغنی اہلسنت نے کسی جماعتی طور پر ان حملوں کا دفاع نہیں کیا۔ خدائے تعالیٰ دنیا و آخرت میں جزا دے۔ صدر متبع مرکز تنظیم اہلسنت برادر مکرم حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی مدظلہ العالی کو جن کی ذات گرامی نے پرپس اور پلیٹ فارم کے ان تمام حملوں کے جواب میں "اہلسنت پاکٹ بک" کا ایڈیٹنگ کیا ہے اور ایمان رسول کے تبرائیوں اور مسلک احمد اہلسنت کے معترفین و مانتین کے تمام جیجی محاذوں کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا ہے یہ آپ کو اہلسنت پاکٹ بک کے مطالعہ کے بعد معلوم ہو سکے گا کہ میرا دعویٰ صحیح ہے یا غلط۔

واعوذ عونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا

والمسلمین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

دعا گو

سید نور الحسن بخاری خادم مرکز تنظیم اہلسنت پاکستان (ملتان)

تاثرات

ازم معترم ملک شیر محمد خاں صاحب اعوان مولف معرکہ عربلا

لشد الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست اگر آمد پس پر وہ تقدیر پدید

نقشہ شیعیہ کے طوفان و جبل و تلبیس و کذب و افتراء کے پیش نظر میرے دل میں

مدت سے یہ آرزو جوش زن تھی کہ تحفظ عقائد اہلسنت کے لئے ایک پاکٹ بک شائع کی جائے

تاکہ اسے عوام و خواص ترقی جہان بنا سکیں اور سفر و حضر میں اگر کوئی اعتراض کرے تو اس کا جواب اس کتاب کو دیکھ کر دے سکیں۔ الحمد للہ میری گنجی آرزو برآئی۔ اور یہ جہنم باشان کام حضرت علامہ دوست محمد صاحب قریشی مدظلہ جو دعوت و تبلیغ، احیاء شریعت، قیام نریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے توفیق بے نیام ہیں کے حقیقت نگار ہمتوں سے پورا ہوا۔

آپ نے ”اہلسنت پاکٹ بک“ لکھ کر قلعہ کتب دہشت پر احسان عظیم فرمایا ہے حضرت علامہ قریشی صاحب نے اپنی اس کتاب میں شیعیت کی جو نقاب کشائی کی ہے وہ قابل داد لائق ملاحظہ ہے۔

شیعوں کے جملہ مطاعن کے جوابات نہایت متانت اور شائستگی سے دیئے ہیں۔ فاضل مولف نے احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے قرآن حکیم اور حدیث نبوی کریم و شادات ائمہ سادات کی روشنی میں ایسے براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ پیش کئے ہیں جن کا جواب ملے کے چنے چبانا کتاب کیا ہے اعدائے کتاب و سنت کے لئے پیام موت ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ دنیا کو کون سے میں بند کر دیا ہے اس سے بہتر کوئی کتاب روضہ شیعیت میں آج تک شائع نہیں ہوئی میری منشاء سندش ہے کہ سینوں کا کوئی کھر حقائق و خواص امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اس مرقع جلیل سے خالی نہیں رہنا چاہیے۔

اخیر میں شیعیت زندہ حضرات سے نیاز مندانا استدعا ہے کہ وہ آنکھوں سے تعصب کے شیشے اتار کر ”اہلسنت پاکٹ بک“ کا بامعانی نظر و تعمق فکر مطالعہ کریں اور غفلت و نور میں اتیار پیدا کرنے کے لئے معارف قرآن کو مشعل راہ بنائیں۔ والی اللہ التوفیق۔

خاکسار

شیر محمد کالا باغ میانوالی ۲۴ مئی ۱۹۵۶ء

(ج) جا بجا اس کے الفاظ بدل دیئے گئے۔

(دھ) قرآن مجید کی ترتیب خراب کر دی گئی ہے یعنی سورتوں کی ترتیب اور سورتوں کے اندر جو آیتیں ہیں ان کی ترتیب اور آیتوں کے اندر جو کلمات ہیں ان کی ترتیب اور کلمات کے اندر جو حروف ہیں ان کی ترتیب خراب کر دی گئی۔

کتاب شیعہ سے تحریف قرآن مجید

وَقَدْ هَرَمَ مَا تَعْطَلُوا النَّفْسَةَ اِظْهَارًا۔ احتجاج طبرسی ص ۱۳۸ مطبوعہ ایران

(ترجمہ) اگر وہ سب چیزیں میں تجھے بالتفصیل بتا دوں جو آیتیں قرآن مجید سے نکال ڈالی گئیں اور تحریف کی گئیں اور ان کے قائم مقام بدل دی گئیں تو بات لمبی ہو جائے گی اور میں راز کے افشا کرنے سے قیہ مانع ہے ظاہر ہو جائے گا۔

ناظر ص ۱۷۰ یہ عبارت احتجاج طبرسی کی ہے جس کے مصنف احمد بن ابی طالب طبرسی ہیں۔ آپ مذہب شیعہ کے معتبر مجتہد ہیں۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ اس کتاب میں امام مسکری کے سوا اور جس قدر ائمہ کلام کے اقوال ہیں ان پر اجماع ہے یا ان کو کتب سیر اور عقل سے تائید حاصل ہے اس معتبر کتاب میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ ناظرین کے سامنے ہے۔ عبارت اور اس کے ترجمہ کو بار بار پڑھیں اور شیعوں کی قرآن دشمنی کا کھوج نکالیں۔

اگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

آیات کلام مجید میں کمی بیشی

عَبَات ۱۷۰ مَن بِشَامِ بْنِ سَالِمٍ مِّنْ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّ الْقُرْآنَ الَّذِي جَاءَ بِهِ جِبْرِيلٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَبْعُوثٌ عَشْرَ أَلْفِ آيَةٍ۔ (احوال کافی باب النوازل ص ۶۷)

(ترجمہ) امام جعفر نے فرمایا کہ جو قرآن نبی جبریل علیہ السلام پر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر لائے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں۔ اور ظاہر ہے کہ موجودہ قرآن مجید میں ۶۶۶۶ آیتیں موجود ہیں۔

لہذا نصت سے زیادہ قرآن نکل گیا۔ [إِنَّا لِلّٰهِ وَأَنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ] (شیعوں کے نزدیک)

عبارت ۵، قال السيد المحدث
تحریف قرآن کی روایتیں صریح اور متواتر ہیں

قَدْ أَطْبَقُوا عَلَى صِحَّةِ الْأَخْبَارِ الْمُسْتَفِيدَةِ أَلْتَوَاتِرَةَ الدَّلَالَةِ بِحَصْرِ بَعْضِهَا عَلَى دَفْعِ
التَّحْرِيفِ فِي الْقُرْآنِ - (فصل الخطاب ص ۳)

(ترجمہ) شیعوں کے تمام دستوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید کی تحریف پر احادیث متواترہ بالصرحت دلالت کرتی ہے۔ ایسے شیعوں کے دُمول کا پول کھل گیا اب بھی کوئی ممکنہ یہ کہہ سکتا ہے کہ شیعوں کی تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں۔ جبکہ اسی فصل الخطاب ص ۲۲ میں چل کر کہتے ہیں [إِنَّ الْأَخْبَارَ ذِ الْفَقِّ تَزِيدُ عَلَى الْفَقِّ حَدِيثًا] (ترجمہ) تحریف قرآن کے بارے میں شیعوں کی کتابوں میں دو ہزار سے زیادہ روایتیں موجود ہیں۔

عبارت ۶، علامہ حسن کاشی (شیعہ) تفسیر صافی کے دیباچہ
قرآن کی عدم سالمیت میں لکھتے ہیں :- إِنَّ الَّذِي بَيْنَ أَظْهَرِنَا لَيْسَ بِتَمَامٍ
كَمَا أَنْزَلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ مِنْهُ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَمِنْهُ مَا هُوَ مُغَيَّرٌ
وَمَعْدُودٌ وَرَأْسُهُ خُذِفَ مِنْهُ أَشْيَاءٌ كَثِيرَةٌ ۝ ۱۲

(ترجمہ) بیشک یہ قرآن مجید پورا نہیں جیسا کہ سرور کائنات پر اترا بلکہ بعض دی ہے اور بعض بدلا ہوا ہے اور بعض سے بہت سی چیزیں حذف کی گئی ہیں۔

مذکورہ بالا عبارتوں سے واضح ہو گیا کہ شیعوں کی قرآن مجید کے قائل نہیں ہیں اور جو لوگ ہر عام مروجہ قرآن مجید کی حقانیت اور محفوظیت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ سراسر جھوٹ کہتے ہیں اور تفسیر کی آڑے کر غلطی خدا کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مزید المیہ ان کے لئے ذیل کی عبارتیں پڑھیے اور شیعوں مذہب کی حقیقت سمجھئے۔

ترتیب قرآن کے متعلق شیعوں کا عقیدہ | فصل الخطاب ص ۳ عبارت ۵
وَأَمَّا كَيْسٌ أَيْضًا عَلَى الْقُرْآنِ

الْمُرْخِي عِنْدَ اللَّهِ وَعَدٌ رَسُولِهِ -

(ترجمہ) تحقیق قرآن مجید اس ترتیب پر نہیں ہے جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کو پسند ہو۔

قرآنی عبارت کی سالمیت کا انکار | احتجاج طبرسی ص ۱۲۵ عبارت ۷
إِنَّمَا أَتَيْنُوا إِلَى الْكِتَابِ مَا نَصَرْنَا لَهُ
اللَّهُ لِيَلْبِسُوا عَلَى الْغَيْبَةِ -

(ترجمہ) تحقیق سنا کہ انہوں نے قرآن مجید میں ایسی عبارتیں درج کر دیں جو کہ خدا تعالیٰ نے نہیں فرمائی تھیں تاکہ مخلوق کو دھوکہ میں ڈالیں۔

(تعریض) بھلا جس روز کا یہ عقیدہ ہو کہ موجودہ قرآن مجید کلام الہی اور بندوں کے کلام کا مجموعہ ہے تو کیا اس کے نزدیک قرآن مجید معتبر اور مستند علیہما جاسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

قرآن مجید منافقوں نے اپنے خیال کے مطابق بنایا | احتجاج طبرسی ص ۱۲۷ عبارت ۸
فَقَسَىٰ مَا مَنَّا وَبِمَعْمَرٍ كَانِ

عِنْدَهُ شَيْئٌ مِنَ الْقُرْآنِ فَلْيَاكُلُوا وَكَلَامًا إِنَّا لَنَنظُرُ إِلَىٰ بَعْضِهِمْ وَأَقْتَمَمُوا
إِلَىٰ مَعَادَاتِ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ فَانْفَعُوا دُرُومًا إِنِّي يَارِهُمُ وَنَادُوا فِيهِ مَا ظَهَرَ مِنَّا أَكْرَهُ
وَتَنَاسَرُوا وَالَّذِي بَدَأَ فِي الْكِتَابِ مِنَّا إِلَّا نَدَاءً عَلَى الْيَقِينِ مِنْ فَرِيَةِ الْمُتَعِدِّينَ -

(ترجمہ) صحابہ کے منادی نے یہ اعلان کیا جس کے پاس قرآن مجید کا کچھ حصہ ہو پس لمے آئے اور اس کی تالیف اور نظم انہوں نے بعض ایسوں کے سپرد کی جو کہ خدا تعالیٰ کے دوستوں کی دشمنی میں ان کے موافق تھے پس ان کے صاحب اختیار نے اس کی تالیف شروع کی اور اس قرآن کے اندر اعلیٰ ترین بڑھادیں جن کا خلاف فصاحت اور قابل نفرت ہوتا تھا ہر حال اور جو سرور کا شائبہ کی قرآن مجید میں کھڑی کی گئی ہے یہ ان بے دلوں کے افتراء اور بہتان کے سبب سے ہے۔

عبارت ۷
اصلی قرآن مجید میں ائمہ کرام کے نام موجود تھے (شیعوں کا قرآن پر یہ بیان)

عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ الْقُرْآنَ قَدْ كُتِبَ مِنْهُ آتَى كَثِيرٌ فَوْذَلَوْ قَرِئَ الْقُرْآنَ لَمَا أُنْزِلَ
لَا لِقِسَافَةٍ بِهِ مَسْرُومِينَ -

(ترجمہ) امام باقر سے منقول ہے کہ قرآن کا بہت سا حصہ نکال دیا گیا اگر قرآن جیسا نازل ہوا
وہاں پر عاجلے تو اسے منسوب ہمارے ناموں کو اس قرآن میں ضرور موجود رہتا۔

وہ آیتیں جن میں تحریف کی گئی (قرآن میں غلطی کی پہلی روایت) ومن یطع الله
در سورۃ فی ولایت

عَلَى فَقَدْ قَاتَرَ كَوْنَهُ عَظِيمًا هَكَذَا أَنْزَلَكَ رَسُولُكَ بَابِ نِكَاحٍ وَنَفْتٍ مِنْ الْقُرْآنِ فِي الْوَلَايَةِ
(ترجمہ) امام جعفر صادق نے فرمایا کہ اصل میں وَمَنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فِي وَلَايَةِ عِزِّي تھا
(اس آگے کہتے ہیں) اسی طرح نازل ہوئی ہے آیت۔

پچند ضروری نوٹ (۱) شیعہ لوگ ہر چہ بے مطلب کو امام جعفر صادق کی طرف
منسوب کرتے ہیں۔ مگر وہ ان پلیدیوں سے برابر اور منزه ہیں۔

(۲) امام باقر سے حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنؤی مدظلہ العالی نے فرمایا کہ یہ لطیف بھی معلوم ہوا کہ انور عظیم
کا وہ صرف انہیں لکھا کہ کلمات پر ہے جو ولایت علی سے تعلق رکھتے ہوں۔ ان ہذا البحتان غلط ہیں۔

قرآن مجید میں غلطی کی دوسری روایت (اصول کافی) عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَقَدْ عَجِدْنَا إِلَى آدَمَ مِنْ قَبْلُ

كَلِمَةٍ فِي مَعْنَى وَعَلَى وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فَلَا يُشْفَوْنَ وَوَرِثَتَهُمْ فَتَنِي هَكَذَا
وَاللَّهُ أَنْزَلَكَ عَلَى مَعْنَى - یعنی قرآن مجید لَقَدْ عَجِدْنَا إِلَى آدَمَ مِنْ قَبْلُ کلمات نفس
غلط ہے حقیقت میں فی معنی وعلی و فاطمہ و الحسن و الحسین تھا اور مذکور کلمہ اسم خدا تعالیٰ نے
نازل اسی طرح فرمایا مگر دشمنوں نے اسے نکال دیا۔

یہ ہیں علماء شیعہ اور علماء شیعہ کے نزدیک اگر معصومین کی علمیت صحیح ہے کہ خداوند تعالیٰ محبوب کسی کو گمراہ کرتا ہے تو پہلے ذہنیت ملبس کر لیتا ہے۔ بھلا کہاں آدم علیہ السلام سے خداوند تعالیٰ اور اس کی اہمیت اور کہاں یہ بے تکلیبات اور بے ڈھنگا جوڑ۔

قرآن مجید میں غلطی کی تفسیری روایت (اصول کافی) اَمَّا مَا كَانَ لِاَنْزِلَ مَا اَنْزَلَ اللَّهُ فَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ

اُخْرِجْتُ لِلنَّاسِ قَالِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِقَائِي هَذِهِ الْاَيَةُ خَيْرَ اُمَّةٍ يَسْتَلُونَ اَيُّهَا الْمُرْسَلِينَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ قَبِيلُكَ فَكَيْفَ نَزَلَتْ يَا اَيُّهَا رَسُوْلُ اللَّهِ فَقَالَ (عَلَّمَا اُنْزِلَتْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجْتُ لِلنَّاسِ) (تشریح تفسیر قمی میں جہاں ان آیات کو پیش کیا گیا ہے جو قرآنی عبارت کے خلاف ہیں وہاں یہ آیت بھی ہے کہ ایک قاری نے امام جعفر صادق کے سامنے کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ پڑھا آپ نے فرمایا اچھی انت ہے جس نے حضرت علی المرتضیٰ اور حسین مکرین کو قتل کیا تو پھر پوچھا گیا کہ یہ آیت کس طرح نازل ہوئی ہے اسے رسول اللہ کے بیٹے ہیں آپ نے فرمایا نازل ہوئی ہے۔

خدا جانے یہ لوگ کس جہاں میں بستے ہیں نہ تو ان کو کرام پر بہتان تراشی سے گریز کرتے ہیں اور نہ غلط بیانی سے ڈرتے ہیں۔

معمولی سے معمولی تعلیم یافتہ انسان بھی اگر غور سے کام لے تو وہ بھی شیعوں کی اس غلط روی اور کج فہمی پر مطلع ہو سکتا ہے۔

کہاں آیت میں فریضہ تبلیغ کا امت محمدی کے لئے ضروری ہونے کی اہمیت اور کہاں اگر پاس کا حصر۔ بالفرض اگر آیت کو شیعوں کے قول کے مطابق اسی طرح مان لیا جائے تو پھر امر بالعرف و نہی عن النکر صرف ان کو کرام پر ہی فرض رہے گا۔

(۱) تو سوال یہ ہے کہ شیعوں کے نزدیک جب حضرت علی المرتضیٰ خیر ائمہ ہیں تو انہوں نے امر بالعرف و نہی عن النکر کو کیوں ترک کیا جبکہ شیعوں کے من ناسد کے پیش نظر

منہج نبوی فساد کے ہاتھ میں چلا گیا تھا۔ قرآن مجید میں بشری کلام کو داخل کیا جا رہا تھا
اہلیت کا حق پھینکا جا رہا تھا نمازیں، بدعتیں شامل کی جا رہی تھیں۔

(۲) مدثر رسول اللہ کے نزدیک ترمذی میں دین جہنم کی جگہ کی جا رہی تھی۔ خدا انھوں سے
انہوں نے اگر اللہ بالمعروف کو ترک کیا تو کیا شیعوں کی روایت کے مطابق حضرت علی المرتضیٰ
مید کر اما و غیر ائمہ باقی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ کون ایسا کچھو انسان ہے جو انہی
نفس کے مطلب کو چھوڑ کر قائم کیا اہلیت کو غیر ائمہ کا صدق قرار دے دے۔
فانہم ولا تکان من الباطلین۔

قرآن مجید میں غلطی کی چوتھی روایت (مولیٰ کافی ص ۱۱۱)
عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنْ شِئْتُمْ أَنْ تَعْلَمُوا
فَيَرْسِي اللَّهُ وَصُولَهُ وَالْمُؤْمِنُونَ تَنَالُوا بِأَنْ حَكَمُوا أَنْزَلَتْ إِنْ شِئْتُمْ أَنْ تَعْلَمُوا
فَنَصَحُوا أَمَّا مَوْلَاكُمْ ۱۲ یعنی قرآن مجید میں مؤمنون کا منظر غلط ہے اصل میں والہ مؤمنون تھا
اللہ ہی مولا مؤمن ہیں۔

قرآن مجید میں غلطی کی پانچویں روایت (تفسیر سال منال ص ۱۱۱)
عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنْ شِئْتُمْ أَنْ تَعْلَمُوا
فَيَرْسِي اللَّهُ وَصُولَهُ وَالْمُؤْمِنُونَ تَنَالُوا بِأَنْ حَكَمُوا أَنْزَلَتْ إِنْ شِئْتُمْ أَنْ تَعْلَمُوا
فَنَصَحُوا أَمَّا مَوْلَاكُمْ ۱۲ یعنی والہ مؤمن غلط ہے والہ انما صحیح
ہے المؤمن غلط ہے من المؤمن صحیح ہے ۵۔ بین تفاروت راہ از کجا است تا کجا۔

قرآن مجید میں غلطی کی چھٹی روایت (کافی کتاب الروضہ ص ۱۱۱)
عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ
نَزَلَ اللَّهُ سُبْحَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ
قَالَ عَلَى نَائِيَةٍ بِمَنْزِلِهِمْ تَرَوْنَهَا ۱۰ مالا لمحہ حقیقت میں نازل اللہ کیلئے علی رسول ہے۔

قرآن مجید میں غلطی کی ساتویں روایت (مولیٰ کافی ص ۲۶۲)
عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ
نَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَلَى مَحْتَدٍ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْآيَةِ هَكَذَا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَوْ أَكَلْتُمْ أَمْوَالَكُمْ
نَزَلْنَا بِهِيَ لَوْلَا قِيَّتُكُمْ ۚ ۱۲ حالانکہ فی علی کے وہاں میں لائے سے آیت کا منہ پر کلام ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید میں غلطی کی کھوپریں روایت (اسول کافی ص۔) | سَالِ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ
يُلْكَاهُ فَرِيضٌ يُولَايَةُ عَلَى لَيْسَ

لہذا دافع حالانکہ بولاریہ علی کا یہاں مطلقاً جوڑ لگ ہی نہیں سکتا۔

قرآن مجید میں غلطی کی نوں روایت (اسول کافی ص۔) | فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَلْ
مَعَدَّةَ حَقِّهِمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي

قِيلَ لَهُمْ ۚ فَانزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا قِسْطَ الثَّامِنِ۔

لوحہ فکر پر | ناظرین شیعوں کی دیرہ دیری غلط بیانی اور طوطا پشی ملا جلا فرمائیے خدا قرآن مجید کو اس آیت
کے مضمون کو پڑھیے کیا اس آیت کا آل محمد کے ساتھ ذرہ بھر بھی تعلق ہے۔

فرق قابل تشیع ہمیشہ سے اس کو شمش میں لگا تھا ہے کہ کسی طریقہ سے متیقن اکبر اور نادر حق اعظم
عثمان غنی اور عائشہ صدیقہ کو آیات قرآن مجید سے مجرم اور ظالم ثابت کیا جائے چنانچہ اس آیت
کی تحریف میں ہی ان کی ناپاک سہمی کو دخل ہے حالانکہ اہل علم طبقہ جانتا ہے کہ اس آیت کو بدلانی کو
جان نثاران مصطفیٰ کے ساتھ دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ لیکن بالفرض اگر تسلیم ہی کر لیا جائے تو میں
شیعہ مجتہدین سے پوچھتا ہوں۔

(۱) کیا تمہارے نزدیک اہلبیت پر ظلم کرنے والوں سے مراد واقعی اصحاب ثلاثہ ہیں۔

(۲) اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو ان کے علاوہ جو لوگ ظالم ہیں ان کا تعلق فرمائیے۔

(۳) اور اگر جواب اثبات میں ہے تو بتائیے ان پر آسمان کی طرف سے کون سا عذاب نازل ہوا۔

(۴) کیا یہی کہ ان کو زندگی میں خدمت کرنے کا موقع نصیب ہوا اور مرنے کے بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں جگہ ملی۔

(۵) کیا یہی کہ ان کو تسلط ملا اقتدار ملا کونے کونے میں ان کے ذریعے سے اسلام پھیلا دیا گیا۔

سیکھوں شہروں اور ہزاروں قصبوں میں اللہ تعالیٰ کا کلمہ پہنچا یا سناج بھی ان کے جوتوں کی برکت سے ہم پر دین کا اثر باقی ہے۔

قرآن مجید میں غلطی کی دسویں نصیحت
اَلَمْ يَكُنْ عَلَى الشَّيْءِ لَوْلَا نِعْمَةُ عَلِيٍّ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۱۲
حالانکہ قرآن مجید میں بولایہ علی کا لفظ نہیں ہے۔

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

مذکورہ بالا مبحث کا خلاصہ
مذکورہ بالا شیعی روایات کو اگر بغور دیکھا جائے تو قرآن مجید کے متعلق شیعوں کے حسب ذیل عقائد معلوم ہوتے ہیں دوبارہ پڑھنے اور اطمینان کیجئے۔

- | | |
|-----------------------------|---|
| عبارت ۱۔ احتجاج طبرسی ص ۱۳۸ | (۱) بہت سی آیتیں قرآن مجید سے نکال دی گئیں |
| عبارت ۲۔ اصول کافی ص ۴۰ | (۲) بہت سی قرآنی جملہ تیں بدل دی گئیں |
| عبارت ۳۔ فصل الخطاب ص ۳۲ | (۳) اصلی قرآن مجید کی آیتیں تترہ ہزار تھیں لہذا یہ قرآن ناقص ہے |
| عبارت ۴۔ ص ۳۲ | (۴) تحریف قرآن کے مسئلہ پر اکثر شیعوں کا اتفاق ہے |
| عبارت ۵۔ ص ۳۲ | (۵) کتب شیعہ کی تواتر حدیثیں تحریف قرآن پر ملوثہ دلائل کرتی ہیں |
| عبارت ۶۔ ص ۳۲ | (۶) تواتر قرآن کے متعلق شیعوں کی کتابوں میں دو ہزار سے زیادہ حدیثیں ہیں |
| عبارت ۷۔ دیباچہ تفسیر صافی | (۷) موجودہ قرآن مجید ناقص ہے |
| عبارت ۸۔ فصل الخطاب ص ۳۲ | (۸) قرآن مجید کی ترتیب خدا کی مرضی کے خلاف ہے |
| عبارت ۹۔ احتجاج طبرسی ص ۲۵ | (۹) قرآن مجید میں ایسی باتیں بھی ہیں جو خدا تعالیٰ نے نہیں کہیں |
| عبارت ۱۰۔ ص ۳۲ | (۱۰) موجودہ قرآن مجید کو اولیاء الدین کے دشمنوں نے جمع کیا ہے |
| عبارت ۱۱۔ ص ۳۲ | (۱۱) موجودہ قرآن مجید میں غلط فہمیاں اور قابل نفرت افکار موجود ہیں |
| عبارت ۱۲۔ ص ۳۲ | (۱۲) قرآن مجید میں سرور کائنات کی جگہ بھی لگی گئی ہے۔ |

حضرات اہل آپ نے معلوم کر لیا کہ موجودہ قرآن کے متعلق شیعوں کے یہ خیالات ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیعوں کے نزدیک جو قرآن معتبر ہے وہ کیا ہے اور کہاں ہے اس کے جواب میں ذیل کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

شیعوں کا قرآن اور اس کی حقیقت (اصول کافی ص ۱۷۱ مطبوعہ نو لکھنور)

مَنْ أَيْ بَصِيرٍ قَالَ دَعَا عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ فَقُلْتُ جُعِلَتْ فِدَاكَ إِنِّي
أَسْأَلُكَ عَنْ مَسْأَلَةٍ أَهْمُنَا أَهْلَ بَيْتِكَ كَلَامِي قَالَ فَرَفَعَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ سَوَابِيحَهُ
وَبَيَّنَّ بَيْتِ أَهْلِكَ طَلَعَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ سَلْ عَنْكَ، ذَلِكَ قَالَ ثَلُثُ
جُعِلَتْ فِدَاكَ إِنْ شِيعَتُكَ يَتَّخِذُ ثَوْنًا أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَّمَ عَلِيًّا يَا أَبَا يَفْتَحَ لَهُ مِنْهُ أَلْفَ بَابٍ فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ عَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ عَلِيًّا
عَلَيْهِ السَّلَامُ أَلْفَ بَابٍ قَالَ قُلْتُ وَاللَّهِ هَذَا أَعْلَمُ قَالَ فَتَلَكَّ سَاعَةً فِي الْأَرْضِ
ثُمَّ قَالَ وَإِنْ عُنْدَنَا الْجَامِعَةُ وَمَا يَدْرِيكُمْ مَا الْجَامِعَةُ قَالَ قُلْتُ جُعِلَتْ فِدَاكَ
وَمَا الْجَامِعَةُ قَالَ مَرِيضَةٌ طَرَلَهَا سُبُعُونَ زَيْدًا عَابِدًا رَسُولِ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ
وَإِنْ عِنْدَنَا الْمَصْصَعُ قَاطِعَةٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا يَدْرِيكُمْ مَا الْمَصْصَعُ قَاطِعَةٌ
قَالَ الْمَصْصَعُ وَمَنْ قُرَأَ نَكَمَ هَذَا ثَلَاثُ مَرَّاتٍ وَاللَّهُ مَا فِيكُمْ مِنْ قُرَأَ نَكَمَ حُرُوفٌ وَاحِدَةٌ

ابو بصیر راوی نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق پر داخل ہوا پس میں نے عرض کی میں
تجہ پر قربان کیاؤں میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھ سکتا ہوں کیا یہاں میری بات کو کوئی اور بھی سن رہا
ہے پس امام صاحب نے اپنے اور گھر کے درمیان پردہ اٹھایا اور جہانکس کے دیکھا پس فرمایا
اے ابانہ پوچھ جو چاہے میں نے عرض کی میں قربان کیا جاؤں آپ کے شیعوں کہتے ہیں کہ حضرت
سرور کائنات نے حضرت علیؑ کو ایسا باب سکھایا جس سے ہزار باب کھلتے ہیں آپ نے اسے
تسلیم فرمایا تو میں نے عرض کی خدا کی قسم یہ تو علم ہے پس آپ نے تھوڑی دیر میں میں گھر چل گیا

ہمارے پاس جامع بھی ہے اور ان کو کس نے بتلایا ہے کہ جامع کیسے ہے پس میں نے پوچھا قرآن جانوں جامع کیسے فرمایا ایک صحیفہ (قرآن) ہے جو حضور کے ہاتھ سے ستر ہاتھ ہے پھر فرمایا ہمارے پاس سیدۃ النساء کا قرآن (صحف) بھی ہے میں نے پوچھا وہ صحف کیسے فرمایا قرآن ہے جو تہار قرآن جیسے تین قرآن اس میں آجائیں اور غلطی قسم تمہارے قرآن بمیدہ کا ایک حرف بھی اس میں نہیں ہے۔ سمجھ رہا یہ ہے شیعوں کا قرآن کہ غول ستر ہاتھ عرض اونٹ کی ٹانگ کے مقدار اور کھول کے دیکھو تو قرآن مجید کا ایک لفظ بھی نکلے (اعلنا اللہ عن مثل هذا کتاب) تعجب ہے کہ اتنے بڑے قرآن میں جب ہمارے قرآن کا ایک لفظ بھی نہیں ہے تو نہ معلوم وہ جاپانی بولی میں ہوگا، یا مسکرت میں۔

شیعہ پاکٹ بک کے چند غلط جملے اور ان کے جوابات | مرزا احمد علی مصنف پاکٹ بک شیعہ نے

اصل بحث کو غلط بنا کر لے کے لئے دو عنوان قائم کر کے ایک زبردست چالاک کی ہے۔
عنوان ۱:- تقدیس القرآن از شیعہ اہل ایمان
عنوان ۲:- سنی روایات اور قرآن

عنوان ۱ میں من لا یحضرہ الفقیہ ۲۳۶، نہج البلاغۃ ۱۶۲، مشکاۃ امروۃ العقول ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱

اس کا انکار ان روایات میں نہیں ہے مطلقاً شانِ قرآن کا قائل ہونا اور بات ہے موجودہ قرآن کو محفوظ عن التبدیل والتحریف سمجھنا اور بات ہے۔

(۲) اسی طرح منتخب الرسائل یا جامع عباسی کے جتنے حوالہ جات دیئے گئے ہیں وہ احکام مس القرآن سے متعلق ہیں اور ان میں بھی اصل بحث ندارد ہے۔

(۳) اس کے بعد اہل القرآن، زاد القلیل اور اعتقاد یہ کی عبارتیں بھی اصل بحث پر اثر انداز نہیں ہو سکتیں کیونکہ اس میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے کلام کا محافظ ہے جس کی تاویل مولوی فرمان علی شیعہ قرآن مجید کے حاشیہ پر یوں بیان کرتا ہے۔ اگر قرآن مجید کا ایک نسخہ بھی دنیا میں محفوظ نہ جائے تب بھی انالہ حفظون صادق آسکتا ہے۔

نوٹ۔ گویا شیعوں کے نزدیک سارے جہاں میں صرف ایک ہی نسخہ ہے جسے اصلی قرآن کہا جاتا ہے اور وہ امام مہدی کے پاس موجود ہے۔

مغالطہ ۱ اور اس کا جواب

تقریر مغالطہ | مرزا احمد علی دہلوی تفسیر صافی ص ۱۸۱ کی یہ روایت پیش کر کے چلک کر دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ قَالَ شَيْخُ الطَّائِفَةِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُسْتَنَافِ فِي تَرْجُمَتِهِ مَا أَكَلَمَنِي زِيَادَتُهُ وَنَقَصَانُهُ فَسَالَا وَيْلَتُ بِهِ لَإِنَّ الزِّيَادَةَ فِيهِ فَجَعَلَ عَلَى بَطْلَانِهِ وَأَمَّا النُّقْصَانُ مِنْهُ فَانْظُرْ هَذَا يَضَاهِي هَذَا السُّلَيْمِيُّ خَلَاتٌ وَهُوَ بِالصَّحِيحِ مَذْهَبًا يَعْنِي شَيْخُ الطَّائِفَةِ فَرَمَاتے ہیں کہ قرآن مجید میں کمی بیشی کے متعلق بات چیت کرنا بے سود ہے کیونکہ زیادتی تو بالاجماع باطل ہے رہا نقصان وہ بھی مسلمانوں کے مذہب کے خلاف ہے اور ہمارے صحیح مذہب کے عقیدہ کے خلاف ہے۔

(جواب) | مرزا احمد علی صاحب آپ شیخ الطائفہ کا قول نقل کر کے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برا نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اولاً تو شیخ الطائفہ کا درجہ علماء شیعہ کے نزدیک ایک جہتہد کا ہے جو

مذہب شیعہ کی پوری ترجمانی نہیں کر سکتا۔

۱۱) نیا یہ کہ شیخ الطائفہ کی عبارت کا ایک ایک لفظ اپنی اپنی جگہ پر قابل اعتراض ہے اس لئے کہ وہ فرماتے ہیں کہ زیادتی تو بالاجماع باطل ہے حالانکہ یہ صراحتاً جھوٹ ہے کیونکہ اجتماع طبری ص ۱۲۵ میں وارد ہے **إِنَّهُمْ أَتَمُّوا فِي الْكِتَابِ مَا لَمْ يَقْلُكُمُ اللَّهُ** یعنی ان صحابہؓ نے قرآن میں ایسی چیزیں بڑھادی ہیں جو خدا تعالیٰ نے نہیں فرمائیں، سو معلوم ہوا کہ شیخ الطائفہ صاحب نصاب بیان میں تفسیر سے کام لیا ہے جو کہ شیعہ کے نزدیک افضل ترین عبادت ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں رہا نقصان تو وہ بھی مسلمانوں کے نزدیک خلاف مذہب ہے اگر ان کی مراد مسلمانوں سے الہسنہ والجماعت ہیں تو چشم مار و دشمن دل مآشاہد، لیکن طائفہ شیعہ کے لئے بہت بھاری تیر ہے اور خدا نخواستہ اگر ان کی مراد مسلمانوں سے شیعہ صاحبان ہیں تو پھر

ہر عقل و ہمت سیار گریست

اور محض تفسیر کی آڑ میں ان کی خوش فہمی سمجھے یا دیدہ دلیری کیونکہ ان کی کتابوں میں امام جعفر صادقؑ کی روایت موجود ہے فرماتے ہیں۔ **قَدْ طَرِحَ مِنْهُ آتِي كَثِيرَةٌ**

رتوبہ (۱) اس قرآن مجید میں سے بہت سی آیتیں نکال دی گئی ہیں۔

(جواب ۱) شیعہوں نے جب اپنے اصلی قرآن کی آیتیں اولان کی تعدد و تلمع معصوم کی زبان سے بتادی ہیں تو اس کے مقابلے میں ایسی غلط عبارتیں پیش کرنا اپنے جہل کا اقرار کرنا ہے۔

(جواب ۲) اجتماع طبری ص ۱۱۹ تا ۱۲۱ میں ہے کہ ایک زندقہ بلیق وقت نے حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کے سامنے قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھ کر اعتراضات بیان کئے جس کے بیان میں آپؑ نے یہ ارشاد فرمایا **مَنْ قَدْ مَاتَ ذَكَرَهُ مِنْ إِسْقَاطِ الْمَنَافِقِينَ مِنَ الْقُرْآنِ** رتوبہ (۲) اس کی وجہ وہی ہے جو میں ترجمہ سے پہلے بیان کر چکا ہوں جو کہ منافقوں نے قرآن مجید سے بہت کچھ نکال ڈالا ہے۔

بتائے مرزا صاحب اب بھی شیخ الطائفہ کا قول آپ کے لئے مؤید و مثبت ہو سکتا ہے۔
دوم مدد سے ہمیں دینے قدم فرما دیوں گے نہ کہتے لازم ربہ ذیل و سوائیاں ہوتیں

مغالطہ ۲ اور اس کے جوابات | اس کے بعد مروتہ العقول ص ۱۷۱
حوالہ دے کر لکھتے ہیں ۔

فَسَدُّ هَبِّ الصَّدُوقِ وَابْنِ الْبَوَيْهِ وَجَمَاعَتِهِ إِلَى أَنَّ الْقُرْآنَ لَمْ يَتَغَيَّرْ مَعَهُ أَنْزَلَ
(ترجمہ) پس مذہب صدوق اور ابن البویہ کی جماعت کا ہے کہ جس طرح قرآن نازل ہوا ہے
اس سے نہیں بدلا گیا۔ ۱۲

(جواب) صدوق اور ابن البویہ کا مذہب انفرادی مذہب ہے وہ نفعاً شیعوں کے لیے مذہب
کی ترجمانی نہیں کر سکتا جبکہ اقلیت میں ہیں۔ القلیل کا العدوم۔

(جواب) اگر صدوق و ابن البویہ کا مذہب تسلیم کر لیا جائے تو بتائیے انہوں نے آج
بمقامین شریعت کی تکفیر کی یا تحریفی روایات کا تریب و ارتجاف دیا یا تمام شیعوں نے ان کے
مذہب کو قبول کرتے ہوئے اپنے مذہب سے توبہ کی فَأَلَا يَجْعَلُ الْكُنُفُوتُ حُجَّةً قَبِيحًا
(جواب) حقیقت میں پہلے کی طرح یہ بھی ایک چال ہے جس سے خلق خدا کو دھوکہ دینا مقصود

ہے۔ ورنہ جب اصول کافی ص ۱۳۱ مطبوعہ نوکشتور میں ہے۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ
أَبَا جَعْفَرٍ يَقُولُ مَا آدَى إِلَى أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ أَنْ يَجْمَعَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ هَكَذَا أَنْزَلَ إِلَّا
كَذَا أَبٌ وَمَا جَمَعَهُ وَمَا حَفِظَهُ هَكَذَا نَزَّلَهُ اللَّهُ إِلَّا سَمِعْتُ مِنْ أَبِي طَالِبٍ ذَا لِمَنْعَةٍ
مِنْ بَعْدَ ذَلِكَ۔ (ترجمہ) حضرت جابر نے کہا میں نے امام محمد باقر سے سنا وہ کہتے تھے کہ جو شخص
یہ دعویٰ کرے کہ اس نے سارے قرآن کو جمع کیا جیسا نازل ہوا وہ کذاب ہے ضرر کیل کے مطابق
بفیر علی بن ابی طالب کے نہ کسی نے جمع کیا اور نہ کسی نے یاد کیا ۱۲ تو بھرا نکار کرنا کیسا۔

اس سے واضح ہو گیا کہ موجودہ قرآن مجید شیعہ کے نزدیک غیر مکمل اور غیر مرتب ہے اسلی قرآن
وی ہے جو علی المرتضیٰ اور ائمہ کرام کے پاس موجود ہے لہذا مرزا صاحب کی پیش کردہ عبارتیں بالکل
بی ناقابل قبول ہیں۔

لاکھوں پچھپا یا راز مجتہد نہ چھپ سکا : انکھوں نے رو کے یار سے اظہار کر دیا

مضامین ۳ اور اس کے جوابات | انیس الاعلام اور مصائب النوائب ۲۹ کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ محققین شیعہ تحریف و تبدیل قرآن کے قائل نہیں ہیں۔

(جواب) کیا دیدہ دلیری ہے کہ حوالہ جہات کا ذکر گار دیا اور اصلی مطلب کو پھیلایا (مرزا صاحب) کیا آپ کے نزدیک احمد بن ابی طالب لمبری، باقر مجلسی مصنف حیات القلوب و جلاء العیون، محمد بن یعقوب کلمی مصنف اصول کافی اسی طرح علامہ کاظمی اور اکثر ہیں سے حضرت حمید کرار امام جعفر صادقؑ یہ سب کے سب غیر محقق ہیں جبکہ یہ سب کے سب آپ کے نزدیک تحریف تبدیل تغیر تزیید ناقص قرآن کے قائل ہیں۔ ۵

اگھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا (جواب) افسوس کہ مرزا صاحب اپنی پیاری تصنیف (الانصاف فی الاستخلاف) کو بھول گئے اگر آپ اس مضامین کے پیش کرنے سے پہلے اسی کتاب کا دوبارہ مطالعہ فرمایا کرتے تو آپ کو ایسی مابلانہ غلطی کرنے کی جرأت نہ ہوتی، عبارت یوں ہے۔

”حضرت عثمانؓ کا قرآن کی نقلوں کو پھیلانا مسلم؛ لیکن ترتیب قرآن ان کی غفلت از اسلام کو غفلت از امام کرتی ہے اگر وہ حضرت علیؓ کے جمع شدہ قرآن کو رائج کرتے تو ان پر کوئی الزام مایہ نہ ہوتا آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ہم نمونہ کے طور پر اس ترتیب کی چند غلطیوں کو خطا ہر کرتے ہیں ۱۲

ناظرین مرزا صاحب کی دودھنی چال کو آپ نے یقیناً جانپ لیا ہو گا کہ برسر اعلان قرآن مجید کی تحریف و تبدیل کا انکار کرتے ہیں لیکن دیر پردہ اپنی تصنیفات میں نہ صرف اقرار کرتے ہیں بلکہ ترقیبی غلطیوں سے آگاہی کی بھی خبر دے رہے ہیں۔ ۵

آنکس کہ نہ اند کہ بداند در جہل ملک ابدالہ ہر ساند پھر ترقیبی غلطیوں کی آگاہی پر صرف اکتفا نہیں ہے بلکہ تبرا اور گالہ گلوچ جیسی پلید اور خبیث فضا کو بھی تنادل فرمانے لگے ہیں۔ بدیں الفاظ کہ لیکن ترتیب قرآن ان کی غفلت از اسلام کو

طشت از بام کرتی ہے: اِنْ هَذَا إِلَّا بَعْثَاتُ الْمُرْسَلِينَ مرزا صاحب کو دیکھنے کی جھوٹ کہتا ہوں اگر اس کے مقابلہ میں آپ کے پاس صحیح اور مرتب قرآن ہے تو لائیے ورنہ خدا کے قرآن پر اعتراض کر کے دنیا کے اندر شور نہ مچائیے اَلَمْ تَقْعُدُوا الْقُرْآنَ اَنْ يُّنْزِلَ عَلَيْكُمْ قُرْآنًا مِّنْ دُونِ هَذَا الْفَاسِقِ اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ رُسُلًا مِّنْ قَبْلُ

(جواب دے) لیجئے حضرت علی المرتضیٰ کا ارشاد شیعوں کی کتابوں سے پڑھیے اور انصاف کیجئے وَلَوْ عَلِمَ الْمُتَأَفِّقُونَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ مِمَّنْ نَّزَّلَ الْآيَاتِ الَّتِي بَيَّنَّتْ لَكُم تَأْوِيلَهَا لَا تَتْلُو جَمَاعًا مَّا أَسْقَطُونَهُ (ترجمہ) مگر منافقوں کو خدا ان پر لعنت کرے یہ معلوم ہو جائے کہ ان آیات کے چھوڑ دینے میں ان کا نقصان ہے جن کی تاویل میں نے تجھ سے بیان کی تو ضرور وہ آیتوں کو بھی نکال ڈالتے ان آیات کے ساتھ جن کو انہوں نے نکال ڈالا ہے۔ اس عبارت سے مدبر روشن کی طرح واضح معلوم ہو جاتا ہے کہ شیعوں کے نزدیک علی المرتضیٰ موجودہ قرآن مجید کے ناقص ہونے کے قائل تھے اب ایک طرف مرزا احمد علی صاحب شیعہ اپنی کتابوں کی یہ روایت سامنے رکھیں اور دوسری طرف وہ اپنے عقیدے کی باتیں پھرتائیں کہ ان کے نزدیک ان کے عقیدتین کا قول واجب التسلیم ہے یا امام برحق کا۔ بحسب شکل میں آیا سینے والا عجیب و دلائل کا

حضرات سطور بالا میں علی سبیل الاختصار
شیعہ تحریف قرآن کے قائل کیوں ہوئے

ان کی روایت کے مطابق تحریف قرآن کے قائل تھے جیسا کہ تفسیر سانی ص ۱۱ کی عبارت سے عیاں ہو گا وَ اَمَّا اِعْتَادُ مَشَائِخِنَا فِي ذَلِكَ فَانْطَاهِرُ مِنْ ثَقَّةِ الرِّسَالَةِ مُحَمَّدَ بْنَ يَعْقُوبَ الْكَلْبِيِّ لَمْ يَكُنْ يَعْزِزُ التَّحْرِيفَ وَ التَّقْصِصَ اِلَّا كَمَا تَرَوْنِي فِي رِوَايَاتٍ فِي هَذِهِ الْمَعْنَى فِي كِتَابِي السَّكُونِ وَلَمْ يَكُنْ يَرْسُبُ يَتَدَجَّ فِيهَا مَعَ ذُو عَرِيمٍ فِي اَدْلِ الْعَرَابِ اِنْ كَانَ يَتَوَلَّى بَارِدًا وَ يَتَوَلَّى هَارِثًا اُسَافَاةً عَلَى بَنِي اَبِي رَاهِيْمَةَ النَّخَعِيِّ ذَاتِ تَفْسِيرَةٍ مَّشْكُورَةٍ اَيْضًا تَسْمَعُ مَوْلَى مَوْلَى رَاهِيْمَةَ فِي كِتَابِ الْاِحْتِجَاجِ - (ترجمہ) [شیعہ کہتے ہیں ہمارے مشائخ کا اعتقاد تحریف و نقصان قرآن سے متعلق واقعی ہے چنانچہ ثقہ الاسلام محمد بن یعقوب الکلبینی کا بھی اعتقاد یہی

ہے کیونکہ اس نے اصول کافی کے اندر تحریف کی ہے شدہ روایتیں نقل بھی کی ہیں اور ان کی تردید بھی نہیں کی اور ساتھ ساتھ اقل کتاب میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ اس کتاب میں یمن نے معتمد علیہ روایتیں نقل کی ہیں اسی طرح قمی صاحب ان کی تفسیر تو روایات تحریف سے لبریز ہے اور جے پٹری صاحب وہ بھی وہی لائن پہلے جو وہ پہلے گویا سارا دوسرے کا ادا ہی ختم ہے۔

چند تاریخی واقعات سے حقیقت کا انکشاف

انکار کر دیتے ہیں مجھے ان کی اس دید و دلیری اور غلط بیانی پر حیرت سی آتی ہے دورہ جانیے صرف اسی روایت کو لے لیجئے اس روایت میں شیعوں کے دو بڑے مشائخ کا ذکر ہے ایک حضرت یحییٰ صاحب اور دوسرے قبلہ قمی صاحب، اقل مشاہیر ہیں تو ثانی استاد دونوں ایک ہی جگہ کے پاٹ ہیں اور ایک ہی بزمِ نمک کے پرنائے، مگر یا تھوڑی پارٹی کے ایک ناظم ہیں تو دوسرے بڑے بیگمذہب سیکڑی۔

تبدلی صاحب کے متعلق فہرست طوسی مطبوعہ مکتبہ ملت میں لکھا ہے عَنِ ابْنِ اَبِي حَتْمَةَ
بْنِ حَاسِمٍ اَنَّ عِنْدَ ابْنِ اَلْحَسَنِ ثَلَاثَةً فِي الْعَدِيَّةِ ثَبُتٌ مُّعْتَدٌ مَّحْبُوعٌ الْمَذْهَبُ ۱۰ یعنی قلمی صاحب
کے معتقد ہیں صحیح الذہب ہیں اور کہیں صاحب کی ولادت امام حسن عسکری کے زمانہ میں ہوئی ہے
اس زمانہ میں اصحاب ائمہ کا زیارت کرنا یقین امر ہے ویسے ان کے متعلق شیعی حلقوں میں عام
مشہور ہے کہ آپ نے امام صاحب الامر کے سفیروں سے بھی ملاقات کی ہے اور ان کی وساطت سے
اپنی کتاب کافی بھی دکھلائی ہے لہذا غیبت صغریٰ کے آخر زمانہ تک جس موثق کتاب میں نہایت شدید
کے ساتھ جس مسئلے کا تذکرہ کیا گیا ہو وہ یقیناً اس مسئلے کی حقانیت اور واقعیت پر دلالت کرتا ہے سو
معلوم ہوا اس زمانہ تک بلا اختلاف ائمہ کرام اور ان کے شیعہ مساجدان تحریف و نقصان قرآن کے قائل
تھے اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ لوگ تحریف کے قائل ہوئے کیوں! میں کہتا ہوں کہ اگر شدید تحریف قرآن کے
قائل نہ ہوتے تو ان کے مذہب کا ایک ٹھکانہ بھی نہ بچتا تو یوں سمجھئے کہ شیعوں کو یقین تھا کہ قرآن کی مسالیت
میں ہلکی موت ہے لہذا تحریف قرآن کا عقیدہ دنیا میں مشہور کر کے انہوں نے اپنے آپ کو بچا لیا۔

پد نام جو کے تو کیا نام نہ ہوگا

بیان وجہ :- اولاً یہ کہ شیعوں نے اسلامت کو ایمان کے اصول میں شمار کرتے ہیں مگر قرآن مجید میں اس کا ہم و نشان تک نہیں ہے۔
 ثانیاً شیعوں نے چند افراد کے تمام صحابہ کرام کے دشمن ہیں اور ان کو بے ایمان تصور کرتے ہیں مگر قرآن مجید میں یہاں ان کی تعریفیں موجود ہیں۔
 ثالثاً حضرت عثمانؓ کو ملعون بنانا تھا۔

اگر تو یہ قرآن کے من گھڑت مسئلے کو مشہور نہ کرتے تو یہ قطعاً نہ بچ سکتے تھے اب جب ہی ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ صاحب یہ مسئلہ کیا اصل قرآن مجید سے ثابت کیجئے تو فوراً ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ نہ موجودہ قرآن سالم ہے اور نہ ہملا غلط ہے اس میں موجود ہے۔

موجودہ قرآن پر شیعوں کے چند اعتراضات | جب شیعی مجتہدین اور ذاکرین مسئلہ ایمان یا قرآن میں تنگ آنے لگتے ہیں تو اپنے بپاؤ اور سوادِ علم حضراتِ اسنت کو عزمِ ٹھہرانے کے لئے چند اعتراضات کیا کرتے ہیں جن میں سے بعض کو تو مرزا صاحب نے "شیعہ پاٹ بک" میں درج کر دیا ہے اور بعض ایسے بھی ہیں جو ان کی باقی کتابوں میں موجود ہیں۔ اسی ہنگامہ ذیل میں ہم سب سے پہلے شیعی اعتراضات نقل کریں گے اس کے بعد ان کے جوابات تحریر کریں گے۔

شیعوں کا پہلا اعتراض اور اس کے جوابات | (۱) اسقط ابن مسعودیون
 مضعہ ام القرآن والفقہون

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے قرآن سے سورہ فاتحہ کو مٹا دیا تھا اور حضراتِ امام و ائمہ (۲) کہ حضرت ابن مسعودؓ نے اپنے قرآن سے سورہ فاتحہ کو مٹا دیا تھا اور حضراتِ امام و ائمہ سے کچھ بھی نہ لکھا۔

(جواب) مرزا احمد علی نے یہ دونوں حوالے اپنی پاٹ بک میں نقل کر کے شیعوں پر زبردست الزام لگایا ہے انہوں نے مرزا صاحب نے اپنی ائمہ و ائمتہ کی کیفیت کی تائید میں کوئی

میں رعایت نقل نہ کی۔ مرزا احمد علی کو معلوم ہونا چاہیے کہ سواد اعظم شیعوں کی طرح ہر طے یا پس روایتوں کا قائل نہیں ہے اور نہ ایسی روایتیں پیش کرنے سے الہدیت پر حملہ کیا جاسکتا ہے۔ مرزا صاحب تو ماشاء اللہ کج علامہ حائری کا پس خوردہ کھا کر خواب غرگوش سے بیدار ہو رہے ہیں لیکن محققین الہدیت نے آپ سے پہلے ان روایتوں کی تحقیق لکھ کر تمام شہادت کا جواب دے دیا ہے کاش کہ مرزا صاحب اپنی آنکھوں سے صحت کے شیشے اٹار کر ان تحقیقات کا غور سے مطالعہ فرمانے کی رحمت گوارا کر لیتے **اَللّٰهُمَّ وَفِّقْهُ تَرْفِيقًا حَسَنًا** اچھا بنے۔

(۱) **اَجْمَعَ السَّلْمُونَ عَلَى أَنَّ الْمَعْرُوفَيْنِ وَالْفَاطِمَةَ وَنَ الْقُرْآنَ فَإِنَّ مِنْ جَعَدَ وَنَهَا شَيْئًا حَضَرَ وَمَا نَقَلَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ غَيْرَ صَوِّحِهِ** (ترجمہ) سب مسلمانوں کا اس امر پر اتفاق (اجماع) ہے کہ معوذتین اور فاتحہ قرآن سے ہے جس نے اس بات کا انکار کیا وہ کافر ہے اور جو کچھ عبداللہ بن مسعود سے نقل کیا گیا ہے وہ غیر صحیح ہے۔ اگر اس پر اعتبار نہ آئے تو اور سن لیجئے۔

(۲) علامہ فخر الدین رازی اپنی قابل محبت تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں۔ **وَالْأَغْلَبُ عَلَى الظَّنِّ أَنَّ نَقَلَ هَذَا الْمَذْهَبِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ لَقَدْ كَذَبَ بَاطِلٌ ۱۲** (ترجمہ) اور اگلب ظن ہے کہ اس مذہب کا حضرت عبداللہ بن مسعود سے نقل کرنا جھوٹ اور غلط ہے۔ علامہ ابن حزم نے اپنی کتاب محل میں تحریر فرمایا ہے۔

رَمَى هَذَا إِحْدَى بَيِّنَاتِ عَنِ أَبِي مَسْعُودٍ وَمَوْحُودٍ (ترجمہ) یہ سببت حضرت عبداللہ بن مسعود کی طرف کرنا باطل جھوٹ اور بناوٹ ہے۔

(۳) علامہ بحر العلوم فرنگی محل شرح سلم الثبوت میں لکھتے ہیں۔ **فَدَيْبَةُ** (انکار کونیا موال القرآن الیہو غلط کا جملہ) **مَنْ أَسَدَ** (انکار الی) **أَبْنِ مَسْعُودٍ** (فلا یعبا ویستد) **عِنْدَ** **مَعَاوِظِ** (الآسائید الصبیحہ) **بِالْجَمَاعِ** (والتاۃ) **بِالْقَبُولِ** (عند العلمک الکرام) **بَلْ** **وَالْأُمَّةُ كَانَتْ** (کلہا فظہر) **نَبْءَ** (انکار الی) **أَبْنِ مَسْعُودٍ** (باطل) (ترجمہ) اس سے

کی طرف اس کے قرآن نہ ہونے کی نسبت کرنا فاش غلطی ہے اور جس راوی نے ابن مسعود کی طرف انکار کو منسوب کیا ہے اس کی سند غیر معتبر ہے جبکہ صحیح اسناد روایتیں جن پر علماء مامت کا اطلاق ہے اور سب علماء نے انہیں مقبول فرمایا ہے بلکہ ان کو اامت محمدیہ کی تأیید حاصل ہے اس کے مقابلے میں موجود ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ انکار کی نسبت عبداللہ بن مسعود کی طرف بالکل بے اصل اور لغو ہے۔

(جواب ۲) جب آپ نے مرزا صاحب کی پیش کردہ روایت کی پوزیشن معلوم کر لی اب اہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ عقلاً بھی یہ روایت ناقابل قبول ہے کیونکہ معززین کے نروں کی روایت جہاں اور صحابہ سے مروی ہے وہاں حضرت عبداللہ بن مسعود سے بھی مروی ہے فَلَکَ اشْکَالٌ أَخْرَجَ الْيَهُودُ فِي بَنِي الْأَكْطِلِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ إِبْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيَّ آيَاتُ لَعْنٍ نَزَلَتْ وَشَلَّهَتْ الْمُعَوَّذِينَ (ترجمہ) مجرم طرانی میں سند حسن کے ساتھ عبداللہ بن مسعود کی حضرت مکی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت منقول ہے آپ نے فرمایا بیشک میرے اوپر ایسی آیتیں نازل ہوئی ہیں کہ ان کی مثل کبھی نازل نہیں ہوئیں اور وہ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ہیں۔

سوا کہ عبداللہ بن مسعود ان آیات کے منزل من اللہ ہونے پر اداخل فی الصف ہونے کے قائل نہ ہوتے تو ان سے یہ روایت منقول نہ ہوتی۔

(جواب ۳) حضرت عبداللہ بن مسعود کی حیثیت صحابہ کرام کے امدادیں ویسی نہیں ہے۔

(۱) مَا أَسْرَكُمُ ابْنُ مَسْعُودٍ فَخَذُّهُ۔

(۲) نَضِيتُ لَأَقْبَى مَا رَضَى لَهَا ابْنُ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ وَخَطَّتْ لَهَا مَا سَخَطَ لَهَا ابْنُ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ۔

(۳) تَكْتُمُ بَعْدِي ابْنُ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ۔

(۴) لَوْ كُنْتُ أَدْرَسْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ مَشُورَةٍ لَأَمَرْتُ ابْنَ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ۔

(۵) مَا عَدَّ نَكْمًا ابْنُ مَسْعُودٍ فَصَدَّ قُوَّةَ۔

(۶) مَا أَسْرَكُمُ عَبْدُ اللَّهِ فَأَقْرَبُوا۔

(۷) اِسْتَقْرَدُوا الْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَةِ مِیْن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَكَانَ مَوْلٰی عَدِیْقَتُوْهُ
اَبُوْ اَبْنِ کَعْبٍ وَمَعَاذِیْنِ الْجَبَلِ۔

سورہ انعام کے ارشادات حضرت عبداللہ بن مسعود کے متعلق ملاحظہ فرمائیے۔

(۸) جو عبداللہ بن مسعود تم کو حکم کرے پس وہ لے لو۔

(۹) میں اس چیز کے لئے واضح ہوں جس پر ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور اس سے تلاض ہوں میں پر
عبداللہ بن مسعود تلاض ہے۔

(۱۰) عبد اللہ بن مسعود کے زمانہ سے تحت پڑو۔

(۱۱) اگر کسی کو میں بغیر مشورے کے امیر بناؤ تو عبد اللہ بن مسعود کو بناؤ۔

(۱۲) جو تم کو عبد اللہ بن مسعود بات کرے اس پر تصدیق کیا کرو۔

(۱۳) جو تم کو وہ پر حملے وہی پڑھو۔

(۱۴) قرآن پڑھو جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عائشہؓ، ابوبکرؓ، معاذ بن جبلؓ سے۔

سورہ عبداللہ بن مسعود مرزا صاحب (شیعہ) کے ادعا کے مطابق متواتر تین داخل فی الصحت
نہ ہونے کے قائل ہوتے تو یقین کیسے کہ صحابہ کرام قرآن مجید میں ان کو داخل نہ کرتے۔ معلوم ہوا کہ
آپ اسی ترتیب کے قائل تھے جو معر فی تہذیب میں لکھی ہے۔

(جواب تک) ہانسوس کے ساتھ میں مرزا صاحب کو مخاطب ہو کر عرض کرنا چاہتا ہے کہ جو
الہدٰی کے نزدیک معصوم نہیں ہیں ان کی تعلیمات کو پیش کر کے تو اپنا اوسیدہ عاکیا جا رہا ہے
اور جو ان کے نزدیک اگر معصومین کی بے شمار روایتیں موجود ہیں ان پر ہاتھ دے کر ساتھ سے
کام لیا جا رہا ہے۔ ۵

بادۂ حسیاں سے دامن تر تر ہے شیخ کا :- پھر بھی دیکھئے کہ اسلام اور عالم ہم سے بچے
شیعوں کا دوسرا اعتراض اور اس کے جوابات | اتقان مثلاً میں ہے عَنْ عَالِشَةَ تَخْلُفُ
سُوْرَةُ الْاِنْشَاءِ فَقَدْ رُفِعَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنْ یَّکُوْنَ
مِنْہَا اِلَّا مَا هُوَ الْاَن۔

یعنی سورۃ الاحزاب حضرت کے زمیں میں دو سو ایت نکالیں جب میر عثمان نے مصحف تیار کئے
پس نہ قادر تھا اس کے جمع کرنے پر متناہب ہے۔

(جواب) سمجھاؤ انسان کو تو قرآن بھر بھی اشکال نہیں پڑتا کیونکہ نسخ سے پہلے آیات سورۃ مکیہ
کی تعداد دو سو تھی نسخ کے بعد چونکہ غسوخ آیات کا محفوظ رکھنا امت محمدیہ کے فہم نہ تھا اسلئے
اتنے ہی آیات کے جمع کرنے پر حضرت عثمان قادر ہو سکے جتنا کہ قرآن مجید میں مکیہ مکیہ کی بات
محل اعتراض ہے اور نہ باعث شہرہ اعتراض تو تب ہوتا جبکہ معترض صاحب غیر غسوخ آیتیں
ثابت کرتے پھر اس کے بعد یہ ثابت کرتے کہ دیکھئے ان کو عثمان نے داخل مصحف نہ فرمایا آخر
بات کرنے کا بھی سلیقہ چاہیئے۔

(جواب) اگر اس روایت کے پیش نظر زاماسب ہم پر برتا چاہتے ہیں تو انہیں ثابت کرنا ہوگا
کہ حضرت علیؑ کے زمانہ خلافت میں سورۃ احزاب کی کتنی آیتیں پڑھی جاتی تھیں۔

(جواب) اس قسم کی روایتیں اگر قرآن مجید کے مروج منہج کی تفسیر ہائیں تو قابل حجت نہیں
رہتیں جبکہ صحت طور پر قرآن مجید میں وارد ہوا تاتھن نزلنا الذکر و انک لہ لحاظ کون
تہنکل بے شک ہم نے ہی قرآن مجید کو انکار اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

(جواب) جو لوگ صحابہ کرام کی زندگی اور دنیا سوریہ ان کی امتیاز سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھے بالخصوص قرآن مجید کے لکھنے اور جمع کرنے میں ان کا اہم عمل کیا تھا۔

چنانچہ امام بغوی شریح السنن میں فرماتے ہیں۔ **الصحابة أجمعوا بين التفتين**
القرآن الذي أنزل الله على رسوله من غير أن يزلوا ولا يفتروا ولا يغيروا شيئا فكتبوا كما سمعوا من
رسول الله صلى الله عليه وسلم غير أن فتوا شيئا إلا أفردوا فيه ما كان نزوحاً أبداً لم يصب من بعده
(ترجمہ) صحابہ کرام نے دو تفتین کے درمیان قرآن مجید کو اسی طرح رکھا جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے
رسول پر نازل کیا انہوں نے اس سے کچھ بڑھایا اور نہ کم کیا پس انہوں نے اس قرآن کو کھلم کھلا
حضرت سے سنا نہ مقدم کیا نہ غور اور نہ اسے ایسی ترتیب دی کہ حضرت سے وہ ترتیب نہ ملتی ہو۔

اب اس کی تائید میں شیعہ روایت بھی سن لیجئے

واضح رہے کہ ذیل کا مقالہ شریف مرتضیٰ کی علمی تحقیق کا ترجمان ہے جیسے ہم تفسیر صافی سے نقل کر رہے ہیں اگر فیہداس پر اعتراض کریں گے تو پھنسیں گے اور اقرار کریں گے تو بھی پھنسیں گے۔

إِنَّ الْقُرْآنَ كَانَ عَلَى مَهْدٍ رَسُولِ اللَّهِ مَجْمُوعاً عَلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ الْآنَ وَاسْتَدْلَ عَلَى ذَلِكَ بِأَنَّ الْقُرْآنَ كَانَ يُدْرَسُ وَيُحْفَظُ جَمِيعُهُ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ فَتَى عَيْنَ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّعَابَةِ فِي تَمْلُؤِهَا وَإِنَّهُ كَانَ يُعَدُّ مَنْ عَلَى النَّبِيِّ وَيَسْلُ عَلَيْهِ وَ إِنْ جَمَاعَةً مِنَ الصَّعَابَةِ مِثْلَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرِهِمْ هَاجَمُوا الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِيِّ عِدَّةً خَتَمَاتٍ وَ كُلُّ ذَلِكَ يُدَلُّ بِآدَانِي تَامِلٍ عَلَى (نَهْ كَانَ مُجْمُوعاً مُرْتَبِأً غَيْرَ مَثْبُوتٍ وَلَا مَبْسُوتٍ) (ترجمہ) تحقیق قرآن مجید حضرت رسول کریم کے زمانہ میں اسی طرح جمع شدہ موجود تھا جس طرح آج اور اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ اسی طرح قرآن پڑھا جاتا تھا اور پورا قرآن یاد کیا جاتا تھا حتیٰ کہ ایک جماعت صحابہ کرام کی معین کی گئی اس کے یاد کرنے میں اور اضطرت پر پیش کیا جاتا تھا اور پڑھایا جاتا تھا اور صحابہ کرام کی ایک جماعت مثلاً عبد اللہ بن مسعود ابی بن کعب وغیرہ نے حضرت کے سامنے کئی ختم کئے اور سب کچھ حقوڑے سے فکر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ مجموعہ مرتب تھا کھڑے کھڑے اور تفرق نہ تھا۔

ان ہر دو روایتوں سے معلوم ہوا کہ موجودہ قرآن مجید ہر صورت محفوظ و امن القیاس ہے غیر بدل و غیر ترمیم ہے۔

شیعوں کا تیسرا اعتراض اور اس کے جوابات | بخاری ص ۵۲۹ میں ہے ابو الدرداء کہتا ہے ہم شام آئے تو ہم سے پاس ابو الدرداء آیا اس نے کہا تو نے ابن مسعود

کو آیت وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ کیسے پڑھتے سنا کہا میں پڑھتے سنا وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ابُو الدَّهْدَا نے کہا میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے ہی پڑھتے سنا ہے اور یہ چلتے ہیں کہ میں وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ابُو الدَّهْدَا پڑھوں صدا کی قسم میں ان کی پیروی نہ کروں گا سو معلوم ہوا کہ مانیوں کی کتابوں میں بھی قرآن کا ذکر ہے۔

(جواب) خدا جل جلالہ نے اس روایت کو کئی آنکھوں سے دیکھا اس میں تحریف کا ذکر ہے اور نہ تو اید و تناقص کا بلکہ اس میں غلطی کا کمال اتیان ثابت ہو رہا ہے ہمارے نزدیک ذیہ قرأت قابل اعتراض ہے نہ وہ اس یا اور بات ہے کہ موجودہ قرأت راجح ہے اور وہ مرجوح۔

(جواب نمبر ۱) قرآن مجید کے روایتیں ہیں جہاں عبد اللہ بن مسعود سے موجود قرآن کو راویوں نے نقل کیا ہے۔ وہاں حضرت علقمہ نے بھی نقل کیا ہے اور طریقہ یہ کہ موجودہ قرأت کی روایت حضرت علقمہ سے بھی موجود ہے تاہل الاشکال بعینہ طرفہ

(جواب) ہر قرأت نے والفکر والانتفی کو قرأتِ شانہ سے شمار کیا ہے لہذا قرأتِ شانہ متواتر قرأت کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔

شیعوں کی چونکا اعتراض اور اس کے جوابات

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّ مَالِكٍ مَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ إِنَّ عَلَيْنَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ بِرُسُلِهِمْ

(جواب ۱) معرّف کے عقل و دانش پر قربان جائیے کہ کیسے کیسے استدلالت پیش کر رہے ہیں۔ اچھا فرمائیے۔

(۱) حضرت علی المرتضیٰؑ کے اہل بیت میں کس کو شک تھا جس کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(۲) کیا سلسلہ تبلیغ مآئینہ صرف ایمان علی کے مسئلہ میں بند ہے۔

(۳) کیا بشتِ نبویؐ بخش اس لئے ہوئی کہ حضرت علیؑ ایمان بجا دیا جائے۔ افسوس کہ عمرؓ اس سے پہلے عمر بن خطابؓ اپنے اعراس کو دوبارہ مطالعہ فرمانے کی زحمت گوارا نہ کی۔

(جواباً) یہ روایت ابن مردودہ نے بھی نقل کی ہے جو سند کے لحاظ سے بالکل ردی ہے۔

(جواب) کس نے کہا ہے کہ جلد جزو قرآن سمجھ کر پڑھتے تھے ہو سکتا ہے کہ بیان تفسیر کے

لائحہ سے ملا دیتے ہوں۔ فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

(جواب) عبد اللہ بن مسعود سے اس روایت کو زور نے اور زور سے عامم نے اور عامم سے

ابو بکر بن عیاش نے نقل کیا ہے اس استاد اور روایت میں چند غلطیاں ہیں۔
 اقلیدز کے جو مصنفین ابو بکر بن عیاش کی سند نقل کرتے ہیں، انہوں نے بذات خود ابو بکر بن عیاش کو نہیں پایا۔
 ثانیاً یہ کہ ابو بکر بن عیاش حدیث کے نزدیک اتنا قلیل حجت نہیں ہے۔ نیز ان الاعتدال میں ہے کہ
 (۱) ابو بکر بن عیاش حدیث میں غلط کرتا تھا۔

(۲) محمد بن عبد اللہ بن نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

(۳) یحییٰ بن سعید اس پر اعتبار نہ کرتے تھے بلکہ جب ان کے سامنے ابن عیاش کا ذکر کیا تو چپ چپیں میٹھاتے تھے۔

(۴) امام حماد فرماتے تھے کہ ابو بکر بن عیاش کثیر الغلط ہے۔

(۵) عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ ابو بکر بن عیاش بیان حدیث میں غلط کرتا تھا۔

ثالثاً یہ کہ عامم کے متعلق بھی تحقیق یہ ہے کہ اس روایت میں عامم سے مراد کن عامم ہے
 بعض عامم کذاب بھی ہیں۔

ابن علیہ اور کوئی اقلیدز نے نیز ان الاعتدال میں کہا ہے کہ عامم نام کے جتنے راوی ہیں سب
 کا ملاحظہ غریب ہے۔ نافع الاشکال بجمیع طرفہ

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا
شیعہوں کا پانچواں نسخہ اس (مندرجہ پاکٹ بک شیعہ ص ۷۷) کیا ان ہذا ان والقیہ

والصائبون کے متعلق تو آپ نے فرمایا ہذا عمل الکلب احفظ فی الکتابت۔

(جواب) سب سے پہلے پیش روایت کے الفاظ کو دیکھ لیجئے اس میں عن عائشہ
 مروت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اس بات کی حکایت کی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ اس
 روایت میں حکایت کرنے والے کا نام نہیں ہے اب جس روایت کا راوی بھی لایا ہے اس قسم کی روایت
 پیش کر کے خلق خدا کو دھوکہ دینا کہاں کا انصاف ہے۔

(جواب) اچھا تھوڑی دیر کے لئے ہم مان لیتے ہیں کہ یہ روایت سالم بن مریر ہے اور
 قابل حجت ہے پھر بھی شیعہوں کا استدلال غلط ہے اس لئے کہ یہ تقلید انقلیظ القرآن کے قبیلے سے

نہیں ہے بلکہ قواعد لسان عرب کے قبیلے سے ہے جب چہرہ و صلاب اور عربیت کے جملہ اثر نے اسے صحیح تسلیم کیا ہے تو کجی کئی عَائِشۃؓ والی روایت نمود نمود شاذ اور ضعیف ٹھہرے گی۔
(جواب) علیٰ تقدیر تسلیم یہ عائشہ صدیقہؓ کی انفرادی روایت ہے جسے جمہور کے اجماع کے مقابلے میں کوئی وقعت نہیں ہے۔

(جواب) ترکین لحاظ سے بھی یہ عبادت قابل اعتراض نہیں ہے کیونکہ
(۱) علامہ ابن عربین طبری نے اپنی تفسیر میں یہ لکھ دیا ہے کہ نشیہ کی نصب نہت کے ساتھ ہی آسکتی ہے جس سے اِنْ هَذَا اِنْ تَكَلَّمَ حَرَابِ سے متعلق شبہ دور ہو گیا۔
(۲) ربہ و اما القیامین کے متعلق سواس کے متعلق تناقض ہے کہ عرض کا دایہ یوں پیش آیا کہ متعلق والقیامین کو کل دفع میں تصور کیا ہے حالانکہ بنا برمدح منسوب ہے کما حقیقہ العلامہ منوشی (ج) اسی طرح والصابیون کے متعلق بھی عرض کو غلط شاعری قرار دیا کہ اس کے خیال میں کل نصب میں ہے حالانکہ یہ بتلے لو اس کی غیر مذہب ہے جیسا کہ صاحب کشفات نے تحقیق کی ہے۔
والصابیون رفع علی الاہتمام وغیرہ معذرت ای والصابیون کذا اظہر اور اس کے شواہد میں ایک شعر بھی پیش کیا ہے۔

وَالَا فَاعْلَمُوا مَا وَكُنَّا بِفَقَاةَ مَا بَعَثْنَا فِي شِقَاقِ

جب معاصت لکھے گئے تو عثمان پر پشیمانی کئے گئے تو
شیعوں کا چھٹا اعتراض اس نے غلطی کے حروف پائے تو کہا :-

لَا تَغَيِّرُوهَا فَإِنَّ الْعَرَبَ سَتَغَيِّرُهَا أَوْ سَتَغَيِّرُهَا بِالسُّنَنِ مَا لِي بِأَنْ كُونُ بِدَلْوَاهِ الْوَحْدِ
عرب بدل لیں گے یا اپنی زبان سے عرب دے دیں گے۔

جواب :- خدا تعالیٰ ہر ایک کو افترا و بہتان کذب و درجیل سے محفوظ رکھے غلط فہمی اگر نقصان نہ ہے تو غلط بیانی بھی کچھ اس سے کم نہیں حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں بعض الفاظ کو ہماری کلام کے عین مطابق ہیں اور بعض مختلف ہیں۔ جو مختلف ہیں وہ اس قسم کے ہیں :-

لاذبحتمہ لا اوضعو امن بنای المسلمین پہلے اور دوسرے جملے میں لام الف کے ساتھ ہے۔ حالانکہ تلاوت میں بغیر الف کے پڑھا جاتا ہے اور تیسرے جملے میں بنا کے بنا کے ساتھ الف کی زیادتی ہے حالانکہ یہ الف پڑھنے میں گر جاتا ہے جبائیر عثمانؓ نے ایسے نکلنے کو قرآن مجید میں دیکھا تو فرمایا ان کو اسی صورت میں پڑھنے دو۔ بالکل نہ بدلو۔ عرب ان کو اپنی تلاوت میں ٹھیک ٹھیک پڑھ لیں گے یہ ہے وہ مطلب جسے توڑ مروڑ کر ناظرین کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

وہی بات حق انسان نہ کر دیا

اس کے بعد اس سلسلے میں شیعوں کی طرف سے جتنے اعتراضات کئے جاتے ہیں وہ اختلافان قرأت یا نسخ پر مبنی ہیں یا ردائیں موضوع ہیں۔

ابن جلالک شیعوں کی طرف سے ان عثر کا قول پیش کیا جاتا ہے کہ لَا يَقُولَنَّ أَحَدٌ لَعَنَ قَدْ أَخَذْتُ الْقُرْآنَ كُلَّهُ مَا يَذُرُّهُ مَائِدَةٍ قَدْ ذَهَبَ مِنْهُ ثَلَاثٌ كَثِيرٌ وَهَكَذَا يَقُولُ قَدْ أَخَذْتُ مَا ظَهَرَ مِنْهُ (ترجمہ) کوئی یوں نہ کہے کہ میں نے قرآن سارے کا سارا لیا کیونکہ اسے پتہ نہیں کہ سارا قرآن کتنا ہے تحقیق بہت حصہ قرآن کا چلا گیا ولیکن یوں کہئے تحقیق میں نے وہ قرآن لیا جو اس سے ظاہر ہے۔

سو حقیقت میں یہ بھی گزشتہ مناعطوں کی طرح ایک مناعط ہے کیونکہ اہلسنت کے مسلک کے مطابق جو آیتیں مسووخ اختلافات میں وہ بھی قرآن میں اور جو موجود ہیں وہ بھی قرآن میں اس بنا پر کہ عثر کا قول ہمارے نقل و لغت میں نہیں ہے اور بالخصوص اس روایت میں تحریر و تبدیل کا ذکر ہے اور نہ تغیر و تقلیب کا۔

تَعْمَلُهُ بَعَث

اب مذکورہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ شیعوں کا اس قرآن مجید پر نہ ایمان ہے اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ شیعوں کے عقیدہ میں بغیر چند نفوس صحابہ کرام کے سب کے سب مرتد ہیں چنانچہ رجال کشی میں ہے إِنْ كُنَّ النَّاسُ إِلَّا عُلَاقَةً يَعْنِي سب لوگ مرتد ہو گئے تھے مگر تین حضرات اور حضرت علی الرضی کے

تین ساتھی حضرت سلمانؓ، ابوذرؓ و مقدادؓ مراد لیتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ اگر شیعوں کے غلط نظریے کے مطابق وہ شیعہ تھے تو ان پر تقیہ فرض تھا لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا تَقِيَّتَ عَرَجَمَ جو تقیہ ذکر کرے وہ بے ایمان ہے یہ لوگ تو تقیہ میں مصروف ہو گئے اور حواری رہے وہ ان کے نزدیک بے ایمان بتائیے قرآن کیسے معتبر رہا۔

(۲) شیعوں کے نزدیک اصلی قرآن کی مقلدہ ترگر ہے (اصول کافی ص ۱۲۱) اور موجودہ قرآن اتنا نہیں لہذا ان کا جس پر ایمان ہے وہ یہ نہیں اور جو موجود ہے وہ مشترک نہیں تو پھر اس پر ایمان کیسہ رہا۔
(۳) اصول کافی ص ۱۲۱ میں ہے کہ مَصْحَفٌ نَبِيُّوْهُ قُرْآنُكُمْ هَذَا ثَلَاثُ مَرَّاتٍ کہ حضرت فاطمہ علیہ السلام والا قرآن بمیداس سے سگنا ہے اب جو موجود ہے وہ ہے پیش پا روں کا اور جو شیعہ کا قرآن ہے وہ ہے نوتے پا روں کا وینہما بوٹ بعید لہذا اس قرآن پر ان کا ایمان رہا۔

(۴) اصول کافی ص ۱۲۱ مَا فِيْهِ مِنْ قُرْآنٍ لَّكُمْ هَذَا اَحَدٌ يَعْنِيْ تَهْدِيْے قرآن میں سے اس قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ہے۔ بتائیے جس قرآن پر شیعہ کا ایمان ہے وہ ہے غیر عربی الحروف اور ہمارا جس پر ایمان ہے وہ عربی الحروف ہے اب نتیجہ ظاہر ہے۔

(۵) شیعہ کی معتبر کتابوں فصل الخطاب ص ۲۴ میں لکھا ہے کہ تحریر و تہدیل قرآن کی روایتیں ہند سے زیادہ ہیں جب قرآن مجید کا حرف و مبدل ہونا ان کے مذہب میں داخل ہے تو ایمان والا قرآن کب رہا۔
(۶) شیعہ کہتے ہیں کہ وفات سرور کائنات کے بعد حضرت علیؓ نے قرآن مجید کو اصل طریقے پر جمع کر کے پبلک کے سامنے پیش کیا لیکن لوگوں نے دھما آپ غصے میں اگر فرما لے گئے اگر اسے تم منظور نہیں کرتے تو قیامت تک اسے دو کیو گے لہذا جو اصلی قرآن تھا وہ بقول اہل تشیع غائب ہو گیا اور جو موجود ہے وہ اصلی نہیں فرمائیے موجودہ قرآن پر اعتبار کب رہا۔

(۷) شیعہ کے نزدیک اصلی قرآن میں الکلام اور شیعیان علی کے اسماء موجود ہیں اور موجودہ قرآن ان سے خالی ہے فرمائیے سالم اور مکمل کب کہا جاسکتا ہے جب سالم نہ رہا تو معتبر نہ رہا۔

نوٹ۔ (۱) حضرت قرآن مجید پر دلائل کے لئے ہمارے رسالہ الفرقان فی مخالفت القرآن کا

مطالعہ کریں۔

(۲) جن کے پاس شیعہ کتابیں مثلاً اصول کافی، احتجاج وغیرہ ہوں تو وہ قارئین تہذیب و تمدن کے
 تاثیر پر دیکھیں صفحات آسانی کے لئے درج ہیں۔ حاشیہ مقبول ترجمہ ۱۵، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴

یہ ترجمہ قرآن مجید ان کے ہاں زبردست مقبول ہے اگر کسی کو شبہی کتب خانہ سے میسر نہ ہو سکے تو براہ راست ہمارے مکتبہ اہلسنت جمیہ تہذیب خانہ نور گشتگر مکتبی سے محرک قیمت منسلک فرمادیں

بحث و ملامت

اس بحث میں شیعہ مئی ہیں اور اہلسنت معترض۔ شیعوں کے نزدیک نبوت کے بعد امامت کا درجہ ہے اور امام ان کے نزدیک بارہ ہیں اس لئے وہ اپنے کو اثنا عشری کہتے ہیں اور اپنے مذہب کو مسلک اثنا عشریہ ذیل میں بارہ ائمہ کرام کا اعلیٰ سبیل اور ترتیب ذکر کیا جاتا ہے۔ بعد ازاں دلائل کی طرف تو مرجع کی جائے گی۔

اسماء گرامیہ حضرات ائمہ کرام

- (۱) اسد اللہ غالب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ -
(۳) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵) حضرت امام محمد باقر
(۶) حضرت امام جعفر صادق (۷) حضرت امام موسیٰ کاظم (۸) حضرت امام علی رضا (۹) حضرت امام محمد تقی (۱۰) حضرت امام علی نقی
(۱۱) حضرت امام حسن عسکری (۱۲) حضرت امام مہدی ع - (تاریخ الامم ص ۲)

شیعوں کے نزدیک معیہ امامت

نص / عمتی افضلیت

امامت کے مروجہ دو دنیاوی نیابت پر غیرے کی انت کا اعتقاد پیشوا ہو گا۔

- ۱۔ نصیحت خدا و رسول سے صاف حکم اس کی امامت کی بابت صادر ہوا ہو۔
- ۲۔ عصمت۔ باوجود قدرت علی العینیت کے رغبت معصیت اس میں نہ رہے۔
- ۳۔ اخلاصیت۔ کمال امت میں صفات حمیدہ اخلاق رشیدہ کی حیثیت سے افضل ہو۔

آیت امامت ابراہیم علیہ السلام (شیں دعویٰ متعلق منصوصیت امامت)
استدل علی

دلیل ۱۔ وَاِذَا بَلَغَ اِبْرٰهٖمُ مَدْيَنَ بِكُلُمٰتٍ فَاَتَتْهُمَ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکُمْ
لِقَاسٍ اِمَامًا قُلْ وَمِنْ کُوْنِیْ قُلْ لَا یَنَالُ عَهْدِیْ الظَّالِمِیْنَ ط
(ترجمہ) جبکہ ابراہیم علیہ السلام کو رب العالمین نے چند کلمات سے آزمایا ہیں اس نے
ان کو پورا کر دکھایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ عرض کی ابراہیم علیہ السلام
نے اور میری اولاد سے؟ فرمایا رب العالمین نے میرا وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔
ظنرنا استدلال۔ دیکھئے اتفاق فریقین حضرت ابراہیم علیہ السلام امام تھے اور مخصوص بھی ان کی
امامت کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ معلوم ہوا کہ امامت کا مخصوص ہونا ضروری ہے۔

دلیل ۲۔ پر تو دندان شکن اعتراضات

جواب ۱۔ کہاں یہ ابراہیمی امامت اور کہاں متنازع فیہ امامت، دعویٰ امامت
متنازعہ نہوت کا اور ثبوت امامت میں نہوت کا۔
اور اگر بالفرض وہی امامت غزوہ فزائل الشیعہ مراد لی جائے تو پھر فرمائیے۔

(۱) یہاں امامت سے مراد امامت غیر نہوت ہے یا بھی نہوت مگر غیر نہوت ہے تو امامت کیجئے کلامات
کہ تو تعین شیعوں کے ہو کہ معتزلیہ کے ہو یا دیگر صاف آتی ہے تو کیسے وہ دعویٰ باطل۔
(۲) کہ ہر ور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایسی وصف امامت سے متصف تھے یا اگر تھے تو دلیل اور اگر نہیں
تھے تو ان کے مابین فوقیت کس کو رہی؟

(۳) امامت نبوت میں کون سی نسبت ہے تساوی کی یا تباہی کی؟ ہر حال ہر حیثیت سے دعویٰ کس کا ثابت ہو سکے؟ غور کیجئے۔

(۴) امامت من حیثیت الامامت وہی ہے یا کسی اگر کسی ہے تو بارہ اگر میں مقرر کیوں؟

(۵) اگر وہی ہے تو آیت مذکورہ سے استدلال کیسہ جبکہ ان کا یہابی امتحان پر یہ رتبہ عنایت کیا جا رہا ہے۔

(۶) کیا یہ ہے یا نہ؟ اگر جواب ہے تو استدلال کیسہ اور اگر انشاء ہے یا اخبار علی سبیل الانشاء ہے تو دلیل؟

(۷) کیا وہ آئہ اس کی امامت اور اب ایسی امامت میں فرق ہے عینیت، اگر عینیت ہے یا مساوات کو آپ

(شیعوں) کے نزدیک یہ سنا اعتقادی ہے اس لئے نص صریح پر پیش کیجئے و علی العکس دلیل الباطل

(۸) جب یہاں امامت سے مراد امامت نیابت لینا ہی قبیحہ مستحیلات سے ہے تو یہاں امامت سے

مطلقاً پیشوائی یا حکومت دینی کیوں نہ مراد لی جائے۔

(۹) اگر یہ آیت آپ کے دعویٰ کے لئے ثابت ہے تو علی سبیل التصریح وہ آیت تلاوت فرمائیے

جس میں حضرت علی المرتضیٰ کی امامت کا ذکر کیا گیا ہو۔

منصوصیت امامت پر دوسری شیعہ دلیل

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (ترجمہ) جبکہ

تیرے رب نے فرشتوں سے کہا بیشک میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔

(طراز استدلال) دیکھئے حضرت آدم علیہ السلام خلیفہ بھی ہیں اور اسی خلافت منصوص بھی ہے معلوم ہوا کہ امامت

اور خلافت کا تقرر انسانوں کے ہاتھ نہیں ہے سچے تمام انگشت بندان کہ اسے کیا کیئے

جواب یہاں بھی اس غلط فہمی کا منہ ہو گیا ہے جو پہلے تھی کہ دعویٰ خلافت نیابت نبوت کا اور

دلیل خلیفۃ اللہ فی الارض ہے۔ علی رضی اللہ عنہ بے فوہل جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے!

فرمائیے علی صاحب!

(۱) خلافت علی المرتضیٰ اور خلافت آدم علیہ السلام میں کون سی نسبت ہے۔

بحث عصمت ائمہ کرام

آیت تطہیر کی تحقیق (ترجمہ) جزا میں بیت۔ مضافاً اہل بیت ہے کہ تم سے اسے طہیت
ناپاک کو دور کرو اور پاک بناوے تم کو پاک کرنا۔

طرز استدلال۔ اس آیت میں خطاب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہے
اور اہل بیت سے مراد حضرت علی المرتضیٰ حضرت سیدنا زین العابدین حضرت امام حسین علیہ السلام
ہو اگرچہ ان سے جس (ناپاک) دھبہ کی گئی ترقینا یہ معصوم ہوئے اور معصوم ہی امام بن سکتا ہے
بالخصوص جبکہ چادر کے نیچے بٹھا کر آنحضرت نے صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیتی فطہرہم
جو اب اہل بیت سے صرف مذکور بالا حضرات مراد لینا اور طہور تحقیق کے خلاف ہے
کیونکہ فطہر اہل بیت کا اطلاق فارسی میں اہل غار اور درویش گھروالوں پر کیا جاتا ہے اور گھروالے
یقیناً ازواج مطہرات ہی ہو سکتے ہیں جیسا کہ سب ذیل روایات سے پتہ چلتا ہے۔

(۱) **عن عائشۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نھن فی بیت مودود** ایت مسند بن حبان

عن ابن عباس وہو قول عکرمہ ومقاتل (ترجمہ) اہل بیت سے مراد حضرت کی بیویاں
ہیں کیونکہ وہی آپ کے گھر میں تھیں اور یہ روایت ابن عباس سعید بن جبیر نے کی ہے۔ مکرر اور

مقاتل کا قول بھی یہی ہے، ۱۲ تفسیر خازن مصری ص ۲۳ ج ۵

(۲) **أَرَادَ أَهْلَ الْبَيْتِ نِسَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**

(ترجمہ) اہل بیت سے مراد ازواج رسول قبول ہیں۔ ۱۲ تفسیر معالم التنزیل ص ۲۱۳ ج ۵

(۳) **فَانْظُرُوا إِلَى الْمَرْادِ بِهِ بَيْتُ الْكَوْنِ وَالْعُشْبِ لَا بَيْتُ الْقَرَابَةِ وَالْكَسْبِ وَخَيْرُ الْمَرْادِ**

(ترجمہ) اور غور فرمائیے کہ اس سے مراد بیویاں اور گھروالوں والا گھر ہے قرابت اور نسب والا نہیں ہے

(۴) قَالُمُرَادُ بِأَهْلِهِمْ نِسَاؤُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَطَهَّرَاتُ يَلْقُرَائِي الدَّالَّةُ عَلَى ذَالِكَ مِنَ الْآيَاتِ السَّالِفَةِ وَالْآخِرَةِ (ترجمہ) پس مراد البیت سے اہل کو مستورات ہیں کیونکہ سابقہ آیتیں بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔ (روح المعانی ص ۲۲ ج ۲۲)

(۵) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ نَزَلَتْ فِي نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ عِكْرَمَةُ مَوْلَاةٌ بِأَهْلَتِهِ إِنَّمَا نَزَلَتْ فِي الزَّوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ عِكْرَمَةُ لَيْسَ بِالْأَهْلِ تَدَّ هَبُونَا إِلَيْهِ إِنَّمَا هُوَ نِسَاءُ النَّبِيِّ (ترجمہ) ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت آنحضرت کی بیویوں کے متعلق نازل ہوئی ہے عکرمہ نے کہا جو چاہے میں اس کے ساتھ باہر کرنے کو تیار ہوں بات تو یہی کہی ہے کہ آیت پاک آنحضرت کی عورتوں کے حعلق نازل ہوئی ہے اور عکرمہ نے یہ بھی کہا ہے تو گو وہ بات جس کی طرف تم جارہے ہو بلکہ اس سے مراد تو آنحضرت کی نساء ہیں۔ (روح المعانی ص ۲۲ ج ۲۲)

(۶) رَوَى ابْنُ جُرَيْرٍ أَنَّ عِكْرَمَةَ كَانَتْ تَدْوِي فِي السُّوقِ إِنَّ قَوْلَهُ تَعَالَى إِنَّمَا نِسَاءُ النَّبِيِّ نَحْنُ نَزَلَتْ فِي نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ترجمہ) ابن جریر نے کہا بیشک عکرمہ بازاروں میں ندا کرتا تھا کہ یہ آیت حضرت کے ازواج کے حق میں نازل ہوئی ہے تفسیر ابن کثیر، تفسیر ابن سعد۔ تفسیر روح المعانی ص ۲۲ ج ۲۲)

ربا حدیث نساء کا مفہوم سوا اس سے ہمارا انکار نہیں ہے کیونکہ ہمارے مسلک میں نساء انبیاء بھی البیت ہیں آپ کی اولاد بھی البیت ہیں آنحضرت نے چادر کے نیچے جھاگرایا پس بلا کر اس لئے تصریحی طور پر دعا فرمائی تھی تاکہ یہ چل جائے کر بھی البیت ہیں بھدا اللہ ہماری کتابیں ہر دونوں روایاتوں کو جامع ہیں۔

جواب ۲۔ آیات قرآنی کے سیاق و سباق کا متفقہ یہی ہے کہ یہاں البیت سے ازواج مطہرات ہی مراد ہیں اور یہی نظم قرآن کے عین مطابق ہے، ہاں اگر باتبع آنحضرت کی اولاد شامل ہو جائے تو ہمارے مسلک کے خلاف نہیں ہے۔

إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ فِتْنَةَ الْوَلَدَيْنِ - أَمِتْكُمْ - أَسْرَحَكُمْ - يَأْتِ مِنْكُمْ - يَفْتُ مِنْكُمْ
 يُبَايِعُ الْيَقِي كُسْتَنْ إِنَّ الْيَقِيْنَ فَلَا تَقْضُونَ - وَقُرْن - وَلَا تَبْرَحِينَ - وَأَكْفَسَ
 یہ سارے مخاطبات ازواج مطہرات کے لئے ہیں جیسا کہ نیزاء الیقین اور قل لا تروا جلف سے
 عیاں ہے اب اس کے بعد ان احکامات کی غرض کو بیان کیا گیا۔

لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا اور ان کو اہلیت سے
 تعبیر کیا گیا اور فقیر کسی نے خطاب کے آگے چل کر ارشاد فرمایا ہے وَأَذْكُرْنَ مَا يُبَلِّغُنِي بِهِ يَوْمَئِذٍ
 بابر راہلیت سے مراد اپنی مرضی کے مطابق ازواج مطہرات کے علاوہ دنیا اپنے جہل کا مظاہرہ کرتا ہے۔

اس تقریر پر شیعہ اعتراض

اگر اہلیت سے مراد ازواج مطہرات ہوئیں تو ضمیر جمع مؤنث کا کیا سبب کہ یہاں ضمیر جمع مذکر کا
 ہی اس امر کی دلیل ہے کہ اس سے مراد حضرت علی و مرتضیٰ اور حضرت زینب و فاطمہ ہیں۔
 جواب :- پہلے تو اعتراض ہی ردی ہے اس لئے کہ جمع مذکر ضمیر اس لئے نہیں لایا گیا کہ یہاں مخاطب
 حضرت علی و مرتضیٰ اور زینب سے ہے بلکہ فاطمہ جو باقاعدہ فاطمہ کے بعد معنی کے لحاظ سے جمع ہے ہر
 رعایت کے پیش نظر جمع مذکر ضمیر لایا گیا ہے جو کسی طرح فصاحت و بلاغت اور قواعد نحو کے خلاف نہیں ہے۔

دینہ فرمائیے

(۱) اَتَقْبِیْنَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَةً اللَّهُ يَوْمَئِذٍ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَلَهُ الْجَنَّةُ مِمَّنْ كَرِهَ
 اُوت کی طرح اَتَقْبِیْنَ جمع مؤنث کے صیغہ کے بعد علیکم کیوں لایا گیا؟

(۲) غور حدیث کسا میں کہ روایات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَمَّتُهُمْ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي
 فَأَذْهَبَ عَنْهُمْ الرِّجْسَ فَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيرًا میں اَمَّتْ اہلیت کے بعد عَنْهُمْ تَطْهِيرًا کیوں فرمایا؟
 (۳) پردہ دار عالم نے مولیٰ علیہ السلام کو اہل بیت فرماتے ہوئے إِذْ قَالَ لِأَهْلِيهِ امْكُثُوا كَيْونَ فرمایا
 (۴) إِنَّ شَيْئًا مَقَامًا إِلَيْنَا وَمَا كُنَّا مِنْ شَيْءٍ عَرَبٍ نے جمع مذکر ضمیر کیوں استعمال کیا جبکہ

خطاب ہی ایک عورت سے ہے۔

جواب :- کیا اہل تشیع کے نزدیک سب ذیل آیت کے مخاطب بھی معصوم ہیں جہاں کے متعلق یہی اللہ تعالیٰ نے یہی صلی استعمال فرمائے ہیں۔

(۱) ذٰلِکُمْ یَسِیْرٌ لِّیَطَهِّرَکُمْ وَلِیُتِمَّمَ نِعْمَتَهُ عَلَیْکُمْ

(۲) قَدْ یُذْهِبُ عَنْکُمْ رِجْسَ الْفٰثِیْنِ — مَا هُوَ جَوَابُکُمْ فَعَوَّجُوا بِہَا

جواب :- بالفرض ان حضرات کی معصومیت تسلیم ہی کر لی جائے تو باقی آیت کی معصومیت سے متعلق نص صریح پیش فرمائیے۔

جواب :- جب یٰذٰہِبِہِمْ مِیْذَنُ صَاحِبِہِمْ ہے جو زمانہ استقبال کا ماحول ہے تو کیا یہاں معصومیت مرعوم نہیں ہو سکتا جبکہ سب تحقیق شیعہ بیان کلام خدا تعالیٰ کو بدو ہو جائے اور سب کے بدل جائے۔

عصمت آنکہ کرام کے سلسلے میں دوسری دلیل

بحث آیت مباہلہ

آیت مباہلہ :- اَمِّنْ مَا جُلِّفَ فِیْہِ مِنْ یَقِیْنٍ مَا جَاءَ عَلَیْہِ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اٰہِلَنَا وَاٰہِلَکُمْ وَنِسَاءَنَا وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَغِلْ فَنَجْعَلْ لِّفَعۃِ اللّٰہِ عَلٰی الْکَاذِبِیْنَ اہل عراں۔
ترجمہ :- جب تہا سے پاس علم قرآن) اچکا تو اس کے بعد بھی اگر تم سے کوئی اعلیٰ عیسیٰ کے بارے میں بحث کرے تو کہو کہ اچھا یہ سب میں تو ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو، ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو، ہم اپنی جانوں کو بلائیں تم اپنی جانوں کو۔ اس کے بعد ہم سب مل کر خدا کی بارگاہ میں گواہ بنیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔ (ترجمہ فرمان علی شیعہ حاکم منہ مطبوعہ نظامی پریس کھنٹر)

الصدیق نبوی نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن اللہ تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو کوہ علیہ السلام کی طرح مخلوق تھے جو مخلوق ہو رہا ہے ابن اللہ (خدا کا بیٹا) کیسے ہو سکتا ہے جب معاملہ واحد سے زیادہ ہوا تو اتفاق فریقین فیصلہ یہ ہوا کہ دونوں فریق

اپنے اہل دیال اور جماعت کے آدمیوں کو لے آئیں اور میدان میں آکر مبارک کریں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ، حسینؓ، محمدؓ اور سیدۃ النساء کو لے کر میدان میں آگئے جب نصاریٰ نے دیکھا تو گھبرائے اور کہا کہ یہ کون سے آدمی ہیں۔ مختصر اس سے حسب ذیل امور معلوم ہوئے۔

(۱) یہ لوگ معصوم تھے ورنہ ان کو ساتھ لانے کا کیا فائدہ تھا۔

(۲) آنحضرت حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کو اس لئے لائے تھے کہ وہ افسانہ میں داخل تھے یعنی نفس رسول تھے اور حسنینؓ ابناؤں تھے اور حضرت سیدۃ النساءؓ نسا ہیں۔

(۳) جب حضرت علیؓ رسول کریمؐ کے نفس ہوئے تو یقیناً آپؐ کے بعد درجہ خلافت بھی ان کو ملنا چاہیے۔
جواب: اگر مبارک کے روز ساتھ لے جانا مصیبت کے لئے ثابت ہے تو پھر صدیق اکبرؓ اور ان کی اولاد، فاروقیؓ، عظمیٰؓ اور ان کی اولاد، حضرت عثمانؓ اور ان کی اولاد کو بھی معصوم کہنا چاہیے جبکہ ان کو ساتھ لے جانا بھی روایات میں موجود ہے ذیل میں وہی روایت درج کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ فِي هَذِهِ الْآيَةِ تَعَالَوْنَا ابْنَانَا الْآلِیَّةَ قَالِ
نَبَاہُ بَابِیْ بَلْکَرِ وَوَلَدِہٖم وَبَعَثَ وَوَلَدِہٖم وَبَعَثَ وَوَلَدِہٖم وَوَلَدِہٖم وَوَلَدِہٖم۔

(ترجمہ) حضرت امام جعفر صادقؓ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ فرماتا آپ مبارک کے روز صدیق اکبرؓ اور ان کے فرزند حضرت عمرؓ اور ان کے فرزند حضرت عثمانؓ اور ان کے فرزند حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزند کو ساتھ لائے۔ ۱۲ رد استدلال ہی باطل ہے۔ التیسویں مشورہ ج ۲ روح المعانی ج ۱۱
جواب: پیش کردہ آیت مصیبت اور خلافت سے بالکل ساکت ہے اس بنا پر شیعی علماء کو چاہیے کہ اپنے استدلال پر نظر ثانی کریں۔

جواب: حیدر کلا کا ساتھ جانا روایتی بیثبوت سے متفق علیہ نہیں ہے کیونکہ بعض روایات میں ان کا ذکر بھی نہیں۔ جیسا کہ تفسیر طبری ج ۲ ص ۱۹۲ میں ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَدُّنَا جَرِيرٌ قَالَ نَقَلْتُ مِنَ الْكُوفِيِّينَ أَنَّ النَّاسَ يَرُدُّونَ فِي حَوْضِ
نَجْرَانَ أَنَّ عَلِيًّا مَعَهُمْ فَقَالَ أَمَا الشَّعْبِيُّ فَلَمْ يَذْكُرْهُ فَلَا أَحَدٌ يُلَوِّحُ لَنَا فِي أُمِّيَّةٍ
فِي حَلِيٍّ أَوْ كَذَلِكَ فِي الْحَدِيثِ۔

(ترجمہ) جریرہ نے مطہر سے روایت کی ہے کہ لوگ حدیث نجران میں علی رضی اللہ عنہ کی رفاقت اور معیت کا ذکر کرتے ہیں لیکن شیخی نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ خدا جل جلالہ نے باہمی مناقشات کی وجہ سے یا ویسے حدیث میں ان کا ذکر نہیں تھا۔

پس جب روایاتوں کی اتفاق نہ رہا تو استدلال ہی ضروری۔

جواب نمبر ۱۰۔ بالفرض ہم مان لیتے ہیں کہ ان کو یہی لگے لیکن یہ کس روایت میں ہے کہ فلاں لفظ سے فلاں مراد ہے اور فلاں جملہ سے فلاں۔ بھلا راویوں کے تخمین و انداز سے پرہیز عقیدہ کا مدار رکھا جاتا ہے اثبات عقیدہ کے لئے تو نص قرآنی چاہیئے۔

جواب نمبر ۱۱۔ اگر مان لیا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول تھے تو کیا مخالف ہے کہ چچا زاد بھائی پر نفس کا اطلاق نہیں کیا جاتا لیکن یہ کس نے کہا ہے کہ خلافت کا تعلق رشتہ داری سے ہے۔

جواب نمبر ۱۲۔ اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ اس تمام معاملے سے خلافت علی کی طرف اشارہ کرنا مقصود تھا لیکن اشارات سے بھی عقائد کی عقدہ کشائی ہوتی ہے ہرگز نہیں۔

جواب نمبر ۱۳۔ اگر معیت اور رفاقت مصورت کی دلیل ہے تو شبہ ہجرت مدینہ کی اکثر کی رفاقت بطریق اولیٰ ان کی معصومیت پر دلیل بنے گی۔

جواب نمبر ۱۴۔ نفس جمع سے نفس (مفرد) مراد لینا مجاز ہے تب تک مجاز مراد نہیں لیا جاسکتا جب تک حقیقت متعذر نہ ہو۔ پس وجہ تعدد حقیقت بیان کئے جائیں۔

جواب نمبر ۱۵۔ نفس سے مراد نفس علی حقیقی معنی کے لحاظ سے لیا جائے گا یا مجازاً اگر حقیقی طور پر ذکر کرنا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں تو نسبت رسول سے نکاح کے سلسلے میں اشکال وارد ہو گا اگر مجاز ہے تو عقیدہ ثابت نہ ہو گا۔

جواب نمبر ۱۶۔ زیادہ سے زیادہ روایت سے حضرت علی کی فضیلت ثابت ہوگی جس میں حسنین مکرّمین اور حضرت سیدہ بھی شریک ہیں۔ سو اس کے ہم کب سکر ہیں۔

خلاصہ یہ کہ گھاس روایت سے شیعوں کو ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ تو ثابت نہیں ہوتا اور جو ثابت ہوتا ہے اس کا انکار نہیں کرتے۔

بحث سوم

خلافت بلا فصل حضرت علی المرتضیٰ

فریقین کا مسلک

(۱) اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ خلافت کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لشاد کے مطابق قریش میں ہے جس کا وعدہ پروردگار عالم نے کیا تھا اور خبر سرور کائنات نے دی تھی اور انھیں بجا نظر میں رسول قبول کرنے کی اصل سبیل اور ترتیب تخت خلافت پر سب سے پہلے صدیق اکبر جملہ وافر ہوئے آپ کے بعد علی مرتضیٰ عظمیٰ اور بعد حضرت عثمان غنی اور اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ یہ چاروں علیہ السلام اہلسنت کے نزدیک حق پرست تھے اور ان پر دین کی ترقی کا عمل ہے۔

(۲) اہل تشیع نبوت کے بعد امامت کو مانتے ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ کے متعلق ان کا اعتقاد ہے کہ علیہ السلام بلا فصل تھے۔ باقی جتنے خلفاء مگر رہے ہیں نہ تو وہ خلافت کے مستحق تھے اور نہ ان کا خلافت حق ہے اس بنا پر جہاں وہ اذان میں تو حید و رسالت کی شہادت کا اعلان کرتے ہیں وہاں آجکل خلافت بلا فصل اور امیر المومنین کا منظم بھی استعمال کرتے ہیں۔

اہل تشیع امامت کو اصول دین میں تو سمجھتے ہیں لیکن اگر کلام کے اس امر کو ان کی تصور کی طرح پر قرآن میں کلمہ سے ظاہر نہیں بلکہ چند موعود لائل سے چھلا کر اور غلامتے رہتے ہیں قرآن میں ان کے موعود لائل کو پیش کیا جاتا ہے اور ان کی تردید کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے بحث ۹۰ آیت ولایت۔

خلافت بلا فصل پر پہلا شیعہ استدلال

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآيَاتِ هَادُونَ (ترجمہ) جہاں نبوت تھا اور ولی اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ لوگ کرتے والے ہیں۔ (سورۃ المائدہ)

ظہر استدلال۔ دیکھئے یہ آیت بافق تفسیریں فیہ سنی موافق نہایت محبت علی الترضیٰ کی
شأن میں نازل ہوئی ہے کیونکہ یہاں علی کا معنی حاکم ہے اور دلائل بن یقینوں سے موقوف علی الترضیٰ
میں کیونکہ انہوں نے ہی حالت کورع میں زکوٰۃ ادا کی تھی۔

جواب۔ ذوالاستدلال صحیح ہے اور ظہر استدلال کیونکہ اولاً ترجمہ میں مَعْمَلُ الذِّكْرِ کو قبل
سے حال بتانا ہی غلط ہے۔ دیکھئے۔

حَالُ الْمَلِكِ قَدْ تَوَهَّاهُ بَعْضُ النَّاسِ إِنَّ هَذِهِ الْجُمْلَةُ فِي مَوْضِعِ الْحَالِ وَلَوْ كَانَ
كَذَلِكَ لَكَانَ دَفْعُ الزَّكَاةِ قَبْلَ الذِّكْرِ أَفْضَلَ مِنْ غَيْرِهِ لِأَنَّهُ مُنْذُوحٌ (مسلم بخیر) (۷۱)
(ترجمہ) بعض لوگوں کو وہم ہوا ہے کہ قبلہ حال ہے بلکہ مقدمہ سے سارا لکھا گیا ہے اور تو بھی زکوٰۃ کا
کرنا حالت کورع میں افضل ہوتا۔

(۷۱) کی شیوہ کے نزدیک ادا کیے زکوٰۃ بحالت کورع افضل ہونا کسی معتبر کتاب میں یا سند صحیح سے
ثانیاً یہ کہ اتفاق تفسیریں غریبیں کا دعویٰ کرنا ہی غلط ہے کیونکہ علماء دین میں اکثر اس قسم کی
روایتیں نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں وَلَيْسَ يَصِحُّ شَيْءٌ مِنْهَا بِالنُّكْلِ جِلْدُهَا كَسَانِدِهَا
وَجَمَاعَةُ رِبَايَاحَ (تفسیر بخیر ۲ ص ۵۲) یعنی یہ سب روایتیں غیر صحیح ہیں اولاً یہ کہ ان روایتوں کی
سندیں ضعیف ہیں۔ ثانیاً یہ کہ ان کے رجال مبہول ہیں۔ لہذا شیوہ بن روایات سے دلیل لیتے ہیں
وہ ہمارے نزدیک قابل اعتبار نہیں اور ان کی کتب پر میں اعتماد نہیں۔

شیعی استدلال پر اہلسنت کے چند اعتراضات

(۱) اہل تشیع کے نزدیک مسئلہ امامت اصولی مسئلہ ہے مگر ہمارے روایات فقیر سے ثابت کرتے ہیں
جب تک قطعی مسئلہ کے لئے قطعی دلیل پیش نہ کی جائے استدلال غیر ہم ہے لہذا اگر جنت ہے تو الکلام
کی امامت کی قطعی دلیل پیش کیجئے۔

دخترائے گاندھلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

(۲) جس معنی کی بنا پر حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل ثابت کی جا رہی ہے وہاں اکثر کی عبارت کے مطابق باطل ہے لہذا استدلال میں ایسا معنی پیش کیجئے جو مسلم بن افریقین ہو۔

(۳) مقبول ترجمہ ج ۲ ص ۲۲۰ دل کا معنی مالک اور ترجمہ فرمان علیؑ میں مالک سر پرست کیا گیا ہے اگر شیعوں کے نزدیک یہ معانی صحیح ہیں تو قرآن پیش کئے جائیں۔

(۴) جب اس آیت سے پہلی آیت یا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْیَہُودَ وَالنَّصَارَیْ میں دل کا معنی درست لیا گیا ہے تو یہاں بھی وَلِیْکُمْ سے حامی اور درست مراد کیوں نہ لیا جائے اتنا ہی وجہ بیان کیجئے۔

(۵) وَلِیْکُمْ میں ولایت کا تعلق جس طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اسی طرح اس کے پیارے رسول مقبول اور حضرت علیؑ کے ساتھ ہے۔ خلیفے ولایت خدا ولایت رسول اور ولایت علیؑ کے مابین مفہوم اور مطلب کی حیثیت سے تفاوت بھی ہے یا نہ، یعنی یہی حاکمیت خدا کو حاصل ہے وہی حضرت علیؑ کو حاصل ہے یا نہ اگر حاکمیت یکساں ہے تو اس کا بطلان ظاہر ہے کیونکہ اگر صحیح ہے اور اگر یکساں نہیں تو لفظ مشترک النہوم سے کیا متعدد معانی لینا کس کتاب میں لکھا ہے واضح کیجئے۔

(۶) اگر اس آیت سے بقول شما ولایت علیؑ بلا فصل ثابت ہو رہی ہے تو فرمائیے بعد از وفات رسول مقبول صل اللہ علیہ وسلم حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دعویٰ میں اس آیت کو کیوں نہ پیش کیا۔

(۷) اس آیت میں زکوٰۃ سے مراد زکوٰۃ مفروضہ ہے یا فعلی مقدمہ ہے اگر زکوٰۃ مفروضہ ہے تو پہلے حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کو مالدار صاحب نصاب ثابت کیجئے اور اگر فعلی مقدمہ ہے تو یقیناً یہ ثابت ہے اور مجازاً ملایا جا سکتا ہے جب حقیقت متعذر ہو یہ حال ہر دو شیعوں میں جو کسی شیعہ امتیاز کر دے دوسری شیعہ کی تردید لازم آئے گی۔

(۸) قرآن مجید میں ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰتٰی صَلٰوَتُہُمْ کَاٰتِیٰہُمْ وَہُمْ عَلٰی حَالِہُمْ دٰکِرُوْنَ میں ان کے زکوٰۃ میں خلل و خرابی شروع ہے۔ فرمائیے آپ نے ایسے امر کا ذکر کیا کیوں کیا۔

(۹) وَہُمْ نٰلِکَیْہُمْ۔ جب قرآن مجید میں جمع کے صیغے سے لایا گیا ہے تو آیت کو عموم سے نکال کر

ایک فرد پر بند رکھنا کس قاعدے کے ماتحت ہے۔

(۱۰) اگر انما کلمہ صرف غلالت علی المرتضیٰ پر دلالت کرتا ہے تو باقی یا زدہ ان کی تلج پوٹھی سے متعلق آیتیں لائیے ہا تو ابرکھا لکم ان لکم صا دقین۔

(۱۱) غلطی کا معنی ایسا کہ کہاں لکھا ہے اشہد ان علیا ولی اللہ میں بھی حکومت مراد ہے۔

(۱۲) یہ آیت تو قبول عکرم ابو بکر کے شان میں نازل ہوئی ہے اور بروایت محمد باقر مہاجرین و انصار کے حق میں، لہذا استدلال کی توثیق کے دلائل بیان کیجئے۔

(۱۳) حضرت علیؑ کے متعلق نزولِ آیت کا مدعی صرف ثعلبی ہے۔ متفقاً قولِ مستترین کی مدوعی وہ مجروح اور حاطب التلی کا خطاب یافتہ ہے۔ حضرت حافظ ابن تیمیہؒ منہاج السنۃ میں اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں وَصَحَّحَهُ بَعْضُ الْكُتَّابِ۔

حضرت حافظ ابن حجر العسقلانی انکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اسے ازالۃ الخفاء میں موضوع لکھا ہے۔

حضرت امام فخر الدین الرازی نے تفسیر کبیر میں اسے منوع کہا ہے۔

چیت یار ابن طریقت بعد از یہ تدبیر ما

خلافت بلا فصل پر و سر شیعہ استدلال

بحث آیت مَوْكَدَّةٌ فِي الْقُرْبَىٰ

(۱) قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ (مغربی) کہہ دیجیے کہ

میرے مصلحتی انتہیں سوال کرتا میں تم سے تبلیغ پر مگر رشتہ داری میں محبت کا!

طرز استدلال :- فیہم کہتے ہیں کہ آیت کے معنی یوں ہیں (اے لوگو میں تم سے کوئی

اجرت تبلیغ پر نہیں مانگتا مگر رشتہ داروں کی محبت) اور ظاہر ہے کہ مظاہرہ محبت تب ہوگا جب حضرت علی المرتضیٰؑ کو تبلیغ بلا فصل تسلیم کیا جائے۔

جواب :- جیسا استدلال دیس طرز استدلال کیونکہ اس آیت میں سخت علی التقرضی کی خلافت کا ذکر نہ ملتا ہے نہ اشارت کہاں محبت قرنی اور کہاں عقیدہ خلافت بلا فصل ۔
 جواب :- اہل تشیع کا کیا ہوا معنی تب قابل تسلیم ہوتا اگر آیت میں الا المودۃ فی ذوی القربی ہوتا لیکن پھر بھی خلافت کا مفہوم ہرگز ثابت نہ ہوتا ۔

شیعی استدلال پر الہست کے چند اعتراضات

(۱) اگر آیت کا مفہوم اسی طرح مان لیا جائے تو قَدْ مَا أَسْتَنْكَرُ عَلَیْكُمْ آجُرَ کا کیا معنی ہوگا جبکہ اس آیت میں مطلقاً ہر تالیقی علی التبلیغ سے نفی کی گئی ہے ۔

(۲) اگر مطلقاً حضرت کے رشتہ داروں کی محبت واجب ہے اور یقیناً واجب ہے تو ہم پہنچنا چاہتے ہیں کہ نہیں اولاد حسن و حقیل اور شیخ عبد القادر بیلانی سے کیوں محبت نہیں ہے کیا وہ رشتہ داران رسول مقبول سے خارج ہیں ۱۲ ۔ حالانکہ الہست کے نزدیک سب کے سب قابل اتباع ہیں ۔ ولا اتباع بدوۃ المحبۃ ۔

(۳) محبت میں مفہوم خلافت کہاں پوشیدہ ہے ۔

(۴) اگر آیت سے بالفرض خلافت مراد ہو تو نزولِ کرامت کے وقت مراد ہوگی یا بعد میں اگر نہ نزولِ الایات مراد ہو تو یقیناً خلافتِ حق و نقل ہے کیونکہ اس وقت حکومت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور اگر بعد از وفات رسول تو بلا فصل کی تصریح کہاں کہیں ہے ۔

(۵) کیا اسی آیت سے اولادِ حسن و حقیل کی امامت ثابت ہو سکتی ہے یا نہ اگر نہیں ہو سکتی تو کیوں ۔ اور اگر ہو سکتی ہے تو انحراف کدہ بیان کیجئے ۔



بحث آیت تبلیغ

خلافت بلا فصل پر شیعہ استدلال

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (ترجمہ) اے رسول مکرم! تم میرے رب نے محمد پر بھیجا ہے پہنچا دے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو رسالت کا حق ادا نہ کیا۔

طرز استدلال :- شیعوں کہتے ہیں کہ بعد از نزول سے واپسی پر آنحضرت جب مقام قم غدیر پر پہنچے تو خبر پڑی تھیں کہ آپ کی طرف سے حضرت علیؑ کی خلافت کا پیغام لے کر نازل ہوئے۔ اور دیباچہ رسالت میں عرض کیا کہ آپ اعلان فرمادیجئے آپ نے عند فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ شاید لوگ خلافت علیؑ کا اعلان سن کر قتال پر آمادہ نہ ہو جائیں چنانچہ جبریل امین آپ کے جواب میں یہ آیت لے کر نازل ہوئے پھر آپ نے ہمیں الفاظ اعلان فرمایا :-

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَعَلَيْ مَوْلَاكَ اللَّهُمَّ قَالَ مَنْ وَالَاَهُ وَمَا دُونَ مَا كُنْتُ
یعنی جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ مولا ہیں اے اللہ درست رکھا سے جو علیؑ کو درست رکھے اور دشمن رکھا سے جو اسے دشمن سمجھے۔

جواب :- آیت کے الفاظ میں نہ تو علیؑ کی طرف اشارہ ہے اور نہ ان کی خلافت کا اگر ہے تو فقط تبلیغ ما انزل الیہ کا اور قیدنا بغیر مسئلہ تو حید و فیو کے لکھ کر نہیں اسی قصہ کے لئے تمام انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے گئے آیت کے اصل منہم کو بھی دوسری طرف لگا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔
جواب :- اس آیت کے حلق یہ دعویٰ کرنا کہ قم غدیر کے مقام پر نازل ہوئی ہے غلط ہے۔
بلاں سے کہیں جس پہلے نازل ہوئی ہے کہ نہ حافظ علامہ ابن کثیر نے تردید و فیو سے نقل کیا ہے کہ

خدایا این نبوت رات کو حضرت کی پاسبانی کیا کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے بالانذار سے سر مبارک نکال کر فرمایا کہ تم لوگ واپس چلے جاؤ میری حفاظت کا اللہ نے وعدہ فرمایا ہے صوالحاکم فی السنہ کہ اگر شیعوں میں ہمت ہے تو وہ ثابت کریں کہ یہ آیت تم غدیر کے موقع پر نازل ہوئی ہے۔

شیعی روایات کے جوابات

جن روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُرت اعلان تبلیغ غیر خرم کے لئے نازل ہوئی ہے ان میں سے ایک روایت ابو سعید خدری کی ہے جس کا راوی علیہ ہے۔ نبی نے میزان الامتدلال میں اُسے ضعیف لکھا ہے ابو ذرؓ سالم ہارثی اور ابن عبد بنی نے اسے شیعہ لکھا ہے ابو داؤد فرماتے ہیں غیر محمد علیہ شخص تھا۔

دوسری روایت ابن عباس سے ہے جس کا راوی کلث بن علی صلیح ہے۔ بخاری کہتے ہیں کلث بن علی نے کہا جتنی روایتیں میں ابو صالح سے کروں وہ جھوٹی ہوں گی۔ نیز یہ ابن کثیر بھی کلثی سبائی فرماتے کافر تھا۔

تیسری روایت برابر بن عازب سے ہے جس کا راوی ابو بکر بن عیاش ہے میزان الامتدلال میں ہے کہ وہ لعلی کا تھا آخر میں اس کا مانتہ خراب ہو گیا تھا۔ مزید تفصیل تصویر الشیعہ میں دیکھی جائے۔

شیعی استدلال پر اہلسنت کی طرف سے چند اعتراضات

(۱) خلافت بلا فصل شیعوں کے نزدیک اصولی مسئلہ ہے لہذا اگر حجت ہے تو ولایت علی المرتضیٰ کا ذکر نص قرآنی سے ثابت کیجئے۔

(۲) اگر آیت مذکورہ کا نزول ختم غدیر کے موقع پر تسلیم کر لیا جائے تو اصول کافی میں اسکی سب ذیل روایت کا جواب دیکھئے۔۔۔ ثُمَّ نَزَلَتْ الْوَلَايَةُ فَإِنَّمَا أَنَا ذَٰلِكَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ بِحَقِّكَ
إِلَى قَوْلِهِمْ فَذَٰلِكَ يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَيِّنْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ (ترجمہ صحیح) اس کے بعد نازل ہوئی ولایت اور یہ حکم آنحضرتؐ کے پاس جمعہ کے روز آیا۔

عجب شکل میں آیا جس نے والا جیہ دل کا

(۳) اگر خلافت علیؑ سے متعلق پروردگار عالم نے آنحضرتؐ کو تبلیغ پر مجبور کر دیا تھا تو پھر حسب ذیل روایت کا کیا جواب ہے۔ — قال ابو جعفر علیہ السلام ولایۃ اللہ اسما الی جبریل واسما جبریل الی صلی اللہ علیہ وسلم واسما معتمد الی علی واسما الی من شاء ثم انتم تدعون ذالک (ترجمہ) امام باقرؑ نے فرمایا کہ ولایت الہی یعنی سند امامت ایک راز تھا جسے خدا نے حضورؐ کو بطور راز بیان کیا اور حضورؐ نے حضرت علیؑ کو بطور راز کے اور حضرت علیؑ نے جسے چاہا بتایا مگر اب تم لوگ اسے مشہور کر رہے ہو ۱۲ (مولانا صاحب) فرمائیے اگر انشاء ہی مقصود تھا تو تبلیغ کی تاکید کیوں اور اگر ظاہر کرنا تھا تو سلسلہ وار انشاء کیوں آپ ہی اپنے اس طریقہ عمل کو دیکھیں ہم اگر عرض کریں گے تو نکالت ہوگی

(۴) وہ کونسی صیبت تھی جس سے حضرت علیؑ اللہ علیہ السلام غائب ہوئے تھے پھر کیا انہما کے بعد وہ مخالفت نامہ نبوت میں ظاہر ہوئی یا نہ اگر مولیٰ تو کون اور اگر نہیں ہوئی تو نبوی امانہ غلط ہوتا ہے۔ — ہاں ہر چغلی کو

خلافت بلا فصل پر چوتھا شیعی استدلال

وَقِفُّوْهُمْ اَنْ يَّكُوْنُوْا مُسْئِلُوْنَ ۝

طرز استدلال :- حضرت ابی سعید الخدریؓ سے روایت ہے اِنَّهُمْ مَسْئِلُوْنَ فِيْ وَلَا يَخْرُجُ عَنْ اِيْنِ خَالِبٍ مَّعْلُوْمٌ ہُوَ اَنَّ حَضْرَتَ عَلِيٍّ الرِّضِيِّ کِیْ خِلَافَتِ بِلَا فِصْل ہِے۔
اقتراض علیؑ یہ روایت قابل قبول ہے اسلئے کہ اس کے رواۃ جاہل ہیں صحیح روایت پیش کیجئے۔
اقتراض ث :- جب آیت کا سیاق و سباق سوال عن الایمان پر دلالت کرتا ہے تو اس کے مراد لینے

خلافت بلا فصل پر پانچواں شیعی استدلال

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوا مِثْلِي بِسُزْكَةِ هَاطِدَاتٍ مِثْلِي مُؤْمِلِي إِلَّا نَتَهُ لَا يَنْجِي بَعِيْرِي رَهْمَارِي وَمِسْلَمِ

(ترجمہ) حضرت علیؑ نے حضرت علیؑ سے فرمایا تو راضی نہیں ہو تا کہ تو مجھ سے بزرگ
باروں کے ہونے سے لیکن بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

طراز استدلال :- میں طرح باروں علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے اسی طرح
حضرت علیؑ بھی حضرت رسول کریمؐ کے خلیفہ تھے۔

جواب :- اگر امان النظر سے دیکھا جائے تو حدیث میں خلافت بلا فصل کا کوئی تذکرہ نہیں
ہے اگرچہ تو مرنیکا آپؐ نے حضرت علیؑ کو خلافت الہیت کے لئے مقرب فرمایا اور یہ بسبب قربت
داشتہ داری کے تھا اور اس پر قرینہ کما سی حدیث کے اوائل جملوں میں حضرت علیؑ نے عرض کی کہ آپؐ
غزوہ تبوک کا قصیر بیان فرما رہے تھے یا رسول اللہ! اَخْلَقْنِي فِي الشَّكْرِ وَالْحُبِّ (وہ) یا
رسول اللہ! کیا آپؐ مجھے غور توں اور بچوں میں اپنا خلیفہ مقرر کرتے ہیں جس کے جواب میں آپؐ نے
یہ جملہ فرمایا اور حضرت علیؑ کے قول کی تردید نہ کی۔

ورنہ فرمائیے

(۱) حضرت باروں علیہ السلام کی خلافت تو حدیثی علیؑ کی علی الترضیٰ کی خلافت بھی ازین قسم تھی۔
(۲) باروں علیہ السلام کو حضرت موسیٰؑ کی زندگی میں پہلی ملک عدم ہو چکے تھے اگر اس خلافت سے
خلافت جیدری کو تشبیہ دی جائے تو فرمائیے کیا تشبیہ اور استنباط صحیح رہیں گے۔ خلافت بلا فصل
کے متعلق فقہر استدلال میں نے کلمہ بیٹھے ہیں اور جوابات بھی۔ مزید تفصیل کے لئے میرا رسالہ
خلافت بلا فصل کی حقیقت“ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت علیؑ الترضیٰ کی خلافت بلا فصل متعلق الہدٰی کی طرف سے فرقی پر چند اعتراضات

(۱) اللہ تعالیٰ اپنے عہد میں پکا ہے إِنَّكَ لَا تَخْلُقُ لِلْعِبَادِ (احقران) ایمانے عہد سے اُکھل
چیز نہیں ہو سکتی۔ معرفت دینی بفسخ الاحرام (قول امیرؑ) جب خدا تعالیٰ نے آیت استخلاف میں
خلیفہ حق کے انتخاب و تعیین کا وعدہ فرمایا تھا اور سب قول شیعہ مستحق خلافت حضرت امیرؑ کی الترضیٰ

کے سوا اور کوئی نہ تھا تو فرمائیے خدا تعالیٰ کو اس پر عمل کرنے سے کس نے روک لیا۔

(۲) خلافت بلا فصل اگر علی المرتضیٰ کا حق تسلیم کیا جائے تو فرمائیے کیا قرآن مجید میں اس سے متعلق صریح نص وارد ہے یا لحاظ تعلق و رشتہ داری، علی سبیل الاول دلیل لائیے۔ اگر رشتہ داری کا لحاظ ہے تو سب سے زیادہ مقدار حضرت کے چچا پاک حضرت عباسؓ تھے فرمائیے ان کو کیوں محروم کیا گیا۔

(۳) اگر خلافت بلا فصل واقعی حضرت علی المرتضیٰ کا حق تھا تو کیا حضرت علیؓ کے ارشاد میں اللہ تعالیٰ نے حق سے کہیں بازو رکھتے تھے کیا آپ کا بندہ ابیہاں حضرت حسینؓ سے بھی کم تھا۔

(۴) اگر ان کی خلافت خلافت حق اور خلافت شیعہ کی خلافت جبارانہ اور ظالمانہ تھی تو فرمائیے حضرت علی المرتضیٰ نے منبر نبویؐ کو ظالموں اور فاسقوں کے حوالے کر کے کون کیوں کام لیا جبکہ قرآن میں وارد ہے
وَلَا تَرْكِبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَلْيَمَكِّنْكُمْ اللَّهُ لِسَانَهُمْ

وہ جھکو ظالموں کی طرف ورنہ تم کو آگ بجھٹ سکی۔

(۵) إِنَّ الدِّينَ يَكُونُ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ الْكِتَابِ وَيُشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا وَلَوْلَا ذَلِكَ مَا بَاقُوا فِي بُلُوكُمْ إِلَّا النَّارُ لَا يُكَلِّمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ (البقرہ) (ترجمہ) جو لوگ ان قرآن کو جو خدا نے قرآن میں نازل کیا ہے بھپاتے ہیں اور اس کے بدلے تمواری سی قیمت لے لیتے ہیں یہ لوگ انگوٹوں سے اپنے پیٹ بھرتے ہیں اور قیامت کے دن خدا ان سے بات تک نہ کرے گا۔ (حاشیہ فرمان علی شیعہ منہگ)

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ حق کو چھپانے والے خدا تعالیٰ کے نزدیک نہ صرف مجرم ہیں بلکہ معذّب بھی ہوں گے۔

اگر قبول شیعہ خلافت بلا فصل کے متنی حضرت علی المرتضیٰ تھے تو آپ نے کہاں حق کیوں کیا؟

(۶) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفْرَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (کے ہمیشہ نظر فرمائیے حضرت علی المرتضیٰ نے مدینہ و فاروق کے خلاف اعلان جنگ کیا یا نہ اگر کیا ہے تو ثبوت لائیے اور اگر نہیں کیا تو وجہ بتائیے۔

(۷) اگر حضرت امیر کی خلافت واقعی بلا فصل تھی تو لوگوں کے مطالبہ بیت پر کچے سب غریب بیان کیوں دیا۔

أَنَا لَكُمْ دُونِ حِرٍّ أَوْ خَيْرٌ لَّكُمْ وَنَحْوُكُمْ (شیخ البلاغۃ ص ۲۲)

(ترجمہ) میرا وزیر رہنا تمہارے لئے میرے امیر رہنے سے بہتر ہے۔

جب آپ کی امامت مخصوص منشد تھی تو اس بیان دینے کا کیا نائدہ ؟

(۸) اگر حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت و امامت بحکم خدا تھی تو آپ نے کیوں فرمایا: وَأَنْتُمْ مَا كُنْتُمْ

بَنِي فِي الْخِلَافَةِ رَغْبَةً وَلَا فِي الْوِلَايَةِ إِزْيَةً (شیخ البلاغۃ ص ۵۱۹) خدا کی قسم نہ تو

مجھے خلافت کرنے میں کوئی رغبت ہے اور نہ ولایت میں عاصمت ہے۔

فرمائیے کیا حضرت علی المرتضیٰ کو فیصلہ خداوندی منظور نہ تھا جبکہ تمام شیعوں کے نزدیک ان

کی امامت مخصوص تھی۔

(۹) شیخ البلاغۃ میں ہے دَعَا تَمُوْنِي إِلَيْهَا وَهَيَّئْتُ لَهَا رَأْسَ قَوْمٍ تَمُّ لِي فِيهَا

خلافت کی طرف بلایا اور اس پر مجھے براہیگیختہ کیا۔

اگر خلافت مخصوص منشد تھی تو آپ نے ایسے کلمات کیوں فرمائے کیا واقعی دوسروں کے اصرار

اسے مجبور ہو کر آپ نے اس خلافت مقبول فرمایا۔

(۱۰) اگر بقول شیخ حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت مخصوص تھی تو آپ نے قتل عثمان کے بعد مطالبہ بیت

کے جواب میں دَعَا تَمُوْنِي قَاتِلِمْ مَوْتِي (شیخ البلاغۃ ص ۱۸۱) (مجھے چھوڑ دو کسی اور کو میرے سوا تلاش

کرو) کیوں فرمایا۔

(۱۱) اگر خلافت جہد ری مخصوص فی حق تو آپ نے إِنْ كُنْتُمْ كُفَرْتُمْ فَمَا نَا كَايِدِكُمْ وَنَعْلُ أَسْعَفُكُمْ

وَأَمْوَالُكُمْ (شیخ البلاغۃ ص ۱۸۱) (اگر تم نے مجھے چھوڑ دیا تو میں تمہارے ایک جیسا خادم رہوں گا

بلکہ شاید میں تم سے امیر کا زیادہ فرمانبردار اور خدمت گزار رہوں گا) کیوں فرمایا۔

(۱۲) جن جن روایات میں خلافت علی المرتضیٰ کا ذکر موجود ہے وہ مسلم ہیں ائمہ یقین ہیں لیکن اگر ہمت

ہے تو روایت صحیحہ میں خلافت بلا فصل کا لفظ دکھائیے۔

(۱۳) جب عباسؓ اور البرصیاءؓ نے حضرت علیؓ سے بیعت کے متعلق کہا تو حضرت ائیرنے حسب ذیل جواب دیا۔
 هَذَا مَا أَجِئْتُ لِقَائِهِ يَغْصُ بِهَا أَكْطُهَا وَمُجْتَنِي التَّمَدُّو لَغَيْرِ دَقَّتْ إِيَّاهَا
 كَالنَّوْلِ عِ يَغْيِرُ أَرَضِهِمْ نَحْيُ الْبِلَادِ مَطْبُوعًا سَقَامَ مَرِي مَسْلًا (ترجمہ) یہ خلافت تلخ پالی ہے
 اور ایسا قدر ہے کہ کھانے والے کا گلہ پڑتا ہے۔ میوے کے پختہ ہونے سے پہلے جو شخص اسے توڑ
 لیتا ہے اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی دوسرے کی زمین میں کھیتی کر رہا ہو۔

ظفر الاستدلال :- اگر آپ کے نزدیک خلافت ان کا ہی حق تھا تو آپ نے یہ کیوں فرمایا کہ اب میرا خلافت کا قبول کرنا ایسا ہے جیسا کہ پہلے کو توڑنا اور دوسرے کی زمین میں کھیتی کرنا ۔

بحث چہارم

مسئلہ خلافت خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین

آیت استخلاف

دلیل ۷۔ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
 فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ
 وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ هَضَرَ
 بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (سورة اودہ ۲۰ ترجمہ) وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان
 لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور عمل کئے ہیں انہوں نے اچھے ضرور ان کو خلیفہ بنائے گا
 زمین میں جس طرح خلیفہ بنایا تھا ان لوگوں کو جنوں سے پہلے گزرے اور ضرور عبادے گاہاں کیلئے ان کے پس
 دین کو جس کو ان کیلئے پسند فرمایا اور ضرور بدل دے گا اور کے بدلے امن میری بندگی کریں گے میرے ساتھ
 کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جس نے اس کے بعد ناشکری کی پس یہی لوگ حد سے گزرنے والے ہیں۔
 طرز استدلال :- اس آیت میں حسب ذیل کلمات قابل غور ہیں۔

ظنرا استدلال :- اس آیت میں حسب ذیل کلمات قابلِ غور ہیں۔

جس کا کوئی سمجھدار انسان انکار نہیں کر سکتا۔

تاہم علیہ السلام پاکستان کا رشا و گرامی بز عاشر قرآن ترجمہ شیخ البیضا سادہ المکرّم حضرت مولانا
ضمیر احمد صاحب عثمانی لکھتے ہیں۔۔۔ الحمد للہ یہ وعدہ الہی چاہوں چاہوں کے ہاتھوں پورا ہوا اور
دنیا کے اس عظیم ارشاد پیشینگوئی کے ایک ایک حرف کا مصلوق اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

آیت استخلاف کے ضمن میں چند زبردست استدلال

استدلال علیہ شیعہ کی معتبر کتاب مائتہ میں معنی جیل التخریج موجود ہے کہ اس
خلافت سے مراد وہ خلافت ہے جو سرور کائنات کی وفات کے بعد خلفاء کو نصیب ہوئی جو تین خلفاء
علامہ کی خلافت کے لئے مثبت ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

لِيَسْتَفِيزَهُمْ فِي الْأَرْضِ

اگر بقول شیخ صرف امام مہدی یا حضرت علیؑ مراد ہوتے تو لفظ خلافاً لاسے کی کوئی وجہ نہ تھی۔

استدلال ۲۔ الخليفة الشاهان الأعظم امام مظهر ہے کہ سلطنت اسلامی کی نعمت ہے

ہوئی ہے تو غلامانہ شلٹاؤ کے وقت ہیں۔

استدلال ۳۔ کہ لَبَسُوا خَلْقًا لَّهُمْ ذِيلٌ میں صامع تفسیر بمعنی ابیان (شید) لکھتے ہیں

ای اَرْضِ الْفَلَاہِ مِنَ الْعَرَبِ وَالْعَجَبُ خدایا قسم اگر شیعوں میں تو ایسی انصاف کا بارہ ہے تو
بیت پریم کے ان کو بارہ نہیں ہے گا کیونکہ عرب و عجم کی اگر شاہی نصیب ہوئی تو خلفاء حقہ کو۔

استدلال کے۔ اہل تشیع کے معتد مفسر علامہ کا شانی آیت مذکورہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

و در اندک زمانی حق تعالی بوعده مومنان و فغانود جزا از عرب و دیار کسری و بلاد روم بدیشان

اور ذاتی فرمودہ ہے۔ یعنی تھوڑے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور عرب کے جزیرے اور

کسرتی کے مکانات اور مردم کے بہت سے شہر ان کو عنایت فرمائے۔

استدلال ۵۔ شیعی تفسیر مجمع البیان میں ہے وَالْمَعْنَى لِيُورِثَهُمْ

أَرْضَ الْكُفَّارِينَ مِنَ الْعَرَبِ وَالْعَجَرِ يَجْعَلُهُمْ سَكَنًا هَؤُلَاءِ كُفَّارُ الْعَقْلِ خَلَقَ اللَّهُ الْإِنْسَانَ كَوْنًا
عرب و عجم کے کافروں کی زمین کا وارث بنائے گا پس وہ خلفاء حق بموجب وعدہ الہی ان میں رہیں گے
اور وہاں کے بادشاہ ہوں گے۔ ۱۶

بتائیے خلفاء مارید کے علاوہ یہ رتبہ کسی اور کو نصیب ہوا۔

استدلال ملکہ و غزوہ روم کے متعلق جب امیر المؤمنین علی المرتضیٰ سے فاروق اعظم نے اپنے
جانے کے متعلق مشورہ فرمایا تو آپ نے جواب میں جہاں اور چند تفصیل بیانات دیئے وہاں یہ بھی فرمایا۔
وَقَدْ تَوَكَّلَ اللَّهُ لَا خَلِيلَ هَذَا الدِّينِ بِأَعْزَازِهِ الْعَوْدَةِ وَكَسْرِ الْعَوْدَةِ (یعنی) بیشک
ضامن ہوا ہے اللہ اس دین داخل کی جماعت کو عزت اور غلبہ دینے کا، جو سکتا تھا کہ شیوعہ حضرات اس
کی تائید کر کے کچھ اور مطلب بیان کرتے لیکن خدا کا فضل ہے ابن شمیم بحرانی شاریع منہج الہدایہ نے
محدوثی سے تشریح کر کے بھی گڑھی مٹا دیا۔ کہتے ہیں — وَطَعْنُكُمْ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى
وَسَدَّ اللَّهُ الدِّينَ آمَنُوا وَاسْكُتُوا یعنی یہ عبارت اس آیت قرآنی کی تشریح ہے وہاں خدا تعالیٰ نے
جو سادہ و کیا محتاج اسی کی تشریح حضرت علی المرتضیٰ اپنے بیان سے فرما رہے ہیں۔

خلفاء راشدین کی خلافت حق پر اہلسنت کی طرف دوسرا استدلال

قُلْ يَلْبِسُ خُلَفَاءُ مِنَ الْأَعْرَابِ سُنَدَ عَوْنٍ إِلَى قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَرٍّ مِنْ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْتُوا
أُولَئِكَ مِنْ قِبَلِكُمْ يَلْبِسُوا إِلَيْكُمْ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ قُلْ يَلْبِسُوا إِلَيْكُمْ
يَعْتَذِرُ بَكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا (یعنی) تم ان بھیچے رہ جانے والے بدوں سے کہہ دو کہ غریب تم ایک
بڑی سخت لڑاکا قوم کی طرف جلتے جاؤ گے دیا تو تم ان سے لڑو گے یا وہ اسلام لے آئیں گے پھر اگر تم
اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو بہت ہی اچھا اجر عنایت فرمائے گا اور اگر تم اسی طرح روگردان ہو جاؤ گے
جیسا کہ پہلے روگردانی کر چکے ہو تو تم کو دردناک عذاب سے مستوجب کرے گا۔

طرز استدلال۔ اس آیت میں عرب کے ان قبائل کے نام خلافت پیغام دیا گیا ہے

طرز استدلال :- اس آیت میں مظلوم بہاجرین کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی غیر مسلم افکار میں گواہی دی ہے اور مکرہین توحید کے ساتھ ان کو جہاد کرنے کی اہمیت فرمائی ہے اس پر بس نہیں بلکہ ان کو نصرت و حمایت کا وعدہ دیا گیا ہے اور علی سید الانبیاء ان کی خلافت و حکومت کا ذکر بھی فرما دیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نہایت ہی مہربانی کے ساتھ پورا کیا اور ان کو دینی خلافت اور ارضی حکومت پر متمکن فرمایا۔ کمالاً یغنی علی ارباب البصیرۃ۔

خلافت راشدہ کی حقانیت پر چوتھا استدلال

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا لَنَنبُوهُنَّ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً
وَأَلْجَأُوا إِلَى الْيَمِّ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ————— (ترجمہ چھٹا) جن لوگوں نے دُکھ کے
ظلم پر ظلم ہونے کے بعد اللہ کی خوشی کے لئے گمراہ چھوڑا ہم ان کو دنیا میں ضرور اچھی جگہ بخلائیں گے
اور آخرت کی نیک تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے (ترجمہ فرمان علی شیعہ)
طرز استدلال :- مظلوم بہاجرین سے بارگاہ خداوندی سے جو وعدے کئے گئے ہیں۔ دنیا
میں باعزت مقام اور آخرت میں نہایت اور ظاہر ہے کہ دنیا کا باعزت مقام اگر ہے تو یہ خلافت
اور حکومت ہے اور الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔

خلفائے اربعہ کی خلافت پر پانچواں استدلال

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ
وَيُحِبُّونَهُ ذُلُّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَسْرَءُ عَلَى الْكَافِرِينَ يَاجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا
يَعَا فُتُونَكُمْ لَا يُمِيزُ بَيْنَهُمْ اللَّهُ يُوَفِّيهِمْ مِنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ قَاسِمٌ عَظِيمٌ

(ترجمہ چھٹا) اے ایماندارو! میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو غریب ہی اللہ تعالیٰ
ایسی قوم کو ظاہر کر دے گا جنہیں خدا دوست رکھتا ہوگا اور وہ اس کو دوست رکھتے ہوں گے۔ ایمانداروں

کے ساتھ منکسر اور منکریں کے ساتھ سخت کڑے خدا کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کچھ پرواہ نہ کریں گے یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دے دیتا ہے اور خدا تو بڑی گنجائش والا واقعہ کار ہے (المانہ)

طرز استدلال اس آیت میں ان لوگوں کی مدح و توصیف کی گئی ہے جن لوگوں نے مرتدین سے قتال کیا اور ظاہر ہے کہ مرتدین سے اگر جہاد کیا تو خلیفہ اول نے اور آپ سے بیعت کرنے والے مسلمانوں نے! کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عہد میں تین گروہ تھے بنو مدیح بنو شعیبہ بنو اسد پہلی قوم میں سے اسود غسی نے دوسری قوم میں سے سیلہ کذاب اور تیسری قوم میں سے ظہر بن غریبہ نے نبوت کا دعویٰ کیا چنانچہ اسود غسی کو فیروز دہلی نے قتل کیا اور سیلہ کذاب کو وحشی قاتل حمزہ نے اور ظہر کو خالد بن ولید کے حوالے کیا گیا لیکن وہ شام کو بھاگ نکلا اور ایمان لے آیا۔
صدیق اکبر کے زمانہ اقدس میں سات گروہ مرتد ہوئے۔

- (۱) بنو فزارہ: جو عینہ بن حصین کی قوم سے تھے (۲) غلفان: مرہ بن سلمیٰ کی قوم سے تھے،
(۳) بنو سلیم: ابن عبدیاسیل کی قوم سے تھے (۴) بنو ربیع: مالک بن نوریہ کی قوم سے تھے
(۵) بعض بنو تمیم: بنو شہل بنت النضر کی قوم سے تھے (۶) بنو کندہ: بنو شہل بنت تیس کنذی کی قوم سے تھے
(۷) بنو بکر: جو بکسر بن میں مرتد ہوا

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں قرآنی پیشینگوئی کے مطابق ان مرتدین کو اگر رخِ دہن سے لکھیں تو صدیق اکبرؓ نے۔ مدینہ منورہ حضرت علی المرتضیٰ کو یہ موقع نصیب ہوا اور نہ باقی یا زہا آخر میں سے کسی کو! پس جو لوگ خلافت حقہ کا انکار کرتے ہیں وہ حقیقت میں خداوندی پیشینگوئی کا انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ پیشینگوئی حق ہے اور یقیناً حق ہے کہ ایک ایسی قوم آئے گی تو مسلمانوں سے عاجزی کے ساتھ پیش آئے گی اور منکریں دین کے ساتھ سختی سے اور مزید برآں یکہ وہ اس معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف بھی نہ کرے گی تو مذکورہ روش کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ یہ کارنامے خلفاء راشدین کے زمانہ میں باہتمام اور خلافتِ صدیقی میں بالخصوص ظہور پذیر ہوئے۔ صدیق اکبرؓ نے جہاں انکارِ دین پر

جہاں کیا وہاں منکرین و فریفت زکوٰۃ کے ساتھ بھی اعلان جنگ کیا۔ ماضی نے اگرچہ اسے پسند نہ کیا مگر صدیق اکبر نے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہ کی۔

خلافت حق پر چھٹا استدلال

الْقَدَّ عَلَيَّتِ التُّدْمُ فِي اَذْنِي الْاَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَلَيْهِمْ سَيِّدُ قُلُوبٍ
فِي بَعْضِ سِنِينَ بَلَّغَ الْاَمْرَ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدِ رُلُومِيذِي لَعَزَحَ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ
يَنْصُرُونَ مِنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ وَوَعَدَ اللَّهُ لِمَنْ لَمْ يَلْحَقْ بِاللَّهِ وَوَعَدَ لَكُمُ الْاَنْفُسُ لَا يَلْحَقُونَ

(ترجمہ) بہت قریب کے ملک میں روی نصاریٰ اہل فارس آتش پرستوں سے ہار گئے مگر یہ لوگ غمگین ہی اپنے ہار جانے کے بعد چند سالوں میں پھر اہل فارس پر غالب آجائیں گے کیونکہ ہر امر کا اختیار خدا تعالیٰ کو ہے اور اس دن ایسا نہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ کی مدد سے خوش ہو جائیں گے وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے یہ خدا کا وعدہ ہے خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کیا کرتا مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (ترجمہ فرمان علی شیعہ)

طزناستدلال :- قرآن مجید کی آیت بتلا ہی ہے کہ ایک زمانہ آئے گا جس میں مسلمان اہل فارس پر غالب آجائیں گے یعنی مسلمان حاکم ہوں گے اور وہ محکوم چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس وعدہ کو عہد فاروقی میں پورا کیا اگر ان کی حاکمیت اور خلافت برحق نہ ہوتی یا خداوندی علم میں ناقص الایمان ہوتے تو قرآن مجید میں قطعاً اس قسم کی پیشینگوئی وارد نہ ہوتی۔
نص مزید سے ثابت ہو رہا ہے کہ :-

(۱) خلفاء کی حاکمیت عہد خداوندی کے مطابق ہے۔ (وعدہ اللہ)

(۲) فتح و نصرت اسلام خداوندی اعانت کا نتیجہ تھا۔ (وینصر من یشاء)

(۳) ملک فارس عہد فاروقی میں فتح ہوا اور مسلمان بے مدد خوش ہوئے رُلُومِيذِي بِنَصْرِ الْمُؤْمِنُونَ

(۴) فوج فاروقی غالب ہوئی اسلام کا بول بالا ہوا (من بعد علیہم سید قلوب)

خلافت حق کے متعلق امام محمد باقرؑ کی تائید تصدیق

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ اللَّهُمَّ ثَلَاثًا نَحْبُكَ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ فَقَالَ إِنَّ لِهَذَا تَأْوِيلًا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ وَالثَّلَاثُ ثَلَاثُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَهِيَ الثَّلَاثُونَ وَمَا حَوْلَهَا وَهُمْ يُعْنَى فَارِسَ بَعْدَ عَلَيْهِمْ سَيُغْلِبُونَ بِعُنَى يَلْبِسُهُمُ الْمُسْلِمُونَ فِي بَضْعِ سِنِينَ لِلَّهِ الْأُمُورُ قَبْلَ وَمِنْ بَعْدِ يَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ فَلَمَّا أَحَازَ الْمُسْلِمُونَ فَارِسَ وَافْتَحُوا هَافِرَ حِ الْمُسْلِمُونَ فَارِسَ وَافْتَحُوا هَافِرَ حِ الْمُسْلِمُونَ بَعْدَ سِرِّ اللَّهِ قَالَ ثَلَاثٌ أَلَيْسَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ فِي بَضْعِ سِنِينَ وَقَدْ مَضَى لِلْمُؤْمِنِينَ سِنُونَ كَثِيرَةٌ مَعَ رَسُولٍ وَفِي أَمَانَةٍ أَبِي بَكْرٍ وَإِنَّمَا غَلَبَ الْمُؤْمِنُونَ فَارِسَ فِي أَمَانَةٍ عَسَى أَنْ يَكُونَ لَكُمْ مِنْ لِهَذَا تَأْوِيلًا وَتَفْسِيرٌ لِلَّهِ الْمَشِيقَةُ فِي الْقَوْلِ إِنَّ يُؤَخِّرَ مَا قَدَّمَ وَيُقَدِّمُ مَا أَخَّرَ فِي الْقَبْلِ إِلَى يَوْمٍ يَنْفَعُ الْقَسْبَ بِنُزُولِ النَّصْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ. (رواه کافی کتاب روضہ ۱۴)

(ترجمہ) ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے اللہ جلالت الہم کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا اس کی تاویل ہے جو خدا اور آل محمد کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ ممالک شام اور اس کے ماحول ملک فارس کے ملک تھے جو کہ فارس مغرب مغلوب ہو جائیں گے اور مسلمان غالب پہلے اور پیچھے کا حکم خدا تعالیٰ کے ہاتھ ہے اس دن مومنین خدا تعالیٰ کی مدد سے شمش ہوں گے راوی کہتا ہے کہ میں نے امام باقرؑ سے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے چند سال کا ذکر نہیں کیا اور ممالک مسلمانوں کے لئے حضرت اولہ صدیقؑ کے ساتھ بہت سے برس گزر چکے ہیں اور جزایں نیست کہ فارس کو اگر مسلمانوں نے فتح کیا ہے تو فاروق اعظمؓ کی خلافت میں تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے تجھے پہلے تو کہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے سامنے قبلیت و بعدیت کا سوال ہی نہیں ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

طرز استدلال :- دیکھئے اس روایت میں حضرت امام محمد باقرؑ عہد خلافت مدی کا پورا ہونا تاریخی حقائق کے عہد میں پورا ہونا تسلیم کر رہے ہیں جہاں کی خلافت کے برحق ہونے کی واضح دلیل ہے۔

خلافت راشدہ پر ساتواں استدلال

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ لَمَّا خَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَنْدَقَ مَرَّ بِكَدْبَةٍ
فَتَنَادَى رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَعُولَ مِنْ يَدِ الْأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ يَدِ سُلَيْمَانَ
فَضَرَبَ بِهَا خَضِرَتَهُ فَتَفَرَّقَتْ ثِيَابُكَ فَنَادَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ
فُتِنْتُ عَلَى خَضِرَتِي هَذَا كَنُورِ كِسْرَى وَتَيْحَرَ (مروء کافی کتاب در فضیلت)

(ترجمہ) حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ صلعم نے خندق کے دیوار توڑا آپ
ایک پتھر پر پیچھے لو آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ اور سلمانؑ سے بلایا اور پتھر ایک دہاکیا جس سے وہ پتھر تین
ٹکڑے ہو گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ پھر میری اس ضرب سے کسریٰ اور تھیر کے ٹوٹنے سے فتنے ہو گئے۔

طرز استدلال :- شیعی مفسر اس امر پر متفق ہیں کہ قیصر کسریٰ حضرت کے زمانہ اقدس میں فتح
نہیں ہوئے بلکہ خلفائے ثلاثہ کے عہد مقدس میں فتح ہوئے آپؐ نے اس ارشاد سے غیر مبہم الفاظ میں
یہ اعلان فرما دیا ہے کہ جو لوگ اسے فتح کریں گے وہ زمانہ بعینہ میرا زمانہ ہوگا۔ اور ان کی خلافت و حکومت
میری خلافت و حکومت ہوگی ورنہ میرے ہاتھ پر فتح ہونے کا اور کوئی معنی نہیں بتا جو یقیناً ان کے لئے
خلافت محمدی کی دلیل ہے۔

الہنت کا خلفاء راشدین کی خلافت حق پر اٹھواں استدلال

پس کلنگ مارگرفت و ضربتے بلان سنگ زد کاکاں برتے سالھے شد و دھاں برق قهر بائے شام را دیدم
پس بار دیگر کلنگ را زد و برتے سالھے شد کہ قهر بائے ملائ را دیدم پس بار دیگر قهر بائے میں را دیدم مخلصاً۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۴۴۸)

طرز استدلال۔ ملک شام اور ملک مدائن و بین جو کہ اصحاب ثلاثہ کے ہاتھوں فتح ہوا اس لئے ان کی خلافت حق ہے اور پیشینگوئی سرور کائنات کے عین مطابق ہے۔

الہدیت کا خلفاء راشدین کی خلافت حق پر نوواں استدلال

الَاذِلَّيْ اَنَا بِلَ رَحْمَتِي مَدَجَلًا اَذْعَمَ مَالِي سِرْكِي وَاَنْخَرْتُمْ اَلْدِي مَلِكِي وَرَجَعْتُمْ اَبْدَانِي سَوْدًا ۲
(ترجمہ) خبردار میں دوا دیوں سے لڑوں گا ایک تو اس سے جو دعویٰ کرے کسی چیز کا مال اگر وہ اس کا اہل نہ ہو۔ دوسرا اس سے جو اہل کو منع کرے۔

طرز استدلال۔ حضرت ابو بکر صدیق فاروق اعظمؓ کے بعد دیگرے تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور دنیا کو بیعت کی دعوت دی اگر ان کی خلافت حق نہ ہوتی تو یقیناً حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے ارشاد کے مطابق ان سے جنگ و قتال کرتے حضرت امیرؓ کا ان سے نہ لڑنا اس امر کا ثبوت ہے کہ ان کی خلافت حق تھی۔

الہدیت کا حقانیت خلافت حق پر دوسواں استدلال

لَمَنْ كَانَتْ الْاِمَامَةُ لَا تَنْعَقِدُ حَتَّى تَحْضُرَهَا عَامَةُ النَّاسِ فَمَا اِلَى ذٰلِكَ سَبِيلٌ وَلَكِنْ اَهْلُهَا يَعْكُوْنَ عَلَى مَنْ غَاب عَنْهَا ثُمَّ لَيْسَ لِلشَّاهِدِ اَنْ يَرْجِعَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ يَخْتَارَ خَلِيفَةً ۱
(ترجمہ) اگر امامت (خلافت) تب منعقد ہوتی جب تک سب لوگ اکٹھے نہ ہوں تو اس کی طرف کوئی راستہ بھی نہ رہتا کہ اہل اس کے حکم کر دیتے ہیں غائبین پر پس نہ حاضر کو رجوع کا حق رہتا ہے اور نہ غائب کو اختیار کا۔

طرز استدلال۔ خلافت کے انعقاد کے وقت سب ارشاد علی المرتضیٰؓ سب کا اکٹھا ہونا ضروری نہیں ہے سو جو لوگ خلافت صدیقیؓ کے انتخاب کے وقت موجود نہ تھے حضرت علیؓ کی نگاہ میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے یعنی یہ نہیں کہ خلافت متحقق نہ ہو۔ سو معلوم ہوا حضرت علی المرتضیٰؓ کے نزدیک خلفاء ثلاثہ کی خلافت اسی طرح برحق ہے جس طرح ان کی اپنی کیونکہ صدیق اکبرؓ کے انتخاب کے وقت آپ موجود نہ تھے

الہنت کا تیرہواں استدلال

فَمِنْ كَلَامِهِمْ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِعُمَرَاءِ الْخُطَابِ وَقَدْ اسْتَشَارَا فِي شُرُوطِ الشَّرْطِ
 إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرًا وَلَا خُذْلًا كَمَا يَكْتُمُونَ وَلَا قِلَّةً وَهُوَ دِينُ اللَّهِ الَّذِي
 أَكْثَرُهُ وَجُنْدُكَ الَّذِي أَعَدَّكَ وَأَمَدُهُ حَتَّى بَلَغَ مَا بَلَغَ وَطَلَعَ حَيْثُمَا مَا طَلَعَ وَنَحْنُ
 عَلَى مَوْعُودٍ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ مُنْجِزُ وَعْدِهِ وَنَايِبُ رَبِّنَا وَمَكَانُ الْقِيَمِ بِالْأُمْرِ كَانَ
 النِّظَامُ مِنَ الْخُرُوجِ يَجْمَعُهُ وَيَضُمَّهُ فَإِذَا انْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ الْخُرُوجُ وَهَبَ ثُمَّ
 لَمْ يَجْمَعْ بَعْدَ فِتْنَةٍ أَبَدًا وَالْعَرِيبُ الْيَوْمَ وَإِنْ كَانُوا قَلِيلًا فَهَمٌّ كَثِيرٌ وَدِينُ الْإِسْلَامِ
 عَزِيزٌ وَمَنْ بِالْإِلَاحَةِ فَلَيْسَ قَطْبًا - الخ (معج البلاغہ مصری ج ۲ ص ۲۸)

ترجمہ حضرت علی الرضی کی کلام ہے جبکہ ان سے عربی الخطاب نے غزوہ نہرس کی طرف نفس نہیں
 جانے کے متعلق مشورہ لیا تھا تو آپ نے فرمایا — کہ بیشک یہ دینی امر اس کی مدد اور اس کا
 نفاذ کثرت و قلت فوج پر نہیں ہے یہ تو خدا کا دین ہے جس کو اس نے غالب کیا ہے اور مددائی لشکر ہے
 جس کو اس نے تیار کیا ہے اور پھیلا دیا ہے حتیٰ کہ جہاں پہنچا تھا پہنچا اور جس جگہ طلوع ہونا تھا ہوا اور
 ہم مسلمان لوگ مددائی وعدہ پر ہیں اللہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کا مددگار ہے۔
 اسے غرض جو کہ آپ خلیفہ ہیں، خلیفے کا ترتیب شدہ مواد یہ کی مثل ہے جو مری کے دنوں کو ایک نظام میں
 منسلک کرتا ہے اگر رشتہ ٹوٹ جائے تو تمام دانے متفرق ہو کر بکھر جاتے ہیں پھر کبھی جمع ہونا مشکل ہوتا
 ہے ان دنوں اگرچہ عربی مسلمان حضور سے ہیں لیکن اسلامی حیثیت سے ہیئت ہیں اور اجتماعی قوت
 کے پیش نظر غالب ہیں پس آپ قلب بن عباسیے اور لوگوں کو جنگ کی طرف بھیج دیجئے۔ مختصراً
 طرز استدلال علی الرضی کا ناریق عقلم کو مشورہ دینا ان کی سلطنت میں مروجہ دین کو دین اللہ
 کہنا تھیں علی موعود من اللہ کہہ کر فاروق کو تسلی دینا اور ان کو قیم بالا امر کے لقب سے ملقب
 کرنا صاف بتلا رہا ہے کہ آپ کی خلافت راشدہ تھی اور اس کا جس خلافت پر مدد تھا وہ بھی راشدہ تھی۔

الہنت کا حقانیت خلافت پر چودہواں استدلال

كَانَ أَفْضَلَهُمْ فِي الْإِسْلَامِ كَمَا زَعَمْتَ وَأَنْصَحَهُمْ اللَّهُ وَلِلَّهِ الْخَلِيفَةُ الْقَادِرُونَ
وَالْخَلِيفَةُ الْفَارِغُونَ إِنْ مَكَانَهُمَا فِي الْإِسْلَامِ لَعَلِّمٌ (شرح مع اہل علم و فضل)

(ترجمہ) اسلام میں ان سب سے زیادہ افضل جیسا کہ تیرا گمان ہے اور ان سب میں سے
اللہ اور اس کے رسول کے زیادہ خیر خواہ خلیفہ اول ابو بکر صدیق تھے اور ان کے خلیفہ حضرت عمر فاروق
تھے میں حنفیہ کہتا ہوں کہ ان کا مرتبہ اسلام میں بڑا ہے۔

طراز استدلال وہ صدیق و فاروق کی خلافت و امارت کی مدح و توصیف بتائیے اس سے
زیادہ کیا ہو سکتی ہے اگر وہ راست باز پورے ایماندار اور متقی خلافت حق نہ ہوتے تو حیدر کرار بھی
ان کے حق میں ایسا بیان نہ دیتے مطلب واضح ہے مزید تفصیل کی نہ گنجائش ہے اور نہ ضرورت۔

الہنت کا حقانیت خلافت پر پندرہواں استدلال

وَقَدْ لَوْ كَلَّ لَاهِلُ هَذِهِ الدِّينِ بِأَعْزَانِ الْعَوْنِ وَسُرِّ الْعَوْنِ وَالَّذِي نَصَرَهُمْ
وَهُمْ قَلِيلٌ لَا يَنْتَصِرُونَ وَمَعَهُمْ وَهُمْ قَلِيلٌ لَا يَمْتَنِعُونَ مَنْ لَا يَمُوتُ إِلَّا مَتَى
لَيْسَ إِلَى هَذَا الْعَدُوِّ وَتَفْطِيلِكَ فَتَلْقَهُمْ فَتُكَلِّبُ لَا تَكُنْ لِلْمُسْلِمِينَ كَافَّةً دُونَ
أَقْصَى بِلَادِهِمْ لَيْسَ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ يَرْجِعُونَ فَأَبْعَثْ إِلَيْهِمْ رَسُولًا مَعْتَرِيًا لِيُخَفِّرَ
مَعَهُ أَهْلَ الْبِلَادِ وَالنَّصِيحَةَ فَإِنْ أَطَاعُوا اللَّهَ فَقَدْ أَفْلَحَ مَا تَعِبْتَ وَإِنْ تَكُنْ وَالْأَشْرَى
كُنْتَ رَدُّ الْوَيْلِ نَاسٍ وَمَتَابَةٌ يَلْمُسُ الْمُسْلِمِينَ (ترجمہ) جب فاروق اعظم نے روم پر
چڑھائی کا ارادہ کیا تو حیدر کرار سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا اس دین و اسلام کو غلبہ دشمن سے بچانے
اور مسلمانوں کی شرم رکھنے کی اللہ تعالیٰ نے ذمہ داری اٹھائی ہے جس خدائے مسلمانوں کی امانت
فرمائی، حالانکہ وہ حقور سے ہیں کسی طرح فتح نہیں پاسکتے تھے اور ان کو مغلوب ہونے سے روکا ہے

جب یہ کسی طرح روکے نہیں جاسکتے مٹی لایوت ہے۔ اسے ٹھٹھ اگر خود بنفس نفیس اس دشمن کی لہجہ چلا جائے اور تکلیف اٹھائے تو یہ کہے کہ پھر مسلمانوں کے لئے ان کے اٹھلی بلاؤنگ کوئی جائے پتہ نہیں ملے گی اور آپ کے بعد مسلمانوں کے لئے ایسا کوئی مرجع نہیں ہوگا جس کی طرف وہ رجوع کریں۔ لہذا تو دشمنوں کی طرف ایسے شخص کو بھیج دے جو تجربہ کار ہو اور اس کے ماتحت ایسے لوگوں کو بھیج دے جو جنگ کی تکلیفیں سہہ سکیں اور اپنے سوا کی نصیحت کو قبول کر سکیں۔ اب اگر خدا تعالیٰ نے غلبہ نصیب فرمایا تو یہ تو مقصود اور بالفرض اگر اس کے خلاف ظہور میں آیا تو ان لوگوں کا مددگار اور مسلمانوں کا مرجع تو موجود ہے۔

فرز استدل ال واضح ہے۔ عیاں لاچہ عیاں۔

بحث خبیم ایمان صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین

اسہ مکملیت احسنیت مدنیہ اور اہل تشیع معتزضہ !

مسلمانان الہست کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام ایتا تدر ہیں اور ان کی محبت میں مسلمانوں کی نہایت ہے لیکن شیعہ مذہب میں بغیر حضرت علی الرضیٰ اور حضرت مقدادؓ اور حضرت سلمانؓ اور حضرت ابوذرؓ کے تمام مرتد ہیں۔ بے ایمان ہیں، ظالم ہیں، فاسق ہیں چنانچہ ملا باقر مجلسی اپنی قابل حجت تصنیف حیات القلوب ج ۲ صفحہ ۱۱۱ میں رقمطراز ہیں۔

عیاشی بسند معتبر از حضرت امام محمد باقر باقرہ رایت کردہ است کہ چون حضرت رسولؐ از دنیا رحلت نمود مردم محمدؐ پر تشدد نہ بغیر چہا زعفر علی بن ابی طالبؓ و مقدادؓ و سلمانؓ و ابوذرؓ۔

بلکہ ان کے علاوہ باقی صحابہ کرام کو باغی و فاسق و ظالم کو مسلمان سمجھنے والے بھی شیعہ کے نزدیک کافر ہیں۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی ج ۲ صفحہ ۱۱۱ رقمطراز ہیں۔

اسے عزیز آیا بعد ازیں حدیث کہ ہر عام روایت کردہ اندر ہیچ راہ مال اس ہست کر شک کند در کفر عمر و کفر کسے کہ عمر را سداں داند۔

ذیل میں صحابہ کرام کے ایمان پر قرآن مجید اور روایات شیعہ سے دلائل پیش کئے جاتے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔
نوٹ: ایمان اصحاب کلام کی بحث وَمَعَاذَ اللَّهِ الَّذِينَ آمَنُوا کی تشریح تصور فرمائیے۔

دلیل ۱۔ مہاجرین و انصار پر کئے ایسا نادر اور مغفور ہیں

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آذَوْا وَلَحَرُّوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ عَقَّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (ترجمہ) اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں لڑے بھڑے اور جن لوگوں نے ایسے تارک وقت میں مہاجرین کو جگہ دی اور ان کی ہر طرح خیر گیری کی، یہی لوگ سچے ایماندار ہیں انہیں کسے واسطے مغفرت اور عزت و آبرو والی مدد دی ہے۔ (ترجمہ فرمان علی شیعہ)

دلیل ۲۔ کل مہاجرین و انصار مقرب بارگاہ خداوندی ہیں اور ہمیشہ کے لئے جنتی ہیں

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَكْبَرُ عِندَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَوَسْعٍ لِّجَنَّتِهِمْ فِيهَا يُعِيمُ مُقِيمِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَخْبَرٌ عَنَّا يُخَذُّ (سورۃ براءۃ)

(ترجمہ) جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور خدا کے لئے ہجرت اختیار کی اور اپنے مالوں سے اور جانوں سے خدا کی راہ میں جہاد کیا وہ لوگ خدا کے نزدیک درجہ میں کہیں بڑھ کر ہیں اور یہی لوگ اعلیٰ درجے پر فائز ہونے والے ہیں ان کا پروردگار ان کو اپنی مہربانی اور خوشنودی اور ایسے ہرے بھرے باغوں کی خوشنودی و تیل ہے جن میں ان کے لئے دائمی آرام ہوگا اور یہ لوگ باغوں میں ہمیشہ ابد الابد تک رہیں گے بیشک خدا کے پاس تو بڑا اثر و ثواب ہے۔

دلیل ۳ مہاجرین کی سب خطائیں معاف ہیں

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَمَاتُوا قَتْلًا كَافِرًا
عَنْهُمْ سِيَئَاتِهِمْ وَلَا ذُنُوبَهُمْ جُزِيَ عَنْهُمْ أَلَّا نَعْتَبَها إِلَّا نَحْمُزُ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ وَاللَّهُ
عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ - (سورۃ آل عمران)

طرز استدلال: اللہ کی خاطر وہ کفن چھوڑنا گھر لوٹنے سے نکال دیا اور ان کے راستے میں تکلیفیں پہنچا دیں مگر
دین حق کی خاطر وہ لڑنا اور شہید کرنا یا قید کرنا ایسا نہ ہونے ایسا نہ رہنے اور ایمان پر شہید ہونے کی دلیل ہے۔

دلیل ۴ مہاجرین کے لئے رضا الہی کا سارٹیفکیٹ

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَن آمَنَ بِالْحَقِّ وَآتَى الْمَالَ وَالنَّفْسَ وَالذِّينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ سَابِقُونَ
عَنْهُمْ دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَكَانَ لَهُمْ جَنَّتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ ثَوَابُ الْفَاعِلِينَ (سورۃ بقرہ)
(ترجمہ) سبقت کرنے والے اگلے مہاجرین و انصار اور مدینہ میں ان کے پیروکار اللہ ان سے راضی ہے
اور وہ اللہ سے راضی ہیں اور خدا نے ان کے لئے بیشمار تیار کر رکھی ہیں اور یہی بڑی کامیابی ہے۔
طرز استدلال: آیت صاف بتلا رہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت کے تمام صحابہ کرام کو سارٹیفکیٹ دیا
ہے اور بیشمار تیار کر رکھی ہیں جو ان کے فائز الزام اور کامل الایمان ہونے کی دلیل ہے۔

دلیل ۵ مہاجرین رضائے الہی کے طلبگار دین خداوندی کے مددگار ہیں

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ آمَنُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَفَضَّلَا
مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا لَّنَا يَصْرُفُونَ عَنْهُ ذِكْرَهُ لِيَأْتِيَ هُمَا سَابِقُونَ -
(ترجمہ) ان فقراء مہاجرین کے لئے جو لوگ اپنے گھروں اور مالوں سے نکلے گئے ہر شخص فضل اور
رضا الہی کے طلبگار ہیں اور خدا جل جلالہ و رسول اللہ کے دین کے مددگار ہیں ایسی سچے ہیں۔

دلیل ۷۔ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ مَا آمَنُوا بِهِمْ قَدْ خُتِلَ أَوَانُهُمْ قَاتِلُوا قَاتِلُوا قَاتِلُوا
 قَاتِلُوا قَاتِلُوا (سورۃ البقرہ) (ترجمہ) پس اگر وہ (منافق) تمہاری طرح ایمان سے آئیں تو پس وہ ہلکتے
 پاگئے اور اگر وہ پھر جانیں تو وہ کھلی گولی اور فساد پر ہیں۔

طرز استدلال۔ اس آیت میں قاتل مطلق کا خطاب اسما بشارت قبول کے ساتھ ہے منافقین
 کے ظاہری اور غیر قبول ایمان کہہ کر مذہباتے ہوئے لڑنا ہوتا ہے کہ منافقین کا ایمان مردود ہے اور
 قطعاً ناقابل قبول ہے۔

اسے میرے نبی کے سچے صحابہ پر انہیں کہہ دیا کہ تمہیں ہدایت مقصود ہے تو کھیل بندوں ہماری طرح
 مسلمان بننا پڑے گا ورنہ تم ہٹ و حرم ہو، مذہبی ہو اور بے ایمان ہو۔ یہ آیت سات جگہ ملتی ہے
 کہ صحابہ کرام مرتد ہوئے ہیں تھے بلکہ ان کا ایمان دنیا کے ایمان کے جانچنے کی کسوٹی تھا۔

دلیل ۸۔ وَلَئِنْ أَتَاكَ خَبْرٌ أَلَيْسَ الْإِيمَانُ وَرَثَةً لِّمَن كَانَ يَدْعُو إِلَيْكُمْ وَكَتَبَ إِلَيْكُمْ
 أَلَا تَرَوْنَ الْقُسُوفَ وَالْكَسْفَ (ترجمہ) لیکن خباہتیں ایمان کی جنت دہی ہے اور اس
 تمہارے دلوں کو مزین کر دیا ہے کفر، فراموشی، بدکاری سے تم کو بیز کر دیا (محافل ترجمہ قرآن علی شریف ص ۸۲)

دلیل ۹۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هُمْ أَجْمَعُونَ أَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ
 اللَّهِ أَذِلَّةً يَرْجُونَ رَحْمَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (سورۃ البقرہ)
 (ترجمہ) تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور جن لوگوں نے ہجرت کی اور راہِ خدا میں جہاد کیا یہ لوگ
 رحمتِ خداوندی کے امیدوار ہیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

طرز استدلال۔ صحابہ کرام کے ایمان اور رحمتِ خداوندی کے امیدوار ہونے کا تذکرہ واضح
 نظروں میں بیان فرما کر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مغفرت و رحمتِ خداوندی کا اعلان فرما دیا ہے
 کما لا یغفل علیٰ ربّ البصیرۃ۔

دلیل ۱۰۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَتُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ
 السُّجَّامُ إِلَّا أَنْتُمْ هُمُ الْمُتَعَمِّلُونَ (سورۃ البقرہ ص ۱۰)

مجاہدین بدر پر شیعہ اعتراض

جنگ بدر میں کفار کے مرتے شتر آدمی مقتول ہوئے جن میں سے پینتیس صرف حضرت علی المرتضیٰ کے ہاتھ سے اور باقی باقی حضرات کے ہاتھوں سے۔ صدیقی اکبر کے ہاتھ سے تو ایک بھی قتل نہ ہوا۔

جواب: صحابہ کرام کی تعداد تین سو تیرہ تھی کفار کی تعداد ستر گنا سے بھی کہیں زیادہ تھی اس طرف معمولی سامان تھا اس طرف باقاعدہ نوج تھی فوجی سامان تھا اور فٹ تھے گھوڑے تھے فولادی تلواریں تھیں ایسے وقت میں قلیل تعداد کا کثیر تعداد پر غالب آجانا یقیناً ساری جماعت کی جدوجہد کا نتیجہ ہے یہی انتقامی گھوڑے دوڑا کر تھوٹی روایتیں بنا کر کسی ایک مجاہد کے اندازِ جہاد کو تسلیم کرنا اور باقی مجاہدین کا انکار کرنا اظلافِ عقل ہے۔

جواب: مگر اس روایت کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی کثیر تعداد میں کفار کو تیغ کرنا انصافیت کی دلیل نہیں بن سکتی ورنہ خالد بن ولید اور ابو عبیدہ بن الجراح کو حضرت علی المرتضیٰ سے فائق ماننا چاہئے گا۔

جواب: مگر کسی کے ہاتھ سے کفار کا تیغ ہوتا اس کی مفسوریت کی دلیل ہے تو بتائیے جنگ بدر میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے کتنے مشرک قتل ہوئے۔

دلیل ایمان مجاہدین احد

اِذَا عَدَاوَتٌ مِّنْ اَهْلِكَ تَبَوَّيْ اَلْمُؤْمِنِيْنَ مَعَكُمْ لِقَاتٍ وَّ اَللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيْمٌ اِذَا هَمَّتْ
طَائِفَتَانِ مِّنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاَللّٰهُ وَلِيَهُمَا وَاَمَّا الَّذِيْ تَدْعُوْنَ اَللّٰهُ يَسْمَعُ اَلْمُؤْمِنُوْنَ
ترجمہ: اے رسول ایک وقت وہ بھی تھا جب تم اپنے ہال بھوں سے تو کبھی نکل کھڑے ہوئے
اور مؤمنین کو لڑائی کے مرد چپے پر ہٹا رہے تھے اور خدا سب کچھ سنا جانتا ہے یا اس وقت کا واقعہ ہے جب
تم میں سے دو گروہوں نے ٹھان لیا تھا کہ سپائی کریں (اور پھر سنبھل گئے) کیونکہ خدا تو ان کا سرپرست
تھا اور مؤمنین کو خدا تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ (ترجمہ فرمان علی شہید حاکم ص ۱۳۱)
طرز استدلال یہ مذکورہ آیت سے ثابت ہو رہا ہے۔

(۱) مجاہدین اُحد کامل ایماندار تھے (۲) ہر دو کائنات کے جانبدار سپاہی تھے (۳) مجاہدین اُحد کا سر پرست خدا تعالیٰ تھا۔
نوٹ ۱۔ واضح رہے کہ غزوہ اُحد کا واقعہ ۳۱ھ میں پیش آیا۔

مجاہدین اُحد پر شیعہ اعتراض

میدان اُحد سے صحابہ کرام کا بھاننا ثابت ہے اور یقیناً یہ میت بڑے گناہ کا ارتکاب ہے۔
جواب ۱۔ بیشک بھاننا بہت بڑا جرم ہے لیکن جب خدا تعالیٰ معافی کا اعلان فرمادے کیا تب بھی
الزام جرم یا نہ کہ جرم جائز ہے دیکھئے قرآن مجید میں صاف مقرر ہے۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّوهُم بِالْأُدْحَىٰ إِذْ أَمْسَلْتُمْ وَمِنَّا لَنَنصُرُ فِي الْآخِرَةِ
وَعَسَىٰ يُتِمُّهُمُ الْبَعْدُ مَا أُنْزِلَتْكُمْ مَا تَعْبُدُونَ وَيُتِمُّهُمُ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَيُتِمُّهُمُ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ
ثُمَّ صَرَّفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبَيِّنَ لَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝

(ترجمہ) اور بیشک خدا نے (تنگ احادیں بھی) اپنا رفقہ کا وعدہ چاکر دکھایا جب تم اس کے
حکم سے پہلے ہی حملہ میں ان کفار کو قرب قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ تمہارے پسند کی چیز رفقہ نہیں
دکھادی اس کے بعد بھی تم نے مال غنیمت دیکھ کر بزدلانہ پن دکھایا اور ہر چہ پر جے رہنے میں باہم جھگڑا کیا
اور رسول کی نافرمانی کی تم میں سے کچھ ترطاب دنیا ہیں (کہ مال غنیمت کی طرف جھک پڑے) اور کچھ طالب
آخرت، پھر پھر وہ تم کو کفار سے تاکر خدا تعالیٰ تم کو آزمائے اور اس پر خدا تعالیٰ نے تم سے درگزر کیا
و معاف کیا، اور خدا امور میں پر بڑا فضل و کرم والا ہے (ترجمہ فرمان علی شیعہ)

جواب ۲۔ کاش کہ شیعہ محض آیت کے اخیر میں دامنہ دیشکما کو دیکر لیتا تو اسے اعتراض کرنے
کی جرات ہی نہ پڑتی حقیقت میں خدا تعالیٰ نے صحابہ کرام کی اس لفظ سے دوستی کا اعلان نہ کر دشمنوں
کے منہ میں لگام دے دیا ہے۔

جواب ۳۔ صَدَقَكُمُ اللَّهُ تَحُسُّوهُمُ فَإِذَا أَمْسَلْتُمْ تَنَارَعْتُمْ عَسَىٰ يُتِمُّهُمُ الْبَعْدُ صَرَّفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبَيِّنَ لَكُمْ
سب کے سب جمع کے غیر اور جمع کے سیف میں جن میں نہ صدیق (خبرداران کی جماعت کی تحمیس ہے

اور حضرت علی المرتضیٰ اولیٰ کے حواریین ہمنو ہے تو برابر ہے اور کتاب مصیبت ہے تو برابر ہے شیعوں میں اگر مصیبت ہے تو علی سبیل الامتیان لازم نص مرتضیٰ کے طور پر قائم کریں۔

جواب ہے۔ اعتراض کرنے سے پہلے معترض کو چاہیے کہ یہ ثابت کرے کہ آیت منع پہلے

نازل ہو چکی تھی۔

جواب ہے۔ کون کہتا ہے کہ صحابہ کرام ویدہ وائسہ بھاگے تھے مسئلہ واضح ہے کثرت نبوت کے پرانوں

کی ساری جہد و جہاد آٹکے ناممکن و مجہول سے تھی۔

میدانِ احد میں اگر ہتھیروں کی بارش ہوئی اور نور و عالم علی اللہ علیہ السلام کی غیر وفات شہرہ ہو گئی باہرین نے سنا تو چپکے چھوٹ گئے اب اگر فرار و قتل میں آیا تو اس طریق سے کیا ایسے وقت میں مجبوراً فرار بھی قابل مواخذہ ہے حالانکہ ہاں کما ان کنتہ ضد قین فرار تو تب منحصر ہے جب غائد شامل ہوں جمعیت غزوہ میں نہ ہوا اور فوج کی اکثریت جنگ میں مشغول ہو۔

جواب ہے۔ قال النوری سجد عمر مع رسول اللہ المشاہد کلمہ او کان ثبت

معہ یوم احد (ترجمہ) فاروق اعظم حضرت کے ساتھ سب جنگوں میں موجود رہا اور احد کے دن بھی ثابت قدم رہا ۱۲۔ (اسد الغابہ - تاریخ سیوطی)

دلیل ۱۲۔ ایمان مجاہدین حسنین

لَقَدْ نَسَرَكُمَا اللَّهُ فِي مَرَاتِنِ كَثُورَةٍ وَلَيْدَمَ حَنَيْنٍ إِذَا أَعْبَاكَ كَثُرَتُمْ فَلَمْ تَغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا ذُصِّقَتْ عَلَيْكُمَا الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمُ مَدْيَنَ ثُمَّ انْزَلَا اللَّهُ بِكِلْتَا عَلَى رَسُولِهِ عَلَى الْأَمْرِ مِنْ بَيْنِ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا۔

ترجمہ: مسلمانوں نے تمہارے پیچھے مقامات پر ملاؤں اور غاص کر جنگ حسنین کے دن جب تم کو تباہی کثرت تعداد نے غرور کر دیا تھا پھر کثرت تم کو کچھ بھی کام نہ آئی اور تم ایسے گھبرائے کہ نہیں باوجود اس وسعت کے تم پر تلگ ہو گئی تم پیچھے پھیر کر جا گئے تب خدا نے اپنے رسول پر اور مومنین پر اپنی طرف

دلیل ۱۴ ایمان مجاہدین حدیثیہ

هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ رَدَّجَاهِ الشَّدَّةِ ذَاتِ هَيْبَةٍ
جس نے اپنی خاص رحمت مؤمنین کے دلوں میں نازل فرمائی۔

دلیل ۱۵ ایمان مجاہدین غزوہ احزاب

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ذَكِّرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ الَّتِي إِذْ جَاءَكُمْ فَتُورُوا فَلَسْنَا عَلَيْهِمْ رِيْعًا
اور ایمان والو! اس نعمت خداوندی کو یاد کرو جو تم پر ہوئی جبکہ تم پر دشمنوں کے شر چڑھے
تھے پس ہم نے ان پر ہوا کو اور ایسے شکر دلوں کو بھیجا جس کو تم نہیں دیکھ رہے تھے۔

دلیل ۱۶ ایمان صحابہ کرامؓ از کرب شیدہ

لَقَدْ رَأَيْتُمْ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ الْيَوْمَ
لَقَدْ كَانُوا يَصْبِحُونَ شُعْتًا غُبْرًا وَقَدْ بَالُوا سَجْدًا أَذْيًا مَا يَأْتِيهِمْ الْيَوْمَ
وَعَدُودُهُمْ وَيَقْفُونَ عَلَى مِثْلِ الْجَمْرِ مِنْ ذِكْرِ مَعَادِهِمْ كَأَن بَيْنَ أَعْيُنِهِمْ كَلْبٌ
الْمُعْزَى مِنْ كُلِّ سَجُودٍ إِذَا ذَكَرُوا اللَّهَ هَمَلَتْ أَعْيُنُهُمْ حَتَّى تَبْلُغَ بَيْنَهُمَا مَادَّةُ
كَاسِ يَمِينِ الشَّجَرِ يَوْمَ الزَّيْجِ الْعَامِ مِنْ خَوْفٍ مِنْ أَعْتَابِ رَجَاءِ الشَّوَابِ (مجمع البيان ص ۱۵۸)
(ترجمہ) میں نے محمد مصطفیٰ کے اصحاب کو دیکھا ہے تم میں کوئی بھی ان کی نظیر دکھائی نہیں دیتا
اس حالت میں صبح کرتے تھے کہ لہجے ہوئے بال فداؤد چہرے ان کی ملا تیں قیام و عہد میں گزرتی تھیں کبھی
ان کی پیشانیاں صرف بخود ہوتی تھیں کبھی رخسار سے وہ اپنے معاد کے ذکر سے ایسے ہوجاتے تھے جیسے
بقیہ تہذیب سجدوں کے طول سے ان کی آنکھوں کے درمیان نشان تھے جب خدائے تعالیٰ کا
ذکر ہوتا تو ان کی آنکھیں اشکبار ہوتی ہوئی جیب و راس کو تر کر دیتی تھیں سخت آنکھی میں جس طرح

درخت جنبش کرتا ہے، خوب عقوبت اور امید ثواب سے ایسے لڑتے تھے۔ نیز نگ فصاحت ص ۱۳۲
 طرز استدلال :- صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فائدہ اٹھانا ہونا۔ سارا دین میدان کارناموں اور
 لائقوں کو برابر خداوندی میں سرسجود ہونا کثرتِ سجود کی وجہ سے پیشانی پر نشان کار نمودار ہونا ذکرِ خداوندی
 سن کر زار و زار رونا عذاب الہی سے ڈونا اور ثواب کا امیدوار ہونا۔ ہر عقائد بیان ہے کہ یہ سب
 چیزیں علاماتِ ایمان سے ہیں۔

دلیل ۱۷ ایمان صحابہ کرامؓ از کتب شیعہ

قَوْمٌ قَامُوا مَعَ النَّبِيِّ النَّبَايَ مَسَاجِدَ الْجَمْعِ مَقَادِيلَ بِالْعَقِّ مَتَارِيكَ السَّعْيِ مَخْمُ
 قَدْ مَاعَلَى السَّكْرِ يَفِي مَا وَجَعُوا عَلَى الْحَقِّ فَكَلِمَةً بِالْعَقْبِ الذَّائِمَةِ وَالْعِلْمَةِ
 الْبَارِدَةِ - (شیخ ابانہ معری جز ۱ ص ۲۹۹)

(ترجمہ) صحابہ کرام ایسے لوگ تھے قسم خدا کی ان کی لاپیں اور دھیریں سبک تھیں وہ دانشمند
 اور حکیمانہ بردباریوں کے مالک تھے راست گفتار تھے وہ بغاوت اور جور و ستم کے ترک کرنے والے تھے
 گور گئے ان کے پاؤں راہ حق پر قائم تھے اور وہ راہ حق پر چلے اور ہمیشہ رہنے والی سرائی حق میں فرمود
 فیروزی حاصل کر کے کرامتوں سے فیضیاب ہو گئے۔ نیز نگ فصاحت ص ۱۳۳

طرز استدلال :- واضح ہے کہ یہ علامتیں بغیر اعلیٰ درجہ کے ایماندار کے کسی میں نہیں پائی
 باتیں خدا جانے شیعہ کچھ ایسے گمراہ ہوئے ہیں کہ حق و باطل کے درمیان بھی تمیز نہیں کر سکتے
 نہ تو قرآنی آیات پر نظر ہے اور نہ یہی ارشادات پر۔

دلیل ۱۸ ایمان صحابہ کرامؓ از کتب شیعہ

(شیخ ابانہ معری جز ۱ ص ۲۹۹)

این القوم الذین دعوا لی الاسلام فقبلوه وقرءوا القرآن فاحکموه وھیجوا الی
 القن فویلھوا وھه بافتاح الی اولادھا وعلیو النبیون اعملاھا وافتوا باطوائ

الارض نَحْنُ أَنْحَا وَسْنَا سَمَاءَ بَعْضُ عَمَلِكُ وَبَعْضُ تَعَالَى بَشَرُونَ بِالْأَحْيَاءِ
وَلَا يَمُوتُونَ بِالْمَوْتِ مَرَّةٍ أَلَيُونَ مِنَ الْبَكَارِ جَمْعُ الْبَطُونِ مِنَ الْقِيَامِ ذِي الشَّغْلِ
مِنَ الدَّعَاءِ صَفَرًا لَوْنٍ مِنَ الشَّهْرِ عَلَى وَجْهِهِمْ خَبْرَةُ الْغَاشِعِينَ أُولَئِكَ انْخَوَانِي
الذَّاهِبُونَ فَعَقَى لَنَا أَنْ نَظْمَتَا إِلَيْهِمْ وَنَعَضَ الْإِيْدَى عَلَى تَرَانِهِمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ
يَسْتَلِي لَكُمْ طَرِيقَهُ وَيُرِيدُ أَنْ يَجْعَلَ دِينَكُمْ عَقْدَةً وَيُعَلِّمَكُمْ بِالْجَمَاعَةِ الْفَرِيقَةَ فَاصْدُفُوا
عَنْ نَزْعَاتِهِ وَنَفْسَاتِهِ وَاقْبَلُوا التَّصْحِيحَةَ مِنْ أَمْدِهِ إِلَيْكُمْ وَاعْقِلُوا هَا عَلَى انْفَعَامِهِ
(ترجمہ) وہ گروہ جنہیں اسلام کی طرف بلایا جاتا تھا اور وہ اسے قبول کر لیتے تھے وہ قرآن کو پڑھتے
تھے اور اپنے اعتقادات کو اس کے ساتھ مضبوط کرتے تھے جہاد کے لئے بڑی کوشش کرتے تھے اور اپنی
دودھ دینے والی اونٹنیوں کو ان کی اولاد سے جدا کر دیتے تھے وہ اپنی تلواریں نیاموں سے کھینچ لیتے
تھے وہ دستہ دستہ اور گروہ گروہ کر اطراف زمین پر بھاگتے تھے اس پر قبضہ کر لیتے تھے بعض ان میں سے
ہلاک ہو جاتے تھے بعض نجات پا جاتے تھے زندہ رہنے والوں کی زندگی پر انہیں خوشخبری کی آمد واقعی
زمین خداؤں کی عزت میں مصروف ہوتے تھے ان کی آنکھیں روتے روتے تباہ ہو گئی تھیں ان کے
شکم روزہ رکھتے رکھتے لاغر ہو گئے تھے دعائیں کرتے کرتے ان کے ہونٹ سوکھ گئے تھے شب بیدار
سے زندیاں ان پر بھاگیں مسجدوں کا قبلہ ان کے چہروں پر موجود رہتا تھا وہ لوگ میرے بھائی
تھے جو چلے گئے ہم پر لازم ہے کہ ان کی ملاقات کے پیاسے رہیں اور ان کی بھائی پر اپنے ہاتھوں
کو دانتوں سے کاٹا کریں۔ (نیزنگ صاحت ص ۱۳۵)

طرز استدلال و شیرجی کے ارشادات نے یہ ثابت کر دیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
ایک زالی شان رکھتے تھے ان کے ایمانی جذبات بے مثال تھے۔

داعی اسلام نے جب ہی ان کو اسلام کی طرف پکارا فوراً لبیک کہا۔ قرآن پڑھا تو عمل کر دکھایا۔
میدان کارزار کی طرف بلائے گئے تو پروانہ وار گئے۔ شوق شہادت کے پیش نظر انہوں نے تلواروں
کی نیامیں توڑ کر پھینک دی تھیں۔ رفتہ رفتہ ملک پر چلے گئے تھے۔ زندگی تو ان کیلئے فرحت و انبساط

کا باعث ہی نہ رہی تھی۔ موت ان کے لئے پیام حیات تھی۔ دربار خداوندی میں گھر گھرانہ ان کا شعار تھا۔ راتوں کو یاد الہی میں روزانہ کام تھا۔ شروع و ختم کے آثار ان کے چہروں سے ٹپکتے تھے۔ کیا کوئی صاحب عقل و بصیرت یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ لوگ ظالم فاسق اور بے ایمان تھے۔ میرے شیعوں دستوار حیدر کا ارشاد گزلی یہاں ہے تو علی سبیل یقین مجھے کہنے دیجئے کہ شرک کے دن عذاب الہی سے غوث رکھنے والا انسان کبھی ایسے پاک لوگوں کے حق میں ناشائستہ الفاظ استعمال نہیں کر سکتا اور نہ سن سکتا ہے جبکہ حضرت علی المرتضیٰ نے ان کو اپنا بھائی کہا ہے شگفتہ ہے ان لوگوں پر جو بولدان علیؑ کو سب و شتم کر کے محبت علیؑ کے شکیکہ رہتے ہیں حالانکہ حیدر کراٹھ نے مخالفین صحابہؓ کو شیطان فرزند قرار دیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

دلیل ۱۹ ایمان صحابہ کرامؓ از کتب شیعہ

وَلَكِنْ رِضْوَانَهُ اللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَوْفَّاهُ اسْتَشْهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ
وَالْأَنْصَارِ وَبِكُلِّ فَنَسَلٍ حَتَّى إِذَا اسْتَشْهِدُوا شَهِيدًا نَارِيْلًا سَيِّدَ الشَّهَدَاءِ -

(صحیح ابلاغ ج ۲ صفحہ ۲۷۲ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

(ترجمہ) میں بیان کرتا ہوں یہ بات کہ بیشک خدا کے لئے میں مہاجرین و انصار میں سے ایک قوم شہید کی گئی اور ہر ایک کا اپنا رتبہ ہے حتیٰ کہ جب ہمارا شہید امیر مقرر ہو گا تو یہ سید الشہداء ہے ۱۲ طرز استدلال :- یہاں مہاجرین و انصار میں سے متفرقین کو حضرت علی المرتضیٰ نے شہداء سے تعبیر کیا ہے اور حضرت حمزہؓ کو سید الشہداء سے جو یقیناً ان کے ایماندار ہونے کی علامت ہے پھر بکُلِّ فَنَسَلٍ کے لفظوں نے تو چار چاند لگا دیئے۔

دلیل ۲۰ ایمان صحابہ از کتب اہل تشیع

وَلَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ نَقْتُلُ آبَاءَنَا وَإِخْوَانَنَا وَأَعْمَامَنَا يَزِيدُنَا ذِلَّةً وَلِلَّهِ إِنَّمَا تَوَلَّيْنَا.

(صحیح ابلاغ ج ۲ صفحہ ۲۷۲)

(ترجمہ) البتہ تحقیق ہم حضرت کے ساتھ اپنے باپ دادوں بھائیوں اور چچوں کو تکلی کرتے تھے اور یہ فعل ہمارے ایمان و تسلیم میں زیادتی کا باعث بنتا تھا۔
 طرز استدلال ۱۔ ظاہر ہے کہ یہ فعل تمام صحابہ کرام علیہ السلام میں کو امیر اپنی طرف منسوب فرما رہے ہیں۔

دلیل ۲۱ ایمان صحابہ کرام از کتب شیعہ

وَقَدْ مَنَسَتْ أَصُولُ نَعْنُ فَرَدُّ عَمَلُ رَجُلٍ ابْلَاغُهُ بِرُحْمَةٍ (ص ۲۸)

(ترجمہ) بے شک اصول گزر چکے ہیں ہم ان کے فروغ ہیں۔
 طرز استدلال ۱۔ فروغ کا مدعا اصول پر ہوتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس خطبہ میں صحابہ کرام کو اصول سے تیسر کیا ہے اور اپنے نفس کو فروغ سے اور ظاہر ہے کہ فروغ اگر کامل ہوں تو اصول ہمدیہا اکمل ہوں گے اور سب سے پہلے تکمیل ایمانی کا درجہ ہے۔

دلیل ۲۲ ایمان صحابہ کرام از کتب شیعہ

إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرًا وَلَا خِدْلًا لَهُ يَكْتَرُّ وَلَا صِلَةٌ وَهُوَ دِينُ اللَّهِ الَّذِي أَهْلُهُ وَجُنْدُهُ الَّذِي أَعَدَّهُ وَأَمَدَّهُ حَتَّىٰ بَلَغَ مَا يَلْمُ وَكُلُّهَا كَيْفَ تَلَامُ

ترجمہ: بیشک یہ دین کا کام اس کی نصرت و خد لاں کثرت و قلت پر مبنی نہیں۔ وہ خدا کا اپنا دین ہے جسے اس نے غالب کر دیا اور اسی کا اپنا لشکر ہے جسے اس نے خود تیار کیا اور خود پھیلا یا حتیٰ کہ جہاں پہنچنا تھا پہنچا، ۱۲۔

طرز استدلال ۱۔ دین کا غالب ہونا اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچنا اگرچہ فضل الہی کا اثر ہے لیکن اگر خدا اور اہل ہدایت کے لئے جن لوگوں نے جان و مال قربان کیا ان کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ اس وقت صادر ہو رہے ہیں جبکہ نادری اعظم

ان سے جنگ فرس پر جانے کا مشورہ طلب کر رہے تھے۔
 بے مدد تاسف ہے ان لوگوں پر جو اب تک آنکھوں پر پٹنوں کے دھندے لگائے ہوئے
 ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار آخر میں حیدر کراچی ایک تنازع کی جاتی ہے ناظرین خود فرمائیں۔
 خطاب عل مرتضیٰ با شیعان خود زیر نگ نفاذ ترجمہ شیخ ۱۶۸
 اب تو میری دہلی ہے اور میں اس بات کو درست رکھتا ہوں کہ پروردگار عالم میرے اور تمہارے
 درمیان تفرقہ اندازی کر دے اور مجھے ان لوگوں کے ساتھ ملحق فرما دے جو تم سے زیادہ میرے لئے
 سزاوار ہوں وہ ایسے لوگ تھے قسم خدا کی ان کی ماہیں اور تدبیریں میمون و مبارک تھیں وہ دانشمند
 اور حکیمانہ بردباریوں کے مالک تھے۔

بحث متعلق فداک

یہ بہت پرانی بحث ہے بار بار اس سے متعلق فریقین کے مابین مناظرے اور مباحثے بھی ہو چکے
 ہیں لیکن جو شرارت ماب طابع کے اظہار حق کے باوجود معاملہ جوں کا توں باقی ہے فعلی لہذا اولاً
 ہم شیعی اعتراضات نقل کریں گے اس کے بعد ان کے جوابات ذکر کریں گے اَللّٰهُمَّ فَتَقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْفُضُ

شیعوں کا پہلا اعتراض

ابو بکر صدیقؓ نے سیدۃ النساء سے فداک چھین لیا تھا اس پر فاطمہؓ اہل بیت رسولؐ ناراض واپس گئی تھیں
 حالانکہ فداک ان کے ورثے میں آیا تھا فعلی لہذا صدیقؓ کا ظہر اور نظام ہے کہ ظالم منافق کا مستحق نہیں بن سکتا اس پر
 دلیل پیش کرتے ہیں یُوَصِّیْکُمَا اللّٰهُ فِیْ اَدْلَا دِکُمَا لِلذَّهْرِ مِثْلَ حَظِّ الْاُنْثٰی ط
 جواب دینے سے پہلے اعتراض کے دفعت کو شمار کر لینا چاہیے مزید شرح و وضاحت کے
 لئے خاص خاص جملے درج ذیل ہیں۔

(۱)۔ فدک چھین لیا گیا (۲) حضرت فاطمہ الزہراء (علیہا السلام) نے فدک ان کے دھٹے میں کیا تھا۔
 (۳) صدیق عالم مٹھا (۴) خلافت کا ستم نہیں بن سکتا (۵) یوحنا بن زبیر (۶) اللہ - الم
 جب آپ نے ان دفعات کو ملاحظہ کیا تو گویا آپ کے ذہن میں شیعوں کے اعتراض کے ہر شق
 آگے من کے جوابات ترتیب وار ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔
جواب ۱۔ صدیق اکبر کا سیدۃ النساء سے فدک چھین لینے کے متعلق بیان کرنا سراسر جھوٹ ہے
 اس لئے عرض در ضروری ہے کہ پہلے فدک کے حوالہ اپنے مذہب کے مطابق کتب شیعہ سے ثابت
 کرے کہ فدک سے مراد مٹھا سا بار ہے یا وسیع زمیں کیونکہ شیعی کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ
 فدک کے حوالہ پر وہ بھی متفق نہیں۔

فدک کے متعلق پہلی روایت

وَلَيْسَ كَذَلِكَ فِدَاكَ فَاتَهَا قَدِيرَةٌ كَثِيرَةٌ فَاتَتْ فِدَاكَ كَثِيرٌ ۱۲
 (ابن ابی الحدید شرح تہذیب البلاغ ج ۱، ص ۲۴۸ بحوالہ مناقب فاطمہ ص ۱۸۸)
 (ترجمہ) اور فدک اس طرح نہیں ہے (اس طرح لوگ سمجھ کر رہے ہیں) بلکہ یہ ایک بڑی بستی ہے جس
 میں بہت سے گھروں کے دفعت ہیں۔

فدک کے متعلق دوسری روایت

حدائق و عیش مصر، حد دوم (دو متر) بندل، حد سوم (تمام) حد چہارم (جبل احد)
 (اصول کافی ص ۳۵۵ اختلاف النوارین ص ۱۷۱)

فدک کے متعلق تیسری روایت

باردن رشید نے امام موسی کاظم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ فدک لے لیں میں آپ کو واپس دیتا ہوں
 تو حضرت نے انکار فرمایا یہاں تک کہ باردن رشید نے اصرار کیا تو حضرت نے فرمایا اگر خواہ مخواہ فدک تم مجھے دیتے ہو تو

اس کے پورے حدود و حدود کو دو تو میں لیتا ہوں نہیں پس۔ بارون نے کہا اس کے حدود کون سے ہیں پس حضرت نے فرمایا۔ (مد اول فدک) مدن پس بارون کا رنگ فق ہو گیا اور (مد دوم فدک) سمرقند ہے پس بارون کا رنگ زرد ہو گیا اور (مد سوم فدک) افریقہ ہے پس بارون کا رنگ سیاہ ہو گیا اور (مد چہارم) سینٹ البحر ہے جو علاقہ جزیرہ اور آرمین سے ملتی ہے۔ پس بارون نے تو مجھ پر مارے لئے کیا رہ گیا، پس حضرت نے فرمایا میں نے تم کو پہلے کہا تھا کہ اگر میں تم کو حدود ذکر کے بتاؤں گا تو تم زود سے سکو گے۔ (انوار نعمانیہ ص ۱۷۸، مناقب فاخرہ ص ۱۷۸)

لہذا جب تک فدک کے متعلق متفقہ علیہ بیان پیش کر کے ان روایات کو با حسن وجہ رد نہ کیا جائے تب تک مذہب اہلسنت پر کوئی اعتراض واقع نہیں ہو سکتا۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیے رسالت مآب کی وفات کے وقت حکومت اتنی وسیع نہ تھی پھر فدک کا اتنا مطالبہ اسے قبول کیا جائے یا تقیہ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

جواب ۱۰۔ سالارام غصب سے پہلے یہ ثابت کرنا ہو گا کہ خلافت صدیقی اکبر سے پہلے فدک سیدۃ النساء کے قبضہ میں رہ چکا تھا تو مدت قبضہ بیان کی جائے اور اگر نہیں تو غصب کا دعویٰ ہی اقرار جہل ہے۔

جواب ۱۱۔ کیا ابو بکر صدیقؓ نے سیدۃ النساء سے فدک چھین لیا یا ابتلائی قبضہ نہ دیا۔ اگر ابتدائی قبضہ نہ دیا تو اسے غصب تعبیر کرنا اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ واللہ اعتراف قلعاً۔

جواب ۱۲۔ حضرت سیدہ کا ناراض ہو کر واپس تشریف لے جانا امر ثانی ہے پہلے یہ فرمایا کہ سیدۃ النساء صدیق اکبر کے پاس حقیقت میں گئی تھیں یا نہ علی التقدير اثنی اعتراض باطل ہے۔ وعلی التقدير اللذل معلوم ہوا کہ ابو بکر صدیقؓ حضرت سیدہ کے نزدیک صیغہ الایمان بزرگ تھے صرف بخش فیصلہ فدک کے متعلق تھی جس میں حضرت علیؓ بھی شریک ہو گئے۔

ایں گناہیت کہ در شہر شمس نیز کفند

جواب ۱۳۔ اگر حضرت سیدہ کا تشریف لے جانا مطالبہ حق کے لئے تھا تو معلوم ہوا کہ صدیق اکبرؓ

ان کے نزدیک خلیفہ حق تھے اور وہ صحیح مانتی تھیں ورنہ خلیفہ مجدد سے امید انصاف سے کر جانا شانِ عصمت کے خلاف ہے۔ وعلی العکس اعتراض ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جواب ۱۔ حضرت سیدہ شہب صدیق اکبرؑ کے ہاں دعویٰ فدک سے کر لیں۔ اس میں حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کی رضا و اجازت شامل تھی یا نہ۔ اگر شامل تھی تو وقتِ اجازت بیان فرمائیے۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی واضح کرنا ہوگا کہ جس کی اب اجازت فرما رہے ہیں کل اپنے زمانہ خلافت میں اس کے خلاف کیوں کیا اور جب استفسار کیا گیا تو آپ نے یہ جواب کیوں دیا۔ **کُوْرِدُوْتُ فِیْ ذٰلِکَ اِلٰی دَرَسْمَۃٍ نَّاجِسَۃٍ یَّتَشَرَّکُوْا عِیْنِیْ اَوْ یَتَفَضَّرُوْا عِیْنِیْ جُبُوْی**۔

(ترجمہ) اگر میں فدک ناپاکہ ازہرہ کے وارثوں کو رد کر دوں تو میرا اسلام و شکر مجھ سے جدا ہو جائے گا۔ کیا بقول شیعہ حضرت علیؑ بذل نہ ٹھہریں گے۔ حالانکہ خلیفہ کے لئے جرأت شرط ہے۔
جواب ۲۔ قولہ ناپاکہ ناراض لیں۔ یہ بھی شیعہ کی طرف سے الہستہ کے مسک پر ایک بہانہ ہے۔ کہ حضرت سیدہ کی ناپاکگی کی کیا وجہ ہے کیا یہ کہ صدیق اکبرؑ نے مطلقاً سرور کائنات کے مال سے ورثہ کیوں نہ دیا۔ یا یہ کہ حضرت سیدہ کو کیوں نہ دیا۔

علی تقدیر الاول یہ ثابت کرنا ہوگا کہ صدیق اکبرؑ مال فدک ان کو کیوں دیتے ورثہ کے طور پر یا بغیر ورثہ کے۔

علی التقدير الاول کیا سرور کائنات علیؑ علیہ السلام نے اس قسم کا دعویٰ دائر کیا من ارثی فعلیہ البیان ہو علی التقدير الثاني المراض نہ رہا۔

اور اگر اعتراض کی نوعیت یوں ہے کہ حضرت سیدہ کو مال فدک نہ دیا گیا اس لئے صدیق اکبرؑ مجرم ہے تو پھر معترض کو بتانا پڑے گا کہ حضرت علیؑ الرضی عنہ حضرت عباسؑ حضرت حسنؑ بن علیؑ حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ حضرت زیدؑ بن حسنؑ بن علیؑ بن حسنؑ بن حسنؑ کے بھائی پر طاعت ماب شیعوں کا کیا فتویٰ ہے جبکہ خیر اور فدک یکے بعد دیگرے ان کے قبضہ میں آمارہا۔ اور انہوں نے

بعینہ صدیق اکبرؑ کے دستور کے مطابق عمل کیا ماہوا جوا بکمنہ و جوا بنا۔
عجب شکل میں آیا سینے والا حبیب دامن کا :- اودھرا ناکا اودھرا ناکا اودھرا ناکا اودھرا

جواب ۱: اگر سیدہ پاک کا ناراض ہو جانا ہی باعث اعتراض ہے تو ثابت کرنا ہوگا کہ وہ کس پر ناراض ہوئیں۔ صدیق اکبر پر یا اپنی ذات پر۔ اگر صدیق اکبر پر ناراض ہوئیں تو قصہ حدیث سے شخصیت علی اپنی ہمدردی و عقیدت کو دکھانا پڑے گا جب تک اسی مدافعت سے اس قسم کا جملہ پیش نہیں کیا جائے گا دعویٰ اس اعتراض غیر تام رہے گا۔

و علی التقدير ان فی اعتراض بھی واقع نہ ہوگا فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

جواب ۲: اگر صدیق اکبر پر صریح الزام ہے کہ انہوں نے ایسے فعل کا ارتکاب کیا جس سے سیدہ النساء ناراض ہو گئیں تو شیعہ معترض کو بتانا پڑے گا کہ حسب ذیل واقعات کے پیش نظر جناب کے دارالافتاء سے حضرت علیؑ پر کیا فتویٰ صادر ہوگا ہینا فتوحہ دہا

حضرت علیؑ پر سیدہ کی ناراضگی

کتاب عل الشرائع اور بشارت الصلوة اور مناقب خوارزمی میں بسند ہائے معتبر ابوذر بن عباس سے روایت ہے کہ جب جعفر طیار ہمشہ میں تھے ان کے لئے کسی نے ایک کنیرہ خرید لی جس کی قیمت چار ہزار درہم تھی اور جب جعفر طیار مدینہ میں آئے اس کنیرہ کو بطور ہیر اپنے بھائی علی بن ابی طالب کے پاس بھیجا اور وہ کنیرہ جناب امیر کی خدمت کرتی تھی ایک دن جناب فاطمہؑ گھر میں آئیں اور دیکھا کہ سر جناب امیر کا اس کنیرہ کے دامن میں ہے جب وہ حالت ملاحظہ فرمائی تو متحیر ہوئیں اور پوچھا آیا اس کنیرہ سے تم نے کوئی تعلق کیا ہے جناب امیر نے فرمایا بنی اسوگند میں نے اس کے ساتھ کوئی امر نہیں کیا اب جو کچھ تم کو منقولہ ہو بیان کر دو کہ میں کہا لاؤں۔ جناب سیدہؑ نے کہا مجھے میرے پدر بزرگوار کے گھر جانے کی اجازت دو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میں نے اجازت دی پس جناب سیدہؑ نے چادر سر پہاڑی اوڑھی اور برقعہ ڈال کر متوجہ خاندان ہوئیں اور قبل اس کے کہ جناب فاطمہؑ اپنے باپ کی خدمت میں پہنچیں جبریلؑ از جانب خداوند جلیل حاضر ہوئے اور کہا حق تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ جناب فاطمہؑ تمہارے پاس علی بن ابی طالب کی شکایت کرنے آرہی ہیں

تم حق علیؑ میں کوئی چیز فاطمہؑ سے قبول نہ کرنا۔ جب فاطمہؑ داخل دولت مرلے پد بزرگوار ہوئیں حضرت رسول اکرمؐ نے لہرایا علیؑ کے پاس جاؤا کہ میں تم سے راضی ہوں پس جناب فاطمہؑ جناب ابیہر کے پاس تشریف لائیں اور تین مرتبہ کہا میں تم سے راضی ہوں (جلال العیون اردو ص ۱۳)

حضرت علیؑ پر سیدہ کی ناراضگی

جلال العیون اردو ص ۱۳۴ میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے ایک شقی کی اس خبر پر کہ حضرت علیؑ نے ابو جہل کی لڑکی کے متعلق نکاح کے لئے غراستگاری کی ہے حضرت سیدہ حضرت علیؑ رضی اللہ عنہا پر بلائیں ہو گئیں اور رات کے وقت بغیر اطلاع کے امام حسینؑ کو کدھے پر بٹھا کر اودام کھنوم کو دہنے باتھ میں لے کر اپنے پد بزرگوار کے گھر تشریف لے گئیں امیر علیہ السلام نے گھر میں سیدہ کو نہ پایا تو بہت غلین ہوئے مگر سب کچھ نہ چلا ابو جہر شرم و حجاب بیت رسولؐ میں جانے سے بھی گھبرانے لگے باہر گئے تو مسجد میں نمازیں ادا کیں اور وہ نماز کو جمع کر سو گئے جب رسول خداؐ نے سیدۃ النساء کو غلین پایا دربار خداوندی میں ازلاہ عزوں کی دعا فرمائی گھر آئے سیدہ کو بیقرار اور روتا ہوا پایا۔ ان کو مع ان کے گوشہ ہائے جگر کے ساتھ لے کر حضرت علیؑ کے پاس پہنچے ابو تراب کے لقب سے یاد فرما کر جگایا اور فرمایا جاؤ ابو بکرؓ و عمرؓ کو بلاؤ ان کے آنے پر حضرت نے ارشاد فرمایا علیؑ مگر تم نہیں جانتے فاطمہؑ میل پا رہی ہے میں نے اسے آزاد دیا اس نے مجھے آزاد دیا۔ مَلْعُضًا (حق الیقین اردو ص ۲۵۵ مطر علی)

نوٹ:- ناظرین پڑھتے وقت ذرا شیخی تہذیب کو ملاحظہ فرماتے جائیں۔

حضرت علیؑ پر سیدہ کی ناراضگی

جب ابو بکر صدیقؓ سے حضرت سیدہؑ خالی واپس تشریف لے گئیں تو حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کو جا کر یہ غلط کہے:- مانند جنین درد تم پر رہ نشین شدہ و مثل غائبان در خدا گر نختہ۔

جواب ۱۔ ناراضگی فعل قلب سے ہے جب تک زبان سے ظاہر نہ کیا جائے نالائقی تصور نہیں ہو سکتی اگر مضر غیب سیدہ کا منی ہے تو اسے ثابت کرنا ہوگا کہ الہست کی کتابوں میں ان الحدیث یفسر بعضہ بعضا کے تحت و حدیث رکھائے جس میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے صدیق اکبرؓ پر اس معاملہ میں اپنی نالائقی کا اظہار کیا ہے ہا تو اب یہاں تکماں کنترہ ضد قین۔

(۲) رہا حضرت عائشہؓ کا بیان کرنا اس کے متعلق منی کو یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ حضرت عائشہؓ کا یہ قول حضرت سیدہ کے ساتھ بالمشافہت کا نتیجہ ہے یا محض قرآن سے کھریا گیا ہے۔

علی التقیر ازل ثبوت چاہیے و علی التقیر الثانی بات اتنی قابل ثبوت نہ رہی جس پر اتنے بڑے جھگڑے کی بنیاد رکھی جائے اور اگر بالفرض مخالف اس تحقیق کو غیر معتبر تصور کرتے ہوئے بگڑنے لگے تو پھر اسے جواب دہ ہونا پڑے گا۔

(۱) جب موسیٰ علیہ السلام کو وہ طور سے واپس آئے تو گوسالہ پرستوں کے حالات دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ناراضگی اور سر کے بالوں کو انہوں نے قرآن مجید کے ماتحت پکڑا یا تو چاہتا یا نہیں کر کے۔

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بار بار حضرت علیہ السلام کو ان کے اعمال پر ٹوکنا ظاہری مقتضیات کی بنا پر تھا یا مطابق واقع تھا۔

(۳) شیعہ روایات کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ خیال کرنا کہ میں باپ سے بڑھ گیا ہوں غلطی تھا یا قطعاً۔

(۴) شیعہ روایات کے مطابق رسول کریمؐ نے حضرت منیٰ کو قبلی کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا غنیمت کی بنا پر یا تطہیرات کی بنا پر۔

(۵) حضرت سیدہؓ کا حضرت منیٰ پر ناراض ہو کر یہ کہنا پھر جنین الحقیقی لہر تھا یا انماۃ طبیعت۔
(۶) حضرت منیٰؓ کے قتل کا یہ کہ ان کے دشمنان نے عثمانؓ کا بدلہ لیا تو میری قوت چلی جائے گی واقع کے مطابق تھا یا طبعی خیال۔

سو اگر آیات و روایات کے صحیح ہونے کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سب علیہ السلام
فوقہ و علیہ السلام حضرت سیدہ اور حضرت علی الرضیٰ عنہما کی طبیعت اور اندازہ طبیعت کی بنا پر ایک چیز
کہہ دیتے ہیں تو حضرت ام المومنین کے ارشاد کو کیوں اس امر پر محمول نہیں کیا جاتا۔

یہ تھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھو تھو

جواب ۱۔ اگر صدیق اکبر پر شیعوں کا یہ اعتراض ہے کہ صدیق اکبر پر سیدہ کا نام لایا نہ ہو جانا
باعت خطا فعل ہے یا باعث نقص ایمان ہے تو پھر ایسے منزل الایمان معترض کو حضرت ایدن علیہ السلام
کے متعلق بھی بتا چوتے گا کہ اردن علیہ السلام کے ایدن کی آپ کے ہاں کیا پوزیشن ہے جبکہ ان پر
موسیٰ علیہ السلام نبی وقت کا نام لایا نہ ہونا قرآن سے ثابت ہے ہینوا فتوجعوا

جواب ۲۔ افسوس کہ شیعی معترض نفس غضب اور انصاف کے درمیان فرق نہ معلوم کر سکا ورنہ
اسے تو اعتراض کرنے کی جرات ہی نہ پڑتی۔

جواب ۳۔ سوال کرنے کو بھی سلیقہ چاہیے۔ جانیں یعنی شیعوں اور اہل سنت کی کتابوں کو اگر بغور دیکھا
جائے تو یہاں لفظ غضب موجود ہے وہاں لفظ نہما بھی موجود ہے۔ کاش کہ میری صاحب نے پورا
مطالعہ کر کے اعتراض دیکھا۔

اِنَّكَ لَمَّا سَمِعْتَ كَلَامَ هَاجِدِ اللّٰهِ دَا ثُنَى وَصَلَى اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ لَقِيَكَ اَلْاَيَةُ النَّبَا
فَاُبَيِّنَ لَكَ اَلَا بَاوَقَا اللّٰهُ مَا عَدَدْتُ رَاى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَمِلْتُ اِلَّا
بِاَمْرِ اللّٰهِ قَدْ قُلْتُ نَا بَلَعْتُ نَا فَلَكَ نَا هَجَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَنَا وَلِكَ اَمَّا لَعَدْتُ فَقَدْ دَفَعْتُ
اِلَيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ دَا هَتَدُ اِلَى نَبِيٍّ دَا اَمَّا يَسُوْسُ ذَا لِكَ فَاى سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ
اَنَا مَعَاشِرُ الْاَنْبِيَاءِ لَا تُوْرِثُ ذَهَبًا وَفِضَّةً وَلَا عَدَارًا وَلَا دَا وَلَا دَا لَكُنَّا تُوْرِثُ الْاِيْمَانَ
وَالْمَوْعِظَةَ وَابْعَلِمَ دَا لَتَّةً صَوْرَتِ بِمَا اَمْسَوْنِي وَنَعَمْتُ فَقَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ
وَدَّ بَهَالِي مَن يَشْهَدُ بِذَلِكَ نَجَاءً عَلَى اَيِّ اِنِّ لِمَالِكٍ دَا مَ اَيِّمَنَ فَشَهِدَ لَهَا بِذَلِكَ
نَجَاءً عَمْرَيْنِ الْخَطَابِ رَجَبُ الرَّسُوْلَيْنِ بِرَحْمَتِي فَشَهِدَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَانَ يَقْتَضِيهَا فَقَالَ الْوَكِيلُ بِصَدَقْتِ يَا ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ وَصَدَقَ عَلَيَّ وَصَدَقْتَ أُمَّ أَيْمَنَ
وَصَدَقَ عُمَرُو وَصَدَقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَذَلِكَ أَنَّ لَكَ مَا لَا يَمْلِكُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ مِنْ قَدَمِكَ قَوْلًا وَيَقْتَضِي الْبَاقِي وَيَعْمَلُ مِنْهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكَ
عَلَى اللَّهِ أَنْ أَمْنَعَ بَيْنَهُمَا كَانَ يَمْنَعُ نَفْسِيكَ بِذَلِكَ وَآخَذْتَ الْعَهْدَ عَلَيْهِ بِمِ
كَانَ يَأْخُذُ غُلَّتَهُمَا فَيَنْتَقِمُ إِلَيْهِمَا مَا يَكْفِيهِمَا ثُمَّ فَعَلْتَ الْغُلَّتَ بَعْدَهُ كَذَلِكَ
(شرح معجم مطبوعه طهران مجلد ۳ بعواله نصيحة الشيعه)

(ترجمہ) جب ابو بکر صدیقؓ نے حضرت سیدہ کا بیان سنا تو خدا کی تعریف اور حمد و برکت حاصل
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کہا اے سب عورتوں سے ابھی افضل باپ کی صاحبزادی خدا کی قسم میں نے
رسول مقبولؐ کی رائے مبارک سے تجاوز نہیں کیا میں نے تو آپ کے حکم کے عین مطابق کیا ہے بیشک آپ
نے بات کر لی اور بڑی نفاذی سے اظہار فرمایا فرمایا سہل کی سب سے طرف سے تجھے طلب ہے کہ اللہ تعالیٰ
ہم کو اور تم کو مغفرت فرمائے حمد و صلوٰۃ کے بعد دعا یہ کہ میں نے حضرت رسول کریمؐ کی سوا دی حمد
اتھنا حضرت علیؓ کے سپرد کر دیئے ہیں اور ان کے علاوہ میں نے تیرے واسطے سنا تاکہ ہمارا بیاد کا
گروہ سونے چاندی زمیں کا وارث نہیں بنتے بلکہ ایمان و حکمت علم اور سنت کا وارث بنتے ہیں میں
نے تو اس پر عمل کیا ہے جس کا بچے آپ کے والدین کو اور نے حکم کیا تھا اور خدا کی قسم میں نے خیر خواہی
کی ہے اس کے جواب میں حضرت سیدہ نے کہا میرے آباؤں نے مجھے اب بکر و اقات آپ نے فرمایا
بتاؤ اس معاملہ میں آپ کا گواہ کون ہے پس حضرت علیؓ اور ام ایمنؓ آئے انہوں نے ہر کی گواہی
دی ان کے بعد حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ آئے تو انہوں نے یہ گواہی دی
کہ حضرت اپنی زندگی میں اس کی پیادہ کو تقسیم کرتے تھے پس ابو بکرؓ نے کہا اے رسول مقبولؐ کی
صاحبزادی آپ نے سچ فرمایا اور ان سب نے سچ فرمایا اب تصفیہ کی بات یہ ہے کہ بڑا حضرت کیلئے
مختاری تیرے لئے ہے اور حضرت رسول کریمؐ نہ کہ تمہاری گوارا رات جتنا رکھ لیتے تھے اللہ تعالیٰ کو
تقریر کر دیتے تھے اور محض تیرے لافنی کرنے کے لئے میں ملنا کہتا ہوں کہ میں اسی طرح کرتا ہوں گا

جس طرح حضرت کا تھے۔ پھر بنی بکر کا جب اس بیان پر راضی ہو گئیں اللہ البرکات صدیق سے وعدہ لے لیا آپ سب رمدہ مدت کے سفر تک اسی طرح کرتے رہے اس کے بعد باقی خلفاء بھی اسی طرح کرتے رہے حتیٰ کہ امیر مہاراجہ ملک ہزارا تو اس نے اسے جائیداد بنا دیا پھر جاکر حضرت عمرؓ کو عبد العزیز بنے اور لاہور سے پیشہ پر مدد کر دیا۔

۱۰ امر یہ ہے فکر کے سلسلے میں شیعی کتاب کی روایت، افسوس کہ شیخ حضرت نہجاری روایتیں مانتے ہیں نہ اپنا۔ سچ ہے ہٹ دھرم کا کوئی علاج نہیں ہے۔
جواب ۱۱۔ میراث النبی کا شجر بھی باطل ہے اس لئے مسترض کو بتا پڑے گا کہ یہ کھانا
کے مال سے درست نکلتا بھی ہے اگر جواب ۱۲ بجاب میں ہے تو پھر ذیل کی روایت کا کیا جواب ہے کہ
یہ حدیث مختلف عبارتوں کے ساتھ ترمذی کی کتابوں میں موجود ہے۔

نبی و ارشاد درایت عدم تدریس می بقال رسول الله صلی الله علیه وسلم
 إِنَّ أَعْلَمَاءَ يَدْرُسُونَ الْأَنْبِيَاءَ وَلَمْ يَكُنْ تِلْكَ الْأَنْبِيَاءَ وَلَا دُرُهَا وَلَكِنْ
 أَدْرَسُوا أَعْلَمَاءَ فَكُنْ أَخَذَ مِنْهُ أَخَذَ بِخَطِّ دَاوُدَ رَحْمَلُ كَالِ هَذَا كِتَابِ الْعِلْمِ

امام جعفر صادقؑ کا فتوہ ہے

إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَنُصَّةُ الْأَنْبِيَاءِ ذَلِكَ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يَوْرَثُوا وَحْدَهُمَا وَلِجِنَارٍ
وَأَمَّا أَوْرَثُوا أَحَادِيثَ مِنْ أَحَادِيثِهِمْ (اصول کافی مثل کتاب العلم)

ہر دو عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے وارث علماء ہوتے ہیں اس لئے انبیاء
اپنی ولایت میں دہم و دینار نہیں چھوڑا کرتے بلکہ صرف علم و حکمت چھوڑ جاتے ہیں جس نے ان کے
علمی ذخیرہ سے حسب استعداد حاصل کر لیا اس نے بڑا حصہ لیا۔

اور اسی مضمون کی روایتیں مسلم و بخاری میں بھی موجود ہیں انوس کہ ہندو صرام اب بھی
خلق خدا کو دھوکہ دینے کی خاطر اپنی ضد پر پکے ہیں۔

جواب ۱۔ صدیقی اکبر کا سیدہ کو باوجود مطالبے کے درخند دینا اگر قابل اعتراض ہے تو شیعوں کے پاس ذیل کی روایت کا کیا جواب ہے جبکہ سیدۃ النساء اپنے ابا کے پاس مسنین مکہ میں کو ساتھ لے کر باقی ہیں درختے کا مطالبہ کرتی ہیں لیکن آپ یہ جواب دے کر مال دیتے ہیں۔ میرے بچے حسن کے لئے میری بیبت ہے اور میرے بچے حسین کے لئے میری جرات ہے۔ فرمائیے فردو عالم پر شیعوں کی طرف سے کیا فتویٰ عام ہو رہا ہے۔

أَنْتَ نَا حِمَّةٌ يُنْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شُكُوَاهِ الَّذِي تُؤَيِّدُ فِيهِ فَصَلِّتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا ابْنَانِ نَوْرُهُمَا شَيْئًا قَالَ أَمَّا الْحَسَنُ فَإِنَّ لَهُ هَبِيعِي وَأَمَّا الْحُسَيْنُ فَلَهُ جُبْرَتِي۔ (مخالف ابن بابويه مطبوعہ طہران ص ۳۷)

کیا یہاں بھی شیعہ یہی کہیں گے کہ آپ العیاذ باللہ رسالت کے مستحق نہ تھے۔

حدیث توریش کے متعلق مختلف چالیں اور ان کے جوابات

پہلی چال ۱۔ (إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَكُمُ يُؤَيَّدُونَ) دُھما وال روایت میں ابو الجعفی موجود ہے جو کہ مذہبِ اہلسنت ہے فعلی ہذا شیعہ کتب میں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

جواب ۱۔ اقل تو یہ ابو الجعفی وہی نہیں ہے جس کا مذہب سنی شہود کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ اصول کافی میں جس ابو الجعفی کا ذکر ہے اس کا نام ذئب ہی ذئب ہے جو مذہبِ ہاشمیہ ہے ابو الجعفی مذہبِ اہلسنت کے ساتھ وابستہ ہے اس کا نام سعید بن فیروز ہے۔ فانهل الاشكال۔

دیکھنا اس طائفہ کی فتنہ کشی دیکھنا نہ کشی کے واسطے ایساں فروش دیکھنا

حق سے ان کی ہر ماہ چشم پوشی دیکھنا اور ہجر باطل کی خاطر گرم پوشی دیکھنا

جواب ۲۔ خدا جانے کلینی صاحب نے اصول کافی امام مہدی کی خدمت میں پیش کی ہوگی

اس وقت انہوں نے کیوں یہ کہہ دیا کہ هَذَا كَاذِبٌ لَيْسَ يَنْتَعِنَا اَنْهَوْا نے یہ بھی نہ سوچا کہ جب یہ

کتاب مدطب دیابس سے لبریز ہے تو تائید کرنے کا کیا فائدہ۔ کاش کہ ان باطل خیالات کا

کوئی کھوج نکالتا۔

دوسری چال۔ اگر انبیاء کے مال سے ورثہ نہیں نکلتا تو ازواج النبی کو ان کے ورثہ سے محروم کیوں دیئے گئے تھے۔

جواب: ہاں کیا مترن صاحب یہ ثابت کرنے کی زحمت گوارا کریں گے کہ اندراج ملکہ شکر
قبر سے بعد از وفات سرور کا ثبات دیکھے گئے۔

جواب: اگر دنات سے پہلے غارِ ندیاں اپنی عورت کو کوئی مکان عنایت کرے تو کیا شیعوں کے کے نزدیک اسے بھی حدّ شکر کے ساتھ موسوم کیا جائے گا۔

جواب :- اگر آپ کا قول تسلیم کر لیا جائے تو رحمتِ دو عالم کی زندگی میں قرآن مجید کے ائمہ و کرام نے بیوقوف کیوں کہا گیا اور دوسرا فی بیوت الرسول کیوں نہ کہا گیا۔ بہر حال شیعوں کے سوالات اس قسم کے لغو ہوتے ہیں جنہیں سن کر حیرت ہوتی ہے۔ جب ہم نے اصل مسئلے کو صاف کر دیا اور شیعوں کے سب اعتراضات کا مذاق اڑا دیا تو انہیں جواب دے دیا تو الزام ظلم خود بخود اڑ جائے گا۔

آیت مقدسہ سے شیعہوں کا استدلال اور اس کے جوابات

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَرْبَاعٍ لَكُمْ بَلَدًا كَمَا تَصْلَى الْأَشْشِينَ ط
 طرزِ استدلال :- یہ نص عمومیت کے لحاظ سے نبی غیر نبی کو شامل ہے لہذا جس طرح
 امت کے مال میں سلسلہ وراثت جاری ہوتا ہے اسی طرح حضرت علیؑ علیہ السلام کے مال
 میں سلسلہ تواریث جاری ہو سکتا ہے۔

جواب: اگر کمرست کے خطاب کے لحاظ سے مہتر مہتری کو اس قسم کے اعتراض کرنے کا داعیہ پیش کرنا ہے تو اسے بتانا چاہیے گا کہ فَاَنَّا نَمُوتُ مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النَّسَاءِ وَذُنُكُنَّ عَلَيْنَا
میں بالاتفاق خطاب علی سبیل العموم ہے کیا اس میں حضور کی ذات مقدسہ داخل میں یا نہ

اگر داخل میں تو دلیل اور اگر داخل نہیں ہیں تو عرض خطاب کہ مگر کیا ماہوا ہوا یکم فہم ہوا ہوا
جواب: اگر قبول معترض خطاب کو عرویت پر رکھا جائے تو سب ذیل عبارت مسلمہ
بین الفرقین کا کیا مطلب ہوگا — أَلَمْ نَأْتِ مَوْسَى الْأُتْرَاقَ أَنْ تَبْعَهُ — الخ
(سراجی لاہست) (شرائع الاسلام لاہل الشیعت)

یعنی اولاد مسلم کا فریاد کی وارث نہیں بن سکتی یا باپ بیٹے میں سے ایک غلام ہو تو بھی
مسلمہ تودیت نہیں چل سکتا۔

جواب: اگر معترض ذرہ بھر تو سب سے کام لیتا تو اسے اعتراض کرنے کی ضرورت بھی پیش
ناتی اس لئے کہ اولاد یا نبی کے مال میں ورثہ نہیں ہے کیا لا یغنی علی ارباب البصیرۃ
مائیہ کہ مذکور مال نے تھا اور ظاہر ہے کہ مال نے کسی کے ملک میں ذاتی جائداد تصور
نہیں کیا جاتا اور مذکور مال نے ہوتا تو ظہر من الشمس ہے کہ وہ صلح کے سلسلے میں یہودیوں نے
نصف زمین مذکور کی دینی منظور کی تھی جو مسلمانوں کے پاس مدت عمر بیت المال کی صورت میں رہی۔
قرآن مجید میں ہے مَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَانَّهُ تَتَسَوَّلُ
وَلَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ فَابْتَغِ الْوَسِيلَ۔

اس میں خاص طور پر علی بیل احلیک کسی کا قبضہ نہ تھا۔ تو ان مجید کا مطلب واضح ہے کہ مال نے
کی پیداوار میں سے اللہ کے ہم پر بھی خرچ کیا جاسکتا ہے اس سے رسول بھی وقتی ضرورت میں خرچ
کر سکتا ہے۔ آپ کے رشتہ دار اور یتیم مسکین مسافر بھی کھا سکتے ہیں۔

نوٹ: جو و آت ذالقرنی عقبہ سے دلیل لیتے ہیں وہ سراسر غلطی پر ہیں کیونکہ
مقدمہ چیز کے متعلق حکم کرنا شان الوہیت اور شان نبوت کی ہشک ہے جب کہ یہ آیت
کلی ہے اور مذکور مسلمانوں کے ہاتھ میں آنا ہجرت کے بعد ہے ویسے دل بہلانے
کے لئے شیعہ لوگ دلیل پکڑتے رہیں تو اور بات ہے۔

دوسری آیت سے شیعہ استدلال اور اس کے جوابات

دَلِيلٌ سَلِيمٌ دَاوُدُ (ترجمہ) اور سلیمان داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے۔

طرز استدلال۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے مال میں سلسلہ

توریت جاری ہو سکتا ہے۔

جواب۔ اگر شیعوں نے حق سے تدبیر سے کام لیتا تو اسے اعتراض کرنے کا دائرہ

بھی پیش نہ آتا۔

اس لئے کہ اگر مترس کے نزدیک واقعی یہ نسبت قابلِ محبت اور قابلِ استدلال تو پہلے یہ

اعتبار کرنا پڑے گا کہ داؤد علیہ السلام کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کے علاوہ نہیں تھے۔

ورنہ سلیمان علیہ السلام کے تخصیصی طور پر ذکر کیا درج ہے۔

جواب۔ اِنَّ سُلَيْمَانَ دَاوُدَ دَانَ مَعَهُ سَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَرِيَّةً

سُلَيْمَانَ (اسو کاف) (ترجمہ) بیشک سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے

اور حضرت رسول کریم سلیمان علیہ السلام کے وارث ہوئے۔

اگر حسب قول مترس درشت سے مراد یہاں وراثت مال یا جائے تربتائیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سلیمان علیہ السلام کی کون سی مالی جائیداد کے وارث ہوئے۔

اعتراض از اہل تشیع

کہ سیدۃ النساء کا اگر زندک میں حق نہیں تھا تو صدیق اکبر سے کیوں خطاب کیا اور ابوبکر پر

کیوں تلاوتیں اور ان سے مدتِ عمر کیوں کلام نہ کی۔

جواب۔ چونکہ سرور کائنات کی زندگی میں اہمیت اور حضرت سیدہ کا کثرتِ شرح فدک کی بدولت

سے اتنا اس لئے حضرت سیدہ نے مجاہد کر مال ہمارے ملک میں ہے اس پر انہوں نے صیق اکبر

سے مطالبہ کیا۔ واللہ اعلم۔

جواب ۱۔ صدیق اکبرؓ پر حضرت سیدہ کا ارادہ رہنا قطعاً غیر مثبت ہے ہم نے گذشتہ جوابات میں فریقین کی کتابوں میں حوالہ جات بالتفصیل نقل کر دیے ہیں (شرح عظیم مطبوعہ طہران ج ۲۵)۔
 جواب ۲۔ صدیق اکبرؓ سے حضرت سیدہ کا مدتِ عمر تک کلام نہ کرنا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ گفتگو محض باریک صغیر حساب اس کا یہ ہے کہ اس مسئلے میں گفتگو نہ کی چنانچہ فتح الباری شرح بحار ج ۱۲^{مثلاً} میں ہے فلم یتکلم فی ذلک انہما فی ہذا فی شرح سلم نویدی ص ۲۰۰ مطبع بستان میں موجود ہے من شاء فایطالع ثقتاً تہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
 نوٹ ۱۔ بہرہ داری روایت قطعاً ناقابلِ قبول ہے کیونکہ اس کی روایت میں رشیدیہ راوی موجود ہیں۔

واقعہ ہجرت اور رفاقت صدیقی سے متعلق شیعہ اعتراضات کے جوابات
 شیعہ اعتراض ۱۔ کہا جاتا ہے کہ ہجرت کی شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کے پاس گئے اور اپنے بستر پر سلا کر لیٹے شریعت دے جا رہے تھے کہ راستے میں ابو بکر صدیقؓ ساتھ ہو گئے جسے حضرت نے اپنے اعدائے منہ کے پیش نظر منع فرمایا اور نہ ان کا جانا حضرت کے منشا کے خلاف تھا۔
 جواب ۲۔ فریقین کی معتبر کتابوں میں اس پر شاہد ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس صدیق اکبرؓ کے صدارت پر شریعت دے گئے۔ چنانچہ باذل یار اللہ متعصب شیعہ ہمارے جلدی میں رقمطراز ہیں۔

پہنیں گفت راوی سالار دیں	ہوں سالم بحفظ جہاں آنہوں
ززدیکہ آن قوم پر مکر رفت	بسوئے سرائے ابو بکر رفت
پئے ہجرت انیز آمادہ بود	کہ سابق رسولش خبر دادہ بود
نبی بردرخانہ اش چوں رسید	بگوشش ندائے مغرور کشید
چوں ابو بکر تراں حال اکاہ شد	زخانہ بردن رفت ہمراہ شد

مطلب: جب آنحضرتؐ اس پر مکر قوم سے روانہ ہوئے تو سیدھے صدیق اکبرؓ کے مولا خانہ پر تشریف لے گئے اور وہ بھی ہجرت کے لئے تیار تھے کیونکہ حضورؐ نے اسے پہلے سے ہی مطلع کیا ہوا تھا جب آنحضرتؐ صدیقؓ کے دروازے پر پہنچے تو ان کے کانوں پر صفائی نہایت چنی جب صدیق اکبرؓ کو روانگی کا علم ہوا تو گھر سے باہر آیا اور ساتھ ہر لیا۔

(نہ) اس تو ضیح و تشریح کے بعد بھی کوئی نقل کا اندھا یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ صدیق اکبرؓ خود بخود ساتھ ہوئے تھے۔

جواب: ۱۔ یہی جاس سے زیادہ واضح اس کلمے غفلوں میں سمجھے ملا باقر مجلسی جات مغلوب ^{۲۵۱} میں لکھتے ہیں کہ خداوند متعالؑ کو اسلام میرزا باندہ میفراید کہ ابو جہل و اکابر قریش ^{۲۵۲} تدبیر کر رہا تھا کہ ترا بقتل رسانند و خدا تیرا امر می کند کہ مل را در جائے خود بخوابانی الی قولہ و ترا امر کردہ است کہ ابو جہل و را ہمراہ خود بری۔

(ترجمہ) شب ہجرت جہیل علیہ السلام سرور کائناتؐ کے پاس آئے اور کہا کہ خدا تعالیٰ آپؐ کو سلام فرماتے ہیں اور ان کا ارشاد ہے کہ ابو جہل اور رؤساء قریش تدبیر کر چکے ہیں کہ آپؐ کو قتل کریں اس بنا پر آپؐ کو خدا کا حکم ہے کہ علی مرتضیٰؑ کو اپنے بستر پر سٹار بجئے اور یہ بھی حکم فرمایا کہ ابو جہلؓ کو اپنے ہمراہ لے کر تشریف لے جائیے۔

تعلیل: ۱۔ اب فرمائیے ابو بکر صدیقؓ خود بخود گئے تھے یا حکم خدا۔

جواب: ۱۔ یہیجے اور عبارت ملاحظہ فرمائیے تفسیر حسنی ص ۲۱۳، زیر آیت کلمہ ما ہدوا ہمداً
 أَمْرَكَ أَنْ تَصْعَبَ أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهُ إِذَا اسْتَلَفَ وَاسْتَلَفَ حَقّاً لَكَ وَثَبْتَ
 عَلَى قَعَاهِ لَكَ وَتَعَانَدَكَ كَانَ فِي الْجَنَّةِ مِنْ وَفْقَاؤِكَ وَفِي مَرْكَزِهَا مِنْ خُلَعَاؤِكَ
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْلُغُ رَأْسُ ضَيْفٍ أَنْ يَكُونَ مَعِيَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنْ
 قَوْلُهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَا لَوْ أَنَا عِشْتُ عُمُورَ الدُّنْيَا وَأَعَذَّبَ بِمَجِيعَتِهَا أَشَدَّ
 الْعَذَابِ لَا يَزِلُّ عَلَيَّ مَوْتٌ مُسْرِعٌ وَلَا تَرْجُ مَنِيْعٌ وَكَانَ دَالِقًا بَيْنِي مَعْبَتِكَ كَانَ

ذَٰلِكَ أَحَبَّ إِلَيَّ وَأَنَا مَا لَكَ بِجَمِيعِ مَمَالِكِ مَلِكُهَا فِي مَغَانِيكَ فَعَلَّ وَأَنَا وَلَنَفْسِي
وَمَا لِي وَأَهْلِي وَوَلَدِي إِلَّا فِدَاؤُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَعَلَّ رَسُولُ اللَّهِ لَا جَبْرَ مِنْكَ الْكَلَمَ
اللَّهُ عَلَى قَلْبِكَ وَوَجَدَ مَا فِيهِ مُوَافِقًا لِمَا جَرَى مِنْ لِسَانِكَ فَبَعَثَكَ مِنِّي - بِمَكْرِكَ
الْتِمِيعَ وَالْبَحْرَ وَالنَّاسَ مِنْ الْعَبْدِ بِمَكْرِ لِقَا السُّدُوحِ مِنَ الْبَدَنِ ۱۲۰

(ترجمہ) شبِ ہجرت حضرت کے پاس جبریل امین آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم
فرمایا ہے کہ اپنے ساتھ صدیق اکبر کو لے جائیے کیونکہ اگر اس نے آپ کے ساتھ محبت کی اور
مساعدت کی اور آپ کی تودہ رندہ حشر آپ کے ساتھ بلند ترین مکانوں میں ہوگا۔ پس انھوں
نے فرمایا اے ابو بکرؓ کیا تجھے پسند ہے کہ تو میرے ساتھ ہے اور تو اسی طرح طلب کیا جائے جس
طرح میں طلب کیا جاؤں تو صدیق اکبرؓ نے جواب دیا یا حضرت اگر میں ساری ترشدید ترین عذاب اور
تکلیفوں میں مبتلا رہوں کہ تو مجھے موت کہے اور نہ ذرہ بھر تکلیف دے ہو لیکن یہ سب کچھ تیری ہی
محبت کے لئے ہو تو خدا کی قسم وہ مجھے محبوب ہے اس سے کہ میں تمام شاہی خزانوں اور ملکوں کا
بادشاہ ہو جاؤں لیکن رہوں تیرا امانت۔ اے میرے پیارے محبوب میں تو میں دہا میری جان تو
کیا چیز ہے میرا مال اور میرا اہل و عیال سارا تجھ پر قربان ہے۔ پس آنحضرتؐ نے فرمایا بیشک خدا تعالیٰ
تیرے دل پر مطلع ہوا ہے جو کچھ تیری زبان پر تھا نہ اس کے موافق پایا ہے تو اللہ تعالیٰ
تجھے میرے لئے بنز لہ کا ناک اور سر کے کر دیا ہے میرے جسم سے اور بنز لہ روح کے کر دیا ہے
میرے بدن سے۔

تلمیح: شیعو! امام عالی مقام کی اس روایت کو بار بار پڑھو اور اپنے تمام شبہات مثلاً
جس کو مزید تحقیق کی ضرورت ہو تو وہ حسب ذیل شیعہ کتب کا مطالعہ کرے۔

(۱) تفسیر خلاصۃ النبی ص ۱۲۳-۱۲۴ (۲) بحاس الزمینی ص ۱۲۳۔

جواب: اگر شیعہ لوگ اپنی کتابوں سے مکمل واقفیت حاصل کر لیں تو ان کو صحابہ کرامؓ سے
کسی بزرگ پر لب کشائی کی نوبت بھی نہ آئے گی چنانچہ صاحب بحاس الزمینی (شیعہ) کہتے ہیں۔

ہم رفیق محمد و برے فرمان خدا بعد از عباس المؤمنین ص ۲۱

(ترجمہ) مرد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانا اور ابو بکر کا ساتھ لے جانا بغیر ارشاد

الہی کے نہ تھا۔

شیعی اعتراض ۲۔ فار کے اندر مرد کا مات کا حضرت ابو بکر کو لا تَحْزَنُ کہنا جلاتا ہے کہ ابو بکر ڈر گئے تھے۔

جواب۔ اس قسم کے شبہات میں شخص بتلا ہو سکتا ہے جو علم سے قطعاً بے بہرہ ہو ورنہ قرآنی آیات اور کتب حدیث و لغت سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حزن دوسرے کا ہوتا ہے اور غم اپنا لیکن اگر حزن سے مراد بقول شیعہ غم بھی لیا جائے تو کونسا حرج ہے۔ دیکھئے۔

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں خداوندی ارشاد ہے لَا تَحْزَنُ اِلٰی لَا يَغَاثُ كَدَّ عِى الْمُرْسَلُونَ۔ (پہلا کلمات) (ترجمہ) اے موسیٰ نہ ڈر۔ میرے وہاں میں پیغمبر ڈرنا نہیں کرتے۔ دیکھئے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے تھے فرمایا کیا موسیٰ علیہ السلام کی ذات بھی شیعہ نقطہ نگاہ میں ملعون ہو سکتی ہے۔

(۲) لَا تَحْزَنُ اِنَّكَ الْاَكْمَلُ۔ (پہلا کلمات) اے موسیٰ نہ ڈر بیشک تو ہی غالب ہے۔

لیجئے یہاں موسیٰ علیہ السلام کا بمقابلہ ساریین خائف ہونا ثابت ہوتا ہے خدا جانے شیعہ دارالافتاء سے کلیم اللہ پر کیا فتویٰ عائد ہوتا ہے۔

(۳) لَا تَحْزَنُ اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلٰی قَوْمٍ لُّوْطٌ (ترجمہ) فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا آپ غم مت کیجئے ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

فرمایا ابراہیم علیہ السلام کو نبی تو کیا مومن بھی تسلیم کیا جائے گا یا نہیں۔

(۴) لَا تَحْزَنُ وَلَا تَحْزَنُ اِنَّا مَبْعُوثُكَ وَاَهْلُكَ بِهَا۔ (ترجمہ) آپ نہ غم نہ غم اور نہ غم نہ ہی تجھے اور تیرے اہل کو بچانے والے ہیں۔

یہ خطاب لوط علیہ السلام سے ہے غم و حزن کے ہر درمیانے ان کے حق میں استعمال کئے

گئے ہیں شیعی علماء خدا جانے ان کو کس نگاہ سے دیکھتے ہوں گے۔

(۵) لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَطَّيَّرْنَا لَكَ مَصْطَفَى الْمَسِيحِ عَلَيْهِ سَلَامُ أَبِي الْوَدَّ عَزَمَ كَيْفَ جَعَلَهُ۔

چلو مچھی، مولیٰ اعراض کر یہ سنا حزن کا لفظ صدیق اکبر کے حق میں ثابت ہے کیا یہ حزن کا لفظ خود آنحضرت کے حق میں استعمال کیا گیا ہے۔

(۶) الْآخِافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَابْشُرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۚ
(ترجمہ) اے بہشتیو خوف و غم نہ کرو اور بہشت بریں سے (جو تم کو وعدہ دیا گیا ہے) خوش ہو جاؤ۔

اس آیت میں خوف و حزن کا بہشتیوں کے حق میں استعمال کیا گیا ہے۔

بحث متعلق شکر اسامہ

شیعہ کہا کرتے ہیں کہ صدیق اکبر نے شکر اسامہ سے تعلق کیا حالانکہ اسے اسامہ کے ماتحت حضرت نے خود تیار کر کے روانہ کیا تھا سب کو نام بنام متعین کیا اور بڑی تاکید فرمائی چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ جَاءَهُمْ لَجِيئٌ أَسْمَاءُ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا

(ترجمہ) اسامہ کے لشکر کو تیار کرو جو اس سے تعلق کرے گا لشکر اس پر لعنت ہے۔
جواب ۱۔ طعن کا ملکہ دلیل پر ہوتا ہے دلیل میں جو حدیث پیش کی گئی ہے اس کا کوئی ٹکڑا الہست کی کتب میں بغیر مل و نخل شہرستانی کے کسی میں نہیں ہے اور شہرستانی سب کتب جرح و تعدیل ثقہ اور قابل اعتماد نہیں ہے اس بنا پر نہ دلیل صحیح ہے اور نہ استدلال۔

جواب ۲۔ ۲۶ صفر ہجر کے دن حضرت نے حکم دیا۔

۲۷ صفر منگل کے روز حضرت اسامہ کو امیر بنایا۔

۲۸ صفر بدھ کے روز آپ بیمار ہو گئے۔

۲۹ صفر پیر کے روز باوجود تکلیف کے آپ نے نشان درست فرمایا۔

سب اسلاف نبویؑ شکر مقام جُرف پر پہنچا جو مدینہ سے عین میل کے فاصلہ پر ہے صحابہ کرامؓ نے بھی تیاری کر کے عیسے جیسو دیئے کہ اتنے میں حضرتؑ کو تکلیف زیادہ ہو گئی۔

۱۰۔ ربیع الاول کو افاقہ ہوا تو آپؐ نے پھر حضرت اسامہؓ کو تیار فرمایا وہ تیار ہی تھے کہ حضرتؑ کی حالت نازک ہو گئی۔ سارا لشکر شدیدہ گیا تیاری بند ہو گئی۔ حضرتؑ نے وفات پائی۔ صدیق اکبرؓ خلیفہ بنائے گئے۔ حضرت اسامہؓ نے جندہ مقام جُرف پر گاڑ دیا۔ فوج جمع کرنے لگی تھی کہ مدینہ میں اطلاع پہنچی کہ قبائل عرب مرمہ ہو رہے ہیں یا ہونے لگے ہیں اور مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ صدیق اکبرؓ سے بعض اچھے صحابہؓ نے کہا کہ شکر اسامہؓ کی روانگی ملتوی کر دی جائے لیکن صدیق اکبرؓ نے تسلیم نہ کیا اور جواب دیا کہ میں لشکر کو سرور کا نثار نہ نفس نفیس تیار فرما چکے ہیں مجھے طاقت نہیں کہ اسے روک دوں چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت اسامہؓ کو لشکر سمیت بھیجا اور وہ فضل خداوندی کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچ کر کامیاب ہوئے اور حدود شام کو فتح کر کے واپس تشریف لائے۔

لہذا اس مسئلے میں صدیق اکبرؓ پر طعن کرنا حقیقت سے لاعلمی کی دلیل ہے۔

بحث لَسْتُ بِغَيْرِكُمْ

شیعی اعتراض۔ ابو بکر صدیقؓ نے کہا ہے لَسْتُ بِغَيْرِكُمْ و علیؓ حکم میں کافر تہمیر ہے کہ میں تمہارے لئے بہتر نہیں ہوں اور علیؓ تم میں موجود ہے اس سے حضرت علیؓ کی افضلیت معلوم ہوتی ہے۔ لہذا ابو بکر صدیقؓ خلیفہ نہیں بن سکتا جبکہ وہ منقول تھا۔

جواب۔ اہلسنت کی کتب معتبرہ میں اس عبارت کا نام و نشان تک نہیں ملتا موصوفاً سے دلیل پکڑنا خلاف دیانت ہے۔

جواب۔ یہ عبارت علیؓ سے ملتی ہے ان کے مابین بہت پردالات کر رہی ہے اور کس نفس پر محمول ہے۔

بحث اقرار اتفاق الی بکرہ

شلیعی اعتراض۔ ابرہہ نے اپنے اتفاق کا اقرار کیا تھا لہذا کامل الایمان نہ رہا چہ جائیکہ اسے خلیفہ تسلیم کیا جاتے۔

جواب۔ حقیقت میں شیعوں کو بغض مولا نے بیوقوف بنادیا ہے۔ حاکم ہم ذیل میں نقل کئے دیتے ہیں اندازہ خود لگائیں۔

حدیث شریف

حضرت مظاہر مدنی جو سرور انسانی کا کاتب تمام صدیق اکبر کے پاس سے گزرا اس حال میں کہ وہ دور ہاتھ صدیق اکبر نے ہونے کی وجہ پر بھی اس نے کہا کہ مظاہر متاثر ہو گیا کیونکہ حضرت کے پاس ہمیں بہشت و دوزخ ایسی یاد ہوتی ہے جیسا کہ ہمارے آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں لیکن جب گھڑی میں آتے ہیں تو بوجہ مشغولیت سب کچھ بھول جاتے ہیں۔

صدیق اکبر نے کہا اے مظاہر میری یہی حال ہے حضرت کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا اگر تمہارا یہی حال ہے تو فرشتے تمہارے ساتھ مصافحہ کریں تمہارے مجالس اور تمہارے بستروں پر میں اسے غفلت کی کمی۔۔۔ ترقی مت۔

ناظرین خود فرمائیں کہ کیا ان حضرات کا اعتبار خشیت و شوع اور کہاں دشمنان دین کا طعن۔ جواب۔ اگر مفسرین اصول کافی ص ۵۴ کا مطالعہ کر لیتا تو اسے اعتراض کرنے کی ضرورت بھی محسوس نہ ہوتی۔ رہایت ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنْ رَجُلًا أَقْبَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي نَافَقٌ فَقَالَ وَأَنْتَ مَا نَافَقْتَ وَلَوْ نَافَقْتَ مَا أَتَيْتَنِي۔

ترجمہ۔ ایک جوان حضرت کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ بیشک میں منافق ہوں چاہوں

آپ نے فرمایا اللہ کی قسم تو منافق نہیں، ہاں اگر تو منافق ہوتا تو میرے پاس نہ آتا۔
 اصول کافی کی اس حدیث نے بتا دیا کہ جیسے یہاں تعمیر منافقت حقیقت پر مبنی نہیں ہے ویسے
 وہاں بھی نہیں ہے۔ نافذ الاشکال

فاروقی شان اور شیمی کتب،

عزت اسلام فاروق اعظمؓ کو ذات سے وابستہ ہے

رَوَى الْمُعْیَاذِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ اللَّهُمَّ آخِزْنَا إِلَى الْإِسْلَامِ بِعَمْرَيْنِ الْخَطَّابِ أَوْ بِأَبِي جَبَلٍ بَيْنَ هَاتَيْنِ
 (ترجمہ) امام محمد باقر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ
 اسلام کو عمر بن الخطاب یا ابی جہل بن ہشام سے عزت عطا فرما۔

طرز استدلال :- دیکھئے سرور کائناتؐ نے جب یہ دعا فرمائی ہے اس وقت علی رضی
 بھی اسلام کے حلقے میں لچکے تھے۔ ابو بکر صدیقؓ بھی، لیکن نظر انتخاب نبویؐ نے اگر چہ اتنا ان
 دو میں سے ایک کو لیکن اس چناؤ کا مختار خدا کو ہی بنا دیا، شیداء اہل بسنت و نون کا اس امر
 پر اتفاق ہے کہ ابو جہل کو ایمان نصیب نہ ہوا۔ فاروق اعظمؓ حلقہ بگوشاں رسول کریمؐ میں سے
 ہو گئے۔ سودا منع رہے جب تک دنیا کے اندر دینی وقار مذہبی چرچا باقی رہے گا فاروق اعظمؓ
 کا اسم گرامی اور ان کا مرتبہ زندہ جاوید رہے گا۔

(۲) فاروق اعظمؓ کے ایمان لانے کے موقع پر آنحضرتؐ کا اظہار مسرت (ناسخ التواریخ ص ۱۶)
 جب فاروق اعظمؓ ایمان لائے تو پیغمبر علیہ السلام ان کے اسلام سے خوش ہوئے اور
 آپ نے اسی خوشی میں نعرہ تکبیر لگایا۔

(۳) فاروق اعظم آئے تو کعبہ کی چار دیواری میں نماز نصیب ہوئی۔ (ناسخ التواریخ ص ۶۱۲)
 ورسول خدا در کعبہ دو رکعت نماز بگذاشت۔

ترجمہ) اور رسول خدا نے کعبہ میں دو رکعت نماز پڑھی۔

(۴) حضرت علی المرتضیٰ کا فاروق اعظم کو مشورہ دینا رنج اہل انجیل ص ۲۱۲

فَمِنْ كَلَامِهِ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ شَافَعْتُ عَمَّارِي الْخُدْرِيَّ إِلَى الْخُدْرِيَّاتِ وَمِنْهُمْ
 (ترجمہ) حضرت علی المرتضیٰ کی کلام بیکہ فاروق اعظم نے آپ سے غزوہ روم کی طرف بنفس نفیس
 جانے سے منطلق مشورہ طلب کیا۔

حضرت علی مرتضیٰ کا ارشاد گرامی

(۵) فاروق اعظم مسلمانوں کے لئے مجاہد اور مائت تھے۔ (رنج اہل انجیل ص ۲۱۲)
 وَقَدْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ لَا أَفْعَلُ هَذَا الْيَوْمَ بِأَعْزَانِي أَعُوذُ وَسَيَّرَ الْعَوْدِيَّ وَاللَّيْلِيَّ
 نَصَرَهُمْ وَهُمْ قَلِيلٌ لَا يَشْتَصِرُونَ وَمَنْعَهُمْ وَهُمْ قَلِيلٌ لَا يَمْتَحِنُونَ مَنَّا لَا
 يَمُوتُ إِلَّا بِمَنْ تَسَرَّ إِلَى هَذَا الْعَدُوِّ يَنْفِكُ فَتَكْفُهُمْ فَتَكْبُ وَلَا تَكُنْ يَلْمُوكُمْ
 كَأَيْفَةٍ تَدْنُ أَفْهَى بِلَادِهِمْ كَيْسَ بَعْدَكَ سَرِيحٌ يَرْجِعُونَ إِلَيْهِ كَأَيْفَةٍ إِلَيْهِمْ
 نَجَلًا مُجْتَرِبًا وَأَعِزَّزَ مَعَهُ أَهْلَ الْبَلَاءِ وَالنَّصِيحَةِ فَإِنْ أَظْهَرَ اللَّهُ فَذَلِكَ مَا
 تَحِبُّ وَإِنْ تَكُنْ إِلَّا خُدْرِيَّ كُنْتَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَثَابَةُ يَلْمُوكُمْ.

(ترجمہ) جب غلیفہ ثانی عمر نے روم پر چڑھائی کی اور حضرت علیؑ سے مشورہ لیا تو آپ نے
 فرمایا لو احمی اسلام کو غلبہ دشمن سے پہانے اور مسلمانوں کی شرم رکھنے کا اللہ تعالیٰ خاص اور
 کفیل ہے کہ وہ ایسا خدا ہے جس نے انہیں اس وقت فتح دی ہے جب ان کی تعداد ثبات
 قلیل تھی اور کسی طرح فتح نہیں پاسکتے تھے انہیں اس وقت مغلوب ہونے سے روکنا ہے
 جب یہ کسی طرح روکے نہیں جاسکتے تھے اور خداوند عالم مئی لایکوت ہے اب اگر تو خود

دشمن کی طرف کوچ کرے اور تکلیف اٹھائے تو یہ سمجھ لے کہ پھر مسلمانوں کو ان کے اقصائے بلاد
(آخری شہروں) تک پہنچانے کی اور تیرے بعد کوئی ایسا مرجع نہ ہوگا جس کی طرف وہ رجوع
کریں لہذا تو دشمنوں کی طرف اس شخص کو بھیج جو کارآمد و مددگار ہو۔ اس کے ماتحت ان لوگوں کو
رعانہ کر جو جنگ کی سختیوں سے تحمل ہوں اور اپنے سردار کی نصیحت کو قبول کریں اب اگر خدا
غلبہ نصیب کرے گا تب تو یہ چیز ہے جسے تو دوست رکھتا ہے اور اگر اس کے خلاف ظہور میں
آیا تو ان لوگوں کا مددگار اور مسلمانوں کا مرجع تو موجود ہے۔ (نزہت جنگ فصاحت مشرقی کتاب)
نوٹ: اگر کسی کو مزید فضائل و مناقب کی ضرورت ہو تو صوبہ ذیل حوالہ جات
ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) یہ اسلام اس خدا کا دین ہے جس نے اس کو تمام ادیان و مذاہب پر غالب کیا
ہے۔ (نزہت فصاحت ص ۱)

(۲) اور شکی اسلام اس خدا کی فوج ہے جس نے اس کی ہر جگہ نصرت و تائید کی (نزہت فصاحت)
نوٹ: واضح رہے کہ یہ انفاق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہیں جن کو آپ نے
فاروقی خلافت کے ایام میں ان کے اہل ان کی فوج کے حق میں ارشاد فرمایا ہے۔

(۳) اَنَامُ التَّنَّةَ وَ قَاذِقَ الْيَدَعَةِ یعنی فاروقی العظمیٰ حضرت نبوی کو قائم کیا اور
بدعت کو پیچھے چھوڑ دیا (منہج البلاغۃ ص ۱۵۷ مطبوعہ بیروت)

(۴) فاروقی العظمیٰ نے ام حبیبہؓ کو شاہ ایران کی بیٹی شہریار کو عنایت فرمائی (اصول کافی ص ۱۵۷)
(۵) جنگ احزاب میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پتھر سردار کیا تو دشمنیں
معلوم ہوئیں جس پر آپ نے مزید فرمایا کہ پہلی مدد شنی پر مجھے فتح ملے گی اور دوسری پر فتح شام اور
تیسری پر فتح عمان کی بشارت ملی۔ (جہات العلوب ص ۲۳)

بھلائی یہ ممالک فاروقی العظمیٰ کے دست حق پرست سے فتح ہوئے ہیں حال فاروقی فضائل
مناقب کے سلسلے میں ہم انہیں متفرق مگر جامع حوالہ جات پر آگیا کرتے ہیں۔

مسئلہ قرطاس

شید کہتے ہیں کہ مرضی وفات کے ایام میں جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کاغذ طلب کیا تو فلان نے انکار کیا کہ کتاب اللہ کہہ کر مال دیا۔ صرف مال نہیں بلکہ در بدر رسالت میں گستاخی کے الفاظ بھی استعمال کئے۔

جواب: حقیقت حال کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے ہم وہی حدیث نقل کئے دیتے ہیں بعد ازاں اس کے اعتراضات کے جوابات تحریر کریں گے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمَ الْخَيْبِ وَمَا يَوْمُ الْخَيْبِ اَشْتَدَّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقَالُ اَيْتُونِي الْكُتُبَ لِكُتُبَتِ بَائِنُ تَغِيْلُوا بَعْدَهُ اَبَدًا اَفَسَا نَمُوَا وَلَا عِيْدَ بَيْنِي تَنَادَوْا مَا شَانَهُ اَهْجَرُ اسْتَفْهِمُوهُ فَسَجَّوْا يَرْقُدُونَ يَنْدَاءُ فَقَالَ دَعُوْنِي فَاَلَذِي اَنَا فِيهِ خَيْرٌ فَمَا تَدْعُوْنِي اِلَيْهِ كُنِي بِدَايِئَةِ اَيْتُونِي يَا كُتَيْبُ وَاللَّوْحُ وَالذِّقَاتُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ الْوَجْهُ وَعِنْدَهُ الْوَجْهُ الْقُرْآنُ فَهَبْنَا كُتُبَ اللَّهِ نَقُتَنَ اَهْلَ الْبَيْتِ فَاُخْتَصِمُوا مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ قَدَرُ لَوْ اِيَكُتُبُ لَكُمُ كِتَابًا لَنْ تَغِيْلُوَا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ عَمْرُو فَاَلَا كَثُرُوا اَلْفَعْدَا اَلْاِعْجَلَاتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ قَوْمُ مَوَاعِيِيْ -

(ترجمہ) ابن عباس نے کہا خیس کا دن اور وہ کیسا دن تھا جبکہ آنحضرت کو در دنیا وہ ہو گیا پس فرمایا لاؤ میرے پاس میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں کہ تم اس کے بعد قطعاً گمراہ نہ ہو پس جو لوگ لگے ملاحی آنحضرت کے سامنے کسی قسم کا جھگڑا ہارت نہ تھا۔ پس کہنے لگے کیا حال ہے آپ کا کیا آپ تشریف لے جا رہے ہیں آپ سے پوچھ تو لو پس انہوں نے آپ سے سوالات شروع کئے پس فرمایا حضرت نے مجھے تھوڑا دوس میں جس حالت میں ہوں اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو اور ایک روایت میں ہے لاؤ میرے پاس شام بخیر اور دعا

پس بعض نے کہا حضرت کو تکلیف غالب ہے اور تہا سے پاس خدا کا قرآن ہے ہمیں کتاب اللہ کافی ہے پس الہدیت نے اختلاف شروع کیا پس جھگڑنے لگے۔ بعض الہدیت نے کہا لاؤ کاندھنور کے پاس آپؐ تہیں ایسی تمہرے کھدیوں گے جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو کہ گئے بعض الہدیت سے وہ شخص تھا جو کہ ویسا کہتا تھا جس طرح تمہارے کہا پس جب الہدیت نے اختلاف و فتنہ حاضر کے سامنے زیادہ کیا تو آپؐ نے فرمایا مجھ سے اٹھ جاؤ۔

یہ ہے وہ حدیث جس کی حقیقت کو نہ کچھ شیعہ خواہ مخواہ نہ مہذّب پروہی گتہ کیا کرتے ہیں۔
(۱) اس حدیث میں اختلاف کی نسبت الہدیت کی طرف ہے جس کے جواب کی ذمہ داری شیعوں پر عائد ہوتی ہے جبکہ وہ صرف اپنے گواہیبت بتاتے ہیں۔

(۲) فاروق اعظمؓ کا قد غلبہ الذبوع و عند کذا القرآن حسبنا کتاب اللہ کہنا بتا رہا ہے کہ قول آپؐ نے حاضرین سے شورے کے طور پر کہا تھا کہ کتاب اللہ علیہ وسلم کیت تھا تھا۔
(۳) نأفصحوا اور نلتا اکتروا تلفظ بتاتا ہے کہ شور و غوغا بھی الہدیت نے کیا ہے
فاروق اعظمؓ اس سے بری ہیں۔

(۴) جب حاضرین الہدیت نے شور و غوغا کیا تو آپؐ کا یہ فرمانا تو مکی بتاتا ہے کہ اللہ غضب اختلاف کرنے والوں پر تھا اور اختلاف کی نسبت الہدیت کی طرف ہے۔

(۵) أھجراً سنفھمورہ کا معنی بھراس نہیں ہے بلکہ (کیا) آپؐ جلد ہو رہے ہیں آپؐ سے پوچھ کر تو کہتے ہو یقیناً نازب نہیں ہے۔

لہذا فاروق اعظمؓ پر شیعوں کا طعن قطعاً بے بنیاد ہے۔

ورنہ فرمائیے

(۱) سرور کائناتؐ نے مطالبہ جس تحریر کے لئے کیا تھا اجتہادی تھا یا جمہوری اگر اجتہادی تھا تو استدلال غیر تمام رہا۔

(۲) اور اگر جمہوری تسلیم کیا جائے تو فرمائیے کہ اس کی تعمیل آپؐ پر نہ رہتی یا غیر ضروری اور

ضروری تھی تو استدلال تمام نہ رہا۔

(۳) اور اگر ضروری تھی تو فاروق اعظمؓ کے اس قول پر آپؐ نے اظہارِ نفرت فرماتے ہوئے خلافتِ فرماں کی تعمیل کیوں نہ کی؟ کیا الیاء باللہ آپؐ فریقہ تبلیغ میں قلم نہ رہے؟ اے خداوندِ قادر و
(۴) بالعرض اگر مان لیا جائے کہ عمرؓ نے ہی رکاوٹ پیدا کر دی تو ثابت کیا جائے کہ ایک کا خطاب صرف فاروقِ اعظمؓ سے تھا اور نہیں۔

(۵) اگر خطاب سب سے تھا تو کاغذ نہ دینے میں صرف حضرت عمرؓ کو کفر مگر دانا اور تمام اہلسنت کو نظر انداز کر دینا کہاں کا انصاف ہے۔

(۶) کیا حضرت علی المرتضیٰؓ نے اس واقعہ کے بعد اس خدمت کو انجام دیا جبکہ حضرت رسالتِ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد پانچ دن تک زندہ رہے ایسے میں اگر حضرت علیؓ یا سیدہ النساءؓ نے قلم و دعوات اور کاغذ پیش کرنے کی تکلیف گوارا کی تو ثروت پیش کیجئے ورنہ کل
ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

(۷) فاروقِ اعظمؓ کے اس بیان کو سن کر سرورِ کائناتؐ کا سکوت اختیار کرنا کیا رضامند پسندیدگی کی علامت نہیں۔

(۸) فَاسْتَحْيَيْكَ يَا اَدُوِّي اَيْلَيْكَ اور اليوم اَكَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کے نزول کے بعد حضرت کا ایتھوپیائی بھائی قمرؓ کا اس فرمانِ استعانت پر محمول کیوں نہ کیا جائے اور حَبْنَا كِتَابُ اللّٰهِ کہہ کر فاروقِ اعظمؓ کا سبکِ طرف سے جواب دینے کو کامیابی پر محمول کیوں نہ کیا جائے۔

(۹) وہ کون سا قرینہ ہے جس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خلافتِ علی المرتضیٰؓ تحریر نہ پا جاتے تھے۔
(۱۰) بالعرض اگر تحریر میں رکاوٹ پیش آئی گئی تھی تو آپؐ نے اپنی زبان و دشتاں سے کیوں نہ فرمایا کہ میرے بعد خلافتِ علی المرتضیٰؓ کا حق ہے۔ (۱۱) بقول شیخ جب نوخیز ہیں اعلانِ خلافت علیؓ ہو چکا تھا تو واقعہ قمرؓ میں خلافت کے مسئلے کی تحریر پر جو معنی وارد؟

آپ کا مخلص دوست — دوست محمد قریشی
حصہ اول تمام شد

۷۸۶

الہندت پاکٹ بک

حصہ دوم

از

حضرت علامہ مولینا دوست محمد صاحب قریشی

آپ نے فرمایا اللہ کا قسم تو منافق نہیں ہوتا اگر تو منافق ہوتا تو میرے پاس نہ آتا۔
اصول کافی کی اس روایت نے بتا دیا کہ جیسے یہاں تعبیر منافقت حقیقت پر مبنی نہیں ہے ویسے
وہاں بھی نہیں ہے۔ فائدہ الاشکال۔

فاروقی شان اور شیبی کتب، عزت اسلام فاروق اعظم کی ذات سے وابستہ ہے

رَوَى النَّبِيُّ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا عِنَّا الْإِسْلَامَ بِعُمَرِ بْنِ الْخَطَّابِ أَوْ بِأَبِي جَبَلٍ بَيْنَ هَاتَيْنِ
(ترجمہ) امام محمد باقر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ
اسلام کو عمر بن الخطاب یا ابی جبل بن ہشام سے عزت عطا فرما۔

طرز استدلال :- دیکھئے مروجہ کائنات نے جب یہ دعا فرمائی ہے اس وقت علی رضی اللہ
بھی اسلام کے حلقے میں اچکے تھے۔ ابو بکر صدیق بھی، لیکن نظر انتخاب نبویؐ نے اگر چہ اتنا ان
دو میں سے ایک کو لیکن اس چٹاؤ کا مختار خدا کو ہی بتا دیا شیعہ اہل سنت دونوں کا اس امر
پر اتفاق ہے کہ ابو جہل کو ایمان نہیں نہ ہوا۔ فاروق اعظم حلقہ بگو شاں رسول کریمؐ میں سے
ہو گئے۔ سو واضح رہے جب تک دنیا کے اندر دینی وقار مذہبی حرچا باقی رہے گا فاروق اعظمؓ
کا اسم گرامی اور ان کا مرتبہ زندہ جاوید رہے گا۔

(۲) فاروق اعظمؓ کے ایمان لانے کے موقع پر آنحضرتؐ کا اظہار مسرت (ناسخ التواضع ص ۶۷)
جب فاروق اعظمؓ ایمان لائے تو پیغمبر علیہ السلام ان کے اسلام سے خوش ہوئے اور
آپ نے اسی خوشی میں نعرہ تکبیر لگایا۔

رَباعیت

عشق اصحابِ نبیؐ

کہتے اصحابِ پیغمبرؐ کو ہیں انور جو بُرا
دوارِ محشر سے رکھیں وہ نہ بخشش کی اُمید

حُبِ اصحابِ نبیؐ ہی تو ہے ایساں کی دلیل
عشقِ اصحابِ نبیؐ قلمِ بریں کی ہے کلید

چارِ یار

گلشنِ سرکار کے سرسبز گل ہیں چارِ یار
ان کی خوشبو سے معطر ہے یہ ساری کائنات

ان کی سیرت کو جو اپنائیں گے انور دہریں
وہ یقیناً روزِ محشر پائیں گے راہِ نجات

حافظ نور محمد انور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بحث متعلق نیکاح ام کلثومؓ

حَامِدٌ اَوْ مُصَلِّیًّا

اہل تشیع اس سے انکار کرتے ہیں اور اہلسنت اس پر اصرار کرتے ہیں ذیل میں اولاد و دلائل نقل ہوں گے۔ بعدہ اعتراضات کے جوابات دیئے جائیں گے۔

دلیل ۱۔ لما توفي عمر و اتي ابي ام كلثوم فاطلق بها امي بيته۔

(استبصار ص ۱۸۵ مصنف علامہ طوسی)

(مترجمہ) جب فاروق اعظمؓ نے وفات پائی تو حضرت علیؓ ام کلثومؓ کے پاس آئے اور ان کو اپنے گھر لے گئے۔

طرز استدلال ۱۔ فاروق اعظمؓ کی وفات کے بعد ان کی بیوہ ام کلثومؓ کا ان کے گھر میں اکیلا رہ جانا اور حضرت علیؓ کا اپنی صاحبزادی کو اپنے گھر لے جانا یقیناً عدالت مدعا کے لئے ثابت ہے۔

دلیل ۲۔ علی علیہ السلام ام کلثومؓ را با وی تزویج نمود و عباس بن عبد المطلب با جانوت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب متولی امر تزویج شد (طرز المذهب مظہری مصنف مرزا عباسی ص ۳۳)
(ترجمہ) علی مرتضیٰؓ نے ام کلثومؓ کی شادی عمر فاروقؓ سے کی اور عباسؓ سیدنا علیؓ کے حکم سے شادی کرنے کے متولی ہوئے۔ (فتح) ان دو دلیلوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عمرؓ سے ضرور ہوا ہے۔

اہلسنت پر شیعوں کی طرف سے اعتراضات اور جوابات

اعتراض ۱۔ جس ام کلثومؓ کا نکاح عمر بن الخطابؓ سے ہوا ہے وہ ابو بکرؓ کی صاحبزادی

محق حضرت علیؑ کی صاحبزادی نہیں تھی۔

جواب ۱۔ اگر دلیل اہل تشیع سے دیکھ لیا جائے تو اعتراض کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی کیونکہ اگر یہ ام کلثومؑ بنت ابی بکرؓ ہوتی تو عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کا حق تھا کہ وہ اپنی بیوہ ہیں کو لے آئے۔ شرعی اصول کے پیش نظر حضرت علیؑ کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ اسے لے آئیں ان کا لے آنا ہی بتاتا ہے کہ ان کی اپنی صاحبزادی تھی۔

جواب ۲۔ نیز اہل تشیع کی نگاہ میں جب حضرت ابو بکرؓ حضرت علیؑ کے دشمن تھے تو پھر کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ حضرت علیؑ ایک دشمن کی لڑکی کو لے کر اپنے گھر میں آجائیں۔

جواب ۳۔ اگر اہل تشیع کے علماء میں ہمت ہے تو وہ اپنی کتابوں سے حضرت علیؑ کا کوئی قول پیش کریں جس میں آپؐ نے صراحتاً یہ بیان دیا ہو کہ میں ام کلثومؑ کو میں لے آیا تھا میری صاحبزادی نہیں تھی بلکہ ابو بکرؓ کی صاحبزادی تھی۔

جواب ۴۔ اگر اہل تشیع کے پاس حضرت علیؑ کا کوئی قول موجود نہیں تو امام جعفر صادقؑ سے اس قسم کا تشریحی بیان دکھائیں۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

اہلسنت کی طرف سے شیعہ مسلک پر اعتراضات

اعتراض ۱۔ اگر اہل تشیع کے نزدیک زویۃ فادقہ اعظم بنت علیؑ نہیں تھی تو اصافی شرح اصول کافی ج ۲ سوم صادر کی عبارت کا کیا جواب ہے جبکہ اس میں حضرت علیؑ حضرت ام کلثومؑ کو دختر من یعنی اپنی بیٹی بتلاتے ہیں۔

گفت امیر المؤمنین پس بفایت مضطرب شدم و تیکہ فکرم و فہیمم اں سخن از امین الہی جبریل علیہ السلام کہ سواد شکستن عہد نیست بلکہ مرا و خصب دختر من است کہ بزور خواہند گرفت۔

اعتراض ۲۔ اگر یہ ام کلثومؑ البرکہ صدیقہؓ کی صاحبزادی تھی تو اہلسنت یا اہل تشیع کی

معتبر نامہ میں سے کوئی قول امام بردایت مستبر نہیں کیجئے۔

اعتراض ۱۲۔ طراز الذہب مظہری ص ۱۶ کی اس عبارت کا کیا جواب ہے کہ ہابرو انصار حضرت عمرؓ کے دربار میں حاضر ہوئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے مبارکبادی دو انہوں نے صبر و جہد پور بھی تو آپ نے فرمایا ام کلثوم علیہ السلام نکاح کر دے یعنی میں نے ام کلثوم بنت علیؓ سے نکاح کیا۔
اعتراض ۱۳۔ بلصافی بحوالہ مذکور ص ۲۸۱ میں یہ کیوں مرقوم ہے اشارت بدامادی عمرؓ کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کے داماد ہیں۔

اعتراض ۱۴۔ طراز الذہب مظہری ص ۳۳ سطر ۱ کی اس عبارت کا کیا جواب ہے حضرت رادد دختر استیجی رقیہ کبریٰ مکناتہ بام کلثوم کہ در سرائے عمر بن خطاب بود۔
ترجمہ علی المرتضیٰ کی دو صاحبزادیاں تھیں ایک رقیہ کبریٰ اور دوسری رقیہ صغریٰ رقیہ کبریٰ کی کنیت ام کلثوم تھی اور وہی عمر بن الخطاب کے گھرتھی۔

اعتراض ۱۵۔ اسی طراز الذہب ص ۱۶ میں بحوالہ ناسخ التواریخ ج ۲ کتاب دوم د چہارم منقول ہے کہ در سال نہد ہجری عمر بن الخطابؓ حضرت امیر المؤمنینؓ فرستاد و ام کلثومؓ را از بہر خرویشتن خواستگاری نمود۔ فرمایئے حضرت عمرؓ نے ام کلثوم کے نکاح کے لئے بطور خطیبہ حضرت علی المرتضیٰ سے خواستگاری کی یا ابو بکرؓ سے۔

اہل تشیع کی طرف سے اہلسنت پر دوسرا اعتراض

جس ام کلثومؓ کو حضرت عمرؓ کے نکاح میں دیا گیا تھا وہ بنت علیؓ نہیں تھی بلکہ ایک جنیۃ تھی جبکہ حضرت علیؓ نے اپنی کرامت سے مشکل مشکل ام کلثومؓ کو دیا تھا اور حضرت عمرؓ کے نکاح میں سے دیا تھا۔

جواب ۱۶۔ ام کلثوم حقیقی کے متعلق شیعوں کا یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ سیدہ خاتون کی صاحبزادی تھی اور پھر جنیۃ کو اس پاک بی بی کے ہم شکل تصور کرنا کتنا بڑا ظلم ہے۔

جواب: کیا اس سے حضرت علیؓ کی شجاعت پر حفت نہیں آتا کہ وہ اتنا مجبور محض پرچکے تھے کہ فاردقی حکم کی تعمیل کے بغیر ان کو کوئی چارہ کاری نظر نہ آیا اور آپ نے ناچار ہو کر ایک جہتیہ کو اپنی لڑکی کی شکل بنا کر بھیج دیا۔

جواب: جہتیہ سے بجلا یہ کب توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ ہر وقت اپنی حقیقی شکل سے برقی ہو کر انسانی رنگ و روپ میں رہے۔ کیا یہ قلب ماریت نہیں۔

جواب: جس امام کلثومؓ سے حضرت عوفؓ نے نکاح کیا تھا وہ تو حاملہ بھی ہوئی اور اس سے مسمیٰ زیدؓ کا بھی تولد ہوا کیا آج تک کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ کسی جہتیہ کو انسان سے بچہ پیدا ہوا ہو جبکہ حقیقت کے لحاظ سے بالکل ہی تعارض و تناقض ہے۔

جواب: اگر وہ امام کلثومؓ حقیقت میں جہتیہ تھی تو بعد از وفات عمرؓ علی مرتضیٰؓ کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ جہتیہ کو اپنے گھر لے آئیں جب ضرورت ہی ختم ہو چکی تھی تو فرما دیتے کہ تو اپنی شکل میں چلی جا۔

جواب: کبھی یہ کہنا کہ ابو بکرؓ کی لڑکی تھی اور کبھی یہ کہ جہتیہ تھی اور کبھی یہ کہ حضرت علیؓ سے حضرت عمرؓ نے غصب کر لی تھی بہر حال کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

دلیل ۱: عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي تَرْغِيبٍ أَمَّامٍ كَلْثُومٍ إِنَّ ذَلِكَ نَسْرُ غَضَبَةٍ (فرمان کا ترجمہ ۲: مصلک باب النکاح) (ترجمہ) امام باقرؓ ترمذیؒ ام کلثومؓ کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ بیشک یہ پہلا بار ہے جو ہم سے غصب کیا گیا ہے۔

طرز استدلال: شیعوں نے اتنا تو تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت ام کلثومؓ حضرت عمرؓ کے نکاح میں آئی فرق صرف اتنا ہے ہم کہتے ہیں بڑا درغبت اور وہ کہتے ہیں بظور غصب، اب عقل والے خود سوچ لیں کہ انکار کرنے کے لئے کتنا سچ بیچ سے کام لیا جا رہا ہے۔ حیدر کرار اور ان سے لڑکی کا غصب ہو جانا اللہ کی پناہ۔

دلیل ۲: عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِمَّا خُطِبَ اللَّهُ قَالَ الْفَأَمِيرُ الْمُؤْمِنُ وَالْأَمِيرُ

(توجہ) امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں جب حضرت علی مرتضیٰؑ کی طرف خطبہ کیا گیا تو آپ نے جواب دیا ام کلثومؑ ابھی کس ہے آگے چل کر کہتے ہیں کہ امیرؑ حضرت عباسؑ سے ملے اور انہیں دھکی دی جس پر حضرت عباسؑ حضرت علیؑ کے پاس گئے اور انہیں جا کر سارا ماجرا سنایا بعد حضرت علیؑ نے امر نکاح کی تفویض فرمائی۔ (فردوس کائناتی ج ۲ ص ۱۴۱)

فواصلہ (۱) امام محمد باقرؑ کی خبر کے مطابق حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ سے ام کلثومؑ کے متعلق خطبہ کیا۔

(ب) حضرت علی مرتضیٰؑ نے نہ ان کے ایمان پر عمل کیا اور نہ کفر پر بلکہ اپنی صاحبزادی کا کس ہونا ظاہر کیا۔

(ج) واقعہ کو گھڑنے والا حقیقت پر نقاب ڈالنے کیلئے کوشش کر رہا ہے۔

(د) صاحب واقعہ نے عمر فاروقؓ کو جاہل اور حضرت عباسؑ جیسے بہادر کو مجبور محض بتلایا ہے۔

(هـ) نہ صرف عباسؑ کے ڈر جانے کی خبر دی ہے بلکہ علی مرتضیٰؑ کو بھی خوفزدہ بتلایا ہے۔

(و) یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عباسؑ نے جاہل و کالت نکاح کی اجازت لی تب جا کر حضرت علیؑ راضی ہوئے۔

دلیل ۵۔ عن سلیمان بن خالد قال سألت ابا عبد الله عليه السلام عن امرأة

توفی غبار وجهها این لفتہ فی بیت زویہا او حیث شاعت قال مل حیث شاعت ثم

قال ان علیا صلوات الله علیہ لمات عمراقی ام کلثومؑ فاعذ بهما فانطلق

بهما ای بیتہ۔ (فردوس کائناتی ج ۲ ص ۳۱۱-۳۱۲)

(توجہ) سلیمان بن خالد کہتے ہیں میں نے امام محمد باقرؑ سے اس عورت کے متعلق پوچھا جس کا خاوند

فوت ہو چکا ہو کہ وہ کہاں عدت کے گریہ کر رہی ہے فرمایا اپنے خاوند کے گھر یا جہاں چاہے اسکے بعد بطور شغل

آپ نے فرمایا بیشک جب عمرؓ نے وفات پائی تھی تو حضرت علیؑ ام کلثومؑ کو اپنے گھر لے آئے تھے۔

شیعی اعتراض اور اس کا جواب

بعض شیعوں نے یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ بنی ہاشم تھے اور حضرت عمرؓ بنی ہاشم جب

کفر موجود نہیں تو نکاح کیسا۔

جواب ۱۔ فردی کافی ج ۲ ص ۱۲۱ کتاب النکاح میں ہے (اذا جاءكم من ترضون

خلقه ودينه فخذوه الا تفعلوه تكن فتنة في الارض وفساد كبير۔

(ترجمہ) جب تمہارے پاس ایسا شخص آئے جس کے تم خلق اور دین کو پسند کرتے ہو تو اس

سے نکاح کر لو۔ اگر تم نے نہ کیا تو زمین میں فتنہ اور فساد برپا ہو جائے گا۔

تایید ۱۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال انکفوا ان یکون عقیفاً۔

(ترجمہ) ایسا شخص نہ بنو جو غریب ہو جس سے تعلق قائم ہو رہا ہے نیک ہو۔

جواب ۲۔ تصریحی طور پر بھی فردی کافی ج ۲ ص ۱۲۱ کتاب النکاح سطر ۲۱ میں موجود ہے ۱۔

تقریشیت نزد جو امن بنی ہاشم (ترجمہ) پس قریش بنی ہاشم سے شادی کر سکتے ہیں۔

شیعی اعتراض

بعض لوگ یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ ام کلثوم کی عمر چھوٹی تھی اور عمر بن الخطاب کی عمر بڑی۔ پس

غیر ممکن ہے کہ ان کا آپس میں نکاح ہو سکے۔

جواب ۱۔ اگر حضور علیہ السلام کی عمر پچاس سال کے قریب ہو اور حضرت عائشہ کی عمر سات

برس کی ہو اور آپس میں نکاح ہو سکتا ہے تو وہاں بھی ناممکن نہیں ہے۔

دلیل ۲۔ اگر نبی و خیر بے نشان را و ولی و خیر بے فرستاد۔ (ترجمہ) اگر حضرت نبی کریم صلعم

نے اپنی لڑکی عثمان غنی کو دی تھی تو حضرت علیؑ نے بھی اپنی لڑکی عمر فاروق کے نکاح میں دی۔

بحث متعلق غادہ اثما خانہ

بعض لوگ غلط فہمی کی بناء پر مسلم شریف کی اس حدیث کو پیش کر اہل سنت پر اعتراض کرتے ہیں

جس میں حضرت عمرؓ نے مایتمانی عادیاً آغما غائناً جیسے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ معترض کی بنائے اعتراض یہ ہے کہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ شیخین کو غارِ باوند غائب سمجھتے تھے۔

جواب: پہلے اصل واقعہ کو سمجھ لیا جائے بعدہ جوابات کی طرف توجہ دی جائے گی۔

انکشافِ حقیقت

مسلم شریف میں ہے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ دونوں آپس میں بھگوتے ہوئے دربارِ عمرؓ میں پیش ہوئے حضرت عباسؓ نے فرمایا ناقضِ بیئنی و بیئنِ ھذا۔

یعنی میرے اور اس علیؓ کے درمیان فیصلہ فرمائیے حضرت عمرؓ نے فرمایا اکل حضور علیہ السلام کے بعد ابوبکرؓ تختِ خلافت پر متمکن ہوئے تو تم نے اسے ایسا سمجھا حالانکہ وہ حق پر تھا اور یقیناً عامل بالکتاب و السنۃ تھا اور نیک تھا۔ پھر میں آیا تو تم نے میرے متعلق یہی خیال کیا حالانکہ میں بھی تابعِ ملحق ہوں نیک اور راشد ہوں۔ یہ ہے اصل واقعہ جسے توڑ مروڑ کر پیش کیا جا رہا ہے۔ حقیقت میں فاروقِ اعظمؓ کا یہ قول حضرت عباسؓ سے حضرت علیؓ کے متعلق استعمال کئے ہوئے الفاظ کے جواب میں تھا کہ جیسے میرے متعلق تمہارا ظن ہے حالانکہ میں ایسا نہیں ہوں بلکہ حق پر عامل ہوں ماسی طرح حضرت علیؓ بھی انہیں الفاظ کے مستحق نہیں ہیں۔ جو الفاظ آپ استعمال کر رہے ہیں۔

جواب: معترض کا یہ کہنا کہ حضرت علیؓ ان کو ایسا سمجھتے تھے غلط ہے کیونکہ حدیث شریف میں قال علیؓ یا قتلتما نہیں ہے۔ بلکہ مایتما ہے۔

جواب: حضرت عمرؓ سے یہ الفاظ جلالی انداز میں ملزوم ہوئے ہیں۔ اور لاجب حضرت عمرؓ نے یہ الفاظ کہے تو بھی سن رہے تھے اور جب حضرت عمرؓ نے حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے اپنی پاکبازی کا اعلان کیا تو بھی آپ نے تردید نہیں کی۔ چونکہ آخری قول اصل کے لئے ناسخ ہوتا ہے اور حضرت علیؓ کا

بائنصوص تردید نہ کرنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضرات شیخین واقعی نیک اور تابع ملحق تھے نیز ان کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام کا موجود ہونا اور فاروقی بیان کی تردید نہ کرنا شیخین کی صداقت و امانت پر اجماع صحابہؓ کے مترادف ہے۔

جواب نمبر ۱۔ اہل تشیع اپنی کتابوں کے پیش نظر اس امر کے مجازی نہیں کہ وہ حضرات شیخین کو غادر اور غاصب کہیں اس لئے کہ حضرت علیؓ کا حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پیچھے نماز پڑھنا ثابت ہے۔
(مرآۃ العقول ج ۱ ص ۲۸۸ مطبوعہ نجف اشرف)

اب یا نماز پڑھنے کا انکار کریں اور یا صدیق اکبرؓ کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کرنے سے پرہیز کریں۔
جواب نمبر ۲۔ حضرت عمرؓ تو حضرت علیؓ کے نزدیک قیم بالامر کا درجہ رکھتے ہیں اور بالامر کی تشریح ملا باقر مجلسی نے مرآۃ العقول ج ۱ ص ۱۰۰ میں یوں کی ہے والقیتم بالامر لا بد ان یکون۔

الزامی جواب نمبر ۳۔ اس روایت میں ایک راوی ہے جس کا نام محمد بن مسلم بن شہاب زہری ہے اس کی روایتیں اہلسنت کی کتابوں میں بھی موجود ہیں اور اہل تشیع کی کتابوں میں بھی۔
چنانچہ اصول کافی ص ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱ مطبوعہ نجف اشرف میں اس کی روایتیں موجود ہیں۔

نتیجۃ المقال ص ۳۲۱ اور عین الغزال نے تحقیق اسماء الرجال میں اسے شیعہ بتایا گیا ہے۔
مجالس المؤمنین ص ۳ میں ہے کہ شیعوں کے بڑے بڑے مقتدا اور پیشوا حنفیوں میں حنفی اور شافعیوں میں شافعی بن کر براہِ تفسیر روایت کرتے تھے۔

اصول کافی ص ۳۴۰، ۳۴۱ باب کتمان حق میں ہے کہ مذہب اہل تشیع وہ مذہب ہے جس کے ظاہر کرتے والا ہلاک ہوگا اور چھپانے والا عزت پائے گا۔ اس بنا پر یہ روایت اور اسی طرح بخاری شریف میں عفت ظاہر والی روایت ہمارے نزدیک قابل قبول نہیں ہے جبکہ ہر دو مقامات پر وہی زہری موجود ہے۔ نیز بخاری شریف کی احادیث کی صحت کے ہم منکر نہیں ہیں واقعہ فدک حدیث نہیں ہے بلکہ ایک اثر ہے جسے تاریخی واقعہ کی حیثیت حاصل ہے۔

بحرث شک فی النبوة

اہل تشیع کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر نبوت میں شک کیا تھا پس ایسا شخص قلاً
کی صلاحیت نہیں رکھ سکتا چہ جائیکہ اسے ادنیٰ درجے کا مسلمان تصور کیا جائے۔
الجواب۔ اہل تشیع کا یہ اعتراض محض جھوٹ کا پلندہ ہے ہماری کسی معتبر کتاب میں
فاروقی اعظمؓ کے متعلق یہ نہیں ہے کہ آپؓ نے نبوت میں شک کیا ہو۔ دلیل میں اولاً ہم واقعہ کو
تحقیقی طور پر اپنی کتاب سے نقل کریں گے بعد ازاں ثانی شہنری پر چند اعتراضات کریں گے۔

انکشاف حقیقت

فلما انتہی سہیل بن عمرو الی رسول اللہ صلعم تکلم واطال الکلام وتلجعا
ثم جرى بينهما الصلح فلما التهم الامر ولم يبق الا انکتاب وثب عمر بن الخطاب
قائاً ابابکر قال یا ابابکر المست برسول اللہ قال بلی قال اولسنا بالمسلمین قال بنی
قال اولیسوا بالمشرکین قال بلی فعلام نعطي الدینة فی دیننا قال ابوبکر یا عمر
الزم غرزة قاتی اشهد ان رسول اللہ قال عمر و اشهد ان رسول اللہ قال بلی قال اولسنا
فقال یا رسول اللہ المست رسول اللہ قال بلی قال اولسنا بالمسلمین قال بلی قال اولیسوا
بالمشرکین قال بلی فعلام نعطي الدینة فی دیننا قال انا عبد اللہ ورسوله لمن اختلف امره
ولن نحتفی قال فكان عمر یقول ما نلت الصدق واصوم واصلی لا عتق من الذی
ضمت یومئذ مخافته کلام الذی تکلمت به عتی وجوت انی یکون خیراً۔

ربحواله السیرة النبویة لابن هشام ج ۳ ص ۳۱۱ مطبوعه مصر

(ترجمہ) جب سہیل بن عمرو علیہ السلام کے پاس پہنچا تو گفتگو ذرا ہی ہو گئی بالآخر صلح پر

طے پایا جب معاملہ سمٹ کر ٹھہر گیا تو فاروق اعظم متحیرانہ انداز میں اٹھے اور جا کر صدیق اکبر سے سوال کیا اسے ابو بکرؓ کیا حضور خدا کے پیغمبر نہیں ابو بکرؓ نے کہا واقعی ہیں تو پھر کیا ہم مسلمان نہیں صدیقؓ نے کہا واقعی ہم مسلمان ہیں عمرؓ نے کہا کیا وہ مشرک نہیں صدیقؓ نے کہا واقعی مشرک ہیں فاروق اعظمؓ نے کہا تو پھر ہم اپنے دین حق میں دلیل اور عیسٰی شیطانی کیوں مان رہے ہیں صدیقؓ نے جواب دیا میرا مذہب ہے کہ حضور علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں حضرت عمرؓ نے کہا یہ تو میں بھی مانتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں پھر فاروق اعظمؓ حضور رسول کریمؐ کے پاس گئے اور جا کر یہی چیزیں دریافت کیں آپؐ نے بھی وہی جواب دیا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں یعنی جو کچھ اوپر سے حکم ہوتا ہے میں وہی کرتا ہوں مجھے یقین ہے کہ خدا مجھے ضائع نہیں کرے گا حضرت عمرؓ نے فرمایا اس گفتگو پر میں مدت العمر صدقات و خیرات کرتا رہا بالفضل روزے اور نعلی نمازیں پڑھتا رہا اور حتیٰ کہ غلام آزاد کرتا رہا اس دور کے مارے کہ شاید مجھ سے گفتگو میں کوئی غلطی نہ ہو گئی ہو۔

ناظرین :- روایت آپؐ کے سامنے ہے نہ اس میں شک کا لفظ ہے اور نہ شک فی النبوة خدا جل نے دشمن کیا سے کیا کر دیتے نہ اللہ سے ڈرتے ہیں بلکہ نہ عار کا لحاظ کرتے ہیں۔

ثانیاً یہ کہ جب صلح نامہ لکھا جاتا ہے حضور علیہ السلام اس صلح نامہ کے لئے جب گواہ پختہ ہیں تو فاروق اعظمؓ کا اسم گرامی بھی لیتے ہیں۔ سو اگر عمر بن الخطابؓ کو نبوت پر شک ہوتا تو صلح نامے پر گواہ کیوں بنائے جاتے۔ ملاحظہ ہو (السيرة النبوية للشيخ ابن ہشام ج ۲ ص ۲۲۳ سطر ۱۱)

تبرائی مشن پر چند اعتراضات

(۱) کیا اہلسنت کی کسی معتبر کتاب میں یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروق اعظمؓ پر اس تخیل کے اظہار پر اعتراض کیا ہو، اگر ہے تو ثبوت و رد اعتراض نہ رہا۔

(۲) قرآن مجید میں وارد ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے دربار خداوندی میں عرض کی کَیْفَ تُحْيِی الْمَوْتِی قَالَ اَوْلَئِکَ تُؤْمِنُ قَالَ بَلٰی وَ لَکِن لَّیْطَمِّتَنَّ قَلْبِیْ کہ آپؐ مردوں کو کیسے زندہ کریں گے پروردگار عالم

نے فرمایا کیا ایمان نہیں لاتے عرض کی ہاں ایمان تو ہے لیکن یہ شخص اس لئے تکذیب مٹھن ہو جائے۔
پس اگر شیعی نقطہ نگاہ کے پیش نظر فاروق اعظمؓ مجرم ہیں تو خدا جلّ تعالیٰ دارالافتاء رضی سے
ابراہیم علیہ السلام پر کیا فتویٰ صادر ہوتا ہے۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت علیہ السلام کے سامنے اس قسم کے خیالات کا ایک مرتبہ نہیں
کئی مرتبہ اظہار کیا کیا وہ بھی زیر غتاب ٹھہریں گے۔

(۴) تفسیر صافی ص ۲۴۲ سطر ۱۱ میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت فاروق اعظمؓ کو دربار خلافت ہندی
سے بدیں الفاظ طلب کیا تھا اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ اِلَاسْلَامِ بِعَمْرِ بْنِ الْخَطَّابِ كَمَا اَعِىَ اَللّٰهُ اِسْلَامَ كُو
عمر بن خطاب کے ذریعے سے ہدایت دے فرمائیے اگر فاروق اعظمؓ مشکک فی النبوة تھے تو
سرور کائنات کی دعا کا نتیجہ کیسا نکلا۔

(۵) نیج البلاغہ ص ۲۵۰ سطر ۱۱ میں حضرت علی مرتضیٰ نے فاروق اعظمؓ کے متعلق رَدُّ عَرِّ لَنَا سِبِّ ذِ
مَثَابَةِ الْمُسْلِمِينَ فرمایا ہے جس کا معنی ہے مسلمانوں کے لئے جائے پناہ اور جائے جمع فرمائیے کہ
میں شک کرنے والا ہوں مسلمانوں کا ملجا و مامور بنی کہنا جائز ہے۔ اگر جائز ہے تو کیوں درمنا اعتراض نہ رہا۔
(۶) غلغلا ثلاثہ کے متعلق جس میں فاروق اعظمؓ بھی بالخصوص شامل ہیں حضرت علی مرتضیٰ نے
اصول کا لفظ اطلاق کیا ہے قَدْ مَضَتْ اَسْوَاحُ نَحْنُ قَدْ رَدَّهَا اَصُولُ بِنَادِيں گویا کہ یہ
ہم ان کی فروع ہیں۔ پس معاذ اللہ اگر فاروق اعظمؓ اور ان کی جماعت کو دین میں شک کرنے والا بتایا
جائے تو فروع کے متعلق فرمائیے آپ کا کیا خیال ہے۔

(۷) کیا فاروق اعظمؓ کے متعلق حضرت علیؓ کو بھی اس قسم کا شک تھا یا نہ اگر نہیں تھا تو اعتراض نہ رہا۔
(۸) اور اگر تھا تو ہماری کتابوں میں سے ان کا تصریحی بیان ثابت کیا جائے۔

(۹) کیا نبوت میں شک کرنے والے سے اس کی مفتوحہ مائی شہر بانو کو اپنے بیٹے سیدنا حسینؑ کیلئے
لینا جائز تھا کیا یہ غیرت کے خلاف نہیں۔

(۱۰) کیا پھر اسے اپنی صاحبزادی کا نکاح کر دینا بھی جائز ہو گیا۔ حوالہ جات کے لئے بحث سابق

کا مطالعہ کیا جائے۔

(۱۱) احتجاج طبرسی صفحہ ۲۵ میں ہے ان التکیفۃ تنطق علی لسان علمہ کہ بیشک اللہ کی سیکنت فاروق اعظمؑ کی زبان پر بولتی ہے۔ فرمائیے آپ کے نزدیک یہ عبارت ہے یا نہ اگر ہے تو اعتراض ختم کیونکہ اگر سیکنت ہے تو شک نہ رہا اور اگر شک ہے تو سیکنت نہ رہی اور اگر ثابت نہیں تو احتجاج طبرسی کی عبارت کا جواب درکار ہے۔

بحث متعلق اقرار نفاق

شیعہ کہتے ہیں کہ میزان الاعتدال میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حذیفہؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا یا حذیفہ بالله انا من المنافقین۔ اسے حذیفہ بیشک میں منافقین سے ہوں۔
جواب: میزان الاعتدال میں اس حدیث کو موضوع اور ضعیف قرار دیا گیا ہے فصل ہذا سوال ہی مسترد ہے۔

جواب: جو منافق ہیں وہ اقرار نفاق نہیں کرتے اور جو ظاہر کر دیتے ہیں وہ منافق نہیں رہتے۔

جواب: بالضرر اگر مان لیا جائے تو بھی نفاق دو قسم کا ہے ایک نفاق حقیقی اور دوسرا نفاق مجازی، نفاق حقیقی تو قطعاً محال ہے اس لئے کہ فاروق اعظمؑ بس پارٹی دیباچہ کے فرو ہیں ان کے تحقق ایمان پر متعدد آیات قرآن مجید میں وارد ہیں جن کا مقابلہ موضوع حدیث نہیں کر سکتی مزید تحقیق کے لئے ایسٹنٹ پبلک حصہ اول بحث ایمان معابر کلام کا مطالعہ کیا جائے۔ ہاں البتہ نفاق مجازی جیسے یہاں ہے تو اس سے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ ہم کسی کو معصوم نہیں سمجھتے اور فاروق اعظمؑ تو ما شاء اللہ ہر قسم کے نفاق سے پاک ہیں۔

جواب: بطور سلمات شیعہ کبھی کبھی کسر نفسی کے طور پر بھی حقیقت کے خلاف بات ظاہر کر

دی جاتی ہے۔ جیسا کہ علی مرتضیٰ نے فرمایا تھا جبکہ آپ سے درخواست کی گئی تھی کہ آپ عثمان غنی کے قتل کے بعد عیسٰی بیعت کر لیں آپ نے فرمایا تھا۔

(۱) اَنَا كَلَّمْتُ وَرِثَةَ أَخِي الْأَكْثَرِ عُمَيْرَ بْنِ أَبِي بَلْطَعْلٍ (۲) میں تمہارا وزیر بنوں یہ تمہارے لئے اچھا ہے کہ میں تمہارا امیر بنوں۔ فرمائیے کیا حضرت علیؑ نے یہ کلام حقیقت کی بنا پر فرمائی تھی کیا آپ کی وزارت شیعوں کے نزدیک مخصوص تھی اگر آپ امیر بن کر خدا کی طرف سے آئے تھے اور حضور رسول اکرمؐ نے انہیں منتخب فرمایا تھا تو وجہ بتائی جائے کہ کیوں آپ نے فیصلہ خداوندی اور نبی رسول کریمؐ کے خلاف ایک بات بلا تحقیق کہہ دی۔

(۲) دَعَوَانِي وَالْقِسْوَانِي (۳) مجھے چھوڑ دو کسی اور کو تلاش کرو اہل تشیع کے نزدیک کیا حضرت علیؑ کی یہ کلام حق و صداقت پر مبنی ہے کیا حضرت علیؑ کی حقیقتاً یہ خواہش تھی کہ خلیفہ کسی اور کو بنا دیا جائے اگر ایسا تھا تو پھر خلافت کا جھگڑا ہی سرے سے فضول ہے اور پھر یہ بھی بتانا ہو گا کہ ان حقیقت افزہ کلمات کے بعد آپ کو کس نے مجبور کیا تھا کہ حضرت عثمانؓ کے بعد تخت خلافت پر ٹکڑ ہو گئے۔

(۳) اِنْ تَرَكَتُونِي فَاَنَا كَا جِدْكُمْ وَلَعَلِّي اَسْمَعُكُمْ وَالْهُوَ عَمْدُكُمْ وَلَيْتَ بِي وَهَـ (۴) (۴) (۵) اگر مجھے تم نے چھوڑ دیا تو پس میں تم جیسا ہو جاؤں گا اور جسے تم خلیفہ بناؤ گے میں تم سے زیادہ فرمانبردار ہو جاؤں گا۔ فرمائیے کیا یہ ٹھیک ہے اگر علی مرتضیٰ کے علاوہ کوئی خلیفہ بنا جائے تو آپ پر بے ادبی کرنا ضروری ہے اگر ضروری ہے تو مخصوص امامت کدھر گئی اور امامت مخصوص اصولی عقائد سے ہے تو پھر اس بیان کا کیا مطلب۔ بہر حال جو جواب ان بیانات کا ہو گا وہی جواب حضرت عمرؓ کی طرف سے ہو گا۔

بحث اہتراق بیت سیدہ خاتون استقامت الحبل

یہ اعتراضی سرے سے فضول ہے کہ حضرت عمرؓ نے سیدہ خاتونؓ کا گھر جلا دیا۔

اہلسنت کی کسی صحیح کتاب میں یہ روایت مستند طور پر موجود نہیں ہے اس بنا پر میں جواب دینے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ چند ضعیف تاریخی کتابوں اور یہودی تصنیفات سے عبارتیں نقل کر کے ہمارے سرخونہ قطعاً ناانصافی ہے۔

اہل شیعہ کے لئے لمحہ فکریہ

- (۱) حضرت عمرؓ کی عزت و عظمت ہمارے نزدیک مسلم ہے اور یہ روایت ہمارے نزدیک ناقابل قبول ہے۔
 - (۲) آپ کے ثابت کرنے سے ملنا خواستہ متنی تو ہیں اس سے سیدہ اور حضرت علیؓ کی ثابت ہوتی ہے تو یقیناً جانبین کے لئے دل آزاری کا باعث ہے۔
 - (۳) کیا محمدؐ علیہ السلام کی ساری تعلیم کا یہی نتیجہ نکلا کہ آپ کے جانے کے بعد دنیا نے آپ کے گھر کو عیالدار العیال وراثتہ۔
 - (۴) کیا سیدہ فاطمہؓ اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر حضرت عمرؓ سے حکام ہونے لگی تھیں۔
 - (۵) کیا حضرت علیؓ نے سیدہ کو اکیلا باسر بھیج دیا تھا۔
 - (۶) جب حضرت عمرؓ یہ سب کچھ دیکھتے رہے تو کیا ان کو اس کا کچھ بھی احساس نہ ہوا۔
 - (۷) کیا حضرت علیؓ معاذ اللہ اپنے ڈرپوک خٹے کو اپنی عزت کو بھی عمرؓ کے پنجے سے نہ بچا سکے۔
- میرے شیعوں دوستو! اگر یہ عمرؓ کی عزت کننا ہمارا مذہبی فریضہ ہے لیکن عمرؓ رسولؐ کی عزت کو تو تمہارا ہمارا مشترک معاملہ ہے۔ خدا نخواستہ ایسا مسئلہ جانبین سے ظاہر نہ ہونے پائے جس پر باتیں صحابہ کرامؓ کے عزت رسولؐ سے بھی بالاتر ہو گئیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ ایسے توہمات کو دنیا کے سامنے لایا ہی نہ جائے بلکہ سچی زندگی بوقت ضرورت صحیح پیش کیا سکے۔

بحث لَوْلَا عَلِيٌّ لَمْ يَكْ عُمَرُ

حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں ایک غلط کار کو زندہ کر کے جرم میں سنگسار کرنے کا حکم دیا حضرت علیؓ نے عمرؓ یا دفع حمل کے بعد سنگسار کیا جبکہ حضرت عمرؓ نے لَوْلَا عَلِيٌّ لَمْ يَكْ عُمَرُ کے لئے عمرؓ کو زندہ کر کے

ہلاک ہو جائے یا شیعہ کہتے ہیں مجملہ جو ان مسائل سے لاعلم ہو وہ خلافت کا مستحق کیسے بن سکتا ہے۔
 جواب ۱۔ واقعہ آپ کے سامنے ہے حضرت علیؑ کو کسی صورت سے اس عورت کے معاملہ ہونے کا
 علم تھا اور حضرت عمرؓ اس سے بے خبر تھے ہم حضرت عمرؓ کو عالم الغیب تصور کرتے ہیں کہ ان پر اعتراض کیا جاسکے
 ایسے معاملات کو نہ جان سکنا لاعلمی اور ناقابلیت کی دلیل قطعاً نہیں بن سکتی۔ بلکہ یہ واقعہ وحدت اتفاق و
 اتحاد اور خلوص و یکپہتی کی دلیل ہے۔

فضائل سیدنا عثمانؓ از کتب اہل تشیع

حضرت عثمانؓ کا علم و معرفت

(۱) نبی ابلاغتج ۲ مکمل مطبوعہ الاستقامہ میں ہے حضرت علیؑ عثمانؓ سے فرماتے ہیں قَالَهُ مَا أَدْرِي
 مَا أَقُولُ نَكَ مَا عُرِفْتُ شَيْئًا تَجْمَلُهُ وَلَا أَدْلَكَ عَلَى شَيْءٍ وَتَقْصِرُهُ۔
 (ترجمہ) خلیفہ قسم میں نہیں جانتا کہ میں آپ کو کیا کہوں کیونکہ مجھے جن چیزوں کا علم ہے آپ بھی انہیں
 جانتے ہیں اور جن چیزوں پر میں آپ کو دلالت کرتا ہوں آپ بھی اسے پہچانتے ہیں۔
 (۲) حضرت عثمانؓ کا علم حضرت علیؑ کے نزدیک ستم ہے۔

إِنَّكَ لَا تَعْلَمُ مَا نَعْلَمُ مَا سَبَقْنَاكَ إِلَى شَيْءٍ نَخْبِرُكَ عَرُودًا فَكُنَّا لِشَيْءٍ فَنُبَيِّنُكَ
 وَقَدْ رَأَيْتَ كَمَا لَيْسَ وَ سَمِعْتَ كَمَا سَمِعْنَا رَجُلًا ابْلَغَ ۲ مکمل (ترجمہ) بیشک آپ وہی
 جانتے ہیں جو ہم جانتے ہیں ہم نے آپ سے پہلے کسی چیز کی طرف اسبقیت نہیں کی کہ ہم آپ کو خبر دیں
 اور حضور علیہ السلام سے اکیلے وقت کوئی معلومات حاصل کئے ہیں جو آپ تک پہنچائیں بیشک آپ
 نے وہی دیکھا ہے جو ہم نے دیکھا ہے اور آپ نے وہی سنا ہے جو ہم نے سنا۔

(۳) حضرت عثمانؓ کا صحابی ہونا ستم ہے۔

وَصَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ كَمَا صَحِبْنَا رَجُلًا ابْلَغَ ۲ مکمل (ترجمہ) اے عثمانؓ آپ بھی
 اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں جس طرح ہم صحابی ہیں۔

(۴) حضرت عثمانؓ تمام صحابہ سے اقرب الی الرسولؐ ہیں۔

أَنْتَ أَقْرَبُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ فَتَجِبُ رَحْمَةُ اللَّهِ لَهُمَا وَقَدْ نِلْتَ مِنْ مَحَبَّتِهِمَا لَمْ يَنَالَا.

(ترجمہ) (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۸) (ترجمہ) رومی حیثیت سے (اسے عثمانؓ) آپؐ شیخین سے حضورؐ کے نزدیک اقرب ہیں کہ نہ آپؐ کو حضورؐ کے ملا دہونے کا وہ طرف حاصل ہوا ہے جو ان دونوں میں سے کسی کو نہیں ہوا۔

سیدنا حضرت عثمانؓ اور ان کی جماعت کامیاب

(۵) يٰنَادِي مَنَاوِي مِنَ السَّمَاءِ اَقْلَ النَّهَارِ اِلَّا اِنْ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَشَيْعَتُهُ هُمُ الْفَائِزُونَ
قَالَ يٰنَادِي مَنَاوٍ اَخْبَرَ النَّهَارِ اِلَّا اِنْ عُثْمَانَ وَشَيْعَتُهُ هُمُ الْفَائِزُونَ (ترمذی ج ۱ ص ۱۰۸)

(ترجمہ) امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ آسمان سے دن کے پہلے پہر ہر ایک فرشتہ پکارنے والا ندا دیتا ہے کہ حضرت علیؑ مرتضیٰ اور اس کی پارٹی والے کامیاب ہیں اور پچھلے پہر ندا دیتا ہے غیر وار تحقیق حضرت عثمانؓ اور اس کی جماعت والے کامیاب ہیں۔

رسول مکرّم کا ہاتھ عثمانؓ غنیؓ کا ہاتھ!

(۶) وَبَايَعُ رَسُولُ اللَّهِ الْمُسْلِمِينَ وَضَرَبَ بِأُحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْخُرْفَةِ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَكَأَنَّهُ قَالَهُ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۸)

(ترجمہ) اور بیعت کیا حضورؐ ان کے مسلمانوں کو اور اپنے ہاتھ کو حضرت عثمانؓ کے ہاتھ کے

غرض بیعت کے لئے دوسرے ہاتھ پر مارا۔

طرز استدلال :- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو راستے میں قتل عثمانؓ کا پتہ چلتا ہے۔

حضور علیہ السلام قصاص عثمانؓ کے لئے کئی ہزار صحابہ کرام سے بیعت لیتے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوتا

ہے کہ غیر غلط تھی اور عثمانؓ کی طرف اپنے ہاتھ کو ان کا ہاتھ تصور کر کے ان کی طرف سے بیعت

کرتے ہیں۔ دیکھئے اگر حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ وہ مدعی جمعہ جیسی

یعنی علیؑ کا خون نبی کریمؐ کا خون ہے تو یہاں حضرت عثمانؓ کے متعلق بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ

یدل یدی یعنی حضرت عثمانؓ کا ہاتھ محمد مصطفیٰؐ کے ہاتھ تصور فرمایا۔

حضرت عثمانؓ کی وفاداری پر نبوی شہادت

(۷) آنحضرتؐ نے جب مکہ معظمہ میں حضرت عثمانؓ کو بھیجا تو قوم قریشؓ نے جواب دیا اے عثمانؓ اگر تو طوان کرنا چاہے تو ہماری طرف سے اجازت ہے لیکن ہماری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ رسول کریمؐ مع جماعت یہاں آکر طواف کریں حضرت عثمانؓ نے جواب دیا اگر میں ایسا کر لوں تو میرا بیان ندر ہے گا چنانچہ صحابہ کرامؓ نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ عثمانؓ کے نصیب بڑے اچھے ہیں کہ اس نے بیت اللہ کا طواف بھی کر لیا اور صفارہ کی سعی بھی کر لی حضور اکرمؐ نے فرمایا مَا كَانَ لِيَفْعَلَ فَلَمَّا جَاءَ عُثْمَانُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَطُفْ بِهِ (فردوس کافی کتاب الروض ج ۳ ص ۱۵۸)

(ترجمہ) عثمانؓ سے ہمیں توقع نہیں ہے کہ وہ ہم سے بغیر کعبے کا طواف کرے چنانچہ جب حضرت عثمانؓ واپس آئے تو آپؐ نے پوچھا اے عثمانؓ کیا تو نے طواف کیا تھا تو جواب دیا حضورؐ آپ کے بغیر عثمانؓ کیسے طواف کر سکتا تھا۔

(۸) غزوات حیدری شرح حملہ حیدری ص ۲۳ مطبوعہ نو لکھنؤ میں ہے (شکر عثمانؓ سے کہنے لگا کہ اگر تجھ کو میل طواف حرم کا ضرر ہے تو جائے خطر نہیں اور کچھ تجھے ہمیں گندہ نہیں بے تامل طواف کعبہ بجا لایا لیکن یہ حال ہے کہ نبی تیرے آویں اور حسب دین اپنے کعبہ جماعت مسلمینؓ سم جج کو برپا کریں حضرت عثمانؓ نے کہا کہ بھلا بغیر رسولؐ خدا کے اگر میں طواف کروں گا تو عقیدہ میرا کس طرح قائم رہے گا۔ طرزا سمد لال :- بات واضح ہے عیاں را چہ بیان۔

حضرت عثمانؓ پر حسینؓ مکر میں کی پہلہ داری

(۹) دُھوَالِدَيَّ أَمْرًا لِحَسَنٍ وَالْحُسَيْنِ إِنَّ يَدَّيَّ بَا النَّاسِ عَنَّهُ -

(ترجمہ) بلاغتہ حاشیہ ج ۱ ص ۱۵۸ مطبوعہ الاستقامت ممبئی

(ترجمہ) حضرت علیؑ نے حضرت حسنؑ و حسینؑ کو حکم فرمایا کہ حضرت عثمانؓ سے دشمنوں کے حملوں کو روکیں۔

حضرت عثمانؓ کے نکاح میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صاحبزادیاں ہیں

(۱۰) وَقَدْ فُلْتُ مِنْ صَهْرٍ وَمَالٍ مِثْلَ نَجْعِ الْبِلَاقِ مِثْلَ مَاشِيَةِ بَنِي نَجْعِ الْبِلَاقِ لِكَيْتُمْ هُنَّ فَلَا كُنَّ تَزِدُّنِي رَسُولُ اللَّهِ سَقِيَّةً دَائِمَةً كَلْتُمْ تَوْفِيَّتِ الْاَقْلَى تَنْقِجَةُ النَّبِيِّ بِالنَّاتِيَةِ (ترجمہ) ذی النورین حضرت عثمانؓ کا لقب اس لئے ہے کہ حضرت عثمانؓ نے سرور کائناتؐ کی دو صاحبزادیوں حضرت رقیہؓ اور حضرت اُمّ کلثومؓ سے نکاح کیا ہے۔

مسئلہ بنات رسول کریمؐ پر دلائل

چونکہ فضائل سیدنا عثمانؓ کا ذکر ہو رہا ہے مناسب ہے کہ مسئلہ بنات کو بھی واضح کر دیا جائے۔
دلیل ۱۔ قُلْ لَا رُفْعَ لَكُمْ دِينًا تِلْكَ وَفَسَادُ الْمُؤْمِنِينَ سُوءٌ عِزَابٌ بَارِعٌ (ترجمہ) اے نبی! تم اپنی ازواج سے اور اپنی بیٹیوں سے اور اہل ایمان کی عورتوں سے یہ کہہ دو۔

طرز استدلال ۱۔ دیکھئے بنت کا لفظ ایک بیٹی پر اطلاق کیا جاتا ہے اور بنات بہت سی بیٹیوں پر اس بنا پر ہمارا مسلک نا شمار اللہ بخیر ہے جبکہ ہم چار بیٹیوں کے قائل ہیں اور اہل تشیع ایک کے اور قرآن بھی ہماری تائید میں موجود ہے۔

ایک شبہ کا جواب

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمع تعظیفی ہے چونکہ سیدہ کمرہؓ مسلمہ بین الفرقین ہے اس لئے توفیر و تکریم کے پیش نظر جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا۔ سو جواباً عرض ہے کہ کائنات کے اندر سر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

جیسی برگزیدہ مستی آج تک نہ پیدا ہوئی اور نہ قیامت تک پیدا ہوگی مگر قرآن مجید میں جہاں بھی حضور علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے بصیغہ مفرد اور بصیغہ مفرود کیا گیا ہے۔ دیکھئے انا اللہ سئلک و ما ارسئلک۔ یا ایہا التبی۔ یا ایہا السائل۔ یا ایہا المنزل۔ یا ایہا اللہ شریککم فاعذر۔ دربت^۹۔ نکبت^{۱۰}۔ وثیابک^{۱۱}۔ فطقت^{۱۲} مفرود کے صیغوں اور ضمائر سے قاطب و مذکورہ کیا گیا ہے اگر تعظیم کے طور پر خدا تعالیٰ کے بغیر علی سبیل التواضع اعزاز و اکرام کے پیش نظر جمع کا صیغہ استعمال کیا جاتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا جاتا۔

دلیل ۱۷۔ حیات القلوب ج ۲ صفحہ ۲۱۸/۲۱۹ میں مع بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدہ سجدہ متولد شدند طاهر و قاسم فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب۔ طرزا استدلال بر اس حدیث کی روایت میں بسند معتبر کا لفظ موجود ہے پس اہل تشیع کا یہ کہنا کہ تزبیح بنات رسول کے سلسلے میں کوئی صحیح روایت موجود نہیں قطعاً غلط ہے۔ نیز یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہ ساری لڑکیاں حضور کو خدا تعالیٰ نے حضرت خدیجہ سے عنایت فرمائیں پس اہل تشیع کا یہ کہنا کہ خدیجہ اکبری پہلے خاوند سے لے کر آئی تھی غلط ٹھہرا۔

اہل تشیع کے اعتراض کا جواب

بعض ذاکرین یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی یہ لڑکیاں حقیقی نہ تھیں بلکہ ہالہ کی لڑکیاں تھیں۔

جواب:- حیات القلوب ج ۲ صفحہ ۲۱۸ میں ہے جمع از علماء خاصہ و عامہ الاعتقاد آنست کہ رقیہ و ام کلثوم دختران خدیجہ بودند از شوہر دیگر و دختر حقیقی آنجناب نبودند و بعضے گفته اند کہ دختران ہالہ خواہر خدیجہ بودند و بر نفی اس دو قول روایات معتبرہ دلالت میکند۔

ترجمہ علماء خاصہ و عامہ کی ایک جماعت کا یہ اعتقاد ہے کہ رقیہ و ام کلثوم حضور کی حقیقی لڑکیاں نہ تھیں اور بعض کہتے ہیں کہ ہالہ کی تھیں ان دو قولوں کی معتبر روایتیں تردید کرتی ہیں۔

ملا باقر کا سفید جھوٹ

شیعی مصنفین کی اصطلاح میں علماء خاصہ شیعی علماء کو کہتے ہیں اور علماء عامہ علماء اہلسنت کو۔ پس ملا باقر مجلسی کا حیات القلوب میں علماء اہلسنت کی طرف اس قول کو منسوب کرنا خیانت اور افترا پر دانی ہے۔

مسئلہ بالالہ پر حوالہ جات

بخوف طوالت حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے بوقت ضرورت ملاحظہ فرمایا کریں۔
تحفۃ العوام بآرہم ص ۱۱۲، حیات القلوب ج ۲ ص ۱۹۸، اصول کافی ص ۲۴۸، صلی اللہ علیہ وسلم ج ۳ ص ۵۵۲
مرۃ العقول شرح الفروع والاصول ج ۱ ص ۳۵۲، قول ابن عباس مرۃ العقول بحوالہ مذکور تہذیب
ج ۱ ص ۵۲، استبصار ج ۱ ص ۲۴۵، تاریخ الامم ص ۱۔

اہل تشیع کا آخری اعتراض اور اس کا بہترین جواب

بعض شیعی نوکر یہ کہتے ہیں کہ اگر حضور کی چار صاحبزادیاں ہوئیں تو مباہلے کے دن ضرور لائے۔

جواب :- مباہلہ سلسلہ میں ہوا ہے اور حضور کی صاحبزادیاں بغیر سیدہ فاطمہ الزہراء کے سب کی سب پہلے وفات پا چکی تھیں لہذا اعتراض ہی سرے سے غلط ہے۔ لیجئے حیات القلوب ج ۲ باب ص ۱۹ میں ہے۔

(۱) زینب در مدینہ در سال ہفتم ہجرت و بروایتیہ در سال ہشتم بر حمت ایزدی واصل شد۔

(۲) رقیہ در مدینہ بر حمت ایزدی واصل شد در جنگ بدر و داد۔

(ترجمہ) حضرت رقیہ جنگ بدر کے سال وفات پائیں۔

(۳) سوم ام کلثوم گویند کہ در سال ہجرت بر حمت ایزدی واصل شد۔
 (ترجمہ) حضرت سیدہ ام کلثوم وہ سٹھ میں وفات پائیں۔
 مزید تفصیل کے لئے میرے رسالہ رفع الشبہات عن مسئلۃ النبیات میں دیکھ لی جائے۔

بحث متعلق احراق قرآن

اہل تشیع کا یہ کہنا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید جلوا دیئے تھے لہذا مستحقِ خلافت نہ رہے۔
 جواب:۔ بخاری شریف میں ہے فامردان یحرق، بأسولہ من القرآن جس کا
 معنی یہ ہے امیر عثمانؓ نے قرآن مجید کے کلموں کے جلانے کا حکم دے دیا پس اعتراض ہی نہ رہا۔
 اعتراض تو یہ وارو ہوتا جب بخاری شریف میں امردان یحرق القرآن یا احرق القرآن
 ہوتا مگر حدیث گواہ ہے کہ ایسا نہیں ہے۔

جواب:۔ ہم منی المسک ہونے کی حیثیت سے تو اس الزام سے قطعاً بری ہیں اس لئے کہ
 قرآن مجید کا جلانا ہمارے نزدیک منع ہے چنانچہ تفسیر القرآن مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۷۷ میں ہے وفي بعض
 کتب الحنفیہ۔ ان المصحف اذا ہل لا یحرق بل یحضر لطفی الارض ویدفن۔
 (ترجمہ) احسان کی بعض کتابوں میں ہے کہ قرآن مجید جب پرانا ہو جائے اسے جلایا نہ جائے
 بلکہ زمین کھود کر اس میں دفن کر دیا جائے۔

اہل تشیع پر چند اعتراضات

(۱) اگر سیدنا عثمانؓ بقول تشیع واقعی مجرم تھے تو کیا ایسے مجرم کے ساتھ دوستانہ تعلقات
 قائم کرنے جائز ہیں۔

(۲) اگر ہیں تو ثبوت چاہیے۔

(۳) اور اگر نہیں تو مصوری کے ایام میں حضرت علیؓ نے سینہ مکرمین کو ان کی حفاظت پر کیوں

مامور کیا تھا۔

(۴) اگر تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید جلوائے تو فرمائیے الہست کی کتابوں میں حضور علیہ السلام سے اس کی نہی موجود ہے اگر ہے تو ثبات کیا جائے ورنہ اعتراض ہی نہ رہا۔

(۵) حاصل اعتراض یہ تھا کہ اوراق میں تو بین قرآن ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ صرف قرآن مجید کے جملانے میں تو بین ہے یا کہ قرآن کے دیدہ دانستہ نسخے گرا دینے میں بھی تو بین ہے۔ اگر نہیں تو کیوں اور اگر ہے تو اصول کافی میں ہے ناؤ ملی پیدم فطر جہاں امام جعفر صادقؑ نے قرآن مجید کو نیچے گرا دیا۔ فرمائیے امام جعفر صادقؑ پر کیا فتوے ہے۔ ماہو جوا بکہ فہو جوا بنا۔

(۶) ماسوائے قرآن کو جملانے میں اگر عثمان شہق بجانب نہیں تھے تو اس وقت کے اہل حق نے ان کو منع کیوں نہ کیا اور اگر منع کیا ہے تو ثبوت چاہیے ورنہ اعتراض ہی نہ رہا۔

(۷) جس قرآن کو سیدنا عثمانؓ نے جلوا دیا تھا فرمائیے وہ موجودہ قرآن کا میں تھا یا غیر اگر میں تھا تو یہ کہاں سے آگیا۔ جبکہ اصلی قرآن حضرت علیؑ نے ظاہر نہ ہونے دیا اور امام مہدیؑ چھپا کفار میں جا بیٹھا۔

(۸) اور اگر غیر تھا تو فرمائیے آپ اسے بھی قرآن تسلیم کرتے ہیں یا نہ اگر تسلیم نہیں کرتے تو اعتراض نہ رہا اور اگر آپ کے نزدیک وہ بھی قرآن تھا تو موجودہ قرآن آپ کے مذہب میں ناقص ٹھہرا فرمائیے کیا جواب ہے۔

(۹) جس وقت حضرت عثمانؓ نے قرآن کو جلوا دینے کا حکم کیا اور اس حکم کی تعمیل بھی کی گئی فرمائیے اس وقت حضرت علیؑ اس سے باخبر تھے یا نہ اگر باخبر تھے تو استکوت فی معرض المبیات (بیان کے وقت چپ کر جانا بھی بیان ہوتا ہے) کے پیش نظر ٹھیک کار سمجھے گئے ورنہ چپ سادھ بنے کا کیا معنی اور اگر باخبر نہیں تھے تو اہل تشیع کے ذاکرین اس جملے کا کیا جواب دیں گے ان لا یحکمون ما کان وما یحکمون (امول کافی) یعنی امام ما کان وما یحکمون کو جانتے ہیں۔

بحث متعلق اخراج مروان بن الحکم

اعتراض اہل الشیعہ: مروان کو حضور علیہ السلام نے مدینہ مقدسہ سے باہر نکال دیا تھا لیکن عثمانؓ نے اپنے عہد خلافت میں واپس بلا لیا تھا۔

جواب: ۱۔ اہل شیعہ کے ذاکرین قیامت تک یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ حضور علیہ السلام نے مروان کو شہر بدر کیا ہو حقیقت میں آپؐ کی ناراضگی حکم پر تھی جو کہ مروان کا باپ تھا پس صغریٰ کے باعث حکم کے ساتھ مروان بھی چلا گیا لَا تَرِکْنَا لِدَعُوِّ دُنْدَا الْاُخْرٰی۔ لہذا مروان کو حضرت عثمانؓ کا بلا تاخلات حکم رسولؐ نہ رہا۔

جواب: ۲۔ جب سیدنا حضرت عثمانؓ نے بلایا تو سیدنا حضرت علیؓ نے اسے اپنی بیعت میں لے لیا پس اگر ان کا بلانا گناہ تھا تو آپؐ نے اس کو بیعت کیوں کیا۔ اولم یبا یعنی قبل تئل عثمانؓ۔ (نہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۲۷)

جواب: ۳۔ جب مروان بن الحکم جنگ جمل میں قید ہو کر حضرت علیؓ کے پاس آیا تو حضرت عیینہؓ نے اپنی سفارش سے اسے چھڑا لیا۔ دیکھئے اگر مروان بن الحکم بحکم رسولؐ مدینہ سے شہر بدر کیا گیا ہوتا تو مسیحی اس کی سفارش نہ کرتے۔ فاستفتح الحسن والحسین الی امیر المؤمنین فکلما فیہ فغلی سبیلہ۔ (نہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۲۸)

مزید تحقیق کے لئے ملاحظہ ہو میری کتاب سبیل المطاعین جلد اول پس سوال یہ ہے کہ اگر مروان ایسا گنہگار تھا تو حضرت علیؓ نے بیعت میں لیا کیوں اور عیینہؓ نے سفارش کیوں کی۔

مروان کا میرٹھی بننا

اہل شیعہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ نے حیدر کرار کے مشورے سے محمد بن ابی بکر کو مصر

کھاسک بنا کر بھیجا تھا تو اسی مردان نے ایک نادر سوال کے ساتھ خط لکھ کر بھیج دیا کہ جب محمد بن ابی بکر کے پاس آئے تو اسے قتل کر دینا اور سیدنا عثمانؓ کے میرٹھی محمدؓ نے کی وجہ سے خط پر حضرت عثمانؓ کی ہر نگاہی۔

پس عثمانؓ کا ایسے شخص کو اپنا میرٹھی مقرر کرنا یقیناً دیانت کے خلاف ہے اور جب پبلک نے مردان کا مطالبہ کیا تو عثمانؓ نے نہ دیا۔

جواب۔ ذاتی طور پر مردان بن حکم ہذا مذکور نبوی میں مضمون رہا اور نہ محمدؐ میں نہ خط کے تعلق بیشک لوگوں نے مردان پر شبہ کیا تھا مگر ان کے پاس کوئی دلیل نہ تھی۔ مردان سے جب بیانات کیا گیا تو اس نے بھی انکار کر دیا خلیفہ وقت کی بھی تحقیق اس کے خلاف تھی پس اس صورت میں جبکہ مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں مگر ہو اور قاضی کو حقیقت واقعہ پر اطلاع نہ ہو مردان کو ملزم گردانا یقیناً خلاف اصول ہے۔

جواب۔ حقیقت میں یہ سبائی پارٹی کی اندرونی سازش تھی جس کے نتیجے میں یہ فتنہ رنسا روڑنا ہوا اور نہ کوئی ایسا واقعہ نہ تھا جس کا علم نہ ہو سکے۔

جواب۔ مردان کو غرضی بنانے کا طعن اہل تشیع کی طرف سے یقیناً غلط ہے اس لئے کہ ابن زیاد کی طرف سے عربت رسول پر کئے گئے مظالم تمام دنیا کے سامنے ہیں لیکن ملک فارس میں حضرت علیؓ نے اسے منصب امارت پر تعینات کیا ہوا تھا۔

جواب۔ نیز عبدالرحمن بن ملجم جیسے شقی ازلی کو حضرت علیؓ نے اپنی بیعت سے سرفراز فرمایا حالانکہ عبدالرحمن بن ملجم ہی سیدنا علیؓ کا قاتل ہے۔ ماہو جو ایک نہ ہو جو ابنا

جواب۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے واپس کیوں نہ کیا سوال کی خدمت میں اتنا غرض کر دیا جیسے کہ عائشہ صدیقہؓ کے مطالبہ پر حضرت علیؓ نے محمد بن ابی بکر کو واپس کیوں نہ کیا۔

جواب۔ نیز واپس کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ مجرم کو سزا دینا پبلک کا کام نہیں بلکہ خلیفہ وقت کا کام ہے۔

کیا سیدنا عثمانؓ نے صحابہ کرام کو معزول کیا

اہل تشیع کہتے ہیں کہ عثمانؓ نے اپنے دور خلافت میں کبار صحابہ کرام کو معزول کر کے ان کی جگہ اپنے خاندان کے چند نا تجربہ کار نوجوانوں کو مقرر کیا مثلاً مغیرہؓ، شعبہؓ، مویٰؓ، اشعرؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، عہد اللہ بن مارقمؓ، عمرو بن العاصؓ۔

جواب ۱۔ اصولی حیثیت سے اہل تشیع اعتراض کرنے کے مجازی نہیں جبکہ سیدنا عثمانؓ کی خلافت کے قائل ہیں اور وہ ان کے معزول شدہ امراء کے جب ان کی خلافت ہی سرے سے ان کے نزدیک ناقابل تسلیم ہے تو باقی امراء کی سعادت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
جواب ۲۔ معترض کو چاہیے کہ سب سے پہلے ہماری کتب سے عہدہ امدت کے لئے صحابیت کا ضروری ہونا ثابت کرے پس جب عہدہ امدت قابلیت پر ہے اور طبائع کے اختلاف سے قابلیت کی کمی و بیشی مسلم ہے تو معزول کر کے کلام اعتراض ہی نہ رہا۔

جواب ۳۔ یہ کون سی انوکھی بات ہے آپ سے پہلے خلفائے بھی امور خلافت میں ایسی اہم تبدیلیاں فرمائیں اور آپ کے بعد بھی، دیکھئے فاروق اعظمؓ نے اپنے دور خلافت میں سعد بن ولید کو معزول کیا اور سیدنا علی المرتضیٰؓ نے تاج خلافت سر پہ نہ رکھتے ہی تمام بنی امیہ کے امراء کو بیک تلم معزول کر دیا۔ علی

ایں گناہ بیست کہ در شہر شمانیز کنند

جواب ۴۔ ابو موسیٰ اشعرؓ کی معزولیت باعث الزام نہیں ہے کیونکہ عمروؓ کے علاقہ کی اکثر رعایا آپ کے خلاف ہو چکی تھی پس سیدنا عثمانؓ اگر ان کو معزول نہ کرتے تو بغاوت کا اندیشہ تھا۔
جواب ۵۔ افسوس تو یہ ہے کہ اس اعلیٰ کے پیش نظر معترض لوگ یہ تو کہہ دیتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعرؓ کو معزول کر دیا لیکن یہ تو نہ سوچا کہ پھر کہیں ان کو تعینات بھی کیا یا نہ احتجاج ملبس رہے ہیں ہے چند برس کے بعد آپ نے ان کو کوفہ کا والی بنا دیا۔

جواب:۔ غیروہی شعبہ کے متعلق حضرت عمرؓ کی وصیت تھی نیز صحابہ کرامؓ میں سے حضرت عثمانؓ پر اس مسئلے میں کوئی اعتراض منقول نہیں ہے۔

جواب:۔ عبداللہ بن مسعودؓ بڑے ہوشیار تھے اور ظاہر ہے کہ جو اپنے میں فرائض لکھتے پڑھتے سرانجام نہیں پاسکتے۔ پھر ان کے قائم مقام جس بستی کو مقرر فرمایا وہ نیدرین ثابت صحابی رسولؐ تھے۔ عمرو بن العاصؓ کی معزول کی وجہ میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مصر جیسے آباد ملک کی آمدنی میں نقصان ہوتا بار بار تھا چنانچہ جس کو ان کے قائم مقام مقرر کیا گیا تھا۔ ان کا نام عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھا۔ جنہوں نے چند دنوں میں آمدنی کو دو گنا بنا دیا بہر حال جن کو معزول کیا گیا بغیر معقول وجہ کے معزول نہیں کیا گیا۔

سیدنا عثمانؓ نے کیا ابوذر غفاریؓ کو جلا وطن کیا

اہل تشیع کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے ابوذر غفاریؓ کو جلا وطن کیا حالانکہ وہ مؤمنین میں سے تھے۔

جواب:۔ ابوذرؓ کے متعلق سیدنا عثمانؓ کے خلاف جتنے ذہریہ روایتیں ہیں اہل تشیع میں مشہور ہو چکے ہیں وہ سراسر حقیقت کے خلاف ہیں اصل میں بات یہ ہے کہ ابوذر غفاریؓ شام کا کھانا کھا کر صبح کے لئے کچھ اٹھا کر کھن غلط کہتے تھے اور خلاف تھے شام کے علاقے میں آپؓ اس قسم کا دھوکا کرتے تھے۔ حالانکہ یہ صحابہ کرامؓ آپؓ کے اس مسئلہ میں خلاف تھے رفع اختلاف کیلئے لیر مصلحت نے سیدنا عثمانؓ کو خط کسوز لکھا اطلاع دی آپؓ نے ان کو بلا بھیجا اور اپنے پاس رہنے کا مشورہ دیا آپؓ نے نہ مانا بلکہ ذہ میں مقیم ہو گئے بعینہ یہ روایت اہل تشیع کی کتاب ملک النجات جلد اول ص ۳۶۹ میں بحوالہ فتح الباری ج ۲ ص ۲۵۹ میں موجود ہے۔

کیا عمار بن یاسرؓ نے سیدنا عثمانؓ کی سختی کی

ہرگز نہیں چونکہ وہ سبائی پر دپینگٹ سے متاثر ہوتے رہا ہے تھے اس لئے آپؓ نے

ان کی فہمائش ضرور کی ہے لیکن سختی نہیں کی اور اگر کبھی لیتے تو پھر بھی مورد الزام نہ بنتے اس لئے کہ اگر خلیفہ وقت اتنا بازاری نہیں ہے تو پھر خلافت کا ہے کی کیا سحر تعلق اپنے دور خلافت میں اپنے خلال کو سخت و شست نہیں کہا کیا سیدنا علیؑ نے اپنے تابعین کو تشدد سے منع کیا یا نہیں کیا۔

کیا عبداللہ بن مسعود کا وظیفہ بند کیا گیا

یقیناً کیا گیا لیکن اس میں کسی غیر کا کیا تعلق جب تک خلیفہ وقت بیت المال میں وسعت دیکھے تو دیتا ہے اور جب چاہے بند کر دے اس میں سیدنا عثمانؓ جانیں اور ان کی کارکردگی کسی کا وظیفہ مقرر کرنا فرائض میں سے نہیں اور بند کرنا خلافت سنت نہیں۔

کیا سیدنا عثمانؓ نے بیت المال کو بے جان خرچ کیا

اہل تشیع یہ کہتے ہیں کہ عثمانؓ نے بیت المال کو بے جان خرچ کیا۔

(۱) مروان کو طرابلس کے مال غنیمت کا پانچواں حصہ دیا۔

(۲) عبداللہ بن ابی سرح کو خمس کا پانچواں حصہ دیا۔

(۳) عبداللہ بن خالد کو بچاس ہزار درہم دیئے۔

(۴) بقیع کی چراگاہ سے عام لوگوں کو روک کر اپنے لئے مخصوص کر دیا۔

(۵) اموی عمال نے جو بدعنوانیاں کی تھیں ان کا تدارک نہ کیا۔

(۶) حدود کے جاری کرنے میں تغافل برتا۔

(۷) منی میں دو کھیتوں کی بجائے چار کھیتیں پڑھیں۔

جواب ۱۔ بیت المال کے بے جان خرچ کرنے کا الزام بے جا ہے اس لئے کہ بیت المال کے علاوہ سیدنا عثمانؓ کے پاس اپنی ذاتی ملکیت بھی حد سے زیادہ تھی جس سے وہ خرچ کرتے تھے مگر مخالف یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بیت المال سے خرچ کرتے تھے جس کا ان سر کے پاس کوئی ثبوت

جیسا کہ طبری ص ۱۹۵ میں حضرت عثمان غنیؓ کا بیان درج ہے۔

(۱) مردان کا آپ نے طرابلس کے مال غنیمت کا کوئی حصہ عطا نہیں کیا بلکہ مردان کا پانچ لاکھ کے

عوض میں اپنا خریدا ہوا ہے۔ (ابن عساکر ج ۱ ص ۱۲۹)

(۲) عبداللہ بن ابی سرح سے واپس لے لیا تھا (طبری ص ۲۱۵)

(۳) عبداللہ بن خالد سے بھی واپس لے لئے تھے (ص ۱۹۴ طبری)

(۴) بیع کی چراگاہ کو اپنے لئے نہیں روکا تھا بلکہ بیت المال کے موشیوں کے لئے خاص کر

دیا تھا اور پھر یہ طریقہ ان کے دور خلافت سے جاری نہیں ہوا بلکہ عہد ناریقی سے ہی طریقہ جاری

ہو چکا تھا تاکہ بیت المال کے موشیوں کے لئے اوروں کی منت سماجت نہ کرنی پڑے (طبری ص ۲۸۵)

(۵) بدعتوں پر تدارک کرنے کا لازم بھی غلط ہے۔ بلکہ طبری ص ۲۹۴ میں آپ کی تقریر اس کی

تردید میں موجود ہے۔

(۶) اعتراض کا ملکہ دو واقعات پر ہے ایک عبداللہ بن عمر سے بہرمان اور حنین کے قتل کے سلسلے

میں قصاص نہ لینا اور دوسرے ولید کی شہر انجوری کی حد میں تاخیر کرنا، سو اس کا جواب یہ ہے کہ

قصاص کے قائم مقام آپ نے اپنی بیوی خاص سے دیت ادا فرمادی اور حد میں تاخیر

اس لئے ہوئی کہ شہادتیں شریعت کے قواعد و ضوابط پر پوری نہیں تھیں تھیں جب تحقیق

ہو گئی تو مزاحمتیں دور ہو گئیں تامل نہ کیا۔

(۷) دور کفوں کے قائم مقام چار کعتیں اس لئے ادا فرمائیں کہ آپ نے امامت کی نیت کر لی

تھی (مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۶۲)

سیدنا عثمانؓ کا جنازہ

اہل تشیع کہتے ہیں کہ عثمان بن عفانؓ بغیر جنازہ کے دفن ہوئے اور بیت و لوں تک

آپ کا جنازہ بے گورد کفن پڑا رہا۔

جواب:۔ سر غلط ہے آپ جو کہ دن ۱۸ مذی الحرام ۲۵ کو شہید ہوئے مدینہ پر ہانیوں کا قبضہ تھا۔ باہمی اتنی پھیل گئی تھی کہ کسی کو گھر سے باہر نکلنے کی جرأت نہ ہوتی تھی لیکن بایں حدیث و آدمیوں کی جماعت نے حضرت کے جنازے کو اٹھایا اور مدینہ عوام نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور شہر کو گھیر کر جنت البقیع میں داخل ہے، میں دفن کر دیا۔

جواب:۔ اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت سیدنا عثمانؓ کا جنازہ بے گور و کفن پڑا اور بغیر نماز جنازہ کے دفن کر دیا گیا۔ تو یہ کون سی بڑی بات ہے۔

(۱) کیا میدان کر بلا میں شہداء کو بلا کو کفن دیا گیا۔

(۲) کیا سید و فاطمہ کے لاٹھے سینے کے پیاروں کو کفن نصیب ہوا۔

(۳) کیا ان کو گھوڑوں کے ٹالچوں سے روندنا نہیں گیا۔

(۴) کیا ان کے جنازے کا انتظام کیا گیا۔

اگر نہیں کیا گیا تو کیا اس میں اہل تشیع شہداء کو بلا کو قصور اور عہدائیں گے اگر نہیں تو پھر اس میں سیدنا حضرت عثمانؓ کا کیا قصور ہے۔

کیا عثمانؓ کی شہادت صحابہ کرام کے منشاء سے ہوئی

اہل تشیع کہتے ہیں کہ قتل میں حقیقتاً علیؓ کے ہاتھ تھا امام الزین عائدہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء صحابہ کرام اس پر کوشش تھے۔ عائشہ صدیقہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا اقتلوا الفساق برزخہ کو قتل کر دو۔

جواب:۔ اگر علیؓ کے اپنے خطبے پر اہل تشیع کو اعتبار ہے تو اس میں آپؐ نے قتل عثمانؓ سے براہ کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ بیچ البلاغہ ج ۲ ص ۱۸ میں ہے: **إِلَّا مَا أَفْتَلَكُنَّ ابْنُ مَرْثَدٍ قَتَلَ عُثْمَانَ**

وَلَعَنَ وَنَحْنُ بَنُو آدَمَ (ترجمہ: ہم نے اختلاف کیا تھا عثمانؓ کی دم کے متعلق اور ہم اس سے بری ہیں پس جب سیدنا حیدرؑ کو اپنی برادری کا اظہار کر رہے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان ان پر یہ الزام عائد کرے کہ وہ خلاف واقعہ کہہ رہے ہیں۔

جواب تک :- اگر حضرت عثمان کے قتل میں حضرت علیؑ کا ہاتھ ہوتا تو حسینؑ مکرینؑ کو اس کی خبر دے دیتے اور بھیجتے۔ (منہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۵۱)

جواب تک :- سیدنا علیؑ سے صحابہ کرام کی بیعت نے قصاص عثمانؓ کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے جواب دیا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي لَسْتُ أَفْعَلُ مَا تَعْلَمُونَ وَلَكِنْ كَيْفَ بِي بِقَوَّةِ وَالْقَوْمِ الْمُجْتَمِعِينَ عَلَى جِدِّ شَرِّهِمْ يُمِيطُ نَارَ وَلَا يُمِيطُكُمْ وَهَلْ هُمْ هَؤُلَاءِ قَدْ ثَارَتْ مَعَهُمْ عِبْدَانُكُمْ وَأَنْفَعَتِ إِلَيْهِمْ إِعْرَابُكُمْ وَهُمْ يَحْمِلُونَ لَكُمْ أَيُّومًا مَّا شَاءُوا وَهَلْ تَرَوْنَ مَوْضِعًا لِقَدْسِهِ عَلَى شَيْءٍ تَرِيدُونَ فَإِنَّ هَذَا الْأَمْرَ جَاهِلِيَّةٌ كَمَا أَنَّ بَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَادَّةٌ إِنَّ النَّاسَ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ إِذَا حَرَّكَ عَلَى أُمُورٍ فِرَقَةٌ مَرَى مَا تَرَوْنَ وَفِرَقَةٌ مَا لَا تَرَوْنَ وَفِرَقَةٌ لَا تَرَى هَذَا وَلَا ذَاكَ نَاصِرٌ بِرَأْيِهِ يَهْدِي النَّاسَ وَيَقْعُ الْقُلُوبُ مَرَايِعَهَا وَلَوْ أَنَّ هَذِهِ الْحَقُوقُ مَسْمُومَةٌ فَالْهَدَى وَالْعَقَى وَالْأَنْفَرُ مَاذَا يَأْتِيكُمْ بِهِ أَمْرِي وَلَا تَفْعَلُوا فَعَلَهُ تَضَعُفُ قُوَّةٍ وَتُسَيِّطُ مَدَّةً وَتُوَيِّدُ وَهَذَا وَذَلِكَ وَمَا سَلَكَ الْأَمْرَ مَا سَلَكَ وَإِذَا الْمَأْجِدُ بَدَأَ فَالْقَدْرُ الْإِنْفَرُ (۱)

(۱) (ترجمہ مع استدلال) اے مجاہد تو تم جانتے ہو اس سے میں جاہل نہیں ہوں یہ کسی میں طاقت کب ہے۔

طرز استدلال :- معلوم ہوا کہ سیدنا علیؑ قوت و طاقت نہ ہونے کی وجہ سے قصاص نہیں لیتے تھے ورنہ آپ کا قلبی منشا قصاص لینے کا تھا۔

(۲) باغی قوم زور و زور پر ہے وہ ہمارے مالک ہیں ہم ان کے مالک نہیں ہیں۔

طرز استدلال :- باغیوں کا زور اتنا تھا کہ سیدنا علیؑ قصاص عثمانؓ کے سلسلے میں اپنی جماعت کو کامیاب ہونا یقین نہیں کر سکتے تھے۔

(۳) ہمیں خبردار رہنا چاہیے کہ تمہارے زور و باغیوں کی طرف مائل ہو چکے ہیں اور اگر اس انتقام کر چکے ہیں ظاہری طور پر وہ تمہارے دوست ہیں۔

طرز استدلال :- اس مسئلے میں حضرت علیؓ چلک میں سے گویا کئی اپنا ہنونا نہیں پاتے تھے در نہ قصاص سے کہی چھوڑتے ۔

(۴) وہ جو چاہیں تہیں تکلیف پہنچاتے ہیں ۔

طرز استدلال :- ان حالات میں قصاص کا لینا مشکل تھا ۔

(۵) جس چیز کا تم مارہ رکھتے ہو کیا تہیں اس پر قدرت نظر آتی ہے ۔

طرز استدلال :- جب قدرت مفقود ہے تو مطالبہ قصاص کیا ۔

(۶) صبر کرو لوگ خود بخود رفع ہو جائیں دل اطمینان پکڑیں اور حقوق منصفانہ اور عادلانہ طور پر لئے جائیں ۔

طرز استدلال :- اس فقرے میں ہمارے مقصد کی سرخی طور پر تصدیق موجود ہے ۔

(۷) مجھے ہٹ جاؤ دیکھو میرا حکم تمہارے پاس کیا ہے کر آتا ہے ۔

طرز استدلال :- اس ارشاد میں سائیکس کے دلوں کو مطمئن فرما رہے ہیں کہ قصاص لیں گے اور ضرور دیں گے ۔

(۸) ایسا ہم نہ کر و کہ قوت ختم ہو جائے ذلت و نکت کا سامنا کرنا پڑے میں اس کو بند رکھوں گا ۔

بتنا بند ہو سکے گا اور جب ناپاد ہو جاؤں گا تو پھر قتال کروں گا ۔ اور میرا آخری علاج ہے ۔ یعنی جنگ کر کے ہی قصاص لوں گا ۔

قتل عثمانؓ پر

ہوا ایک معاہدہ کے متعلق یہ کہا کہ وہ خوش تھے غلط ہے ۔ ذیل میں معاہدہ کرام کے تاثرات درج کئے جاتے ہیں غور سے پڑھیے ۔

(۱) حضرت علیؓ کا اہل راسخ

خدا یا میں عثمانؓ کے خون سے بری ہوں (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۵۷)

(۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا افسوس۔

اگر ساری مخلوق اس قتل میں شریک ہوتی تو قوم کو ملکی طرح ان پر پتھر پڑتے (طبقات ج ۲ ص ۵۶)

(۳) سعید بن زید کا ارشاد۔

لوگو! اگر تہاری بادشاہی کی سزائیں کوہِ آمد تم پر ٹوٹ پڑے تو بھی بجا ہے (طبقات ج ۲ ص ۵۶)

(۴) حضرت خدیجہؓ کا بیان۔

عثمانؓ کی شہادت سے وہ غمزدہ پیدا ہو گیا ہے جسے پہاڑ بھی بند نہیں کر سکتا (طبقات ج ۲ ص ۵۶)

(۵) عامر بن عدی کا گریہ۔

رو کر کہا آج رسول اللہؐ کی جانشینی کا خاتمہ ہو گیا اب بادشاہت کا دور شروع ہو گیا ہے (طبقات ج ۲ ص ۵۶)

(۶) زید بن ثابتؓ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

(۷) حضرت ابوہریرہؓ حادثہ کو سن کر زار و خوار ہونے لگ گئے۔

(۸) حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں عثمانؓ دھلے ہوئے کپڑے کی طرح صاف ہو گئے (طبقات ج ۲ ص ۵۶)

جواب: فاتتوا تغتلا کا غلط اذکار حضرت عائشہؓ سے ثابت نہیں بلکہ تصرفِ راوی

ہے۔ اور اگر فرمایا بھی تو غصے کے وقت ماں اپنے بیٹے کو کہہ سکتی ہے جس سے تہدید مقصود ہوتی ہے حقیقت مقصود نہیں ہوتی۔ اور قرینہ یہ ہے کہ اعلان کی بات حقیقت پر محمول ہوتی تو ان کے شہید ہو جانے کے بعد قصاص کا مطالبہ نہ کرتیں۔

جواب: نیز میں اس کے متعلق یہ فرمایا تھا ان کے متعلق یہ عائشہؓ سے ثابت ہے کہ آپ نے

فرمایا ان امور سے عثمانؓ نے توبہ کر لی تھی۔ (فک النجات شیخ کتاب ج ۱ مطبوعہ نوائے وقت پریس لاہور)

سیدنا علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق شیعی عقائد و خیالات

جلد اہل سنت کے نزدیک سیدنا علیؓ مرتفع قابلِ مداح و احترام اور لائقِ حد تو قریب ہیں آپ

سیدالادب ہیں ابوالسادات ہیں آپ کے معنائی فیوضات کا یہ اثر ہے کہ آج تک سلاسل

مکتبہ کلمات کو اپنے دامن میں بچپائے ہوئے تشنگانِ طریقت و معرفت کو سیراب کر رہے ہیں۔
لیکن ذیل میں اہل تشیع کے معتقدات درج کئے جاتے ہیں۔ جن سے ان کی کتابیں برہنہ ہیں۔

(۱) حضرت علیؑ خدائی روپ میں - (رشیعی نثر)

رسولوں کی ہونی حاجتِ دوائی علیؑ نے نوحؑ کی کی ناخلائ

د کرتا علیؑ مشکل کشائی نہ پاتا پام سے یوسفؑ رہائی

لنگ یونسؑ کی کی دریا کے اندر

کیا یعقوبؑ کو یوسفؑ سے آگاہ دوا ایوبؑ کے غموں کی کی دوا

عطا کی حضرت کو ایساؑ کو راہ ہوید آبِ حیلوں کا کیا چاہ

دیا اور یسؑ کو جنت میں منظر

علیؑ سے لولہ نے کی استعانت علیؑ نے کی حیاں اس کی امانت

جب ابراہیمؑ کی چاہی امانت علیؑ نے کی علیؑ نے کی امانت

رہا ہے شیشہ پیغمبر کا یاد

(تاریخ الامم شیعی کتاب ۵۲)

(۲) حضرت علیؑ علیؑ شعی و قدیم ہیں - (رشیعی ناستہ)

علیؑ کا معجزہ ایک ایک ہے نامور علیؑ کی ذات ہے ہر شے پر قادر

(تاریخ الامم ص ۵۳)

(۳) حضرت علیؑ جی کے برابر ہیں - (رشیعی بڑ)

نبیؑ و علیؑ نہر دو نسبت بہم دو تاؤ کی چوں زبانِ قلم

(۴) سیدنا علیؑ مرفعیؑ نائبِ خدا ہیں - (رشیعی انتر)

چنانچہ جہاں حضرت علیؑ کے اسماء صفاتی شمار کئے ہیں وہاں ایک نام نائبِ خدا بھی

ہے۔ (تاریخ الامم ص ۵۴)

(۵) سیدنا علیؑ تاج الانبیاء ہیں۔ (شیعی تحفیل)

صغاتی اسما میں صاحب تاریخ الاثر نے ص ۵۵ پر ایک نام تاج الانبیاء شمل کیا ہے۔
(تعریض) اہل تشیع حضرات نے بڑھایا تو اتنا بڑھایا کہ خدا بنا دکھلایا اور گھسایا تو اتنا کہ غلک پناہ۔

(۶) حضرت علیؑ مرتضیٰ معاذ اللہ ڈرتے تھے۔ (شیعی عقیدہ)

ان الثقیۃ من دینی و دین آبائی و لا دین لمن لا ثقیۃ (اصول کافی مطبوعہ شریف)
امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں ثقیۃ میرے اور میرے باپ دادا کے ایمان سے ہے اس کا
ایمان ہی نہیں جو ثقیۃ نہیں کرتا۔ اور ظاہر ہے کہ ثقیۃ سے مراد حق ہے۔

(تعریض) اس روایت سے ثابت ہوا کہ اہل تشیع حضرت علیؑ کو نائب خدا مانتے ہیں اور
اوہر ذریعہ تکسیر کرتے ہیں۔

(۷) حضرت علیؑ مرتضیٰ کو بادشاہ کے حکم سے سب و شتم کرنا جائز ہے۔ (شیعی عقیدہ)
أَمَّا السَّبُّ فَسَيَكُونُ - ر مجمع البلاغۃ ج ۱ ص ۱۸۱ مطبوعہ الاستقامہ

(ترجمہ) اگر سب و شتم بچے پر کرنا پڑے تو بچے سب و شتم کر لینا۔

(۸) حضرت علیؑ نے ظالم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (شیعی عقیدت)

ثُمَّ أَخَذَ يَدَ أَبِي بَكْرٍ فَبَايَعَهُ (احتجاج طبرسی ص ۵۳)

اس کے بعد حضرت علیؑ نے ابو بکرؓ کے ہاتھ کو پکڑا اور بیعت کی۔

(۹) حضرت علیؑ نے خدا کے اصل قرآن کو گم کر دیا۔ (شیعی بہتان)

فَقَالَ هِيَ مَاتَ لَيْسَ رَاقِي ذَلِكَ سَيِّئًا - (احتجاج طبرسی ص ۵۳)

پس حضرت علیؑ نے فرمایا اسے شراب اصل قرآن کی طرف راستہ نہیں رہا جب اللہ مہدی
آئے گا تو ظاہر کرے گا۔

(تعریض) فرمائیے جن لوگوں کے عقیدے میں یہ داخل ہو کہ قرآن مجید کو دنیا سے
علیؑ مرتضیٰ نے گم کر دیا ہے۔ تو ان کی نگاہ میں حیدر کرار کا مقام کیا رہا کیا امام اقل اس

لئے دنیا میں تشریف لائے تھے کہ اصل قرآن غائب کر دیں اگر شیعی مذہب میں یہ بات واقعی حق ہے اور یقیناً حق ہے تو پھر مذہب کا خدا حافظ جس مذہب کے ذمہ دار کا یہ حال ہو کہ خدا کا قرآن صحابہ کی مخالفت کی وجہ سے غائب کر دیں۔ خدا جانے وہ امام کیسا ہے اور مذہب کیسا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مکہ کے مشرکین کے انکار کے باوجود بھی قرآن کو کھول کھول کے بیان کیا مگر ان کا تابعدار ایک ایسا امام بھی ہے جو اپنے نبی کے سرائے کو صدیق و عمر کی مخالفت پر مدد کر دیتا ہے۔ بلکہ اصول کافی میں موجود ہے لا تدعہ الی یوم القیۃ ابداً مزید تشریح اہلسنت پاکٹ بک حصار اول میں دیکھ لی جائے۔ نیز شہادت حسین کا ڈھونگ بھی یقیناً بے جا ثابت ہو گا کیونکہ جب اصلی قرآن موجود نہ رہا تو امام حسین کی شہادت کب صداقت پر مبنی رہی کیونکہ شہادت تو تب صحیح رہتی جبکہ جس قرآن کی علمبرداری پر انہوں نے راہِ خدا میں سر دیا ہے وہ صحیح ہو۔ فافہم۔

(۱۰) حضرت علیؑ نبوت کا بوجھ اپنے کندھوں پر نہ اٹھا سکے۔ (شیعی انکشاف)

غزوات حیدری ص ۶۱ میں ہے۔

وقت توڑنے اصنام ہام بیت الام کے ہر گاہ جناب خیر الانام نے حضرت علیؑ سے کہا یا علیؑ آؤ میرے دوش پر چڑھو ان جان بتوں کو گرا دو۔ حضرت علیؑ نے عرض کی ادب اس کا معنی نہیں کہ میں مہر نبوت پر پاؤں رکھوں۔ آپ میرے دوش پر سوار ہوں۔ حضرت نے فرمایا یہ بابر نبوت ہے تم تحمل نہ ہو سکو گے۔

ضمیمہ ترجمہ مقبول ص ۲۹ مطبوعہ بک ڈپو کرشن نگر لاہور سطر ۱۹ میں ہے۔

پس جیسے ہی آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کی پشت پر قدم رکھا تو وہ حضرت خود فرماتے ہیں کہ رسالت کے سبب میں آنحضرتؐ کو نہ اٹھا سکا۔

نوٹ: اس سے مزید تشریح کے ساتھ ص ۲۹ ضمیمہ مقبول میں بھی عبارت موجود ہے۔

(۱۱) حضرت علیؑ کا حلیہ (شیعی توضیح)

جب آنحضرتؐ کو یہ منظور ہوا کہ اپنی نور نظر لاکھ جناب امیر المؤمنین کے ساتھ کر دیں

تو جناب سیدہ کو بطور راز آنحضرتؐ نے اپنے ارادہ سے اطلاع دی یہ سن کر جناب حضورؐ نے گردن جھکالی اور عرض کی بابا آپ کی رائے مقدم ہے آپ کو اختیار ہے مگر میں نے زمان قریش کی زبانی سنا ہے کہ علی بن ابی طالب کا بیٹ بڑا ہے ہاتھ لیے لیے ہیں پنڈلیاں موٹیاں ہیں سر کے گلے حصہ پر بال نہیں ہیں آنکھیں بڑی بڑی ہیں لہذا کاندھ اتنا سوتے جیسے لونگ کا کاندھا ۱۲ ناظرین سے خود کریں کہ کیا بہت خوشی رکھنے والے لوگ بھی ایسی باتیں اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کیا اس میں سیدنا علی مرتضیٰؑ شیر خدا کی توہین نہیں — کیا اس سے سیدہ کی عصمت پر حریف نہیں آتا۔ پس مذہب معلوم اہل مذہب معلوم۔

حیدر کرار کے گلے میں رسی۔ العیاذ باللہ (شععی تحقیقی)

(۱۲) غزوات مجیدی ترجمہ حیدری۔ بعد اس کے اہل دین نے رسی گردن امیر المؤمنین میں باندھ

کر کینچی اور طرف مسجد کے لیے چلے ۱۲

جب رسیاں گردن امیر المؤمنین میں ڈالی اور باہر دروازے کے لائے ایک سراسر کا تو دستِ عزیٰ میں تھا اور دوسرا دستِ خالد بدیر میں تھا، ۱۲ (غزوات ص ۶۳۹)

حضرات ہو سکتے ہیں کہ آپ کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ مصنف اپنی طرف سے عبارتیں بنا بنا کر شیعوں کی طرف منسوب کر رہا ہے۔ مجھے خطائے وحدہ کی قسم ہے اگر میں اپنی طرف سے کوئی سطر بھی بنا کر غلط طور پر ان کی طرف منسوب کروں تو قیامت کے دن خدا تعالیٰ مجھے سزا دے بنا کر اٹھائے۔

حیرت تو اس امر پر ہے کہ اہل تشیع بظاہر محبت و مؤدّت کے راگ الاپتے ہیں اور درپردہ اہلبیت سے اتنی دشمنی ہے کہ خدا کی پناہ۔

(۱۳) حضرت علیؑ کو ان کی بیوی کا خطاب (شععی تحقیقات) حق البتین مطبوعہ طہران

مانند جنس در دم پر دہنیں شدند و مثل خائنان در خائنه گریندند

و جب جس طرح کچا بچہ رحم میں ہوتا ہے تو اسی طرح پردے میں پھپ کے بیٹھا ہوا ہے

اور خیانتی لوگوں کی طرح گھر میں بیٹھا ہوا ہے۔
ناظرین، خود فرمائیں کہ اہل تشیع حضرات حضرت علیؑ اور سیدہ کے تعلقات کی
کیا ترجمانی کر رہے ہیں۔

اب اس سے زیادہ معتبر کتاب عربی استیلاط طبری ص ۳۷۷ میں یہ عبارت ملاحظہ فرمائیے۔
اشتملت شملة الجنین وقعدت حجرة الظنن۔

(۱۴) تین دفعہ متعہ کرنے سے درجہ حضرت علی المرتضیٰؑ جیسا ملتا ہے
شیعوں کی مذهب نوازی

من تمتعہ درجۃ کدرجۃ الحسین ومن تمتع مرتین درجۃ
کدرجۃ الحسن ومن تمتع ثلاث مراتب درجۃ کدرجۃ علیؑ
ومن تمتع اربع مراتب درجۃ کدرجۃ (قصیر منہاج الصالحین ص ۵۸)
(ترجمہ) جو ایک دفعہ متعہ کرے اس کا درجہ امام حسینؑ کے درجے جتنا ہوگا اور جو
شخص دو دفعہ متعہ کرے اس کا درجہ امام حسنؑ کے درجے جیسا ہے اور جو تین دفعہ متعہ کر
ے اس کا درجہ علی مرتضیٰؑ کے درجے جیسا ہے اور جو شخص چار دفعہ متعہ کرے اس کا درجہ
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے جیسا ہے ۱۲

بحوف طوالت ان حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے ورنہ ہمارے پاس ان کے
معاذہ بھی بیسیوں ایسے حوالہ جات موجود ہیں جن کو پڑھ کر انسان اہل تشیع کے ایمان
اور ان کی محبت کی اندرونی کیفیت پر حیران رہ جاتا ہے۔ اب آپ ہی فرمائیے
کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور۔ اور دکھانے کے اور والی مثال یہاں صادق
آتی ہے یا نہ۔ اب فریل میں ان کی کتابوں سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ جن کو یہ
لوگ سب دشتم کرتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰؑ کے تعلقات ان کے ساتھ کیسے تھے۔
حقیقت میں یہ اس اعتراض کا جواب ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب صحابہ کرام کو

حضرت علیؓ دشمن سمجھتے تھے تو ہم کیوں دوست سمجھیں ۱۲

باقی صحابہ کرامؓ اور علیؓ مرتضیٰ کے درمیان تعلقات

(۱) مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (قرآن)
(ترجمہ) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جوئے ہیں اور جو لوگ حضورؐ کے ساتھ ہیں وہ
کافروں پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں بڑے رحیم ہیں۔

(۲) ثُمَّ اخَذَ يَدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَبَايَعَهُ
(ترجمہ) پھر حضرت علیؓ نے ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑا آپس بیعت کی۔

صحابہ کرامؓ بے مثال تھے

تَعَذَّرَ أَيْتُ اصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا ارْتَضَى أَحَدٌ مِنْكُمْ
بِشِبْهِهِمْ - (ترجمہ) بلاغت جلد اول ص ۱۹۱
حضرت علیؓ فرماتے ہیں بیشک میں نے حضور علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ کو دیکھا ہے
میں تم میں سے کسی کو بھی ان کے مشابہ نہیں پاتا۔

(۳) حضرت علیؓ مرتضیٰ نے صدیق اکبرؓ کے پیچھے نماز ادا کی

ثُمَّ قَامَ وَلِيَتْهُمَا الصَّلَاةُ وَخَضَعَ الْمَسْجِدَ وَصَلَّى خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ -

(اعتجاج طبرسی ص ۵۵ مرقۃ العقول ج ۱ ص ۳۸۵)

(ترجمہ) حضرت علیؓ اٹھے نماز کے لئے تیار ہوئے مسجد میں حاضر ہوئے اور
ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔

تفسیر قمی ص ۱۵۰ ، جلاء العیون ص ۱۵۰ ، غزوات حیدری ص ۶۲

حضرت علیؑ نے اپنے بھائی جعفرؑ کی شہادت کے بعد ان کی بیوہ حضرت
اسمار بنت عیسٰیؑ کو حضرت ابو بکرؓ سے نکاح کی اجازت دے دی تھی۔ حضرت ابو بکرؓ
کی وفات کے بعد ان کو اپنے جہاد عقد میں لے لیا تھا۔

لَا تَكُنْ عَلِيًّا تَزِدُّهُ أَهْلًا أُمَّ بَيْتِ عَمِيٍّ بَعْدَ وَفَاتِ الْبَيْتِ يُقِي
(فدک النجات جلد دوم ص ۱۳)

(ترجمہ) حضرت علیؑ نے محمد بن ابی بکرؓ کی والدہ اسماء کے ساتھ صدیقؐ کی
وفات کے بعد نکاح کیا۔

(۵) حضرت علیؑ نے فاروق اعظمؓ کو مسلمانوں کے لئے جلئے پناہ کہا

كَأَنَّكَ الْإِسْلَامُ عَلَى كُنُفٍ يَدُ الْفُلْكِ وَمَثَابَةُ السُّلَيْمِ (نجم البلاغة ج ۲ ص ۲۵۰)
(ترجمہ) اور اگر شکست ہو گئی اسے عمرؓ آپ لوگوں کے لئے ملجا ہوں گے اور
مسلمانوں کے لئے جلئے رجوع ہوں گے۔

(۶) حضرت علیؑ کے نزدیک فاروقی لشکر خدائی فوج ہے،

فَجُنْدُ اللَّهِ أَعَدَّةٌ وَأَمَدَةٌ (نجم البلاغة ج ۲ ص ۳۹)

(ترجمہ) اور عمرؓ کا لشکر اس خدا کا لشکر ہے جس کو اس نے خود بخود تیار کیا ہے اور پیدا دیا ہے۔

(۷) حضرت عمرؓ کی مفتوحہ بی بی شہر بانو سے حضرت حسینؑ کا عقد کیا

حدیث اول باب ملام علی بن الحسین و امر شہر بانو بنت یزدجرد الخ (امول کافی بحاشیہ مرتۃ العقول ص ۳۹۵)

(۸) حضرت علیؑ کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ حضرت عمرؓ کے عقد میں آئی
مکمل بحث نکاح ام کلثومؓ کا مطالعہ کریں جو کہ اس الہنت پکٹ بک ج ۲ کی پہلی بحث ہے۔

حضرت عثمانؓ کا داماد ہونا تسلیم کیا

(۹)

وَقَدْ فَلَيْتَ مِنْ صَاحِبِ مَلِكٍ يَتَّالَا - (نہج البلاغہ ص ۲۸۴) بے شک اے عثمانؓ آپ کو
 حضور علیہ السلام کی دامادی کا وہ شرف حاصل ہے جو شیخین میں سے کسی کو نہیں ہے۔

(۱۰) حضرت علیؓ نے حسنینؓ کو حضرت عثمانؓ پر پہرہ داری کیلئے بھیجا

فَأَمَرَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ أَنْ يَذَّابَا النَّكَسَ عَنْهُ - (نہج البلاغہ ج ۱ ص ۷۷)
 پس حضرت علیؓ نے حسنینؓ کو حکم کیا کہ جا کر حضرت عثمانؓ سے مخالفین کو دفع کریں۔

(۱۱) حضرت علیؓ نے اپنے بچوں کے نام خلفاء ثلاثہ والے رکھے

حضرت علیؓ کے چھٹے بیٹے کا نام ابو بکر ہے اور آٹھویں کا نام عثمانؓ اور نویں کا نام عمرؓ ہے (تاریخ الامم ص ۷۷)

حضرت حسنؓ کے بیٹوں کے نام

(۱۲)

حضرت حسنؓ کے چھٹے بیٹے کا نام ابو بکر اور ساتویں کا نام عمرؓ ہے (تاریخ الامم ص ۷۷)

حضرت حسینؓ کے بیٹوں کے نام

(۱۳)

حضرت حسینؓ کے آٹھویں بیٹے کا نام ابو بکر اور دسویں کا نام عمرؓ ہے (تاریخ الامم ص ۷۷)

حضرت زین العابدینؓ کے بیٹوں کے نام

(۱۴)

حضرت زین العابدینؓ کے آٹھویں بیٹے کا نام عمرؓ ہے (تاریخ الامم ص ۷۷)

حضرت موسیٰ کاظمؓ کے بیٹوں کے نام

(۱۵)

حضرت موسیٰ کاظمؓ کے اٹھائیسویں بیٹے کا نام عمرؓ ہے (تاریخ الامم ص ۷۷)

بحث متعلق شہادت حضرت عثمانؓ

بعض لوگ چونکہ اس سلسلے میں معاذ اللہ حضرت علیؓ کے دامن کو اعدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قتل عثمانؓ کے سلسلے میں بعض وجوہ عمومی ہیں اور بعض خصوصی (عمومی وجوہ) مسئلہ کو

۱۔ سیدنا عثمانؓ نے تاج خلافت اپنے سر مبارک پر رکھا مسئلہ تک آپ کا دور خلافت نہایت امن و سکون سے گزرا مسئلہ کے بعد انقلاب کے آثار نمودار ہونے لگے اس کی پہلی وجہ آپ کی فطری نرمی ہے جس کی وجہ سے عمال نے اپنی من مانی کاروائیاں کرنی شروع کر دیں۔ جس کا رد عمل آپ وقتاً فوقتاً کرتے رہے۔ مگر مخالفین کے لئے تو ایک شبہ کامل جانا بھی کافی تھا۔

۲۔ بنی ہاشم خلافت کو اپنا موروثی حق سمجھتے تھے حالانکہ وہ غلطی پر تھے کیونکہ حضور اکرمؐ نے الائمۃ من قریش فرمایا تھا من بنی ہاشم نہیں فرمایا تھا۔

(خصوصی وجہ) عبداللہ بن سبا یہودی کی خفیہ سازشیں

عبداللہ بن سبا یہودی اپنی پرانی یہودیہ روش کے پیش نظر منافقانہ طور پر مسلمان ہو چکا تھا۔ فطرتاً سازشی طبیعت کا واقع ہوا تھا۔

(پہلی سازش) بنو ہاشم کو بنو امیہ کے خلاف ابھارتا شروع کیا۔

(دوسری سازش) بنی ہاشم کے تفوق کا پردہ بیکٹھ کر کہے بیک کو ہمنوا بنالیا۔

(تیسری سازش) سادہ لوح مسلمانوں کے لئے کہنا شروع کر دیا کہ ہر نبی کے لئے

ایک دھی ہوتا ہے (حالانکہ یہ قاعدہ مخصوص نہیں ہے)

۳۔ حضرت علیؓ قرب نسب کی وجہ سے افضل ہیں حالانکہ نسب کے تحت کو اسلام نے توڑ کر پاش پاش کر دیا ہے۔

۴۔ حضرت علیؓ سے خلافت غصب کر لی گئی حالانکہ اگر مخصوص خلافت کو یہ قابو نہیں کر سکتے تھے تو بموجب عقیدہ شیعہ حضرت علیؓ کا کشتہ کب رہتے ہیں (ملاحظہ ہو رد المحتار)

۵۔ وعدہ تو خدا نے حضرت علیؓ کی خلافت کا کیا اور بے گئے خلفاء ثلاثہ (حالانکہ یہ خبر نہیں کہ خدا وعدے کے خلاف کہی نہیں کرتا) ملاحظہ ہو معرکہ الارباء مناظرہ۔

۶۔ خلفاء ثلاثہ ایمان سے خالی ہیں (حالانکہ ان کی ایمانی کیفیت پر قرآن و حدیث میں کافی سے زیادہ شہادتیں موجود ہیں) ملاحظہ ہو اہلسنت پاکٹ بک حصہ ۱۔

۷۔ امامت ائمہ اثنا عشر عقیدے میں داخل ہے (حالانکہ قرآن میں نہ تو ائمہ کی امامت کا ذکر ہے اور نہ بارہ کا اور نہ ان کے نام ہیں)۔

۸۔ موجود قرآن مجید کو اصحاب ثلاثہ نے جمع کیا جب جمع کرنے والے متقدم علیہ نہیں ہیں تو مجموعے پر کیا اعتبار (حالانکہ خدا تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے) ملاحظہ ہو اہلسنت پاکٹ بک حصہ ۱۔

۹۔ عمرؓ نے متعہ جیسی افضل ترین عبادت کو منع کر دیا حالانکہ اس سے تو درجہ ائمہ کاملہ ہے (حالانکہ یہ خبر نہیں کہ اس میں ائمہ اور نبی اکرمؐ کی زبردست توہین ہے)۔

۱۰۔ چونکہ خلفاء ظالم بن گئے تھے اس لئے ائمہ نے تقیہ میں زندگی بسر کر دی (خدا جانے اگر یہی کے دور میں بھی جینے اعلان کثرت نہ کر سکتے تو امامت نے دنیا کو کیا فائدہ دیا)۔

۱۱۔ ہرگز وہ قیامت کے دن اماموں کے پیچھے اٹھے گا۔ اور جنت کی ٹکٹیں حضرت علیؓ سے پائیں گے (خدا جانے رسول اکرمؐ اس دن کہاں ہوں گے جب کہ سب کچھ حضرت علیؓ کے ہاتھ میں ہو گا) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو جلاء الافہام حصہ ۱۔

۱۲۔ حضرت علیؓ معصوم ہیں لہذا غیر معصومین کا کوئی حق نہیں کہ وہ خلافت کر سکیں (حالانکہ

عصمت انبیاء علیہم السلام پر بند ہے ہمیں کیا ضرورت کہ ہم خواہ مخواہ کسی کائنات ظاہر کریں ورنہ شیعہ کتابوں میں خلافت عصمت بہت سے دلائل موجود ہیں جو کہ بوقت مناظرہ پیش کئے جاسکتے ہیں۔

۱۳۔ پانچ تن پاک ہیں (حلالہ حضور علیہ السلام کی تمام بیویاں پاک ہیں جیسے صحابہ کرام جتنا حضور اکرمؐ نے تذکیر کیا وہ پاک ہیں۔ ان حالات میں خدا تعالیٰ سے نازل شدہ پاکی کو پانچ تنوں پر بند رکھنا کیا خلاف حقیقت نہیں۔

۱۴۔ علی مرتضیٰؑ کے دو لڑکوں کے علاوہ باقی ساری اولاد کے پہلے پہلے بیٹوں کے علاوہ کوئی بھی امام نہیں۔

روکھئے کہ یہ کس قدر ناانصافی ہے کہ پہلے بیٹوں کو امام سمجھا جائے اور جو ان کے علاوہ ہوں ان کو کذاب سمجھا جائے۔ تاریخ الاثر ص ۲۱

بہر حال ان عقائد کے علاوہ بھی لوگوں کو طرح طرح کے مغالطوں میں مبتلا کرتا رہتا جو کہ آجکل اہل تشیع کی زبانوں سے سُننے جاتے ہیں۔

۱۵۔ چوتھی سازش (عبد اللہ بن سبا بیٹھے بیٹھے یہ کہنے لگے کہ یہاں یہودیوں کا مذہب میں نے اسلام کو اچھا سمجھ کر چھوڑا ہے اسلام بڑا اچھا مذہب ہے، رسول کریمؐ تمام نبیوں سے افضل ہیں۔ پھر کہنے لگا حضورؐ کی اہلبیت سبحان اللہ آہ قربان جانوں ان پر صحابہؓ بھی برحق ہیں مگر اہلبیت کا شانِ نزاع ہے۔ پھر انھوں نے سنا سوسہا کر ٹھنڈا سانس نکال کر کہتا خلافت تو اہلبیت کا ہی حق ہے۔ پھر اللہ صلی علی محمد وآل محمد کا ورد کرنے لگے جاتا۔ پھر تمکین چہرہ بنا کر افسوس ہے ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ نے بڑا ظلم کیا اہلبیت کا حق تلف کر لیا۔ غصہ کر لیا۔ پھر کہتا ہم ان کے ذاتی طور پر دشمن نہیں ہیں۔ اگر فدکؓ سیدہ کورے دیتا تو کیا ہی اچھا ہوتا اور اس بات پر زار و زار رو سنے لگ جاتا پھر آہ و بکا کی حالت میں لعنت اللہ علی اعدائہم پکارنے لگ جاتا اس طرح سے اس نے

اپنی ایک پارٹی سیدنا عثمانؓ کے خلاف بنالی۔

پانچویں سازش۔ عبداللہ بن سباؓ نے اپنے ہوا خواہوں اور تحریروں کے ذریعے بڑا کجیر اچھالا مقصود اس کا یہ تھا کہ شرافت کا شیرازہ بکھر جائے۔

چھٹی سازش۔ عراق و مصر میں پہنچ کر خفیہ جماعتیں بنائیں پھر وہاں سے جب اسے عبداللہ بن عامر والی بصرہ نے نکالا تو کوفہ پہنچا پھر مصر کو دھاملا قائمہ بنایا۔ عراق بھی فتنہ کا مرکز بن گیا۔

کوفہ میں مخالفین عثمانؓ کے نام

اشتر نخعیؓ، جندب بن کعبؓ، ابن ذی الحکمہؓ، صعصعہؓ، ابن الکواثرؓ، کبیلؓ، عمر بن صابیؓ یہ ہمیشہ حضرت عثمانؓ کے خلاف زہر اگلتے رہتے تھے۔

ساتویں سازش۔ جب محمد بن ابی بکرؓ کو والی مصر بنا کر حضرت عثمانؓ نے بھیجا تو عبداللہ بن سباؓ نے کسی طریقے سے خط لکھوا کر سیدنا عثمانؓ کی عمر لگا کر ناقہ سوار انسان کو دے کر اسی راستے سے بھجوا دیا کہ محمد بن ابی بکرؓ تمہارے پاس آ رہا ہے اسے قتل کر دو۔ جب وہ راستے میں پکڑا گیا تو قتل محمدؓ کے متعلق خط لکھا محمد بن ابی بکرؓ نے بغیر کسی تحقیق کے اعلان بناوت کر دیا۔

ان کے علاوہ اور سازشیں بھی ہیں جن کا نتیجہ قتل عثمانؓ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ مگر حضرت علیؓ برابر مفید مشورے دیتے رہے پس حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ اگر مخالفین میں سے ہوتے تو آپ مفید مشورے نہ دیتے اپنے بچوں کو حفاظت پر مامور نہ کرتے۔

تحقیقاتی کمیشن

عبداللہ بن سباؓ کی اس انقلابی سازش نے جب خلافت کے خلاف محاذ قائم

کرایا تو سادہ لوح مسلمانوں کے دلوں میں بھی سیدنا عثمانؓ کے متعلق کچھ نہ کچھ شبہات پیدا ہونے لگے۔ آپ نے کوفہ بصرہ مصر اور شام کی تحقیقات کے لئے حبیب ذیل حضرات پر مشتمل وفد مقرر فرمایا۔

محمد بن مسلمہ، عمار بن یاسر، عبد اللہ بن عمر، اسامہ بن زید۔

حضرت عمارؓ چونکہ پروپیگنڈے سے کچھ متاثر تھے ان کے علاوہ باقی حضرات نے بڑے اچھے حالات دیئے۔ اس کے علاوہ ہر سال حج کے موقع پر اپنے عمال سے محاسبہ کا اعلان بھی فرمایا اور بفضلہ تعالیٰ ایسا کیا۔ مدینہ میں اگر سیدنا علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ سے بھی مشوئے لئے وہ اس لئے کہ باغیوں کی جماعتیں تین پارٹیوں میں مشتمل تھیں سب کے سب سیدنا عثمانؓ کے معزول ہونے پر تو متفق تھے لیکن ان کے بعد انتخاب خلافت میں متفق نہ تھے کیونکہ کوئی حضرت زبیرؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے اور مصری حضرت علیؓ کو اور بصری حضرت طلحہؓ کو مگر سیدنا عثمانؓ یہ تینوں بزرگ ان کی سازش کے خلاف تھے جب ان کو علم ہوا کہ یہ مدینہ پر حملہ کرتے والے ہیں تو ڈانٹ کر واپس کر دیا۔

جمعہ کے دن سیدنا عثمانؓ پر باغیوں کا حملہ

جمعہ کے دن سیدنا عثمانؓ جمعہ کی نماز کے لئے گئے تو باغیوں نے پتھر مار مار کر لوگوں کو مسجد سے نکال دیا۔ سیدنا عثمانؓ پر باغیوں نے اتنے پتھر برسائے کہ آپ خطبہ دیتے ہوئے منبر سے گر پڑے۔ سیدنا ابن ابی وقاصؓ زبیر بن ثابتؓ ابو ہریرہؓ سیدنا حسینؓ حفاظت کے لئے گئے مگر آپ نے واپس کر دیا۔ لوگ اٹھا کر آپ کو گھر لائے۔

سیدنا عثمانؓ کا حضرت علیؓ کو بلانا

آپ نے ان کو بلا کر فرمایا آپ جو بہترین طریقہ فرمائیں میں اختیار کروں حضرت علیؓ

نے فرمایا آپ اپنا آئندہ کا طرز عمل واضح طور پر لوگوں کے سامنے بیان فرما دیجئے پس آپ نے ایسا بیان دیا کہ لوگ روپڑے مصریوں کا حملہ دوبارہ رونما ہوا خطا کار راستے میں پکڑ لیتا اس کی وجہ مزاحمت تھا، ہر چند سمجھایا گیا مگر ناکام آخر انہوں نے مکان کا محاصرہ کر لیا صحابہؓ نے عرض کی یا عثمانؓ آپ ہمیں جانیں قربان کرنے کا حکم دے دیجئے آپ نے فرمایا عثمانؓ کی جان تو قربان ہو سکتی ہے لیکن عثمانؓ مدینہ میں خون یہاں کی اجازت نہیں دے سکتا بالآخر محاصرہ میں اس شخص پر پانی بند کر دیا جس نے زمانہ رسالت میں کنواں لے کر دنیا کے سالوں کو سیراب کیا تھا حضرت علیؓ فرماتے کہ باغیوں کو بکھار دے تھے مگر بے حیاء مانتے تھے آپ نے وہاں کھڑے ہو کر تقریریں فرمائیں مگر بے اثر ثابت ہوئیں۔

محاصرہ کے وقت سیدنا عثمانؓ کی سخاوتیں

آپؓ نے پیشین گوئی کے طور پر فرمایا کہ میری شہادت مختصر بہت دورانی ہے میں اس کے لئے ہر وقت تیار بیٹھا ہوں جمعہ کے روز سے آپؓ نے مسلسل روزہ رکھنا شروع کر دیا، بیس غلام آزاد فرمائے، کلام اللہ کی تلاوت میں ہر وقت مصروف رہنے لگے قصر خلافت کے دروازے پر پہرہ داری کے لئے حسب ذیل حضرات تھے۔

سیدنا حسینؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، محمد بن مسلمؓ

پہرہ دروازے پر زبردست تھا باغی جب ادھر سے نہا سکے تو انہوں نے پھٹک میں آگ لگا دی کچھ لوگ اُدپر چڑھ آئے مگر بوجہ نیست قتل نہ کر سکے بالآخر محمد بن ابی بکرؓ نے اگر آپؓ کی ڈاڑھی مبارک پکڑی، آپؓ نے قرآن پڑھتی ہوئی حالت میں فرمایا جیتھا اگر تیرا آپؓ زندہ ہوتا تو مجھے ایسا نہ کرنے دیتا چنانچہ محمد بن ابی بکرؓ کے ہاں نہامت کے ہاتھ کاٹنے لگے اور روزہ برآمد ہوئے آپؓ ایک شقی ازلی عافیت نے قرآن مجید کو پاؤں سے ٹھکرا دیا کائنات میں بشر نے پیشانی مقدس پر لوسے کی لاٹ ماری جس سے

آپ پیادہ کے بل گر پڑے اور زبان مبارک سے بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰی
 مصطفیٰ کاذی القدر بن مملکت اسلامیہ کا تاج و تاجدار اس مظلومانہ صورت میں نیچے گرے تو
 تو آپ نے رُود کر فرمایا اے اللہ میں نبی رضی اللہ عنہ کی رضا پر راضی ہوں اس کے بعد بے شرم عمرو بن
 الحنفیہ سینے پر چڑھ کر مسلسل وار کرنے لگا، آپ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ خاتونِ جان
 قربان کرنے کے لئے آئی تو دشمن نے ہاتھ پر وار کیا جس سے مخدرہ کی انگلیاں کٹ گئیں
 سو دایہ بن عمر ان نے پیکر شہید کر دیا، آپ کی آخری آواز سے فَسَيَكْفِيكُمْ اللّٰهُ
 وَرَسُولُهُ الْعَلِيمُ۔ سنائی دے رہا تھا، آپ کی شہادت ۸ اذی الحجہ ۳۵ھ کو ہوئی۔ یہ
 ہے کابل سے مراکش تک فرماں روا اسلامی بادشاہ کی شہادت۔ رضی اللہ عنہ۔

اُمہات المؤمنین

بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ کے فضائل!

فضیلت علیٰ

دلیل علیٰ الطَّيِّبَاتِ وَالطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبَاتِ

ترجمہ: گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے اور گندے مرد
 طرز استدلال: گندی عورتوں کے لئے ترجمہ فرمان علی شیعہ ص ۵۶۲

آقائے نامدار کی عزت و شرافت کائنات میں مسلم ہے آپ کی ذات تقویٰ و
 طہارت کی حامل نہیں بلکہ حضرت کی معیت و رفاقت کی یہ تاثیر ہے کہ جو کھوٹا آیا تو کھرا
 بن گیا، جاہل آیا تو عالم بن گیا، ارباب بصیرت اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ ایک ساعت
 کی مجالست نے ہزاروں کو رنگ دیا اور لاکھوں کو کندن بنا دیا، پھر کیا اس سے انکار

ہو سکتا ہے جو بیویاں شب و روز سرور کائنات کی برکت مجلس سے مستفیض و مستبیر ہوتی رہیں وہ خالی رہ گئیں کیا آپ کے تزکیہ و تجلیہ کا ان پر اثر نہ پڑ سکا اسی لئے تو خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر رسول مکرم طیبین سے ہیں تو آپ کی ازواج مطہرات یقیناً طیبات سے ہیں لفظ طیبات کے تقدم اور لفظ طیبین کے تاخر کی علت غائی اس کے بغیر اور کچھ نہیں ہو سکتی۔

اس آیت سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضور علیہ السلام کی ازواج یقیناً پاک ہیں بالخصوص عائشہ صدیقہؓ مجبوبہ محبوبہ خدا ہونے کی بدولت امتیازی تقویٰ و طہارت کی مالک ہے۔

فضیلت ۲

دلیل ۲ اَزْوَاجُہُمْ اَمَّا تِہُمْ (ارباب)

ترجمہ۔ حضورؐ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔

طرز استدلال۔ انسان جسم و روح سے مرکب ہے جسم روح کی حفاظت کے لئے ہے روح نہ ہو تو جسم کو ایک کچھ کے لئے انسان کوئی نہیں کہہ سکتا اس میں شک نہیں آسمان و زمین، شجر و حجر، آگ و پانی شمس و قمر اور یہ مسخر ہوئیں زمین کی ساری پیداوار انسانی جسم کے لئے ہے لیکن جسم بھی ان سے تب فائدہ حاصل کر سکتا ہے جب اس میں روح ہو، روح ہمیشہ پاک اور زندہ رہتی ہے جسم کی حالت یکساں نہیں، جسم کی غذا خانی ہے اور روح کی غذا باقی ہے نہ غذا کو فنا ہے اور نہ ثمرات کو۔

حضور اکرمؐ مسلمانوں کے روحانی باپ ہیں، تفسیر صفاتی ص۳۱ اور سبب ایجادات کائنات میں مذکورہ بالا صفات میں سے حضورؐ کو انضلیت سے موصوف ہونا لازمی ہے پس جس طرح حضورؐ روحانی باپ ہیں اسی طرح آپؐ کی ازواج بھی روحانی مائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے غالباً اس عنوان سے ازواج النبیؐ کو اس لئے مہم کیا ہے کہ ماں سے

سودا دہی کرنے والا کسی سوسائٹی میں بھی مقبول نہیں ہو سکتا پس جب جسمانی ماں کے متعلق خداوندی ارشاد ہے۔

وَلَا تَقُلْ لَّهُمَا آتٍ وَلَا تَنْهَرُهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا

کہ نہ اسے آف کرنا جائز ہے اور نہ جھڑکنا بلکہ نرمی اور شرافت سے بات کرنا لازم ہے تو کیسا بد نصیب ہے وہ شخص جو تمامی روحانی ماؤں کی سرور عائشہ صدیقہ کے حق میں ناشائستہ اور نازیبا کلمات استعمال کرے۔

فضیلت ۳

دلیل ۳: وفی الکافی عن الباقر فی حدیث ازواج رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم مثل اہمات (تفسیر صافی ص ۳۶۱ مطبوعہ نجف اشرف)

اصول کافی میں حضرت باقرؑ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کی ہر عورت و عظمت کے سلسلے میں والدہ کی مثل ہیں۔

طرز استدلال۔ یاد دہ جو سر پر چڑھ کے بولے سیدنا باقرؑ کا کلام ہمارے مسلک کے عین مطابق ہے اہل تشیع اس سے قطعاً انکار نہیں کر سکتے۔

مولف تفسیر صافی اور مولوی قمی کی غلط بیانی

اہل تشیع کے ہر دو متعصب مفسرین نے اہمات المؤمنین کے خلاف قیاس آرائیوں میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

جہاں بھی ازواج نبیؑ کی فضیلت مترشح ہو رہی ہو فوراً ایسی بے ٹوہنگی تاویل کر دیتے ہیں کہ جس کا اصلی مطلب سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ ذیل میں ان دونوں کی تفسیروں کے قابل اعتراض جملے نقل کر کے ان کی حقیقت سے تعارض بیان کرتے ہیں تاکہ باقی مقامات میں بھی حق و باطل کے درمیان امتیاز کیا جاسکے۔

(غلطی ۱) مؤلف تفسیر صافی نے سب سے پہلے غلط تفسیر یہ کی ہے کہ طلاق
اتھا تھم فی استحقاق التعظیم ماد من علی طاعة الله صلا (یعنی از ولج النبی اس وقت
تک قلیل ترقیر و تکریم ہیں جب تک وہ طاعت کی طاعت پر رہیں۔

مؤلف کا منشا یہ ہے کہ عائشہ صدیقہ اس قاعدے سے خارج ہے حالانکہ
مؤلف کو اتنا خبر نہیں کہ اس سے قرآن مجید کی معنوی تخریق ہوتی بلکہ مقدس کے اصلی
مفہوم پر زیادتی لازم آتی ہے جو کسی طرح بھی قابل قبول نہیں نیز دلیل غلط میں ہم نے
سیدنا باقرؑ کی عبارت بیان کر کے واضح کر دیا ہے کہ آیت سے وہی معنی مراد ہے جسے
اہلسنت ترجیح دیتے ہیں پس مؤلف صافی کی تفسیر بے اصل اور بے معنی ہے۔

(غلطی ۲) مؤلف مذکور نے دوسری غلطی یہ کی ہے کہ اس آیت کے تحت میں
ایک بناوٹی حدیث حضور اکرمؐ کی طرف منسوب کی ہے جو کہ نہ روایتاً درست ہے اور
دورایتاً تو اس لئے کہ اصل حدیث کی کسی معتبر کتاب میں یہ حدیث مروی نہیں اور اہل تشیع کی
کتاب میں ہمارے نزدیک قابل اعتبار نہیں اور روایتاً اس لئے کہ روایت میں حضورؐ کی طرف
سے علی مرتضیٰ کو یہ ارشاد ہے کہ جب میری عورتیں شرع کے خلاف کریں تو انہیں طلاق
دے دینا گویا حضورؐ نے حضرت علیؑ کو طلاق الانزالج کی تفویض کی اور وفات پا گئے تو
ظاہر ہے کہ حضورؐ کی زندگی میں سیدنا علیؑ سے طلاق وارد نہیں اور آپؐ کی وفات کے بعد
طلاق کا کچھ اعتبار نہیں جبکہ شریعت میں ان امور کا تعلق ظاہری زندگی سے ہے۔

(اولیل ۱) اِنَّ اللهَ تَعَالٰی مِّنْ اَسْمَاءٍ عَظَمَ شَانَ نِسَائِهِنَّ نَحْصَهُنَّ
لِيَسْرِفَ الْاَقْبَابُ (تفسیر صافی ص ۳۷۱)

ترجمہ: بلاشبہ خدا تعالیٰ نے حضور اکرمؐ کی بیویوں کا درجہ بلند کیا ہے یہی توجہ
ہے کہ ان کو ام المؤمنین کے شرف سے مشرف فرمایا۔
(نوٹ) اس سے آگے مفسر مذکور نے جو کچھ غلط بیانی سے کام لیا ہے اس کی پوری

تردید مذکورہ بالا مضمون میں دیکھ لی جائے۔

فضیلت ع

إِنَّ الَّذِينَ يَذُمُّونَ الْمُحْسِنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعُنُوا فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

آیت کی تفسیر مؤلف صافی کی قلم سے

الغافلات متناذرات من بہ المؤمنات بالله ورسوله لعنوا فی الدنیا والآخرۃ
عما طعنوا فیہن ولہم عذاب عظیم لعظم ذنوبہم۔

ترجمہ :- بلاشبہ جو لوگ پاک دامن برائیوں سے غافل اور ایمان دار عورتوں پر
عیب لگاتے ہیں ان پر دنیا میں بھی لعنت کی گئی ہے اور آخرت میں بھی اور ان کے لئے
بڑا عذاب ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۱۷ مطبوعہ کرشن نگر لاہور)

طرز استدلال :- بعض مخالفین سے قطع نظر اہل سنت اور اہل تشیع مفسرین
کا اتفاق ہے کہ یہ اور اس قسم کی دوسری آیتیں عائشہ صدیقہ کی برائت کے سلسلہ میں نازل
ہوئی ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی ظاہر ہو کر ماثلاً اللہ سیدہ صدیقہ کا مقام خدا تعالیٰ کے
نزدیک بہت بلند ہے حتیٰ کہ قرآن میں ان کے مخالفین کو ملعون و معذب قرار دیا گیا ہے۔

مفسر صافی اور مفسر قمی کی منتصبانہ روش

مولوی مقبول بے چارے کا تو کچھ نہ پوچھو وہ تو بالکل خوش چین ہے ویسے بھی سب کے
سب نے اس روایت کو لیا ہے اور بڑے فخر سے لیا ہے لکھتے ہیں کہ آیت میں جن تہمت
لگانے والوں کا ذکر ہے اس سے مراد سیدہ عائشہؓ ہے اور جس تہمت لگائی گئی اس سے
مراد ماریہ قبطیہؓ ہے اور تہمت ابن رسول حضرت ابراہیمؑ کے متعلق تھی حالانکہ یہ مطلب

نہایت کے موافق ہے اور نہ ہماری کسی معتبر کتاب میں مذکور ہے اس کے علاوہ قرآن مجید کی دوسری آیت کے بھی مخالف ہے چنانچہ اسی سورت کے ابتدائی میں پروردگار عالم ارشاد فرماتے ہیں :-

اِنَّ الَّذِیْنَ هَآؤُ بِالْاٰفَکِ عَصَبَةٌ مِّنْکُمْ ۚ جَسَدِیْنَ

فِیْہِیْنَ

(۱) ترجمہ مصنف تفسیر صافی عَصَبَةٌ مِّنْکُمْ جَمَاعَةٌ ۳۱۴

(۲) ترجمہ مقبول بے شک جن لوگوں نے تہمت لگائی وہ تم ہی میں سے ایک گروہ ہے ۵۵۹

(۳) ترجمہ فرمان علی حائل :- بے شک جن لوگوں نے جھوٹی تہمت لگائی وہ تمہیں

میں سے ایک گروہ ہے - ۵۵۹

(۴) تفسیر نہج الصادقین تحقیق کاکھ اور دند دروغ بزرگ را در شان عائشہ گرجی

انداز شمار ۲۴۱ ج ۴ جز ۱۸

ترجمہ :- بے شک جن لوگوں نے بہت بڑا جھوٹ عائشہ صدیقہ کے حق میں استعمال کیا ہے تم میں سے ایک گروہ ہے۔

نتیجہ بحث

مذکورہ بالا تفسیروں سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ جو لوگ ان تہمت لگانے

والوں کا مصداق حضرت عائشہ صدیقہ کو بتاتے ہیں وہ سراسر غلطی پر ہیں۔

اگر موجودہ اہل تشیع کے علماء ہیں تہمت و جرات ہے تو وہ مذکورہ آیت اور تفسیری

حوالہ جات کے جوابات بیان کریں۔

فضیلت ع

دلیل ع۔ اَوَّلُهَاكَ مُتَدُونَ وَيَتَأَيَّقُونَ لَهَا مَغْفِرَةً وَرِثَةً (سورہ نور)

(ترجمہ) لوگ جو کچھ ان کی نسبت بکا کرتے ہیں اس سے یہ لوگ بری اللہ میں۔ ان پاک لوگوں کے لئے (آخرت میں) بخشش ہے اور عزت کی رودی ہے۔

(ترجمہ فرمان علی شیعہ ص ۵۲)

(طرز استدلال) خدا کے قدوس نے عائشہ صدیقہ کو اس آیت میں مبرا بیان فرما کر ان کی مغفرت اور بلند مرتبت پر ثمر تصدیق ثبت فرمائی ہے۔

مفسر صافی کی زبردست جہالت

تفسیر صافی ص ۲۱۵ کے تحت میں لکھتے ہیں کہ خلیث اور خلیثوں سے مراد حضرت معاویہ اور اس کے اصحاب ہیں اور طیبین و طیبین سے مراد سیدنا علی اور اس کے اصحاب ہیں حالانکہ بوقت نزول نہ ان کی آپس میں حقیقت تھی اور نہ نزاع تھا۔ ناظرین فرمائیں کہ کیا یہ سراسر جہالت کا مظاہرہ نہیں۔

دلیل ع۔ و بعد ازین آیات بیان طہارت ذیل عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت دانا کہ جمعہ از منافقان مراد۔ (تفسیر منہاج الصادقین ص ۵۵۹ ج ۶)
(ترجمہ) ان آیات کے بعد خدا تعالیٰ نے داس عائشہ کو تہمت اور منافقین کی جماعت کے بہتان سے پاک ثابت کیا ہے۔

(طرز استدلال) ملا فتح اللہ کاشانی شیعہ مفسر نے اپنی قلم سے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ اگلی آیتوں میں عائشہ صدیقہ کی طہارت کو بیان کیا گیا ہے کہ اس میں ایک تو ائمہ المؤمنین کی رفعت ثابت ہوئی دوسری یہ کہ مولوی قسمی اور مفسر صافی کی بھی تردید ہو گئی کیوں کہ ان کے نزدیک ان آیات کے شان نزول کا حضرت عائشہ سے ذرہ بھر بھی تعلق نہیں ہے۔

(دلیل ۷) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از اجہات المؤمنین و اکابر صحابہ تفتیش
 ایں معنی نمودند ہمہ بطہارت ذیل میں گواہی داند۔ تفسیر منہاج الصادقین ج ۲ ص ۲۸۱ (سورۃ النور)
 ترجمہ۔ پس حضور علیہ السلام نے تمام اپنی بیویوں سے اور بڑے بڑے صحابہ کرام سے
 میرے متعلق تفتیش فرمائی تو سب نے میرے دامن کی صفائی پیش فرمائی۔
 (طرز استدلال) ملا فتح اللہ کشانی کی اس عبارت نے واضح کر دیا کہ سیدہ عائشہ
 صدیقہ کی حققت و عظمت اور تقویٰ و طہارت تمام صحابہ و صحابیات کے نزدیک متفق
 اور مجمع علیہ تھیں اگر اس زمانہ میں اس کے خلاف کسی کی زبان طعن و راز نہ ہوگی تو اس
 کسی کا کیا اعتبار۔

دلیل ۹۔ ایشری یا عائشہ فقد بترک اللہ (ج ۲ ص ۲۸۱)

ترجمہ۔ بشارت بادتر اسے عائشہ کہ حق تعالیٰ تیرے لیے فرمود۔ (منہاج الصادقین ج ۲ ص ۲۸۱)
 ترجمہ۔ تجھے مبارک ہو اے عائشہ خدا تعالیٰ نے بذات خود تیرے لیے اُمت فرمادی ہے۔
 (طرز استدلال) تمام اجہات المؤمنات کی قدر و منزلت ہمارے نزدیک مسلم ہے مگر
 عائشہ صدیقہ کو تبریک و تہنیت کے مخالف پروردگار عالم کی طرف سے موصول ہو چکی ہے
 دلیل غلط لولا اذ سمعتموه ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسهم خیر او
 قالوا هذا افک صبیح ۱

ترجمہ۔ ایسا کیوں نہ ہوا جبکہ تم نے یہ بات سن لی تھی تو ایمان والوں نے اپنے ہم مسلک
 لوگوں کے متعلق بھلائی کا گمان کیوں نہ کیا اور یونہی کہہ دیتے کہ یہ کھلا بہتان ہے، ۱۲۔
 (طرز استدلال) گویا خدا تعالیٰ کو عائشہ صدیقہ کے خلاف یہ الفاظ سننے پسند
 آئے اس سے لولا کے ساتھ آیت کو شروع فرمایا تحریریں و تشوین دی کہ یونہی کہہ دیا
 جائے کہ یہ بہتان ہے اور یہ یقیناً غیر توقع کے مطابق ہے۔

دلیل ۱۰۔ حاصل معنی آنکہ بایستی کہ مومنان بعد از استماع ایں دروغ گمان بردہ دی

بعائشہ (تفسیر منہاج الصادقین ج ۴ ص ۲۶۲)

ترجمہ :- حاصل معنی یہ کہ مومنوں کو لائق تھا کہ اس جھوٹ کو سن لینے کے بعد عائشہ صدیقہ کے حق میں نیک گمان کرتے۔ ۱۲

(طرز استدلال) مطلب واضح ہے عیاں را چہ بیاں۔

دلیل ۲ ولھا بعد حرمتھا الا وثی۔

(منہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۳۰ مطبوعہ الاستقار مصری)

ترجمہ :- اور عائشہ صدیقہ کے لئے ابھی تک پہلی عزت ہے۔ سلسیل فصاحت ص ۴۴۸

مطبوعہ نظامی پریس لکھنؤ

طرز استدلال :- فوج صدیقہ اور فوج حیدر کرار کے درمیان جنگ ہوئی تو اس کا نام جنگ جمل مشہور ہوا حقیقت میں یہ منافقین کی ایک چال تھی جس سے جہاں کو مفاظ نگاہ عبارت مذکورہ بالا میں حضرت علی کا ارشاد ہے کہ اگرچہ میرے اور صدیقہ کے مابین جنگ ہوئی لیکن اس سے ان کی عزت و توقیر میرے دل سے زائل نہیں ہوئی بلکہ ان کی ویسی عزت میری نگاہوں میں باقی ہے جیسا کہ آگے نامہ کے زمانہ میں تھی۔

مترجم منہج البلاغہ مؤلف سلسیل فصاحت کی جہالت اور سفید چھوٹ

صفحہ ۴۷۸ میں ظفر مہدی تقویٰ نصیر آبادی مذکورہ بالا عبارت کا معنی یوں کرتے ہیں۔

اُس کے لئے اب تک پہلی حرکت ہے۔ ۱۲

میں دنیا کے شیعیت کو چیلنج کرتا ہوں اگر ان میں بہت ہے تو حرمت کا معنی نفی کی کسی معتبر کتاب سے حرکت ثابت کریں۔

ظہور صدق کہاں ان سے ان میں تاب کہاں

سیدہ عائشہ صدیقہؓ پر اہل تشیع کے چند اعتراضات

اور اُن کے دندان شکن جوابات

پہلا طعن :- ان تشوبأ الی اللہ فقد صفت قلوبکم۔

اہل تشیع کہتے ہیں کہ عائشہؓ اور حفصہؓ نے حضور علیہ السلام کے ایک راز کو ظاہر کر دیا تھا جس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا اگر تم خدا کی طرف توبہ کرو تو پس تحقیق تمہارے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں۔ بہر حال معلوم ہوا کہ شیخین کی دونوں صاحبزادیوں کے دل حق سے ٹیڑھے ہو چکے تھے اور یہ موجب فسق ہے۔

جواب :- اہل تشیع کے اعتراض کی بنیاد مذکورہ بالا کے ترجمے سے غلط مفہوم پر ہے حقیقت یہ ہے کہ صفت کا معنی وہ نہیں ہے جو کہ ہمارے مخالفین نے سمجھا ہے فعلی ہذا ہم ذیل میں اولاً صفت کے لغوی معنی پر بحث کریں گے بعد اہمیت کا حقیقی معنی تحریر کریں گے۔

لغوی بحث

صفت صغیر سے ہے اور صغیر کا معنی میلان ہے پس اگر کسی چیز سے میلان ہو تو عربی لغت میں اس مفہوم کو ادا کرنے کے لئے حسب ذیل الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

ذیغ^۱ ادعواء^۲ تنحیر^۳ انحران^۴

اور اگر کسی چیز کی طرف میلان ہو تو عربی لغت میں حسب ذیل الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

اثابت^۱ فی^۲ التفات^۳ توبتہ^۴ صغور^۵

صفت کے متعلق عربی اصطلاحات

- (۱) صَفْوَةٌ مَعْلُوفَةٌ (ترجمہ) اس کا میلان تیرے ساتھ ہے۔
- (۲) اصغیت الی سداہ (ترجمہ) تو نے اس کی طرف میلان کیا۔
- (۳) البصی یعلم بمصغی خذک (ترجمہ) روکا خسرے کے مائل کرنے سے معلوم کیا جاتا ہے۔
- (۴) اصغت الشمس والنجوم (ترجمہ) سورج اور ستارے مائل ہو چکے ہیں۔
- (۵) کان یصغی لہما الا (ترجمہ) حضور علیہ السلام نے بتی کے لئے برتن کو نیچے مائل کر دیا ہے۔

مذکورہ بالا تحقیق کا نتیجہ

حاصل یہ ہوا کہ صفو کا معنی اس آیت میں مائل ہونا ہے پس جو لوگ حقیقی معنی کو چھوڑ کر غلط مفہوم کی تشریح کرتے ہیں وہ فسادِ باتِ قلبی کا ثبوت دیتے ہیں۔

چند تائیدی جملے

اس سے پہلے کہ وہ جملے تحریر کئے جائیں سمجھ لینا چاہیئے کہ قد صفت قلوبکما سے پہلے ان تنوبا الی اللہ کا جملہ موجود ہے یعنی آیت یوں ہے فَلَا تُتَوَبُّا الی اللہ فقد صفت قلوبکما گو یا کہ ان تنوبا الی اللہ شرط ہے اور نقد صفت قلوبکما جزا ہے اور اس قسم کے جملے اصطلاح عرب اور قرآن مجید میں شہادتیں (۱) ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح (قرآن) اگر تم فتح کے طلب گار ہو تو میں تمہارے پاس فتح آگئی ہے۔

(۲) ان یکذبوا فقد کذب علیہم (قرآن) اگر وہ لوگ تیری تکذیب کرتے ہیں تو میں

تحقیق آپ سے پہلے نبیوں کی بھی تکذیب کی گئی ہے۔

(۲) (الانصوحۃ فقد نصیحوا للہ (قرآن) اگر تم نے رسول کی امداد نہیں کی تو پس اللہ تعالیٰ نے رسول کریم کی خود بخود امداد فرمادی۔

(۳) ان یعودوا فقد مضت سنت الاولین (قد آن مجید)

(ف) ان تمام آیات سے روز روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ صرف ان سے جملہ شروع ہونا اور فقدا کے حرف سے جزا کا بیان ہونا قرآن مجید میں شائع ذیل ہے جس کا کوئی عاقل انکار نہیں کر سکتا، پس اس آیت میں بھی ان تنوبوا الی اللہ شرط ہے اور فقد صفت قلوبکھا جزاء ہے جس کا معنی یہ ہے اگر تم دونوں بیدیاں خدا کی طرف رجوع کرو تو میں تمہارے دل خدا کی طرف مائل ہو چکے ہیں۔

جواب ہے۔ جو لوگ صفت کا معنی اظہر صا کر کے عائشہ صدیقہؓ اور حفصہ مطہرہؓ پر اعتراض کرتے ہیں وہ حقیقت میں غلطی پر ہیں اس لئے کہ اگر دل ٹیڑھا ہونے سے مراد مائل الی التوبہ ہونا ہے تو اعتراض ہی نہ رہا اور اگر اس سے مراد اللہ کفر و فسق یا قلبی قسادت ہے تو حضور علیہ السلام نے طلاق دے کر جدا کیوں نہ کر دیا۔

اہل تشیع پر اہل سنت کے چند اعتراضات

اعتراض نمبر ۱: قرآن مجید میں ہے لا یحل لک النساء من بعد ولا ان یدل

بہن من اذواج وکوا عجبک حبسہن (سورۃ احزاب رکوع ۴)

(ترجمہ) اے حبیب مکرم ان بیویوں کے بعد نہ تو تیرے لئے اور عورتوں کا کرنا حلال ہے اور نہ اس کے قائم مقام بدنا حلال ہے اگرچہ وہ حسین و جمیل کیوں نہ ہو۔

مذکورہ بالا آیت میں خدا تعالیٰ نے حضرت سلم کی بیویوں کی مدح و توصیف کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کو ان پر اکتفا کرنے کا حکم اور ان کے بغیر سے منع فرمایا ہے پس اگر

اہل تشیع کے علماء میں ہمت ہے تو اس آیت کا جواب دیں۔

اعتراض نمبر ۲۔ قرآنی آیات کے سیاق و سباق کا منشا یہی ہے اہل البیت سے مراد اولاد بالذات ازواج و مطہرات ہیں اور ثانیاً بالعرض حضرت رسول کریمؐ میں پس اگر حضور علیہ السلام کی بیویاں بقول اہل تشیع قابل اعتراض تھیں تو یطہرکم تطہیراً کا کیا جواب ہے۔

اعتراض نمبر ۳۔ بعثت نبویؐ کی علت غائی یقیناً مؤمنین و مومنات کے قلوب کا تزکیہ اور تجلیہ ہے۔

یذکیہم و یعلم ما لکتاب متعدد مرتبہ قرآن مجید میں وارد ہے پس جو بیویاں شب و روز اور سفر و حضر میں حضورؐ کی رفیقہ حیات رہیں اگر آپؐ کے تزکیہ کا ان پر بھی اثر نہ ہو تو حضورؐ کی بعثت کا کیا مطلب رہا۔

دکھا سکیں نہ جو راہ منزل میں ان ستاروں کو کیا کروں گا !
جو خود ہوں محروم روشنی سے میں چاند تاروں کو کیا کروں گا ،

اعتراض نمبر ۴۔ حضور علیہ السلام مرض و وفات میں مبتلا ہوئے تو آپؐ نے علیؑ سے الیہ السلام عائلہ صدیقہ کے گھر رہنا پسند کیا بدیہی امر ہے کہ عائلہ صدیقہ کا گھر اگر محبوب تھا تو عائلہ صدیقہ کی وجہ سے کیونکہ مکان سے محبت کیسے کی وجہ سے ہوتی ہے پس اگر بقول شیخہ عائلہ منصوص تھی تو حضور علیہ السلام نے باقی بیویوں سے ان کے گھر کو تین چھ کیوں دی **اعتراض نمبر ۵**۔ حضورؐ کا ارشاد ہے ہم انبیاء کا گروہ ہیں ہم وہاں دفن ہوئے ہیں جہاں وفات پاتے ہیں پس اگر اہل تشیع کے قول کو صحیح مان لیا جائے تو انہیں جواب دینا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ نے آپؐ کو ایسے نامناسب مقام پر وفات دی کیوں اور آپؐ نے وہاں وفات پائی کیوں۔ **اعتراض نمبر ۶**۔ ترجمہ مقبول ص ۲۷ کے حاشیہ میں ہے جہاں سے خمیسہ وہاں دفن پس اگر مذکورہ بالا حدیث صحیح ہے تو شیخہ حضرات بتلائیں کہ عائلہ صدیقہ کا گھر سے

خدا تعالیٰ نے سرور کائنات کے جسم مقدس کا خمیر لیا کیوں اور پھر وہاں دفن کیا۔

۵۔ الجھاسے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا !

اعتراض نمبر ۷ :- قرآن مجید میں ہے **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ** (ترجمہ) اے حبیب مکرم کفار و منافقین سے جہاد کرو اور ان پر تشدد کرو۔

فرمائیے اگر بقول شما معاذ اللہ حضور کی وہ بیویاں دسی بھتیں تو حضور نے ان پر تشدد کیوں نہ کیا۔ اگر تشدد کیا ہے تو ثابت کیا جائے، اور اگر تشدد نہیں کیا تو فرمان خداوندی کی تعمیل نہیں ہوئی۔

اعتراض نمبر ۸ :- سرور کائنات نے جب اظہار نبوت فرمایا اور شریعت مطہرہ کا علم لہرایا اس کے بعد کفار و مشرکین یا بد مذہب منافقین کے ساتھ نکاح کرنا جائز رہا یا نہ اگر جائز رہا تو ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمنن کا کیا جواب ہے جس کا معنی یہ ہے کہ مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو حتیٰ کہ ایمان لے آئیں۔

اگر ناجائز تھا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ آپ نے نکاح کیوں کیا۔

اعتراض نمبر ۹ :- عائشہ صدیقہؓ کے متعلق حضور کو حقیقت حال کی خبر تھی یا نہ، اگر تھی تو علیحدہ کیوں نہ کیا اور اگر خبر نہیں تھی تو بقول شما عالم کان و مایکون کہاں رہے۔

اعتراض نمبر ۱۰ :- ہماری کتابوں سے وہ صحیح حدیث پیش کیجئے جس میں حضور علیہ السلام نے ان کے عدم ایمان پر نص فرمائی ہو۔

اہل تشیع کا اہل سنت پر دوسرا اعتراض

قرآن مجید میں ہے **وَقَسْرًا فِي بَيْتِكَ** یعنی اپنے گھر میں رہ جاؤ اور

ظاہر ہے کہ یہ خطاب جہاں باقی عورتوں کے لئے ہے وہاں حضور علیہ السلام کی ازواج بھی مستثنیٰ نہیں، پس سیدہ عائشہؓ کا حضرت علیؓ کے مقابلہ میں نکلنا قرآن مجید کے حکم کے خلاف ہے۔

جواب :- قَدْ نَکَلْنَا کا مطلب اگر یہ ہے کہ گھر سے مطلقاً نکلنا بھی ناجائز ہے تو یہ غالباً فریقین کے نزدیک غیر مسلم ہے اور اگر قَدْ نَکَلْنَا کا معنی یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کی طرح بے نقاب ہو کر بغیر ضرورت ثمرعیہ کے عورتیں گھر سے باہر نہ نکلیں تو یہ ہمارے نزدیک بھی مسلم ہے اور کسی سمجھ دار کے نزدیک باعث اعتراض بھی نہیں پس معترضین کو چاہیے کہ آیت کا ترجمہ کرتے وقت ہوش و عقل سے کام لے۔

جواب :- اہل تشیع کے اعتراض کی بنا اس پر ہے کہ عائشہ صدیقہ مدینہ منقرہ سے باہر جنگ کے لئے تشریف لے گئیں اور یہ ان کے لئے ناجائز تھا اس بنا پر انہیں یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ کیا حضرت عائشہ صدیقہ مدینہ منقرہ سے نکلیں یا حضرت علی مرتضیٰؓ نے یہ ثابت ہو جائے کہ زوجہ مصطفیٰؐ اکہ معظمہ سے واپس ہوئیں اور راستے میں فوج علیؓ نے جاکر راستہ بند کر دیا تو مجبوریہ محبوب خدا یتیم اس الزام سے بری ہیں۔

پس حقیقت یہ ہے کہ عائشہ صدیقہ مدینہ منقرہ سے جج کرنے کو تشریف لے گئیں اور مدینہ میں بلویشیوں نے خلیفہ رسول حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا ان کو وہاں خیر نہ تھی تو فوراً وطن (مدینہ) کو لوٹیں راستے میں جنگ جبل واقع ہوئی جس میں مخالفین نے اپنا پورا پارٹ اپنا کلک اپنا ہتھیار حضرت عائشہؓ کا نہ تو اس غرض سے نکلنا ثابت ہوا اور نہ اعتراض وارد ہوا اگر اہل تشیع میں ہمت ہے تو صحیح ثبوت یہم پہنچائیں۔

اہل سنت کی طرف سے اہل تشیع پر چند اعتراضات

اعتراض نمبر ۱ :- عائشہ صدیقہ مدینہ منقرہ سے جج کرنے کو تشریف لے گئی تھیں یا

جنگ کی خاطر اگر حج کے لئے تشریف لے گئی تھیں تو نص صریح سے امتناعی حوالہ پیش کیا جائے اور اگر جنگ کی خاطر گئی تھیں تو اہلسنت کی صحیح روایت پیش کی جائے۔
اعتراض نمبر ۲ :- جس وقت عائشہؓ مدینہ سے باہر گئی تھیں کیا وہ تاریخ اور شہادت عثمان کی تاریخ ایک تھی یا مختلف اگر ایک تھیں تو یقیناً خلاف واقع ہے اور اگر مختلف تھیں تو اعتراض ہی نہ رہا۔

اعتراض نمبر ۳ :- اگر تسلیم کر لیا جائے کہ آپؐ صرف اس لئے گھر سے باہر نکلی تھیں تو فرمائیے اس میں ان کا کیا قصور کیا قصاص کا طلب کرنا خلاف شرع تھا واضح کیا جائے۔
اعتراض نمبر ۴ :- تمام اہل تشیع اس پر متفق ہیں کہ سیدہ فاطمہؓ مطالبہ فدا کے لئے تمام عورتوں سمیت گھر سے باہر نکل کر ابو بکر صدیقؓ کے دربار میں آئیں۔
چنانچہ جلاء العیون فارسی مطبوعہ تہران ص ۱۲۸ سطر ۱۲ میں ہے -

بہوں خیرہ بان حضرت (فاطمہ) سیدہ -

فرمائیے قرن کا حکم سیدہ فاطمہؓ پر بھی شامل تھا یا نہ اگر شامل نہ تھا تو کیوں اور اگر شامل تھا تو گھر سے باہر کیوں گئیں - ماہو جوابکم فہو جوابنا

اعتراض نمبر ۵ :- جلاء العیون ص ۱۳ میں ہے پس حضرت بازنان بنی ہاشم مسجد درآمد نہ نہ نازان بنی ہاشم پردہ در پیش روئے آنحضرتؐ اور نہ تختہ برائے آنکہ محنت حق تعالیٰ را بساں تمام کنند - ۱۲ -

اس عبارت سے مکرر سیدہ کا گھر سے باہر نکلنا شیعوں کی معتبر کتاب سے ثابت ہے۔

اہل تشیع کا تیسرا اعتراض

سیدنا علیؓ کے دور خلافت میں زوجہ رسول کریمؐ حضرت عائشہؓ نے حضرت علیؓ سے

جنگ کی حالان کہ برحق خلیفہ سے بغاوت کرنا ناجائز تھا۔

جواب :- جو لوگ جنگ جہل کی بغاوت سے تعبیر کرتے ہیں وہ حقیقت میں جہل کا ثبوت دیتے ہیں تاریخ کسی کے سبب اور سفید کو نہیں چھوڑتی حقیقت یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کو منظرہ کو حج کے لئے تشریف لے گئیں تو پیچھے دشمنوں نے خلیفہ رسول کو قتل کر دیا۔ قتل کرنے والے سبائی پارٹی کے غنڈے تھے مدینۃ الرسول اور کھلے بندوں دشمنوں کا حملہ کر کے ایک خلیفۃ المسلمین کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت قتل کر دینا کوئی تھوڑا سا بخشنہ تھا حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین کا درجہ رکھتی تھیں ان کے لئے حضرت عثمانؓ بھی فرزند تھے اور حضرت علیؓ بھی انہیں خطرہ تھا کہ ایک بیٹا تو آج مارا گیا ہے خدا نخواستہ اگر دشمنوں کو تلاش نہ کیا گیا اور قاتلین کا سراغ نہ نکالا گیا تو کل دوسرے فرزند کے متعلق یہی سننے میں آئے گا اس لئے ضروری ہے کہ قاتلین کو تلاش کیا جائے اور ان کو قرار واقعی سزا دی جائے اسی غرض سے آپ کے ساتھ کافی سے زیادہ لوگ ساتھ ہوئے جب آپ مقام جہل پہنچیں تو اودھر قاتلین عثمانؓ کے پیٹ میں درد پڑنا شروع ہوا وہ چوں کہ جلد بازی سے حضرت علیؓ سے بیعت ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے مشورہ دیا کہ عائشہؓ آپ پر حملہ کرنا چاہتی ہے آپ ہمیں منع نہ کریں ہم ضرور ان کے مقابلہ میں جمع ہوں گے اگر انہوں نے حملہ کیا تو جواب دیں گے ورنہ ہمیں لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں آپ نے طوعا کرھا اہانت دے دی اُدھر حضرت عائشہؓ نے ایک قاصد بھیج کر اطلاع دی کہ علی مرتضیٰؓ نہ تو میں تیری مخالف ہوں اور نہ معاند حقیقت یہ ہے کہ میرا جلدی لڑنا محض قاتلین اور غنڈوں کی تلاش کے لئے ہے اُمید ہے آپ میری اس میں معاونت فرمائیں گے قاصد کا پہنچنا تھا کہ حضرت علیؓ کے چہرے سے اطمینان کے اثرات نمودار ہوئے لگے آپ نے فرمایا آپ صرف آنے والی رات تک صبر سے کام لیں کل انشاء اللہ تحقیق کر کے معاندین کو شریعت کے مطابق سزا دی جائے گی۔ قاصد واپس لوٹا تو سبائی پارٹی نے جاسوسوں کے ذریعہ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ

کے باہمی مشورے سے اطلاع پاکر مشورہ کیا طے یہ ہوا کہ آدھی رات کے وقت امیر المؤمنین کو تباہی بغیر دونوں فوجوں پر طرہ کر دیا جائے تاکہ اگر ہم نہ رہیں تو وہ بھی نہ رہیں چنانچہ جب رات ہوئی تو غنڈوں نے حملہ کر دیا سیدنا علیؑ کی فوج نے سمجھا کہ عائشہ صدیقہؓ کا قصور ہے اور عائشہ صدیقہؓ کی فوج نے سمجھا کہ حضرت علیؑ کا قصور ہے سارا دن جنگ میں گزر گیا جنگ میں عائشہ صدیقہؓ کے لشکر کو شکست ہوئی حضرت حسنؑ کو حضرت علیؑ نے بھیجا کہ ام المؤمنین کو جا کر گھر پہنچائیں شام کو امیر المؤمنین اور ام المؤمنین کی ملاقات ہوئی تو دونوں نے اللہ پڑھ کر بے خبری کا ثبوت دیا اور ایک دوسرے پر رضا کا اقرار کیا یہ ہے اصلی واقعہ جسے توڑ کر مخالفین طرح طرح کے طعن کیا کرتے ہیں مزید تفصیل تاریخ اسلام مصنفہ مولانا معین الدین ندوی اعظم گڑھی میں ملاحظہ فرمائیں۔

بحث متعلق سیدنا معاویہؓ

سیدنا معاویہؓ کے فضائل

استدلال علی۔ والتائبون الاولون من المهاجرین والانصار الذین اتبعوہم رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعدا لہم جنت تجری من تحتہا الانہار خالدين فیہا ابد اذ اللف الفوز العظیم۔

(ترجمہ) ایمان کی طرف مہاجرین و انصار میں سے بہت سے جانے والے اور جن لوگوں نے نبیؐ میں ان کی پیروی کی خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور تیار کر دیا اللہ نے ان کے لئے بہشت جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

یہی بڑی کامیابی ہے۔ ۱۲۔

طرز استدلال :- مذکورہ بالا آیت میں تین قسم کے گروہوں کے متعلق رضاء خداوندی کا سارٹیفکیٹ اور بہشت بریں کا مشورہ دیا گیا ہے۔

(۱) وہ لوگ جو مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ مقدسہ پہنچے۔

(ب) وہ لوگ جو مدینہ منورہ میں حضور کے حامی اور مددگار بنے۔

(ج) وہ لوگ جو مہاجرین و انصار کے دین حق اور مذہب صادق میں تنبع ہوئے۔ ظاہر ہے کہ پہلے دو گروہوں میں حضرت معاویہؓ نہیں آ سکتے لیکن تیسرے گروہ سے بھی کسی صورت خلع نہیں ہو سکتے۔

متبعین کے اقسام

متبعین کی دو قسم ہیں ایک وہ جن کو حضور علیہ السلام کا دیدار نصیب ہوا اور دوسرے وہ جن کو وہ مبارک عہد تو نصیب نہ ہوا، البتہ عقائد و اعمال میں موافق و مطابق رہے اگرچہ مذکورہ اہل بیت میں ان دونوں قسموں کے لئے جنت کا دخول اور دخول کے بعد خلود کی بشارت موجود ہے لیکن پہلا قسم دوسرے قسم سے اعلیٰ افضل اور طیب ہے جس کا کوئی ذی شعور اور عقلمند انکار نہیں کر سکتا۔

استدلال :- ابن بابویہ بسند معتبر از ابی امامہ روایت کر رہے ہیں کہ حضرت رسولؐ فرمود کہ خوشحال کسیکے مراد ہیں ایمان آورد و بمن پس ہفت مرتبہ گفت۔ ایں را بحوالہ حیات القلوب ج ۲ ص ۲۵۷ مطبوعہ نور کشور کاشنو۔

ترجمہ :- ابن بابویہ نے معتبر سند کے ساتھ ابو امامہ سے نقل کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عجیب قیمت ہے اس شخص کی جس نے مجھے دیکھا اور ایمان لایا پس آپ نے یہ بات تقریباً سات مرتبہ دہرائی۔

طرز استدلال بشیعی روایت سے یہ تو بخوبی واضح ہو گیا کہ حضور علیہ السلام کو ایمانی حالت میں دیکھنے والا بڑا ہی خوش قسمت ہے اور یہ مسئلہ اہلسنت کے ہاں بھی مسلم ہے اب فریقین میں کوئی بھی ایسا نہیں جو سیدنا معاویہؓ کے صحابی اور زائر رسالت میں ایمان لانے کا منکر ہو پس یہ امر متحقق ہوا تو سیدنا معاویہؓ کے خوش قسمت ہونے میں ذرہ برابر بھی شک نہ رہا۔

استدلال علیہ۔۔۔ بسند حسن از حضرت صادق روایت کردہ است کہ اصحاب رسول خدا دو ازدہ ہزار نفر بودند مشیت ہزار نفر از مدینہ و دو ہزار از اہل مکہ و دو ہزار نفر از آزاد کردہ ہا۔ (رحیات القلوب ص ۴۵ ج ۲ مطبوعہ نو کشور لکھنؤ)

(ترجمہ) امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کے صحابہ بارہ ہزار تھے جن میں سے آٹھ ہزار جوان مدینہ سے اور دو ہزار مکہ سے اور دو ہزار غلام آزاد کئے ہوئے تھے۔ طرز استدلال۔۔۔ حضرت جعفر صادق نے صحابہ کی تعداد اپنی معلومات کے ماتحت جتنا بھی اُن سے ہو سکا بیان فرمادی تھا ہر ہے کہ حضرت معاویہؓ صحابہ میں سے تھے۔

استدلال علیہ۔۔۔ بسند دیگر از حضرت رسول روایت کردہ است کہ آنحضرت فرمود خوشحال کسیکے مرادیدہ باشد خوشحال کسیکے مرادیدہ باشد کہ او مرادیدہ باشد و خوشحال کسیکے مرادیدہ باشد کہ او کسی مرادیدہ باشد کہ او مرادیدہ باشد۔

(بحوالہ رحیات القلوب ج ۲ ص ۲۵۸ مطبوعہ نو کشور لکھنؤ)

(ترجمہ) دوسری سند کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا خوش قسمت ہونے دیکھنے والا یعنی صحابی اور تابعی اور تبع تابعی۔

طرز استدلال۔۔۔ سیدنا معاویہؓ اُن خوش قسمت انسانوں میں سے ہیں جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت ایمان دیکھا اور خدا تعالیٰ نے ان کو خدمت کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔

استدلال علیہ۔ شیخ طوسی بسند معتبر از حضرت امیر المؤمنین روایت کرده است کہ آنحضرت فرمودہ کہ وصیت میکنم شما با صاحب پیغمبر شما کہ ایشانرا دشنام نہ میدہد صحابہ پیغمبر شما آنانند کہ بعد از بدعتی در دین نکرده باشند و صاحب بدعتی را پناہ نہ داده باشند بدستیکہ حضرت رسول این جماعت را بمن سفارش کرد (حیات القلوب ص ۵۸) (ترجمہ) شیخ طوسی نے معتبر سند کے ساتھ حضرت علیؑ سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو گالیاں نہ دینا اور ان صحابہ پیغمبر وہ ہیں کہ آپؑ کے بعد جنہوں نے بدعت بنی ہو اور صاحب بدعت کو پناہ نہ دی ہو حضور علیہ السلام نے اس جماعت کی میرے پاس سفارش فرمائی تھی۔

طرز استدلال۔ مذکورہ بالا کے تین ٹکڑے ہیں حصہ اول (دشنام نہ میدہد تک ہے اور حصہ دوم نہ دہا باشند تک ہے اور حصہ سوم آخر تک پہلا اور تیسرا حصہ حضرت علیؑ کا فرمان ہے اور درمیان والا حصہ اذخاں را دی ہے یعنی را دی نے اپنی طرف سے بڑھا کر قول علیؑ میں ملا دیا ہے تاکہ پڑھنے والا امتیاز نہ کر سکے اور وہ یوں کہ مذکورہ تعریف صحابہ کے متعلق نہ تو حضور علیہ السلام سے ثابت ہو سکی ہے اور نہ کسی صحابی سے ہیں صحابی کی یہ تعریف صرف اس روایت میں آئی ہے جس کے لئے فریقین کی کتابوں میں ذرہ برابر بھی تائید موجود نہیں۔ فی الجملہ روز بروز دشمن کی طرح آنحضرت کے صحابہ کی شان اور عزت واضح ہو گئی اور حضرت علیؑ کے قول سے یہ بات پائیدار ثبوت تک پہنچ گئی کہ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کو عزیز ستھے اور ان کو گالیاں دینے والا بارگاہ نبوت میں منضوب معتوب مطرود اور مردود ہے۔

استدلال علیہ۔ بسند دیگر روایت کردہ است از عبد اللہ جہنی کہ گفت روزی در خدمت رسول خدا بودیم ناگاہ دو سوار پیدا شدند چوں آن حضرت ایساں را مشاہدہ نمود فرمود کہ ایں دو کس از قبیلہ مدح اند چوں بنزدیک آمدند معلوم شد کہ از اں قبیلہ اند پس یکے از انہا نزدیک آنحضرت آمد کہ بیعت نماید چوں آن حضرت دست اُدر گرفت برائے

بیعت گفت یا رسول اللہ مرا خبر دہ کہ کسے کہ ترا بندہ ایمان بتویا و رد و تصدیق تو نماید و متابعت تو کند چہ ثواب از برائے او هست حضرت فرمود کہ طوبیٰ از برائے او است پس با حضرت بیعت کرد و برگشت و دیگرے بنزدیک آمد و دست حضرت را گرفت و گفت یا رسول اللہ مرا خبر دہ کہ کسے کہ ایمان بتوا و رد و سخن تو باور کند و پیروی تو نماید و ترا ندیدہ باشد چہ ثواب برائے او است حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ طوبیٰ از برائے او است پس بیعت کرد و برگشت۔

(ترجمہ) دوسری سند کے ساتھ روایت ہے عبد اللہ بن جہنی نے کہا ایک دن ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے کہ دوسرا نمودار ہوئے جب آپ نے ان کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ قبیلہ مدح سے تعلق رکھتے ہیں جب نزدیک آئے تو تپہ چلا کہ واقعی وہ قبیلہ مدح کے فرد ہیں پس ان میں سے ایک حضور علیہ السلام کے پاس آیا اور بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا حضور علیہ السلام نے جب اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے دیانت کیا کہ جو شخص آپ کو دیکھ لیتا ہے اور ایمان بھی لے آتا ہے اور تصدیق بھی کر لیتا ہے اور آپ کی اتباع بھی کرتا ہے پس اس کے لئے کیا ثواب ہے آپ نے جواب دیا اس کے لئے خوشخبری ہے پس آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ٹھوم لیا۔ بعدہ دوسرا آیا اور حضرت کا ہاتھ لے کر عرض کی یا رسول اللہ مجھے خبر دیجئے جو شخص آپ پر ایمان لاتا ہے اور آپ کے سخن پر اظہار کر لیتا ہے اور آپ کی پیروی بھی کرتا ہے مگر زیارت سے مشرف نہیں ہوتا اس کے لئے کیا ثواب ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے لئے خوشخبری ہے پس بیعت ہو کر چلا گیا۔ ۱۲۔

طراز استدلال :- مذکورہ بالا روایت صحابہ کرام کی مقبولیت اور نگاہ نبوت میں معزز و مؤثر ہونے پر دلیل ہے طوبیٰ کا استحقاق اولاً بالذات صحابہ کرام کے لئے اور بعدہ تابعین کے لئے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک پیغام رحمت اور پیام برکت ہے اور حضرت معاویہؓ بھی یقیناً اسی درجہ رفیعہ کے مستحق ہیں۔

اہل تشیع کی طرف سے ایک سوال اور اس کا جواب

شیعہ کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا حدیث میں مطلقاً صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب اور مدح اور محامد درج ہیں اس میں کہیں بھی معاویہ بن سفیان کا ذکر نہیں ہے۔

الجواب :- علیؑ نہیں انہوں میں ہم نے صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؑ عظام کی مقبولیت کے دلائل پیش کر دیئے۔ اب جب تک انہیں روایات سے انہیں سندرات کے ساتھ سیدنا معاویہؓ کا اخراج ثابت نہ کریں گے۔ یہ دلائل ان پر حجت رہیں گے اور ہمارے لئے مفید رہیں گے۔

۵ ابھاسے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صبا و آگیا

استدلال عدد - من کتاب لہ علیہ السلام

کتبہ الی اہل الامم اریقمن فیہ ما جدی بدینہ و بین اہل صفین
و کان بدء امرنا انا التقینا و القوم من اہل الشام و الظاہران سینا و احد
و نبینا واحد و دعوتنا فی الاسلام واحدہ و لا نستزید ہم فی الایمان باللہ
و التصدیق برسولہ و لا یستزید و لنا الامر واحد الا ما اختلفنا فیہ من
دم عثمان و نحن منه برار۔ (نہج البلاغہ ج ۳ ص ۷۷)

(ترجمہ) :- حضرت علیؑ کا خط جو کہ آپؑ نے تمام شہروں میں آویزاں کرنے کے لئے لکھا
آپؑ نے اس میں اس جنگ کا ذکر کیا ہے جو کہ آپؑ کے اور حضرت معاویہؓ کے درمیان ہوئی تھی۔
ہماری بے شک لڑائی ہوئی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمارا اور ان کا رب ایک ہے
نبی ایک ہے اسلام کی طرف دعوت بھی ایک ہے نہ ہم تو حید و رسالت کے ساتھ ایمان
لانے میں ان سے زیادہ ہیں اور نہ وہ ہم سے زیادہ ہیں دینی امر ایک ہے صرف اختلاف
قصاص سیدنا عثمانؓ کے متعلق تھا جس میں ہم یقیناً بری ہیں۔

طرز استدلال اور فوائد :-

(۱) حضرت علیؓ کا قول شیعہ کتاب سے منقول ہے اور اہل تشیع پر محبت ہے۔
 (ب) حضرت علیؓ نے ایسا خط اس لئے شہروں کے پورٹروں پر آویزاں کیا تاکہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان غلط فہمی نہ پھیلے اور حقیقت حال سے دنیا باخبر ہو جائے۔

(ج) حضرت علیؓ نے یہ واضح کر دیا کہ معاویہؓ اور ان کا عقیدہ ایک تھا۔

- ۱۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا رب ایک تھا۔
- ۲۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا نبی ایک تھا۔
- ۳۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا اسلام ایک تھا۔
- ۴۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ ایک دوسرے سے ایمان اسلام تصدیق بر رسول اللہ میں زیادہ نہ تھے۔

۵۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا آپس میں اختلاف دم عثمانؓ میں تھا اور بس جس سے حضرت علیؓ نے برأت کا اظہار کر دیا۔

نتیجہ یہ اب جبکہ حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کی مذہبی کیفیت واضح کر دی ہے تو اہل تشیع کو پاپیشیہ کہ وہ حضرت معاویہؓ کے حق میں ناشائستہ الفاظ استعمال نہ کریں۔

اہل تشیع کا پہلا اعتراض اور اس کا جواب

بہت سے تمہارے اہل سنت حضرات امیر معاویہؓ کے خلاف ہیں پس اہل تشیع کو اس میں منفرد سمجھنا غلط ہے۔

الجواب :- اہلسنت کے نزدیک حضرت معاویہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ایک تھے صحابی رسولؐ ہونے کی حیثیت سے حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت

علیؑ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان کوئی فرق نہیں البتہ مراتب کی حیثیت سے نہ وہ
تہا جرین میں داخل ہیں اور نہ انصاری میں پس اس حقیقت سے باقی حضرات کو ان پر فضیلت
دینا بدیہیات سے ہے جس کا کوئی منکر نہیں لہذا جو اہل سنت سیدنا معاویہؓ سے بغض
رکھتے ہیں وہ حقیقت میں مذہب حقہ سے نا آشنا ہیں ذیل میں اہل سنت کی کتابوں میں
سے ان کے مناقب و فضائل نقل کئے جاتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

فضیلت علیؑ۔

ثم انزل الله سكينة على رسوله وعلى المؤمنين وانزل جنودا له
تروها وعذاب الذين كفروا (قرآن)
ابو عبد الرحمن اسلم والوہ یوم فتح مکہ وشہد حنیناً (تاریخ الخلفاء ص ۱۳۵)

ترجمہ حدیث و قرآن

طرز استدلال :- اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو صاحب
نبوت کے گروہ میں سے تھے اپنی سکینت (رحمت) نازل فرمائی اور کفار کو عذاب بنایا
اور ظاہر ہے کہ حضرت معاویہؓ ان لوگوں میں سے ہیں جو کہ حنین میں حاضر ہوئے اور خدا
تعالیٰ کی رحمت کے مستحق بنے اور یہی تاریخ الخلفاء کی عبارت آیت کے مفہوم کے ساتھ
جوڑ ہے۔

فضیلت علیؑ۔

وكان احدى الكتاب لرسول الله صلى الله عليه وسلم روى له عن النبي
صلى الله عليه وسلم ما نط حديث وثلاثة وستون حديثاً۔

ترجمہ :- حضرت معاویہؓ حضور علیہ السلام کے کاتبین میں سے ایک تھے (یعنی قرآن
مجید جس وقت نازل ہوتا تھا تو حضور علیہ السلام جہاں علیؑ مرتضیٰ اور باقی حضرات سے

لکھواتے تھے وہاں حضرت معاویہؓ سے بھی قرآن مجید لکھوایا کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ جب تک کاتب میں حسب ذیل صفات نہ ہوں تب تک قرآن مجید کی کتابت کے لئے انتخاب غلط ہے۔

(صفت اول) کاتب کے لئے دیانت دار ہونا ضروری ہے کیونکہ جب تک لکھنے والا دیانت دار نہ ہو تب تک قرآن مجید اس کے حوالے کرنا غلط ہے۔

(صفت دوم) لَا یُعْتَمَدُ إِلَّا الْمَطَهَّرُونَ کے پیش نظر کاتب کا پاکیزہ ہونا بھی ضروری ہے (صفت سوم) کاتب قرآن کا ایمان دار ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ بے ایمان کا قرآن سے تعلق ہے اور نہ حضورؐ بے ایمانوں سے قرآن لکھوا سکتے ہیں۔

(صفت چہارم) فہم سلیم کا ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ جب تک کاتب قرآن ذوق سلیم اور فہم کامل کا مالک نہ ہو تب تک کاتب نہیں بن سکتا، جب کہ ایسے اشخاص سے لغزش کا خطرہ ہے اور بحمد اللہ سیدنا معاویہؓ انہیں صفات اربعہ کے مالک تھے۔
فضیلت عک۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِّلْعَوِيَةِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَمُهْدِيًا۔ (تاریخ الخلفاء ج ۱ حوالہ ترمذی شریف)

(ترجمہ) بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ معاویہؓ کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔

طرز استدلال: حضورؐ کی دعا بلا اثر نہیں جاتی بحمد اللہ حضرت معاویہؓ ہر دو صفتوں سے موصوف ہوئے۔

فضیلت عک۔

عن العریاض ابن ساریۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
اللّٰهُمَّ عَلِّمْنَا مَعَاوِیَةَ الْکِتَابَ وَالحِسَابَ (تاریخ الخلفاء ج ۱ ص ۱۳۴)

ترجمہ :- عریاض بن ساریہ کہتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام سے سنا تھا وہ فرماتے تھے
اے اللہ معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم سکھا۔

طرز استدلال :- مجدد معاویہ کی طرف منظور ہوئی خدا تعالیٰ نے کتاب
کا علم ایسا دیا کہ قرآن بھی حاصل اور کتابت بھی اور حساب کے سلسلے میں امارت اور
بادشاہی نصیب ہوئی۔

پس مذکورہ روایات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ سیدنا معاویہؓ بے شمار
خوبیوں کے مالک تھے۔

استدلال ۹ :-

عن زید بن وہب الجہنی قال لما طعن الحسن بالمداخن تہیتہ و هو متوجع
فقلت ما تری یا بن رسول اللہ فان الناس متعبدون فقال اری و اللہ ان معاویہ
خیر لی من هؤلاء من عمر بن العاص بن شیعہ۔ (احتجاج طبرسی ص ۱۶۳)

ترجمہ :- زید بن وہب جہنی سے روایت ہے کہ جب امام حسنؓ کو بیعت معاویہؓ کے
سلسلے میں طعن دیے گئے ہیں آپ کے پاس آیا آپ کو اس وقت قدرے تکلیف تھی پس میں
نے عرض کی اے حضرت رسول کریمؐ کے فرزند لوگ حیران ہیں آپ نے یہ کیا کیا معاویہؓ سے
بیعت کر لی، آپ نے فرمایا خدا کی قسم بلاشبہ حضرت معاویہؓ میرے لئے ان شیعوں سے
بہتر ہے جو کہ میری محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

طرز استدلال :- سیدنا معاویہؓ سے امام حسنؓ کا بیعت ہونا اور اس کا تمام شیعوں سے
ان کو بہتر سمجھنا یقیناً سیدنا معاویہؓ کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے مذکورہ بالا عبارت میں
حسب قول امیر مومنین :-

۱۔ سیدنا حسنؓ کے نزدیک امیر معاویہؓ بیعت کے اہل تھے۔

۲۔ سیدنا حسنؓ نے حلفیہ بیان اس لئے دیا کہ حضرت معاویہؓ کے متعلق لوگوں کی غلط فہمیاں

دور ہو جائیں۔

۲۔ سیدنا حسنؑ نے علفیہ بیان اس لئے دیا کہ حضرت معاویہؓ سے بیعت ہو کر تباہ و برباد ہو کر
امیر معاویہؓ حضرت رسولؐ کے دشمن نہ تھے۔

استدلال غلط۔۔۔ کلینی بسند معتبر از امام محمدؑ اثر روایت کر رہا ہے کہ وہ اس صلح کو حضرت
امام حسنؑ یا معاویہؓ کو برائے امت بہتر بود اندر دنیا و دینا۔ (رجالہ العیون ص ۲۹۲)
ترجمہ۔۔۔ کلینی نے سند معتبر کے ساتھ امام محمدؑ اثر سے روایت کیا ہے کہ وہ صلح جو کہ امام
حسنؑ نے امیر معاویہؓ سے کی امت کے لئے دنیا و دینا سے بہتر تھی۔

ظننا استدلال ہے۔ اگر امیر معاویہؓ بیعت کے لائق نہ ہوتے تو حضرت امام حسنؑ بیعت
نہ کرتے اور امام محمدؑ اثر اسے دنیا و دینا سے بہتر نہ کہتے۔

اہل تشیع کا دوسرا اعتراض اور اس کا جواب

بعض ذاکرین یہ کہتے ہیں کہ یہ مصالحت تھی بیعت نہیں تھی، لہذا اہل سنت کا یہ مشہور
کہنا کہ امام حسنؑ نے بیعت کی تھی غلط ہے صلح تو مشرکین سے بھی حضورؐ نے کی تھی۔

(جواب) احتجاج طبری میں وضاحت کے ساتھ بیعت کا لفظ موجود ہے۔ عبارت ذیل
میں ملاحظہ فرمائیے :- لما حاکم الحسن بن علی ابن ابی طالب معاویہ بن ابی سفیان
دخل علیہ الدس فلامہ بعضهم علی بیعتہ فقال ویحکم لاتتارون ما علمت
واللہ ملذی یحیر لشیعتی۔ (احتجاج طبری ص ۱۷۱)

ترجمہ۔۔۔ ہر گاہ حضرت حسنؑ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کی لوگ حضرت حسنؑ کے پاس آکر
بعض ان میں سے حضرت حسنؑ کو اس کے بیعت کر لینے پر ملامت کرنے لگے آپؑ نے
جواب دیا نہایت انس و ہمدردی سے کہ تم جانتے ہی کیا ہو جو کچھ میں جانتا ہوں خدا کی قسم جو کچھ
میں نے کیا ہے میرے تابعداروں کے لئے بہتر ہے۔

اس عبارت کے بعد شیعوں کا اعتراض بند ہوا۔

استدلال علیؑ :- بدرستیکہ من بیعت کردم بایں و اشارہ کر دیا معاویہؓ۔

(جلال الاعیون ص ۲۶ مطبوعہ تہران)

ترجمہ :- بے شک میں نے اس کی بیعت قبول کر لی ہے اور امام حسنؑ نے اشارہ حضرت معاویہؓ کی طرف کیا۔

حظر الاستدلال :- حضرت حسنؑ نے بیعت کا اقرار کر کے شیعوں کو قیامت تک کے لئے مساکت صامت کر دیا، اب یا تو یہ لوگ امام حسنؑ کی امامت اور داناتی کا انکار کریں اور یا حضرت معاویہؓ کی عظمت کا اقرار کریں تبسراچہ رد و وارہ مفہم نے آج تک مخالف کو تلاش کرنے دیا ہے اور نہ کرنے دیں گے۔

اہل تشیع کا تیسرا اعتراض

حضرت علیؑ کی عظمت مسلم ہے امیر معاویہؓ کا ان کے مقابلہ میں جنگ کے لئے آنا حیران کن ہے۔

جواب علیہ حضرت عائشہؓ کی عظمت قرآنی آیات کے پیش نظر مسلم ہے حضرت علیؑ کا ان کے مقابلہ میں جنگ کے لئے شہر مدینہ سے آنا اس سے کہیں زیادہ حیران کن ہے جب کہ حضرت جبریلؑ اور اہل بیتؑ کے تھے اور حضرت عائشہؓ بنو نزلہ والدہ ہے اور قرآن مجید میں لا تقاتلوا قتالاً بائناً و قتل لہما قولا کہ ابھی موجود ہے کہ ماں باپ کو نہ تو آف کرنے کی اجازت ہے اور نہ جبر طرکے کی بلکہ اگر حکم ہے تو قول کریم کا۔

جواب علیہ مذہبی جنگ نہ تھی بلکہ یہ جھڑپیں ایک غلط فہمی کی بنا پر تھیں جس میں حق پر فریقین کے نزدیک حضرت علیؑ تھے اور اجتہادی غلطی کا صادر ہونا ناممکن نہیں بلکہ بشری نقصیات میں سے ہے انسانی کمزوریوں سے کوئی بھی بغیر انبیاء کے خالی نہیں لیکن

ان کمزوریوں سے کسی کے غلی کو داغ دار تو کیا جاسکتا ہے مگر اس کے ایمان پر خط نسخ نہیں کھینچا جاسکتا جب کہ اس کے سائنیت علی الایمان کی شہادت شریح البلاغۃ میں حضرت علیؑ نے دے دی ہے اور حضرات حسینؑ نے بیعت منظور کر کے اپنے والدِ مکرم کے مضمون پر مؤیدانہ مہر ثبت کر دی ہے۔ (رجال کشی ص ۲۷ مطبوعہ بیٹے میں ہے)

استدلال ۱۲۔ قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول ان معاوية كتب الى الحسن بن علي صلوات الله عليهما ان اقدم انت والحسين واصحاب علي فخرج معهم قيس بن سويد بن عبادته الانصاري فقد موالاتهم فاذن لهم معاوية فاعد لهم الخيل فقال يا حسن قم فبايع فقام جنابك فقام الحسن عليه السلام قم لبايع فقام فبايع ثم قال يا قيس قم فبايع فقامت الي حسين عليه ينظر ما يا مسرة فقال يا قيس اني انالي يعني الحسن۔

ترجمہ: رجال کشی ص ۲۷ مطبوعہ بیٹے (شعبوں کی معتبر کتاب) میں ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ حضرت معاویہؓ نے سیدنا حسنؑ کی طرف والا نام بھیجا کہ آپ حضرت حسینؑ کو لے کر میرے پاس تشریف لائیں اور آپ کے ساتھ حضرت علیؑ کے ساتھی بھی جو نے چاہیں پس حضرات حسینؑ کے ساتھ قیس بن عبادہ الانصاری بھی چلے آئے پس جب سب کے سب شام میں آئے تو امیر معاویہؓ نے ان کو دربار میں آنے کی اجازت دی اور ان کی آمد پر ان کی مدح و ثناء کے خطیب مقرر فرمائے پھر امیر معاویہؓ نے حضرت حسنؑ سے کہا آپ تشریف لائیے اور بیعت کیجئے پس حضرت حسنؑ آئے اور بیعت کی بعد سیدنا حسینؑ نے کہا اے قیس اٹھو اور بیعت کرو پس تمہیں نے رضا حاصل کرنے کے لئے حضرت سیدنا حسینؑ کی طرف التفات کی اور وہ اس لئے آپ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ دیکھے بارگاہِ حمیت سے کیا ارشاد ہوتا ہے تو آپ یعنی حضرت حسینؑ نے فرمایا اے قیس بلاشبہ حضرت حسنؑ امیرِ مقتدا رہے (جب اس نے بیعت

کر لی ہے تو تیسرے متعلق ہمیں کیا انکار ہو سکتا ہے۔

بحث متعلق صداقت مذہب اہل سنت

سب سے پہلے مذہب حنفی اہل سنت کے دلائل کے سلسلے میں کلام الہی سے ارتباط کیا جائے گا، بعدہ شیعہ کتب سے تائیدی عبارتیں پیش کی جائیں گی۔
استدلال علیہ اھدونا الصراط المستقیمہ صراط الذین انعمت علیہم (پ) ترجمہ :- چلا ہم کو سیدھی راہ۔ رہنما ان لوگوں کا جس پر تو نے انعام کیا۔

طرز استدلال :- مذکورہ بالا آیت میں پروردگار عالم نے مسلمانوں کو اپنے دربار میں مقبولیت کے لئے ایک بے مثال دعا کی تلقین فرمائی ہے جو کہ مذہب حنفی کی جان ہے۔
صراط مستقیم کا مدعی ہر اہل مذہب ہے مگر معتبر وہ ہے جس کا تخیل مالک صراط کی شریک و بیان کے مطابق ہو، خدا نے صراط الذین انعمت علیہم بیان فرما کر واضح کر دیا ہے کہ وہ لوگ سچائی کے راستے پر ہیں جن پر میرے انعامات ہوئے ہیں جو میرے احسانات سے سرفراز ہو چکے ہیں۔

منعم علیہم کی تلاش اور انعام کی قسمیں

انعام دو قسم کے ہیں عمومی اور خصوصی۔ عمومی انعامات میں شمس و قمر بھی ہے شجر و حجر بھی حیوانات بھی ہیں اور نباتات بھی آنکھ بھی ہے اور قوت باصرہ بھی زبان بھی ہے اور قوت تکلم بھی دماغ بھی ہے اور قوت ذہنیہ بھی مال و اولاد بھی ہیں اور زمین و مکان بھی غرض ہر ایک انسان کے لئے الگ الگ قسم کی نعمتیں ہیں جن سے انسان کو خدا تعالیٰ

نے مشرف فرمایا ہے لیکن ان سب نعمتوں کا خلاصہ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت خاصہ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہی ہیں اور بس۔
لقد من الله على المؤمنين اذا بعث فيهم رسولا من انفسهم۔

ترجمہ:- بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں پر احسان کیا ہے جبکہ ان کے نفوس سے اپنے پیارے رسول کو ان میں بھیج دیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رحمت العالمین کی ذات مقدسہ کو خدا تعالیٰ نے اولاً بالذات جن کے پاس بھیجا اور جنہوں نے سب سے پہلے اس نعمت عظیمہ کی قدر کرتے ہوئے قبول کیا وہ کون ہیں تو اس سے ثابت ہے کہ جو انوں میں سے اگر اس پیارے کی آواز پر لبیک کہا تو صدیق اکبرؑ نے اور پیچوں میں سے اگر کہہ کر توحید کو قبول کیا تو حیدر کرارؑ نے عورتوں میں سب سے پہلے اگر ایمان لایا تو خدیجہ الکبریٰؓ اور غلاموں میں اگر دوبارہ نبوت کی کسی کو غلامی نصیب ہوئی تو زید بن حارثہؓ کو یہی وہ مقدس گروہ ہے جنہوں نے سب سے پہلے اس نعمت کی قدر کی اور خدا نے ایمان کو بار بار ان کے گلے میں ڈال دیا۔

خلاصۃ الکلام

یہ چارہستیاں سب کی سب ہمارے نزدیک باعزت قابلِ تعظیم اور لائقِ صدقہ کیم ہیں لیکن اگر امدانِ النظر سے دیکھا جائے تو ہر ایک کا مقام امتیازی طور پر الگ الگ نظر آتا ہے۔

- (۱) خدیجہ الکبریٰؓ کے متعلق ہمیں تسلیم ہے کہ وہ سیدہ کی ماں ہیں اور حضرت کی فراخ دستی کا سبب ہیں لیکن رسالت و نبوت کی تصدیق و تائید کے لئے شہادت کا انحصار ان پر نہیں کیا جاسکتا جبکہ حضور کی بیوی بھی یقین اور از قسم مستورات بھی۔
- (۲) زید بن حارثہؓ غلام ہیں، غلام کی شہادت کی کیا وقعت۔
- (۳) سیدنا علیؑ مرتضیٰ جب ایمان لاتے ہیں تو آپ کی عمر تقریباً ۸ سال کی ہے عدم بلوغ

کے وقت اتنا بڑی شہادت کے متعلق آپ ہی فیصلہ کیجئے۔
باقی صرف صدیق اکبرؓ ہی ہیں جن کی توشیح و تصدیق نے اظہار رسالت کے پہلے
دن سے ہی عالم اسلام کو فائدہ دیا اور آپ نے اس نعمتِ عظمیٰ کو کما حقہ قبول و
مستدر کیا اور ان کو مذہبِ یتیمِ اہل سنت ہے۔

حقانیت مذہبِ اہل سنت پر دوسرا استدلال

الحدہ ذالک الکتاب لا ریب فیہ ہدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب
و یقیمون الصلوة و مما رزقنہم ینفقون و الذین یؤمنون بما انزل الیک و ما
انزل من قبلک و بالآخرۃ ہم یوقنون۔

ترجمہ: یہ وہی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں متقین کے لئے رہنما ہے متقین
وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں نماز کو قائم کرتے ہیں اور پھر سے دیئے ہوئے
مال سے خرچ کرتے ہیں جو قرآن اور توریت و انجیل پر پورا ایمان رکھتے ہیں اور قیامت پر
یقین کرتے ہیں۔ ۱۲۔

طرز استدلال: سورہ بقرہ کی یہ ابتدائی آیت سارے قرآن کے مضامین کے
لئے بمنزلہ تہمید کے ہے اس میں حسب ذیل امور کو بیان کیا گیا ہے۔

(۱) قرآن مجید کے اس مجموعہ میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

(۲) متقی لوگ بھی اگر ہدایت کی راہ لیتے ہیں تو قرآن سے۔

(۳) متقین کے اوصاف یہ ہیں۔

(ا) غیب پر ایمان۔

(ب) اوقات و ارکان کی پابندی کا لحاظ رکھتے ہوئے نماز ادا کرنا۔

(ج) اللہ کے دیئے ہوئے سے بحکم شرح خرچ کرنا۔

(د) قرآن مجید پر ایمان لانا اور باقی کتب سماوی کو برحق جاننا۔

(ر) آخرت پر یقین رکھنا۔

مذکورہ بالا صفات میں امر علی پر سجدہ اللہ کامل اور مکمل ایمان رکھتے ہیں تو اہل سنت و رند و وافق کا تو یہ حال ہے کہ ان کو اس مجموعے پر یقین نہیں جس کی پوری تفصیل اہلسنت پاکٹ بک حصہ ۱ کے بحث ۱ میں نظر غائر دیکھ لی جائے، نیز اس کے علاوہ میری تصنیف ردالمطاعن حصہ ۱ کا مطالعہ بھی کر لیا جائے مزید برآں متقین کے اوصاف میں (د) میں یہ صفت بیان کی گئی ہے قرآن مجید پر ایمان لانا بحمد اللہ قرآن مجید پر ایمان اور اس کی پوری خدمت اگر حصے میں آئی ہے تو اہلسنت کہہ سکتے ہیں کیا اہلسنت کی حقانیت کو بہ روز روشن سے واضح دلیل نہیں۔

مذہب اہل سنت کی حقانیت پر تیسرا استدلال

ہدی للمتقین (پے ترجمہ) (قرآن مجید) متقین کے لئے رہنما ہے۔

طرز استدلال :- قرآنی ارشاد کے مطابق قرآن جب متقین کے لئے رہنما ٹھہرا تو ہمیں قرآن سے متقین کی نشاندہی کرنی ہے کہ وہ کون ہیں اور ان کی کیا علامت ہے۔ ان القرآن یفسرہ بعضہ بعضاً کے پیش نظر متقین کے متعلق حسب ذیل ارشاد الہی ملاحظہ فرمائیں :- ان اولیئہ الامتقون

یعنی متقین کے بغیر بیت اللہ (مسجد حرام) کے وارث اور کوئی نہیں ہیں۔ فرمائیے۔

روز اول سے (یعنی جب سے محمدی مذہب شروع ہوا۔ ۱۲۰۱)

تاحال مسجد حرام کے وارث کون ہیں۔ بیت اللہ کی خدمت کا شرف خدا تعالیٰ نے کس فرقے کو مرحمت فرمایا مجاہدیت کہ یہ کس قوم کو نصیب ہوئی صاحب سنت رسول اکرم سے لے کر تاحال فرمائیے بغیر اہلسنت کے کسی کو قبضہ نصیب ہوا۔ اگر خدا تعالیٰ کا فیصلہ اہل

ہے اور قانون الہی میں ہر پھر ممکن نہیں تو یقین کیجئے کہ مذہب اہلسنت کے خدام ہی کعبۃ اللہ کے اولیاء و وارث ہیں اور قرآن انہیں حضرات کا رہنما ہے اور خدا تعالیٰ نے اپنے قرآن کو اسی جماعت کے بیان سے ہی شروع فرمایا ہے۔

۵۔ ایں سعادت بزرگ باز و نیست

تا نہ بخشند خدائے بخشندہ !

مذہب اہل سنت کی حقانیت پر چوتھا استدلال

فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا وان تولوا فاما بعد فی شقائق ترجمہ ہم پس اگر ایمان لائیں اسی طرح جس طرح تم ایمان لائے ہو تو پس ہدایت یافتہ ہو گئے اور اگر پھر گئے تو پس بلاشبہ وہ بڑی بدبختی میں ہیں۔

طرز استدلال :- مذکورہ بالا آیت میں صحابہ کرامؓ کے ایمان کو لوگوں کے ایمان کی مقبولیت کا معیار بتایا گیا ہے یعنی دربار خداوندی میں وہی ایمان قابل قبول ہے جو صحابہ کرامؓ کے ایمان سے ملتا جلتا ہو پس اگر صحابہ کرامؓ سچے مذہب پر رہتے ہوئے تو خدا تعالیٰ نہ ان کے ایمان کی اہمیت بتلاتے اور نہ ان کے ایمان کو معیار بناتے ظاہر ہے کہ اہل تشیع صحابہ کرامؓ کی شان کے قائل ہیں اور نہ ایمان کے بعد اللہ اہلسنت ہی ایک جماعت ہے جو ان کو ایمان دار بھی سمجھتی ہے اور ایمان داروں کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت بھی۔

صحابہ کی اطاعت دین حق کا جزو اعظم ہے

مذہب اہل سنت کی حقانیت پر پانچواں استدلال !

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ترجمہ :- اللہ ایمان والوں کا دوست ہے ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال دیتا ہے

طرز استدلال۔ خدا تعالیٰ کا ہر زمانہ میں یہی طریق کار رہا ہے کہ جو بھی کفر سے نکل کر مذہب حقہ کی آغوش میں آتا جائے اسے اپنے دامن عطوفت میں لیتے جائیں اور ان کے دانشورین کو اسے ہر قسم کی تاریکی سے نکال کر اسلام کے نور میں داخل کرتے جائیں یہی دستور خدا نے قدوس کار ذرا قبل سے جاری و ساری ہے۔

لیکن زمانہ نبوی سے قرب و بعد کے اثرات اگر مختلف نہ ہوتے تو سرور کائنات کو خیر القرون قرنی کہنے کی ضرورت نہ پڑتی، مومن ہر عہد کے قابل قدر ہیں لیکن خیر القرون زمانہ نبوی کے مسلمانوں کو وہ امتیاز حاصل ہے جو کسی کو نہیں (مضامین سیدنا معاویہ کی بحث میں شیعی کتب سے چند مرویات میں نے انہیں قسم نقل کر دی ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیں)۔ اگر یہ قاعدہ مسلمات میں سے ہے تو کوئی فرد بشر اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ زمانہ کی حیثیت سے جتنا قرب اور تقدم بڑھتا جائے گا اتنا خدا تعالیٰ کی رحمتوں کی بارش مزیدہ مزید ہوتی جائے گی۔

- صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یقیناً ایسی نوازشات سے نوازے گئے۔
- (۱) بالخصوص سیدنا ابی بکرؓ اور سیدنا عمرؓ۔ اول الذکر کا تو کیا کہنا حضورؐ نے موت کا اظہار فرمایا تو کفر کی تاریکی سے نکل کر دامن رسالت میں پناہ نصیب ہوئی۔ نور علیہ
 - (۲) حضورؐ نے مکہ چھوڑ کر مدینے کا سفر اختیار کیا تو صدیق اکبرؓ کو رفاقت نبویؐ نصیب ہوئی۔ نور علیہ
 - (۳) حضورؐ کو ابھی بستر مرگ پر ہیں تو صدیق اکبرؓ کو سرور کائنات کا مستحق نصیب ہوا۔ نور علیہ
 - (۴) حضورؐ نے دنیا سے اسلام کو داغ مفارقت دیا تو صدیق اکبرؓ کو منبر نبویؐ نصیب ہوا۔ نور علیہ
 - (۵) صدیق اکبرؓ کی وفات ہوئی تو رسول اللہؐ میں جگہ ملی۔ نور علیہ

نتیجہ استدلال

پس باتیں دہیں یا تو اہل تشیع مذکورہ بالا مقامات کے نور ہونے کا انکار کریں یا اقرار

اگر انکار کریں گے تو راز منکشف ہو جائے گا اور قیامت تک اُمتِ مُسلمہ کے سامنے
 بولنے کے قابل نہیں رہیں گے، اور اگر اقرار کریں گے تو پھنسیں گے، کیونکہ جن کو یہ نوری
 مقام نصیب ہوئے وہی ظلمت سے نکالے گئے اور انہیں کی وراثت خدائے
 لی ہے۔

سو واضح ہو گیا کہ ان ہی لوگوں کا مذہب برحق تھا جبکہ وہ سب کے سب اہل سنت
 تھے اور اہل سنت کا مذہب بھی نوری مذہب ٹھہرا۔

ایں سعادت بزر و بارز ولیست

تانا بخشد خدائے بخشندہ!

حقانیت مذہب پر چھٹا استدلال

حوالہ دی یصلی علیکم وعلٰتکمہ یختر حکم من الظلمت الی النور

ترجمہ:۔ خدا تعالیٰ وہ ذات ہے جو تم پر (اے صحابہ کرامؓ) رحمتیں بھیجتا ہے اور اس
 کے فرشتے تاکہ تم کو اللہ تعالیٰ ظلمت سے روشنی کی طرف نکال دے۔

طریقہ استدلال:۔ خطاب اس وقت کے ایمانداروں سے ہے جو زمانہ نبویؐ میں ایمان
 لائے انہیں متعدد داندھیروں سے اُجالے میں لایا گیا اور انہیں پروردگار عالم اور
 ملائکہ کی طرف سے رحمتیں نازل ہو رہی ہیں، خواص اور خاص انخاص کا اندازہ خود لگائیے
 پھر دیکھئے کہ مذہب اہل سنت کی تائید ہوتی ہے یا نہ۔

گر نہ بیند بر دژ مشیرؓ چشتم
 چشتم آفتاب، را چہ گستاہ

حقانیت مذہب پر ساتواں استدلال

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین یہدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبیل السلام

و یخرجہم من الظلمت الی النور ۱

ترجمہ :- بلاشبہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دو چیزیں آئیں نور رسالت اور کتاب ہدایت اس کتاب کے ذریعہ خدا تعالیٰ رہنمائی سیدھی راہ کی اس شخص کی کرتے ہیں جو اس کی رضا کا طلب گار ہو اور اسے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے جاتے ہیں۔
 طرز استدلال :- خدا تعالیٰ نے اپنی ربوبیت والوہیت کی ترجمانی کے لئے دو چیزیں ارسال فرمائیں۔

۱۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲۔ قرآن مجید کتاب اللہ۔

آپ نے نامدار نے دعویٰ ظاہر کیا تو قرآن نے اس کی تائید میں واضح دلائل پیش کئے پس جن لوگوں نے مان لیا ان کو دو چیزیں حاصل ہوئیں۔

۱۔ سبیل السلام۔ (سلامتی کی راہ)

۲۔ اندھیروں سے نکل کر آجائے میں آنا۔

اور انہیں نعمتوں سے مشرف ہوئیوے یقیناً صحابہ کرام ہیں اور وہ اہلسنت ہیں۔

صداقت مذہب پر آٹھواں استدلال

کتاب انزلناک الیک لیخرج الناس من الظلمت الی النور بأذن ربہم الی

صراط العزیز۔ (پک۔ رکوع ۱۱)

ترجمہ :- یہ کتاب ہے ہم نے اسے تیری طرف اس لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف اللہ کی اجازت سے اللہ کی راہ کی طرف نکالیں۔

طرز استدلال :- نزول قرآن کی علت غائی بھی یہی ہے کہ لوگوں کو ظلمت سے نکال کر نور اسلام میں لایا جائے۔

باذن ربهم کی قید بڑھا کر پروردگار عالم نے واضح کر دیا کہ منشاۓ ایزدی بھی اسی میں ہے کہ اندھیروں سے نکلیں اور اُجالے میں آئیں۔
صراط العزیز سے بتا دیا کہ وہ لوگ جس راستے پر چلیں گے وہ خدائی راستہ ہو گا۔ اب صحابہ کرامؓ کے راستے کو یا تو خدائی پر تسلیم کریں اور یا آیت سے انکار کریں اگر انکار کرتے ہیں تو انکار قرآن ہے اور اگر خدائی راستہ تسلیم کرتے ہیں تو مذہب اہلسنت کی حقانیت جلدوگر ہوتی ہے۔ ۵

عجب مشکل میں آیا سینے والا جیب و داماں کا
ادھر ٹانگا ادھر ادھر ادھر ٹانگا ادھر ادھر

حقانیت مذہب پر لو اس استدلال

هو الذي ينزل على عبده آيات بيّنات ليخرجكم من الظلمات الى النور ان الله بكم لدؤف الرحيم . (پک)

ترجمہ :- خدا تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے اپنے نبی پر کھلی آیتیں نازل فرمائیں تاکہ تم کو ظلمت سے نور کی طرف نکال لے بلاشبہ خدا تعالیٰ تم پر رؤف الرحیم ہے۔
طرز استدلال :- حضور پر کھلی آیتیں نازل کی گئیں تنزیل و نزول آیات کی علت صحابہ کرامؓ کو نور میں لانا بتلایا گیا ہے تو ہمارے مذہب کی صداقت میں کون سا شبہ باقی رہ سکتا ہے۔

اہل تشیع کی طرف سے ایک شبہ اور اس کا جواب

شیعی مولویوں کی یہ عادت ہے کہ جہاں بھی قرآن مجید میں مدحیہ آیتیں پائیں گے وہ حضرت رسولؐ کے حق میں بتلائیں گے۔ فعلیٰ مذاہبہاں بھی وہ کہا کرتے ہیں کہ یہ اور اس

رقم کی دیگر آیتیں تمام کی تمام عزت رسول کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔
جواب :- یہ شبہ قطعاً بے بنیاد ہے اور اس تحیل کی حقیقت عیاناً منشور
سے کم نہیں۔

وجہ یہ ہے اہل تشیع کے مذہب میں تمام ائمہ کرام خلقی طور پر معصوم ہیں ان سے
نہ گناہ سرزد نہ ہوتا ہوا نہ ہو سکتا ہے، حالانکہ ان آیات میں ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن
اور رسول اس لئے دنیا میں تشریف لائے ہیں تاکہ وہ تم کو ظلمات سے نکال کہدایت
میں لے آئیں پس اہل تشیع ان آیات سے استدلال کریں گے تو ائمہ کرام کی معصومیت
کا انکار کریں گے اور یہ ان کے لئے زہر کا کڑوا گھونٹ ہے اور اگر صحابہ کرام کے
حق میں ان آیات کو تسلیم کریں گے تو ان کا مذہب باطل ہو جائے گا۔
نہ خدا ہی بلانہ وصال منم !
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

مخالفیت مذہب پر دو سوال استدلال

والتابعون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان
رضی اللہ عنہم ورضوعند۔

ترجمہ :- اور ایمان میں سبقت کرنے والے مهاجرین و انصار میں سے اور جو لوگ ان
کے تابعدار ہیں شریعت میں خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ خدا سے راضی ہو گئے۔
طرز استدلال :- رضا کا سرٹیفکیٹ خداوند عالم کی طرف سے تین گروہوں کو عطا
ہوا ہے۔

(۱) جو لوگ مکہ معظمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ کی کائنات کے اشارے پر مدینہ منورہ چلے گئے۔
(۲) جنہوں نے مدینہ منورہ میں آنے والے مہمانوں کی قدر کی اور جو صلہ افراتی کی۔

(ج) جن لوگوں نے ان دونوں گروہوں کے نقش قدم پر چل کر اپنی زندگی بسر کی۔
اصطلاح عرب میں پہلے حضرات کو مجاہد کہا جاتا اور دوسروں کو انصار اور پیغمبر گروہ
آجکل وہ ہے جسے اہلسنت سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ ان میں نہ صحابہ کرامؓ کے متعلق کچھ
رہنچ ہے اور نہ عزت رسولؐ کے متعلق شکایت ہے دونوں کو اپنا مقتدا دیتے ہیں اور
دونوں کی اتباع اور اقتداء میں اپنی نجات۔

حقانیت مذہب پر گیارہواں استدلال

هو الذي ارسل رسوله بالهدى فدين الحق ليظهره على الدين كله وكفى بالله شهيدا
ترجمہ :- اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق کے لئے
بھیجا تاکہ مذہب حق کو تمام ادیان پر غالب کر دے اور اس پر اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔
طرز استدلال :- اس آیت میں حسب ذیل امور کو بیان کیا گیا ہے۔
(۱) تعارف خداوندی۔

(۲) عزت رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم
(۳) تقویت پیغام کے لئے قرآن اور کلمہ توحید۔
(۴) ادیان باطلہ پر دین حق کا غلبہ۔

باہمی ربط و نسق :-

ان امور اربعہ کا باہمی تعلق اس طرح ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے تعارف کے لئے
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور ان کی تائید کے لئے قرآن (الہدیٰ) اور اسلام
(دین الحق) نازل فرمائے۔

ان سے مقصود یہ ہے کہ دین حق کا جمیع ادیان پر غلبہ اور اقتدار ہو اسلام کا بول بالا ہو
اور کفر کا منہ کالا ہو چنانچہ تاریخ اسلام اور واقعات عالم شاہد ہیں کہ سرور دو عالمؐ

کے زمانہ اقدس میں اسلام عرب سے باہر نہ بکھل سکا البتہ اس پیشین گوئی کا نتیجہ فاروق اعظمؓ کے زمانہ خلافت میں ہو پیدا ہوا۔

پس اگر ان کے زمانہ کو دوسرے نبوت کی تفسیر و تشریح یا ناسید و تصدیق نہ سمجھا جائے تو نہ قرآن سچا رہتا ہے اور نہ پیشین گوئی رہا یہ تخیل کہ مہدیؑ آئیں گے اور اگر دین کو غالب کریں گے، اول تو مسلمانوں کے ڈوبے طبقوں میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ آئیں گے مگر پیدا ہو کر آئیں گے اور کچھ لوگ کہتے ہیں پیدا تو تیرہ سو سال سے ہو چکے ہیں وہ کسی مصلحت کی بناء پر غارتگر من راسی میں پھپھپ کر گوشہ نشین بن کر بیٹھے ہوئے ہیں ایک وقت آئے گا وہ باہر نکلیں گے رسول کریمؐ اور حیدر کرار اپنی اپنی قبروں سے نکل کر ان کے دست حتی پرست پر بیعت کریں گے اور ان کے مرید بنیں گے، وہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و یزیدؓ معاویہؓ عائشہ صدیقہؓ وغیرہم کو زندہ کر کے خاطر خواہ سزائیں دیں گے۔ (حق الیقین بالرحمت) پس جن کے متعلق اختلاف ہے وہ سکوت عنہ کے درجے میں رہے اور جن کے ذریعے سے دین نے دُوبلے گوشے گوشے میں اپنے نور سے ضیا پاشی فرمائی وہ یقیناً مقبول خدا تھے اور انہیں کا مذہب حق ہے اور وہ یقیناً اہلسنت تھے۔

حقانیت مذہب پر بار ہوا استدلال

وعد اللہ امنکم و عملوا الصلحت لیستخلفتم فی الارض کما استخلف الذین من قبلکم ولیمکنن لکم دینکم الذی ارتضیٰ لکم۔

طراز استدلال :- پوری تفسیر و تشریح حصہ اول میں لکھ چکا ہوں یہاں پھر یہ بیان کرنا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حسب وعدہ جن خلفاء کو منصب خلافت پر نائز المرام فرمایا انہیں کے دین اور مذہب کو کائنات میں غلبہ نصیب ہوا اور جن خلفاء کو غلبہ اور اقتدار نصیب ہوا وہ یقیناً اہلسنت ہی تھے۔ تو ثابت ہوا کہ واقعی مذہب اہلسنت برحق ہے۔

حقانیت مذہب پر تیر ہواں استدلال

الذین آمنوا ولم يلبسوا ايمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولَٰئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ
ترجمہ :- جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے نہ ملا یا یہ لوگ ہیں جن کے لئے
امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

طرز استدلال :- کھرا ایمان لاتے والوں اور ایمان میں شرک اور ظلم وعدوان کی
ملاوٹ نہ کرنے والوں کو بجز اللہ حسب وعدہ الہی امن نصیب ہوا اور انہیں کے متعلق
ہدایت یافتہ ہونے کی بشارت فرمائی۔

حقانیت مذہب پر چودہواں استدلال

لكن التَّوَّابِينَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهِدُوا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ
يَكْسِبُوا لَهُم مَّا قَدْ كَانُوا يَكْسِبُونَ اَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ
يَدْخُلُونَ فِيهَا مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَفِيهَا اَنْهَارٌ مِنْ غَيْرِهَا يَجْزِيانَ فِيهَا مِنْ ثَمَرِهِمْ
وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ اَنْ يَكُونَ فِيهَا مِنْ ثَمَرٍ غَيْرٍ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْعَمَلِ (پ)

ترجمہ :- لیکن رسول اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان دار ہیں جہاد کرتے ہیں اُن کے
اموال و نفس سے اور ان کے لئے بھلائیاں ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں خدا تعالیٰ نے
ان کے لئے ایسی بہشتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں ہمیشہ وہیں گے یہی
بڑی کامیابی ہے۔

طرز استدلال :- سیاق آیات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ آیت منافقین کے مقابل گروہ
کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ منافقین کی حرکتیں سابقہ آیت میں جو سطور میں وہ یہ ہیں۔
۔۔۔۔۔ (۱) استاذ نك ولوا بطول منهم اجازتیں لیتے ہیں۔

۔۔۔۔۔ (۲) قالو خذنا ہمیں پھوڑ دیجئے ہم نہیں چلتے۔

(۳) رضو امح الخراف پیچھے رہنے والوں کے ساتھ خوش ہوتے ہیں۔
 اور محمد اللہ صاحب کرام ان تینوں بیماریوں سے پاک تھے انہوں نے جان بھی دی اور
 مال بھی قربان کیا انہیں کے لئے بھلائی اور انہیں کے لئے نفع اب جب وہ نفع والے
 ہوں گے تو ان کے متبعین یقیناً نفع پائیں گے۔

حقانیت مذہب پر پندرواں استدلال

تد ا نفع المؤمنون الذین هم فی صلاتہم عاشعون والذین هم عن الغر معرفون
 والذین هم للزکوة ناعلون والذین هم لغربہم حافظون الا علی اذ ا جہم
 او ما ملکت ایمانہم من ابتغی ودا ذالک فاولئک هم العادون۔ (پہلا)
 ترجمہ۔ بلاشبہ مومن کامیاب ہو گئے، مومن وہ لوگ ہیں جو نمازوں میں خشوع کرتے
 ہیں نفوس سے اعراض کرتے ہیں اور تزکیہ نفس کرتے ہیں اور اپنے فردج کی حفاظت کرتے
 ہیں مگر اپنی عورتوں اور لونڈیوں پر۔

پس جو شخص اس کے علاوہ طلب کرے گا پس وہ حد سے تجاوز کر رہا ہے۔
 طرز استدلال۔ مذکورہ بالا آیت میں دو گروہوں کو علی سبیل التقابل ذکر کیا گیا ہے۔
 (۱) جو لوگ اپنے فردج کی حفاظت کرتے ہیں لیکن اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے اپنے وجود
 کو محفوظ نہیں رکھتے۔ بلکہ ان کے حقوق کی ادائیگی کرتے ہیں۔
 (۲) جو لوگ اس کے علاوہ (منفعہ) وغیرہ کے متلاشی ہیں۔

پس متلاشیان منفعہ وغیرہ کو (عادون) شریعت کی حدود کو توڑنے والا بتایا گیا ہے۔
 اور تارکین منفعہ کو منظرین (کامیاب ہونے والا) بتایا گیا ہے۔
 سو محمد اللہ اہلسنت چونکہ منفعہ کے منکر ہیں اور اسی زمانہ اس کی منسوختیت کے قائل
 ہیں لہذا یہی کامیاب ہیں اور یہی فوز و نفع کے لائق ہیں۔

حقانیت مذہب پر رسولہواں استدلال

أما أهل السنة فآلتمسكون بما سنة الله لهم ورسوله۔

(احتجاج طبری ص ۹ مطبوعہ نجف اشرف)

ترجمہ :- بہر حال اہلسنت پس مضبوط پکڑنے والے ہیں اس طریقہ کو جو کہ خدا اور اس کے پیارے رسولؐ نے اُن کے لئے تیار کر دیا ہے۔

طرز استدلال :- حضرت علیؑ کا یہ اعلان اہل تشیع کے لئے عبرت کا ایک تازیانہ ہے اور مذہب اہلسنت قبول کر لینے پر مصر ہے۔

کوفے کی جامع مسجد منبر رسولؐ، بعد کاروز اور اس قدر واضح بیان کس قدر بے شیل اور بے عدیل ہے۔

حقانیت مذہب پر شہواں استدلال

من تولد عليه السلام سيهلك في صفة من يحب مضبوط يذهب به الحب الى غير الحق ومبغض مضبوط يذهب به البغض الى غير الحق وغير الناس في حالاً الشط الأوسط فالزمر

(منہج البلاغہ ج ۲ ص ۱۱ مطبوعہ مصری الاستقار)

ترجمہ :- ہلاک ہوں گے میرے متعلق دو گروہ جس سے زیادہ محبت رکھتے والے جو محبت کی وجہ سے حق کی راہ کو چھوڑ دے اور بغض رکھنے والا بغض کی وجہ سے غیر حق کا طالب ہو۔ میرے متعلق سیدھی راہ پر چلنے والا وہ ہے جو میان روی اختیار کرے ایسے شخص کو لازم پکڑ لو۔

طرز استدلال :- سیدنا علیؑ نے مذکورہ خطبہ میں تین گروہوں کا ذکر کیا ہے۔

- (۱) اہل تشیع کا... جو حد سے تجاوز کر جاتے ہیں۔
 (۲) خوارج کا... معاذ اللہ جو سیدنا علیؑ اور ان کی جماعت کو دائرہ ایمان سے خارج سمجھتے ہیں۔
 (۳) اہلسنت کا... جو بفضلہ تعالیٰ سیدنا علیؑ کے نقش قدم چلنے پر اپنی نجات سمجھتے ہیں۔

حقانیت مذہب پر اٹھارواں استدلال

والنموا السواد الاعظم فان يدين الله على الجماعة اياكم والفرقة فان الشاذ من الناس للشيطان كما ان الشاذ من الغم للذئب الامن ادعى الى هذا شعارنا قتلوه ولو كان تحت عمامتي هذا - (رہج البلاغة ج ۲ ص ۲۷)

ترجمہ :- سواد اعظم (بڑی جماعت) کو لازم پکڑو اس لئے کہ بلاشبہ اس جماعت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے فرقہ بازی سے بچو کیونکہ جماعت سے علیحدہ ہونے والا شیطان کے جتنے کامے جیسا کہ ریور سے انگ چلنے والی بجری بھیڑیے کا جتہ ہوا کرتی ہے خبردار جو جماعت سے علیحدگی کی طرف بلائے سے قتل کر دو اگرچہ وہ میری اس دستار کے نیچے بھی کیوں نہ ہو۔

طرز استدلال :- اہلسنت والجماعت کی تائید اور شیعہ فرقہ کی تردید واضح طور پر سیدنا علیؑ نے فرمادی ہے، عیاں راجح بیان :-

حقانیت مذہب پر انیسواں استدلال

من كلام له عليه السلام بعمر بن الخطاب وقد استشاره في غزوة الفرس فسيم ان هذا الامر لم يكن لعمري ولا خذ بعشرة ولا قاتلتم و هو دين الله الذي اظهر وجده الذي اعداه وامداه (رہج البلاغة ج ۲ ص ۲۹)

ترجمہ :- حضرت علی مرتضیٰ نے عمر بن الخطابؓ کو غزوہ فرس کے متعلق مشورے کے سلسلے میں حسب ذیل چلے فرمائے۔

(۱) بلاشبہ اس دین کا معاملہ یعنی اس کی نصرت و مدد لان فوج کی قلت یا کثرت پر مبنی نہیں ہے۔

(۲) یہ خدا کا اپنا دین ہے جس دین کو خدا نے خود غالب کر دیا ہے۔

(۳) خدا کا اپنا لشکر ہے جس کو اس نے خود تیار کیا اور پھیلا دیا ہے۔

طراز استدلال :- سیدنا علی مرتضیٰ نے واضح طور پر فرمادیا کہ اسے عمر بن تیرے دور میں دین متین بندی اور غلبے پر ہے اور تیرا لشکر دنیا کے طول و عرض تک پھیل چکا ہے۔ پس جس مذہب کے غلبے کو حضرت علیؓ نے برحق تسلیم کیا ہے اور اس کے غلبے کا اقرار کیا ہے وہ یقیناً وہی مذہب تھا جس کو فاروق اعظمؓ نے اپنا یا ہوا تھا پس ثابت ہوا کہ وہی مذہب حضرت علیؓ کے نزدیک صحیح تھا اور وہ یقیناً مذہب اہلسنت تھا۔

حقانیت مذہب پر بیسواں استدلال

والعرب اليوم وان كانوا قليلا فهم كثيرون بالاسلام عزيزون بالاجتماع ۶

(نہج البلاغہ ج ۲ ص ۳۱)

ترجمہ :- عرب کے مسلمان ان دنوں اگرچہ تعداد میں تھوڑے ہیں پس وہ اسلام کی حیثیت سے کثرت میں ہیں اور اجتماع کی حیثیت سے غالب ہیں۔

طراز استدلال :- یہ سیدنا علی مرتضیٰ کے ملفوظات اہلسنت کے لئے اہل تشیع پر بطور حجت کے رہیں گے کیونکہ اگر فاروق اعظمؓ کے دور میں مذہب حق کو غلبہ و اقتدار نہ ہوتا۔

تو مذکورہ بالا الفاظ استعمال نہ کر سکتے۔

آپ نے کئی دن بالاسلام فرما کر اس دور کے مسلمانوں کے صحیح الایمان ہونے پر مہر تصدیق کر دی ہے اور وہ یقیناً مذہب اہلسنت کے دلدادہ تھے۔

حقانیت مذہب پر اکیسواں استدلال

ابن بابویہ روایت کر رہے ہیں کہ چونکہ کنگ اول رازد سنگ راشکست و فرمودہ اللہ اکبر کلید ہائے شام را خدا بن داد بخدا سو گند کہ قصر ہائے سرخ اورامی بنیم پس کنگ دیگر رازد و ثلث دیگر را بشکست و گفت اللہ اکبر خدا کلید ہائے ملک فارس را بن داد و نجد سو گند احوال قصر سپید مدائن را بنی بنیم چون کنگ سوم رازد باقی سنگ جدا شد گفت اللہ اکبر کلید ہائے یمن بن داد و نجد سو گند کہ دروازہ ہائے صفاء را بنی بنیم۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۳۳۸-۳۳۹)

ترجمہ :- ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بروز خندق جب پہلی مرتبہ بسوا لگایا تو پتھر کا تیسرا حصہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے شام کی چابیاں عنایت فرمائی ہیں خدا کی قسم میں شام کے سرخ محل دیکھ رہا ہوں پس دوسری دفعہ پتھر پر دار کیا تو دوسری تہائی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی آپ نے فرمایا اللہ اکبر خدا تعالیٰ نے مجھے ملک فارس کی چابیاں عنایت فرمائی ہیں خدا کی قسم اب میں مدائن کے سفید محل دیکھ رہا ہوں جب آپ نے تیسری مرتبہ پتھر پر دار کیا تو باقی پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پس آپ نے فرمایا اللہ اکبر خدا تعالیٰ نے مجھے یمن کی چابیاں عنایت فرمادی ہیں خدا کی قسم میں صفاء کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں۔

طرز استدلال :- ظاہر ہے کہ یہی ملک نہ حضرت کے ہاتھ پر فتح ہوئے اور نہ آپ کے زمانہ میں حضور کی وفات ہوئی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلافت پر متمکن ہوئے آپ کے بعد فاروق اعظم کی باری آئی تو فتوحات کا ہر طرف سے دروازہ کھل پڑا انہیں کے

دور خلافت میں یمن فتح ہوا اور انہیں کے عہد حکومت میں فارس۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر فاروقی فتوحات کو نبوی فتوحات نہ کہا جائے اور آپ کے عہد میں دین کی ترقی کو صحیح اسلام کی ترقی تصور نہ کیا جائے تو حضور کا غلبہ اسلام کی تعبیر ثابت کرنا ناممکن ہی نظر آتی ہے۔

پس علی پہل الزم اقرار کرنا پڑے گا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ کشف زمانہ عمرہ میں پورا ہوا اور فاروقی انظم کا مذہب یقیناً صحیح مذہب تھا۔

حقانیت مذہب پر بائیسواں استدلال

ثم قام وتبیتہ للصلوة وحضر المسجد ومضى خلف ابی بکر (احتجاج طبرسی ص ۵۹)
ترجمہ:۔ بعدہ حضرت علیؑ اٹھے اور نماز کے لئے تیاری کر کے مسجد نبویؐ میں تشریف لائے اور ابی بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔

طرز استدلال:۔ صدیق اکبرؓ کے پیچھے حضرت علیؑ کا نماز پڑھنا یقیناً ہمارے مذہب کی حقانیت کی دلیل ہے کیونکہ اگر آپؐ صحیح مذہب پر نہ ہوتے تو سیدنا حمیدؓ کو صدیق اکبرؓ کے پیچھے نماز نہ پڑھتے۔

تائیدات

بعینہ یہی روایت ثمرۃ العقول ص ۳۸۸ شرح الفروع والاصول مصنفہ ملا باقر مجلسی (مطبوعہ نجف اشرف) میں بھی موجود ہے۔ اسی طرح جلاء العیون ص ۱۵۵ ضمیمہ ترجمہ مقبول ص ۱۵۵ مطبوعہ بک ٹرلو کرشن نگر لاہور میں بھی ہے۔

انتباہ:۔ اہل تشیع اس عبارت کے رد کرنے کے لئے بے انتہا کوشش کرتے ہیں چنانچہ میرے زمانہ تک شیعہ علماء نے جتنے مکر کئے ہیں وہ میں نے ایک رسالہ میں ملکہ دیئے ہیں اور ان کی تردید بھی ساتھ ساتھ کر دی ہے ناظرین پڑھیں اور لطف اٹھائیں

اس رسالے کا نام التحقیق الجلی فی صلوة علی ہے۔

حقانیت مذہب پر تیسواں استدلال

من کتاب علیہ السلام الی معاویۃ انہ یأیمنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر
وعثمان علی ما بایعواہم علیہ فلم یکن للشاہد ان یغتاروا ولا للغائب ان یرد
انما الشوری للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموه اماما کان
ذالک اللہ رضا فان خرج من امرہم خارج عن امرہم خارج بطعن او بدعت
ردوہ الی ماخرج منه فان ابی قاتلہ علی اتباعہ غیر سبیل المؤمنین -
(نہج البلاغہ ج ۳ ص ۵ مطبوعہ الاستقامہ مصریہ)

ترجمہ: حضرت علیؑ نے حضرت معاویہؓ کے پاس یہ خط لکھا تھا۔ بلاشبہ جو قوم جس
مذہب پر ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ کی بیعت ہوئی تھی وہی قوم اسی مذہب پر میری بیعت ہوئی ہے
پس حاضر کے لئے اختیار کا حق نہیں اور غائب کے لئے رد کرنے کا حق مہاجرین و
انصار کو ہے پس اگر وہ جمع ہو کر کسی کو امام چن لیں خدا کی اس میں رضا ہوتی ہے پس اگر
کوئی خارجی طعن کر کے اس فیصلے سے نکل جائے تو چونکہ اس نے مسلمانوں کا راستہ چھوڑ
کر غیر مسلمین کا راستہ اختیار کیا ہے اس لئے مسلمانوں کو چاہیے پہلے اسے لڑنا دیں وہاں
جہاں سے وہ نکلا ہے اور اگر وہ انکار کرے تو اس کے ساتھ جہاد کریں۔

طرز استدلال: سیدنا علی مرتضیٰؑ نے اس عبارت میں دو جملے ایسے بیان فرمائے
ہیں جن پر اہلسنت کو ناز ہے اور جن میں مذہب اہلسنت کی حقانیت کا ثبوت ہے
(۱) علی ما بایعواہم علیہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر خلفائے ثلاثہ کے مذہب کو
حضرت علیؑ برحق نہ سمجھتے تو مہاجرین و انصار کو اس مذہب پر بیعت نہ کرتے۔

(۲) علی اتباعہ غیر سبیل المؤمنین معلوم ہوا کہ خلفائے ثلاثہ اور مہاجرین و انصار کے

مشورے کو تسلیم کر لینا ایسا ہے اور اس سے انحراف دین سے انحراف ہے۔

حقانیت مذہب پر جو بیسواں استدلال^{۲۴}

قالت ان العلیہ تکون للمسلمین

مرۃ العقول شرع الفروع والاصول ص ۳۹۶ ج ۲ مصنفہ ماباقر مجلسی

ترجمہ :- سیدہ فاطمہ الزہراءؑ نے فرمایا بیشک غلبہ مسلمانوں کو ہی نصیب ہوگا۔

طرز استدلال :- فاروقی دور میں ملک فارس پر حملہ ہوا تو بیزدجر و مغلوب ہو ایزدجرد کی لڑائی شدہ بالوگر قرار ہو کر فاروق اعظمؓ کے دربار میں پیش کی گئی سیدنا علیؑ بھی سیدنا حسینؑ کو لے کر دربار فاروقی میں پہنچے، سیدنا عمرؓ نے تشریف آوری کی و جہر پوچھی تو آپ نے سیدنا حسینؑ سے متعلق درخواست کی جس پر اختیار کر لینے کی صورت میں حضرت علیؑ نے شہ بانو سے کہا شہ بانو نے نہ تو حضرت علیؑ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور نہ حضرت عمرؓ پر، اٹھی تو سیدنا حسینؑ کے کندھوں پر رکھ دیا مقصد یہ تھا کہ میری شادی ان کے ساتھ ہوتی چاہیے، یہ ماجرا دیکھ کر دونوں مسکرا رہے تھے سیدنا علیؑ نے جہر پوچھی تو بتایا کہ گذشتہ رات سے پہلی شب مجھے سرور کائنات صلعم کی زیارت ہوئی ساتھ ساتھ ان کے سیدنا حسینؑ بھی تھے آپ نے میرا نکاح ان سے کر دیا دوسری رات سیدۃ النساء کی زیارت ہوئی انہوں نے مجھے کلمہ توحید کی تلقین کے ساتھ ساتھ بشارت فرمائی کہ میںاں کفر و اسلام کی جنگ ہے بلاشبہ غلبہ مسلمانوں کو ہوگا اور تو ہمارے پاس صحیح سالم آئے گی۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر فاروق اعظمؓ اور ان کی فوج مسلمان نہیں تھے اور ان کا مذہب صحیح مذہب نہیں تھا تو سیدۃ النساء نے ان کو مسلمانوں سے ملقب کیوں فرمایا۔

حقانیت مذہب پر چھبیسواں استدلال

قد مضت اصول نعم فروعها۔ (نہج البلاغہ ۲ ص ۲۸ مطبوعہ الاستقامت مصر)

ترجمہ :- اصول گزر چکے ہیں ہم ان کے فروع ہیں۔

طرز استدلال :- حضرت جید رکرا نے خلفاء ثلاثہ کو ایمان و عقائد میں اصول بتایا ہے اور اپنے وجود کو بیع اتباع کے فروع پس اگر خلفاء ثلاثہ کو صحیح الایمان نہ سمجھا جائے تو حضرت علیؑ کے ارشاد کا کچھ مطلب ہی نہیں رہتا۔

حقانیت مذہب پر چھبیسواں استدلال

لله بلا و فلان فقد قوم الا وادی العهد خلف الفتنه اقام السنه ذهب

لفی الخراب (نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۴۹)

ترجمہ :- اللہ بے بلا و فلان نے قوم الا وادی کے بعد خلف الفتنہ اقام السنہ ذهب کیا بیماری کا علاج کیا فتنے کو پیچھے ڈال دیا اور اپنے ساتھ آنے دیا سنت رسول کو قائم کیا دنات پائی تو اعمال والے کپڑوں کو ہر داغ سے سفاک کر کے گئے۔

طرز استدلال :- سیدنا علی مرتضیٰ کا یہ خطبہ مذہب حق کی بہترین دلیل ہے۔
(۱) جب ہر قسم کی کجی کو فاروق و صدیقؑ نے سیدھا کر دیا تو گویا ان کا مذہب کجی سے پاک ہو کر صراط مستقیم کا نمونہ بن گیا۔

(۲) بیماری کا علاج کیا تو دین میں ہر قسم کی تشدد سچی آگئی۔

(۳) فتنوں کا استیصال کر کے دین کو فتنوں سے محفوظ کر دیا یہی وجہ ہے کہ ان کے عہد میں دین دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچ گیا۔

(۴) سنت رسولؐ کو دہی قائم کرتا ہے جسے سنت سے محبت ہو اور یہی شان المسئلت کی ہے۔

حقانیت مذہب پرستائیسواں استدلال

لرعبیت اعلام هدی و مسایع دجی قد حقت بهم الملائكة وتنزلت علیهم
التکینه و فتحت لهم ابواب السماء و اعدت لهم مقاعد الکرامات فی
مقام الملع الله علیهم فیه فرخی سعیدهم و حمد مقامهم -

(نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۳۹)

صحابہ کرامؓ کے متعلق سیدنا علی مرتضیٰؓ کے ارشادات

ترجمہ: بلاشبہ میں نے ہدایت کے نشانوں اور اندھیرے کے چراغوں کو دیکھا ہے
رحمت کے فرشتوں نے ان کو گھیر لیا تھا خدا کی خاص رحمت ان پر نازل ہوتی رہتی تھی
آسمان کے دروازے ان کے لئے کھل گئے بزرگی کے مقامات ان کے لئے تیار کئے
گئے ایسا مقام ان کو نصیب ہوا جہاں خدا تعالیٰ نے ان کو جہانمک کر دیکھا پس ان کی
کوششوں پر راضی ہوا اور ان کے مرتبے کی تعریف فرمائی۔
طرز استدلال: خلفائے ثلاثہ کو سیدنا علیؓ نے حسب ذیل القاب سے ملقب
فرمایا ہے۔

یعنی جن کو ہدایت حاصل کرنی ہے وہ ان کے
(۱) ہدایت کے نشان ہیں | ارشادات کے تحت حاصل کر سکتے ہیں۔

فرمائیے اس سے زیادہ اہلسنت کی حقانیت کی اور کیا دلیل چاہیے جبکہ صحابہ کرامؓ سے
اہل تشیع بیزار ٹھہرے اور اہل سنت فرماں بردار۔

(۲) اندھیروں کے چراغ | ان کا مذہب ان کا دین یقیناً سچا ہے اور حضرت
علیؓ نے ان کو ہدایت کا چراغ قرار دیا ہے۔

رحمت خداوندی کے مورد | رحمت نازل بھی ان پر ہوتی ہے جو صحیح المذہب ہوں بن کا عقیدہ صحیح نہیں ان پر تو خدا کا

قہر نازل ہوتا ہے۔ تاہم

بہر حال صحابہ کرام کے جملہ اوصاف جن کا تذکرہ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا ہے سولہ آنے صداقت پر مبنی ہے اور ان کا مذہب یقیناً صحیح ہے۔

حقانیت مذہب پر اثباتی سوال استدلال

اطلع الله عليهم فرضي سعيهم وحمد مقامهم (منهج البلاغہ ج ۲ ص ۲۳۹)
ترجمہ: اُدھر گزر چکا ہے طرز استدلال ملاحظہ فرمائیے جن کی مساعی پسندیدہ ان کا عقیدہ صحیح کیونکہ بغیر ایمان کے کسی کی بھی کوششیں پسندیدہ نہیں ہو سکتیں اور جن کا مقام محمود ان کا مذہب محمود۔

حقانیت مذہب پر اثباتی سوال استدلال

احتوا للثقة واما لوالد عه - (منهج البلاغہ ج ۲ ص ۱۳۱)
ترجمہ: صحابہ کرام نے سنت کو زندہ کیا اور بدعت کو مار دیا۔
طرز استدلال: صحابہ کرام کا کام ہی یہی تھا ان کی زندگی کا دستور العمل ہی یہی تھا کہ بدعت ختم ہو اور سنت رسول کی اشاعت ہو اور کیوں نہ ہو جبکہ مذہب ہی ان کا اہلسنت تھا۔

حقانیت مذہب پر اثباتی سوال استدلال

ادع على اخواني الذين قوروا القديان فاحكموه وتدبروا فرضي فاقاموه (منهج البلاغہ ج ۲ ص ۱۳۱)
ترجمہ: جدائی کا تاسف میرے بھائیوں پر جنہوں نے قرآن کو پڑھا اور قرآن میں غور کیا تو انہیں قائم کیا۔

طرز استدلال :- مومن کا بھائی بڑے شریع بغیر مومن کے اور کوئی نہیں ہوتا حضرت علیؑ نے صحابہ کرامؓ کو بھائی بنا کر ان کے کامل الایمان اور صحیح المذہب ہونے کا اعلان کیا ہے اور صحابہ کرامؓ کے ایمان میں اہلسنت کے مذہب کا تحقق ہے۔ اس کے علاوہ حسب ذیل آیات و واقعات سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے۔

۱۳۱ سوال استدلال

لقد تم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف تنہون عن المنکر۔
ترجمہ :- اسے صحابہ کرامؓ تم بہترین امت ہو جو کہ لوگوں کے لئے بطور نمونہ کے ظاہر کی گئی۔ تمہارے کام دو ہیں نیکی کا حکم اور بُرائی سے ردک مقام۔
طرز استدلال :- چونکہ حضور خیر الانبیاء ہیں اس لئے آپ کی امت خواہ خواہ خیر الم ہو گی لیکن جس امت کو خیر الامم قرار دیا گیا ہے صحابہ کرامؓ اسی امت میں سے خیر امت ہیں اسی لفظ خیر میں افضلیت اور برتری کا رتبہ پیش پیش ہے اور یہ یقیناً مذہب حقہ کی حقانیت کے لئے ثابت ہے۔

۲۲ ۱۳۲ سوال استدلال

اللہم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب ادامہ علی جبل (تفسیر صافی، تفسیر مقبول)
ترجمہ :- یا اللہ اسلام کو دو میں سے ایک کے ساتھ علیہ عنایت فرما۔
طرز استدلال :- کہ معظمت کی آبادی میں نگاہ نبوت کا انتخاب اسلامی باہ و ہلال کے لئے صرف دو ہستیوں کے متعلق آیا لیکن صاحب نبوت نے دو میں سے ایک کے چناؤ کا ذمہ دار خدا تعالیٰ کو بنایا علیہ بذات الصدور نے فاروق اعظمؓ کا انتخاب فرمایا بحمد اللہ انہیں سے دین کو ترقی ہوئی اور یہی مذہب حقانیت کے مدار ٹھہرے۔

حقانیت مذہب اہلسنت پر تین سو سوال استدلال

وقد قلت من صہرہ مالہینالہ - (نہج البلاغہ)

طرز استدلال :- حضرت علیؑ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا آپ کو حضور کے ایسا شرف و امادی حاصل ہے جو کہ صدیق و عمرہ کو نصیب نہیں ہوا۔
اظہار نبوت کے بعد حضور اکرمؐ اس شخص کو ہی رشتہ دے سکتے ہیں یا باقی رکھ سکتے ہیں جو کامل الایمان اور صحیح العقیدہ ہو، رومی العقیدہ اور ضعیف الایمان کے ساتھ نہ رشتہ قائم کر سکتے ہیں نہ رکھ سکتے ہیں۔ جب حضرت عثمانؓ جان اہلسنت رہے تو ان کی صداقت میں مذہب کی صداقت کا راز مستتر ہے۔

حقانیت مذہب پر چونتیس سو سوال استدلال

طرز استدلال :- حضرت علیؑ کے تین بھائی ہیں۔ عقیل۔ طالب۔ جعفر طیار۔ حضرت جعفر شہید ہو جاتے ہیں تو عدت کے بعد ان کی بیوہ حضرت اسماء بنت عیسٰی کا نکاح حضرت علیؑ ابو بکرؓ سے کر دیتے ہیں۔

پس اگر ابو بکرؓ صادق العقیدہ نہ ہوتا تو حضرت علیؑ ان کو رشتہ نہ دیتے۔

(بحوالہ حق الیقین ص ۲۲۱ مطبوعہ تہران خیابان)

حقانیت مذہب پر پینتیس سو سوال استدلال

حضرت عمرؓ کے ساتھ حضرت ام کلثومؓ کا نکاح ہوا اور حضرت ام کلثومؓ حضرت علیؑ کی سیدہ خاتون سے لڑکی تھی پس اگر ان کا مذہب صحیح نہ ہوتا تو آپ یہ رشتہ ان کو عنایت نہ فرماتے۔

مذہب کی حقانیت پر پچیسواں استدلال

جو مکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں باتفاق فریقین چار بھتیجی اور آپ نے دو صاحبزادیوں کا نکاح حضرت عثمان سے کیا تھا پس اگر حضرت عثمان صحیح العقیدہ نہ ہوتے تو آپ ان کا نکاح باقی نہ رکھتے تفصیل کے لئے بحث متعلق سیدنا عثمان کا بغور مطالعہ کیا جائے۔

مذہب کی حقانیت پر سیتیسواں استدلال

سیدنا علیؑ نے اپنی بھانج حضرت اسماء بنت حبیبؓ کا نکاح سیدنا ابی بکرؓ سے کیا حوالہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمادیں۔

صداقت مذہب اہلسنت پر اسیٹیسواں استدلال

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ط

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

طرز استدلال:۔ خدا تعالیٰ کی معیت و نصرت جس گروہ کے ساتھ ہوگی وہ یقیناً حق پر ہوں گے۔

قرآنی آیات نبویؐ ارشادات اور ائمہ کرام کے فرمودات سے پتہ چلتا ہے کہ ان سب حضرات کا دستور العمل صبر و ہمت اور اسی کی تلقین کرتے چلے گئے۔

مفہوم صبر کے برعکس جزع و فزع ہے جسے ہم آئندہ صفحات میں واضح کریں گے پس ظاہر ہے کہ جس گروہ کے مراسم میں جزع و فزع لوازمات شرعیہ ہیں سے ہے اس کے ساتھ خدا کی معیت نہیں اور جس کا مذہب جزع و فزع سے پاک ہے اس کے ساتھ

خدا تعالیٰ کی سمیت و نصرت ہے اب آپ ہی بتائیے کہ اس مذہب کا نام کیا ہے۔

صداقت مذہب الہنت پر آنتالیسوال استدلال

وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ

عليهم صلوات من ربهم ورحمة وإذ ابتلىهم الله بهم الامتحان ون۔

طرز استدلال :- واضح ہو چکا ہے کہ اہل تشیع کے متعلق میں اہل سنت ہیں اور جو صابرین ہیں ان پر خدا کی بے شمار رحمتیں ہیں اور وہی ہدایت یافتہ ہیں پس اس بناء پر علی یقین ہمیں کہنا پڑے گا کہ ہدایت یافتہ جماعت صرف الہنت ہے جبکہ صبر اس کا شعار ہے۔

صداقت مذہب الہنت پر چالیسوال استدلال

وَالْعَصْرُ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَكَانُوا صَوَابًا بِآلِ الْوَعْدِ

وَلَوْ أَنَّ صَوَابًا بِالْقَبْرِ (سورۃ العصر پ)

ترجمہ :- اور قسم ہے مجھے زمانے کی تحقیق انسان گھاٹے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کئے نیک اور حق کی تلقین کی اور صبر کی وصیت کی۔

طرز استدلال :- خسران سے بچنے کے لئے چاروں چیزوں کا ہونا ضروری ہے ایمان کامل، اعمال صالحہ، تواضعی بالحق، تواضعی بالصبر۔ تواضعی بالحق کے پورے مصداق الہنت ہی ہیں۔ جو تقیہ کے وجوب اور جزو ایمان ہونے کے قائل نہیں اور جو قائل ہیں ان کا تو کیا ہی پوچھنا۔

بحث متعلق دلائل حقانیت اہل تشیع

شیعہ حضرات اپنے مذہب کی صداقت پر جس قدر دلائل پیش کیا کرتے ہیں ہم پہلے ان کی ایک ایک دلیل پیش کریں گے، بعدہ اس کے جواب دیں گے، اگر مناسب معلوم ہوا تو ان کے دلائل پر اعتراضات بھی کریں گے۔

شیعوں کا پہلا استدلال

وَرَأَى مِنْ شَيْعَتِهِمْ لَا يَسْأَلُونَهُ

ترجمہ: بیشک حضرت ابراہیم علیہ السلام نور علیہ السلام کے گروہ میں سے تھے۔

طرز استدلال: دیکھئے مذہباً حضرت ابراہیم علیہ السلام شیعہ تھے اگر شیعہ نہ

ہوتے تو یہ وردگار عالم شیعہ کا لفظ ان پر استعمال نہ کرتا۔

جواب: لفظ شیعہ یہاں گروہ کے معنی سے مستعمل ہے مذہب پر شیعہ کا لفظ قرآن

میں کہیں بھی اطلاق نہیں کیا گیا جہاں خدا تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے مذہب کو بیان

فرمایا ہے وہاں اس قسم کا لفظ موجود نہیں ہے قرآنی آیت ملاحظہ فرمائیے۔

مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا

ترجمہ: نہ تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی اور نہ نصرانی لیکن آپ تھے باطل سے

ہٹ کر حق کی طرف مائل مسلمان۔ مذکورہ آیت سے روز روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ جہاں

ابراہیم علیہ السلام کا مذہب بیان کیا گیا ہے وہاں لفظ شیعہ مذکور نہیں اور جہاں لفظ شیعہ

مذکور ہے وہاں مذہب مراد نہیں۔

پس صحیح مطلب یہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نور علیہ السلام کے گروہ میں

سے تھے یعنی جس طرح وہ نبی تھے اسی طرح ابراہیم علیہ السلام بھی نبی تھے۔

شیعی استدلال پر اہلسنت کی طرف سے بارہ اعتراضات

(اعتراض ۱) اگر آپ کا استدلال صحیح ہے تو گرائمر (لغت) یا قرآنی آیات سے ثابت کیجئے کہ یہاں لفظ شیعہ سے مراد مذہب شیعہ ہے اور بس۔

(اعتراض ۲) آپ کا اس آیت سے استدلال غلط ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مستقل نبی تھے وہ کسی کے تابع نہیں۔ اور شیعہ کا معنی تمہاری اصطلاح میں تابعدار ہی کرنے کے معنی سے مستعمل ہے پس جو تابعدار ہو وہ مستقل نبی نہیں ہوتا اور جو مستقل نبی ہو وہ متبع نبی نہیں ہوتا۔

(اعتراض ۳) بالغرض اگر تسلیم کر لیا جائے تو آیت سے ابراہیم علیہ السلام کا شیعہ ہونا ہونا ثابت ہوگا اور تمہارا دعویٰ شیعہ ان علی کے مذہب کا اثبات ہے جس پر جو کچھ ثابت ہو وہ تمہارا مقصود نہیں اور جو تمہارا مقصود ہے وہ ثابت نہ ہوا، لہذا کوئی اور استدلال پیش کیا جائے۔

(اعتراض ۴) اگر شیعہ کے لفظ سے اس آیت میں شیعہ مذہب مراد ہے تو حسب ذیل آیت کا جواب مطلوب ہے۔

ات الذین فترقوا دینہم وکالوا شیعیالست منہم۔

ترجمہ :- جن لوگوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور بس گئے شیعہ اسے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اُن کے گروہ میں سے نہیں ہیں، فرمایئے جب حضور کریم آپ کے گروہ میں سے نہ ہوئے تو آپ کے مذہب کی کیا حقیقت رہی۔

آپ اپنی اداؤں پر ذرا غور کرو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

(اعترض ۷) ان فرعون ملا فی الارض وجعل اهلہا شیعا (قرآن)
ترجمہ :- بلاشبہ فرعون نے زمین میں تکبر کیا تھا اور اپنے اہل و عیال کو شیعہ بنا دیا تھا
فرمائیے اگر شیعہ کا معنی مذہب لیا جائے تو فرعون کے اہل و عیال کے متعلق آپ کا
کیا خیال ہے۔

(اعترض ۸) ثم لننزعن من کل شیعة ایتھم اشد علی الذین عتبا (قرآن)
ترجمہ :- اس کے بعد نکالیں ہر شیعہ سے جو کہ خدا تعالیٰ کا سب سے زیادہ سخت بے فرمان ہوگا
فرمائیے اگر شیعہ کا معنی مذہب لیا جائے تو آیت کا جواب کیا یہ لازم نہ آئے گا
کہ شیعہ کا لفظ اس انسان پر خدا تعالیٰ نے استعمال کیا ہے جو خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا بے فرمان ہو
(اعترض ۹) قل هو قادر علی ان یتبعک علیکم عذابا من فوقکم او من تحت
اربعکم او یلبسکم شیعا۔ (قرآن حکیم)

ترجمہ :- کہہ دیجئے خدا تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ بھجورے عذاب تمہارے اوپر سے
یا تمہارے نیچے سے یا تم کو شیعہ بنا کر آپس میں لڑا دے۔

فرمائیے اگر شیعہ سے مراد شیعہ لیا جائے تو کیا پھر ان کے معذب ہونے میں شک
باقی رہ سکتا ہے۔

(اعترض ۱۰) ولا تكونوا من المشرکین من الذین قد عودینہم کالشیعہ (قرآن)
ترجمہ :- نہ بنو مشرکین سے ان لوگوں سے جنہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور
بن گئے شیعہ۔ بتائیے یہاں شیعہ کا اطلاق اچھے لوگوں پر کیا گیا ہے یا کن پر۔

(اعترض ۱۱) ولقد ارسلنا من قبلک فی شیعہ الاولین وما یأتی ہم من
رسول الا کاذبا یمہذون۔ (قرآن حکیم)

ترجمہ :- اور البتہ تحقیق ہم نے آپ سے پہلے بھیجے ہیں رسول پہلے شیعوں میں ان کے
پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر ان سے استہزاء کیا کرتے تھے۔

دیکھئے یہاں شیعوں کو رسول سے استہزاء اور مزاح کرنے والا بتایا گیا ہے بتا
کیا جواب ہے۔

(اعتراف علی) حق الیقین ص ۵۹۱ مصنفہ ملا باقر مجلسی مطبوعہ تہران میں ہے اعتقاد
مادر برائت آنست کہ بیزاری جو نیدان تمہا سے چہارگانہ یعنی ابو بکر و عمر و عثمان و معاویہ
وزنان چہارگانہ۔

یعنی عائشہ و حفصہ و زبیرہ و ام حکم و از جمیع اشیاء و اتباع ایشان۔
پس اگر اشیاء کے لفظ کو مذہب پر اطلاق کیا جائے تو بتائیے مذکورہ بالا عبارت
کا کیا جواب ہے۔ جبکہ اشیاء جمع شیعہ کی ہے اور شیعہ کا لفظ ابو بکر و عمر و عثمان کے
تابعین و اول پر استعمال کیا گیا ہے۔

(اعتراف علی) احتجاج طبری ص ۱۵۵ مطبوعہ نجف اشرف مصنفہ احمد بن ابی طالب
طبری میں ہے۔

وانظروا من قبلکم من شیعۃ عثمان و معتبہ۔
ترجمہ۔ دیکھو آپ سے پہلے عثمان کے تابعین کو اور اس کے مجتہد کو دیکھو۔
فرمائیے اگر لفظ شیعہ سے تمہارا مذہب مراد لیا جائے تو پھر عبارت کا کیا مطلب بنے گا
(اعتراف علی) فردوس کانی کتاب الروضۃ ص ۱۳۷ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ مصنفہ محمد بن
یعقوب کلینی میں ہے۔

قلت و کیف النداء قال ینادی من السماء اول النہار الا ان علیا
و شیعۃ ہم الفاضلون و قال ینادی مناد اخر النہار الا ان عثمان
و شیعۃ ہم الفاضلون۔

(ترجمہ) میں نے ام سے کہا آسمان سے کسی ندا آتی ہے آپ نے فرمایا آسمان سے ندا
دینے والا ندا دیتا ہے دن کے پہلے جتنے ہیں۔

حضرت علیؑ کا اپنے شیعہ حلقے سے خطاب

دلیل الغضب ایہا الناس انی استغفرکم لجهاد هؤلاء القوم فلم تنفروا
اسمعتمکم فلم تجیبوا فانصحتکم فلم تقبلوا (احتجاج طبرسی ص ۹۱)
ترجمہ:- اے لوگو میں نے تم کو جہاد کے لئے تیار کرنا چاہا تم تیار نہ ہوئے میں نے تم کو
دین کی باتیں سنائیں پس تم نے جواب نہ دیا میں نے تم کو نصیحتیں کیں پس تم نے قبول نہ کیا۔
(ف) مذکورہ بالا خطاب بتاتا ہے کہ حضرت علیؑ اپنے زمانہ کے شیعوں سے ناراض تھے
اور اس زمانہ کے شیعہ بھی آپ سے بیزار تھے جب کہ آپ ان کو بلا تے تھے تو وہ ساتھ
نہ دیتے تھے ان سے بات کرتے تھے تو جواب نہ دیتے تھے نصیحت کرتے تھے تو قبول
نہ کرتے تھے۔

حضرت علیؑ کا غضبناک خطبہ

دلیل الغضب ۱۔ اتلوا علیکم الحکمة فمعرضون عنها واعظکم بالوعظة
البالغة فتفرقون عنها کأنکم خمر مستغفرة فريت من قسوة (بحوالہ احتجاج طبرسی ص ۹۱)
ترجمہ:- اے لوگو میں تم پر دانائی کی باتیں پڑھتا ہوں تو تم انکار کرتے ہو تمہیں عجیب انداز
میں وعظ کرتا ہوں تو تم جدا ہو جاتے ہو گویا تم ایسے گدھے ہو جو کہ شیر سے بھاگتے ہو۔

حیدر کرار کا واضح ترین خطبہ

دلیل الغضب ۲۔ احبکم علی جماد اهل الجور فما آتی علی آمر قولي حتی الاکم
فتفرقین ایادی سباۃ ترجعون الی مجالسکم حلقاً تضربون الامثال تشدون
الاشعار تجشسون الاغبار۔ (احتجاج طبرسی ص ۹۱)
ترجمہ:- (اے شیعوں) میں تمہیں ظالموں سے جہاد پر برا بھلا کہتا ہوں جب میں آخر

نیک پہنچا ہوں تو تمہیں دیکھتا ہوں کہ جدا ہو جاتے ہو اپنی مجالس میں جا کر حلقے باندھ کر مثالیں مارتے اشعار پڑھتے میرے حالات کی جاسوسی کرتے ہو۔

(ف) بتائیے جو لوگ حضرت علیؑ سے برا سلوک کریں حضرت علیؑ کے متعلق حلقے بنا بنا کر مثالی باری کریں آپ کی خبروں کی جاسوسیاں کر کے دشمنوں کو خبر دیں کیا انہیں حضرت علیؑ کے گروہ کافر قرار دیا جاسکتا ہے۔

شیعان علیؑ کا حضرت علیؑ کے متعلق عقیدہ

تقولون ان علیا یکذب کما قالت قریش لنبیہا زعموا لا احتاج لہی (۹۳)
ترجمہ :- (اے شیعوں) تم کہتے ہو کہ علیؑ جھوٹا بولتا ہے جس طرح قریشی اپنے نبی کو جھوٹا کہتے تھے۔

(ف) حقیقت تو یہ ہے کہ اس عبارت نے شیعوں کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے اگر اس زمانہ کے شیعوں کے ایسے کر توت نہ ہوتے تو حضرت علیؑ ان کے زعم کے اس قسم کے الزامات عائد نہ کرتے اب آپ ہی فیصلہ کر لیجئے کہ یہ حضرت علیؑ کے معتقد ہیں یا دشمن۔

اہل تشیع کے حق میں حضرت علیؑ کی دعا

و لیل الغضب ع فی اویلکم ف علی من الذاب علی اللہ ام علی مولیٰ و احتاج لہی (۹۴)
ترجمہ :- خدا تمہیں تباہ کرے بھلا میں کسی پر کذب بیانی کر سکتا ہوں خدا پر یا اس کے رسول اللہؐ
ف :- ناظرین خود سوچ لیں کہ حضرت علیؑ کے یہ الفاظ آپ کے منہ سے کتنے درد انگیز
ہلجے میں نکل رہے ہیں۔

حضرات اہل تشیع کی اندرونی کیفیت حیدر کرار کی زبان سے اور حلفیہ

دلیل الغضب علیہ۔ واللہ ایتھا الشاہدۃ ابدانہما الناسۃ عنہم عقولہم
المختلفۃ احوالہم ط

ترجمہ۔ خدا کی قسم اسے وہ گروہ جن کے بدن ماضی میں عقلیں غائب ہیں اور خیالات مختلف ہیں۔
(ف) شیعہ گروہ کے حق میں حیدر کرار کا بیان ان کی باطنی کیفیت اور اصلی حقیقت کی
وضاحت کے لئے بہترین ثبوت ہے۔

غصے میں ڈوبی ہوئی دعا حیدر کرار کی زبان سے

دلیل الغضب علیہ۔ ما اعز الله نصر من دعاکم ولا استراح من
تأستاکم ولا قسرت عین من اواکم۔ (احتجاج طبرسی ص ۶۲)

ترجمہ۔ خدا اسے غالب نہ کرے جو تمہیں مدد کے لئے بلائے اور خدا اس کا دل خوش نہ
کرے جو تمہیں غمخوار نہ لائے اور خدا اس کی آنکھیں ٹھنڈی نہ کرے جو تمہیں جاسے پناہ دے۔
(ف) مطلب واضح ہے عیاں را چہ بیان فیصلہ ناظرین پر ہے کہ اب اہل تشیع کو حضرت
علی کا محب سمجھیں یا نہ۔

حضرت علیؑ کا بائیکاٹ

دلیل الغضب علیہ۔ اصبحتم لا اطعم فی نصرتکم ولا اصدم فی تولکم فواللہ بینہ
وبینکم دعا تبی ربکم من هو خیر لی منکم دعا تبکم من هو شر لکم متی (احتجاج طبرسی ص ۹۲)
ترجمہ۔ میں نے صبح کے اس فیصلے میں رکنا آج کے بعد (تو میں تمہاری مدد کے متعلق
طع رکھوں گا اور نہ تمہاری کسی بات کو سچا جانوں گا، خدا تعالیٰ تمہارے اور میرے

درمیان جدائی ڈال دے اور تمہارے بدلے میں خدا مجھے ایسا گروہ دیدے جو میرے لئے تم سے بہتر ہو اور خدا میرے بدلے تمہیں ایسا امیر دیدے جو تمہارے لئے بہتر ہو۔
(ف) آپ کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے کہ حضرت علیؓ دل سے شیعوں کے ساتھ کس قدر محبت و پیار رکھتے تھے سچ تو یہ ہے کہ ان کے اس وقت کے کرتوتوں نے حیدر کراڑ کو اتنا تنگ کر دیا تھا کہ ان کو ذرہ برابر بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔
فرمائیے! شیعہ حضرات حضرت علیؓ کے پیارے گروہ کے فرد رہے یا نہ۔

شیر جلیؓ کی نگاہ میں شیعہ فرقے کی پوزیشن

دلیل الغضب ۹۷۔ واللہ لوددت ان معاویۃ صار نفی یکم مصرف الدینار بالارہم تأخذ منی عشرۃ منکر و اعطانی رجلاً منهم۔
(ترجمہ:۔ خدا کی قسم میں پسند کرتا ہوں کہ معاویہؓ مجھ سے دس درہم لے لے اور ایک درہم دے دے یعنی میرے بے وفا سپاہی مجھ سے دس لے لے اور اس کے بدلے میں ایک جو انہر و نادر دے دے۔)

(ف) جن کی فطرت ہی بے وفائی پر مشتمل ہو بھلا ان سے امید و ناکسی۔
تصریف ۹۷۔ اگر و نادر ہوتے تو سیدنا حسینؓ کو شہید نہ کرتے۔

اہل تشیع سے حضرت علیؓ اکتا چکے تھے

دلیل الغضب ۹۷۔ واللہ لوددت انی لما عرفکم ولم تعرفونی لا اتبع طریقی ۹۷۔
(ترجمہ:۔ خدا کی قسم مجھے یہ بات بے حد پسند ہے کہ نہ میں تمہیں پہچانوں اور نہ تم مجھے پہچانو۔
ف۔ بات بھی بالکل صاف ہے کہ حبيب محبت کا صرف لبادہ ہے حقیقت کچھ

بھی نہیں تو تعلقات کے بقا کا کیا فائدہ۔

اہل تشیع کے اسلاف کا پاکیزہ کیرٹھ حضرت علیؑ کی زبان سے

وہیل الغضب علیہ۔ ظہرت فیکم الفواحش والمنکرات تمسکم وتصعبکم
کما فعل باہل المثلالات من قبلکم (احتجاج طبرسی ص ۹۲)

ترجمہ: تم میں بے حیائی اور غیر شرع امور ظاہر ہو چکے ہیں جو تمہیں صبح و شام و برابر بار
کریں گے جیسا کہ تم سے پہلے تمہارے مثل لوگوں سے کیا گیا۔

دربار خداوندی میں حیدر کراڑ کی عاجزانہ دعا

اور شعبی حقیقت کا انکشاف

وہیل الغضب علیہ۔ اللہم قد مللت ہم و ملوئی و سئتم ہم و سئمو فی
اللہم لا ترض عنہم ابد الا ترضہم عن امیر و امت قلوبہم کیاہات الملح
فی المآء۔ (احتجاج طبرسی ص ۹۲، ۹۳)

ترجمہ: اے اللہ بلاشبہ میں ان پر ناراض ہوں انہوں نے مجھے ناراض کیا ہے
میں ان پر رنج ہوں انہوں نے مجھے رنج کیا ہے اے اللہ میرا ان پر راضی نہ ہونا
ہمیشہ خواہ امیر ہو یا غریب اے اللہ ان کے دلوں کو ایسا مار دے جس طرح نیک پانی
میں حل ہو جاتا ہے۔

(ف) اب بھی اگر اہل تشیع یہی رٹ لگاتے رہیں کہ ہم حضرت علیؑ کے گروہ کے ہیں
تو یقیناً ان کی ہٹ دھرمی ہے ورنہ حضرت علیؑ نے مسئلہ بالکل واضح کر دیا ہے۔
جواب ۷۲۔ اہل تشیع کا اپنے کو شیعہ کہنا ان کی کتابوں سے ثابت نہیں ہے بلکہ

امام جعفر صادق نے ان کو رافضی کے نام سے ملقب کیا ہے۔

اہل تشیع کا اصل نام

قال ابو عبد الله عليه السلام الرافضة قال قلت لعمري قال والله ما هم بموكم بل الله سواكم۔ (روضۃ کافی ج ۳ ص ۱۱۱ سطر ۱)

کیا اہل تشیع کا نام رافضی ہے فرماتے ہیں میں نے کہا ہاں خدا کی قسم تمہارا یہ نام خدا نے رکھا ہے۔

پس اگر محبت ہے تو رافضی کا نام قرآن سے ثابت کرو۔
یعنی جسے اہل تشیع حضرات نے قرآن سے ثابت کیا امام عالی مقام کی زبان سے وہ اس کا نام نہیں اور جو ان کا نام ہے وہ قرآن سے ثابت نہیں پس شیعیہ سے مشتق صیغوں سے مستعمل استدلالات سب کے سب ہباء منثوراً ہو گئے جیسا کہ۔

پہلا مکہ اور اس کا جواب

مکر یہ کیا جاتا ہے کہ جن شیعیان علیؑ کا تذکرہ کیا گیا ہے ہم ان سے برأت کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ وہ تنازعات میں الجھ کر دغا باز بن چکے تھے البتہ ہماری نسبت ان شیعوں سے کی جاسکتی ہے جو امام عالی مقام سیدنا حسنؑ مجتبیٰ کے عہد مقدس میں تھے۔
جواب ۱۔ اس پر کہ لا یعنی ہونا تقریر مکر سے ہی ثابت ہو رہا ہے جس کے جواب دینے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ جب ابوالاثرہ (علیؑ) کے عہد میں ان کی بے وفائی طشت از بام ہو چکی ہے تو ان کے بیٹے سے محبت اور پھر اس کا دار و مدار ایک بے اصل سی بات ہے۔

جواب ۲ امام حسن کا اظہار تاسف

عبارت ۱۔ جلاء العیون ص ۲۵۱ مطبوعہ تہران مصنفہ ملا باقر مجلسی میں حضرت امام حسنؑ اپنے مجتہدین کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

چنانچہ وفات کو دید برائے کبیکہ از من بہتر بود چہ گوئے اعتماد کنم برگفتہائے شما و حال آنکہ با پدر من چہ کر دید پس از منبر فردا آمد سوار شد و متوجہ لشکر گاہ گاہ دید چہ حال بار سید اکثر انہما کہ اظہار اطاعت کردہ بودند وفاتہ کردند حاضر نہ شدند پس خطبہ خواند فرمودہ مرا فریب دادید چنانچہ امام پیش از مرا فریب دادید۔

ترجمہ۔ حضرت امام حسنؑ نے فرمایا جب تم نے اس سے وفات نہیں کی تو مجھ سے بہتر نقاب میں تم پر کیسے اعتماد کروں اور تمہاری باتیں کس طرح تسلیم کروں حالانکہ میرے باپ حضرت علیؑ سے تم کیا کر چکے ہو۔

پس آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور سوار ہو کر لشکر گاہ کی طرف چلے گئے جب پہنچے جن لوگوں نے فرمانبرداری کا اعلان کیا تھا اچھے و ثابت ہوئے اور حاضر نہ ہوئے۔ پس آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا تم نے مجھے اسی طرح فریب دیا ہے جس طرح کہ تم نے پہلے امام را با جان کو فریب دیا تھا۔

طراز استدلال۔ عبارت اور اس کا ترجمہ دوبارہ سرارہ پڑھیے اور خود نتیجہ نکالیے۔

انکشاف حقیقت

عبارت ۲۔ جلاء العیون ص ۲۵۲ مطبوعہ تہران میں ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں۔

”بساطہ مدائن تشریف بردہ را نجا خواست کہ اصحاب خود را امتحان کنند کہ در اتفاق و بے وفائی آن منافقان را بر عالمیان ظاہر گردانند۔“

ترجمہ :- جب حضرت امام حسنؑ مدائن تشریف لے گئے وہاں آپ نے چاہا کہ اپنے
محبین اور دوستوں کا امتحان لے لوں ان کے کفر و نفاق اور ان کی بے وفائیوں پر جہان
کو مطلع کر دوں۔

طراز استدلال :- امام حسنؑ کے نزدیک اعتقادی اور مسلکی حیثیت سے اُس کا جو
مقام تھا اُسے قطعاً نہ بھولیے۔

عبارت عکس :- چون اُن منافقان ایں سخناں راز حضرت شہید نہ با یکدیگر نظر کردند
گفتند از سخناں او معلوم می شود کہ می خواہد با معاویہ صلح کند خلافت با او اگذازد پس
ہم برخواستند و گفتند مثل پدرش کافر شد خیمہ حضرت ریختند و اسباب حضرت را غارت
کردند حتی امصلی حضرت را از زیر پایش را کشیدند و روئے مبارکش را از دو شمشیر برودند
رجلاء العیون ص ۲۵۴ مطبوعہ تہران

ترجمہ :- جب اُن منافقوں نے حضرت امام حسنؑ سے یہ باتیں سنیں تو لگے ایک دوسرے
کی طرف دیکھنے، آپس میں کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسنؑ معاویہ کے ساتھ صلح کرنے کا
خواہشمند ہے اور خلافت اس کے سپرد کرنے والا ہے پس سب کے سب کھڑے
ہو گئے اور کہنے لگے اپنے باپ کی طرح یہ بھی کافر ہو گیا، امام حسنؑ کے خیمے کو چھاڑ ڈالا سامان
لوٹ لیا حتیٰ کہ پاؤں کے نیچے سے مٹی اُکھیچ لیا اور آپ کے دوش مبارک سے چادر کھینچ لی۔
طراز استدلال :- واضح ہے حیاں را چہ بیاں۔ استدلال کا حاصل ہم ناظرین کی فہم
و فراست پر چھوڑتے ہیں۔

محبین کی دورنگی چال

عبارت عکس :- پس بیت ہزار کس از اہل عراق با امام حسنؑ بیعت کردند و انہا کہ با او
بیعت کردہ بودند شمشیر بر روئے او کشیدند و رجلاء العیون ص ۲۵۴

ترجمہ :- پس پس ہزار شخص عراقی دالوں نے امام حسنؑ سے بیعت کی اور جنہوں نے
بیعت کی ہوئی تھی انہوں نے تلوار آپ کے منہ پر کھینچی۔

دوسرا مکر اور اس کا جواب

بعض اہل تشیع اُن شیعوں سے برکت کا اظہار کرتے ہیں جو کہ امام حسنؑ کے عہد میں
تھے البتہ عہد سیدنا حسینؑ کے شیعوں سے اپنی نسبت قائم کرنا باعث فخر سمجھتے ہیں، سو
اس کے جواب میں شیعی کتب سے عبارتیں درج ذیل ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

سیدنا حسینؑ کا پہلا والا نامہ

عبارت ۱۔ جلاء العیون ص ۳۵۲ میں وہ خط نقل کیا گیا ہے جو کہ مجتبیٰ کی طرف سے
حضرت سیدنا حسینؑ کی طرف بھیجا گیا تھا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اِس نامہ ایست بسوئے حسینؑ ابن علیؑ از جانب سلیمان ابن صرد خزاعی و مسیب ابن
نجیہ و رفاع ابن شداد و ابن مظاہر و سائر شیعیان آواز مؤمنان و مسلمانان کوثر سلام
جدا بر تو باد۔

ترجمہ :- سلیمان ابن صرد خزاعی مسیب ابن نجیہ اور رفاع بن شداد بن مظاہر اور باقی
شیعیان کرام کی طرف سے یہ خط سیدنا حسینؑ بن علیؑ کی طرف بھیجا جا رہا ہے وہ شیعہ اہل کوثر
کے مومنوں اور مسلمانوں میں سے ہیں اللہ کی سلامتی آپ پر دائم و قائم ہو۔

طرز استدلال :- اس عبارت سے صرف اس قدر ثابت ہوا کہ جن حضرات نے
سیدنا حسینؑ کو دعوت نامے ارسال کئے تھے وہ اہل تشیع تھے۔

ایک اہم اجتماع

عبارت ۲۔۔ جلاء العیون ص ۲۵۶ مطبوعہ تہران میں ہے، شیعیان کوفہ در خانہ سلیمان ابن صرد خزاعی جمع شدند۔

حمد و شاکر تعالیٰ ادا کردند در باب قوت معاویہ و بیعت یزید سخن گفتند سلیمان گفت چوں معاویہ بچشم داخل شد حضرت امام حسینؑ از بیعت امتناع نموده و بجانب مکہ معظمہ رفتہ است شما شیعیان اُد پد ر بزرگوارید۔

ترجمہ۔ شیعیان کوفہ سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر میں جمع ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے کے بعد انہوں نے امیر معاویہؓ کے مرنے اور یزید کے تخت سلطنت پر بیٹھنے کے متعلق گفتگو شروع کی تو سلیمان نے کہا امیر معاویہؓ مر چکا ہے اور امام حسینؑ بیعت لینے سے انکاری ہے اور وہ مکہ معظمہ کو چلا گیا ہے تم ان کے والدینؓ کو اس کے شیعہ ہو۔ طرز اسناد لالہ۔ اس عبارت سے مزید بات یہ بھی ثابت ہوا کہ سلیمان اور اس کے گھر میں مشورے کے لئے جمع ہونے والے شیعہ تھے اور ان کی اپنی زبانی اقرار بھی موجود ہے اور یاد رہے کہ وہ کوفہ ہی کے رہنے والے تھے۔

ایک سو پچاس خط

عبارت ۳۔۔ باز اہل کوفہ بعد از دو روز در سال آن قاصداں قیس بن عبد اللہ بن شداد و عمار بن عبد اللہ را فرستادند با صد و پنجاہ نامہ عطاء اہل کوفہ نوشتہ بودند۔ (جلاء العیون ص ۲۵۶)

ترجمہ۔۔ بعدہ دو دنوں کے بعد قیس بن عبد اللہ اور عمار کو ایک سو پچاس خطوط عطاء اہل کوفہ کے لکھے ہوئے دے کر روانہ کیا۔

طرز استدلال :- مذکورہ مقصد کے علاوہ اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خطوط کے بھیجنے والے اور بلانے والے کو فہ کے بڑے بڑے شیعہ ہی تھے۔

عبارت مگر تا آنکہ در یک روز شش صد نامہ از ان غدیران بآں حضرت رسید چون بالفائشان از حد گذشت رسولان بسیار نزدیک آنحضرت جمع شدند و از درہ ہزار از ان نامہ بآں جناب رسید حضرت در جواب نامہ آوازشان نوشت بسم اللہ الرحمن الرحیم بسوئے گروہ مؤمنان و مسلمانان شیعیان۔ (جلال العیونی ص ۳۵۷)

ترجمہ :- ایک دن میں ان غدیروں کی طرف سے کچھ سو خطوط امام حسینؑ کو ملے جب ان کا امر ارحد سے زیادہ ہوا اور بے انتہا قاصد حضرت حسینؑ کے پاس جمع ہو گئے اور بارہ ہزار خطوط کو فہ کی طرف سے آں جناب کو موصول ہوئے حتیٰ کہ آخری خط کے جواب میں یہ تحریر فرمایا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ حسینؑ ابن علیؑ کی طرف سے مؤمنوں، مسلمانوں، شیعوں کی طرف میرا خط ہے۔

طرز استدلال :- کوفہ کے شیعوں نے سیدنا حسینؑ کی طرف خط لکھے اور آپ آمادہ سفر ہوئے۔

واضح نوٹ

ان کے لکھنے کے مطابق سیدنا حسینؑ نے امام مسلم کو کوفہ بھیج دیا اور امام مسلم وہاں پہنچ گئے اب وہاں کے حالات ملاحظہ فرمائیے۔

خط کشن کر رونا

عبارت ۵۔ مردم کوفہ از استماع قدیم مسلم ائمہ بار سرد بسیار نمودند بخدمت او آمدند نامہ امام حسینؑ را برایشان می خواندند از استماع آن نامہ گریاں گریہ بند بنیت می کردند تا آنکہ بردست مسلم بیچ دو ہزار نفر از اہل کوفہ بشرف بیت آں حضرت سر فرار شدند۔

(جلال العیونی ص ۳۵۸)

ترجمہ۔ جب حضرت مسلم کو ذی شریف لائے لوگوں نے خوشی منائی اور خدمت علیہ
میں حاضر ہوئے سیدنا مسلم نے حضرت حسینؑ کا خط پڑھ کر سنایا تو سب کے سب
رو پڑے حتیٰ کہ ہزار اشخاص ایمان کو ذی نے بیعت کی۔

طرز استدلال۔ جو بلانے والے وہی بیعت کرنے والے، وہی خط کو سن کر رونے

ابتداءً عشق ہے روتا ہے کیا

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

عبارت علیہ۔ جلاء العیون ص ۳۶۱ میں ہے کہ پچیس ہزار آدمیوں نے بیعت کی۔

درخانہ مسلم بن میتب مسلم بن عقیل نزول فرمود و از درہ ہزار کس با او بیعت کردند
چوں ابن زیاد داخل شد در میان شب بخاٹہ بانی ابن عروہ انتقال نمود و از نہاں از مردم
بیعت می گرفت تا آنکہ بیعت پنجاہ ہزار نفر با بیعت کردند۔

ترجمہ۔ مسلم بن عقیل نے مسلم بن میتب کے گھر میں نزول فرمایا بارہ ہزار اشخاص نے
آپ سے بیعت کی جب ابن زیاد کو فتنے میں آیا تو وسط شب میں مسلم بن عقیل بانی بن عروہ
کے گھر چلے گئے اور پچیس ہزار افراد نے آپ کے ساتھ بیعت کی۔

طرز استدلال۔ پہلے تو اس قدر ثابت کیا تھا کہ خطوط سن کر روتے تھے اب اس
عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ انہوں نے آپ سے بے حد محبت کا اظہار کیا حتیٰ کہ پچیس ہزار
نے بیعت کر لی۔

امام مسلم کا محاصرہ

عبارت علیہ۔ جہاد اللہ بن حازم روایت کردہ است من در مجلس ابن زیاد بودم کہ
بانی ماجروح گردانید و امر کرد بچس اوچوں آن حالت مشاہدہ کردم بنزد مسلم آدم و قضیہ
را با دقتل کردم چوں اصحاب سلم درخانہ بانی جمع شدہ بودند مسلم مرا امر کرد کہ ندا کنم در میان

ایشان کہ بیرون آئند منادیوں را فرمود کہ ندا کردند یا منصور راست چوں بے دنیا یاں اہل کوفہ
نداؤ مسلم را شنیدند بہ درخانہ بانی جمع شدند مسلم بیرون آمد و برائے ہر قبیلہ علم ترتیب
داد و راندک وقتے مسجد و بازار پر شد اصحاب او دکار بر این زیادہ تنگ شدہ و زیادہ
پنجاہ نفر در دارالامارۃ او یاد بنودند۔ (جلال العیون ص ۳۴۳)

ترجمہ :- مجد اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ابن زیاد کے ہاں تھا کہ ابن زیاد
نے بانی بن عودہ کو جس کے گھڑیں اہم مسلم تھے) مجروح کر دیا اور حکم دیا کہ جا کر اسے قید کر دو
میں نے جب اس حالت کا مشاہدہ کیا تو میں نے اہم مسلم کو آکر بتا دیا جب مسلم کے صحابہ بانی
بن عودہ کے گھر جمع ہوئے تو اہم مسلم نے مجھے فرمایا کہ جا کر ان کو اعلان کر دو میں نے اعلان
کر دیا جب بے دنیا کوفیوں نے پیغام سنا تو بانی بن عودہ کے دروازے پر سب کے سب
جمع ہو گئے حضرت مسلم باہر تشریف لائے تو ہر قبیلہ کا علم ترتیب دیا تھوڑے وقت میں
مسجد اور بازار پر ہو گئی اور ابن زیاد کے پاس پچاس آدمیوں کے بغیر کوئی باقی نہ رہا۔
طرز استدلال :- اس سے پتہ چلا کہ ابن زیاد کے پاس اپنی فوج اتنا نہیں تھی۔

بیعت کرنے والوں میں سے مسلم کے پاس ایک بھی نہ رہا

عبارت ۱۷ :- مردم از استماع این سخن متفرق می شدند تا آنکہ چوں شام شد زیادہ از
تختی نفر با مسلم نمائندہ بودند چوں مسلم این حالت را مشاہدہ کرد و غدر و دکر اہل کوفہ مطلع گردید
داخل مسجد شد و نماز شام ادا کرد چوں از نماز فارغ شد وہ نفر با او نمائندہ بودند خواست کہ از
مسجد بیرون رود چوں از در کندہ بیرون رفت با او نمائندہ بود۔

ترجمہ :- ابن زیاد کے ڈرانے کے بعد لوگ اہم مسلم سے جدا ہو گئے حتیٰ کہ جب شام ہوئی
تو بیس سے زیادہ نہ رہے جب شام کی نماز ادا کی اور فارغ ہوئے تو دس باقی بچ گئے اور
جب دروازے سے باہر آئے تو کوئی بھی ساتھ نہ رہا۔

کوفیوں کی بے وفائی

عبارت ۹۔ وصیت سوم آنکہ بحضرت امام حسینؑ کہ کوفیان بے وفائی کرزند و سپر غم تو

یاری نہ کردند بروعدہ ہائے ایشان اعتماد مکن (جلال العیون ص ۳۶۷)

ترجمہ :- امام مسلم نے تیسری وصیت یہ کی کہ امام حسینؑ سے کہا کہ کوفیوں نے میرے

ساتھ بے وفائی کی ہے اور تیرے چچے کے فرزند کی اور انہیں کی لہذا تمہیں چاہیے

کہ ان کے وعدوں پر اعتماد نہ کرنا۔

طرز استدلال :- اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امام مسلمؑ کے نزدیک بھی شیعہ صحابی

غیر متفقہ علیہ تھے جس طرح حضرت علیؑ اور امام حسنؑ کے نزدیک ناقابل اعتماد تھے۔

قلب و شمشیر میں تخالف

عبارت ۱۰۔ زرارہ بن صلح گفت بخندست امام حسین علیہ السلام سے روز قبل از

توجہ آنحضرت بجانب عراق عرض کردم کہ مردم کو قہ دل ایشان با تست و شمشیر ہائے بلندی

امید (جلال العیون ص ۳۶۹)

ترجمہ :- زرارہ بن صلح کہتے ہیں کہ میں سیدنا حسینؑ کے پاس عراق کی طرف عزم کرنے

سے پہلے پہنچا تو میں نے عرض کی کہ یا حضرت کوفیوں کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں اور ان کی

تلواریں بنو امیہ کے ساتھ ہیں۔

طرز استدلال :- زرارہ کا بیان بتاتا ہے کہ کوفیوں کے ارادے بدل چکے تھے اور

ان کی تلواریں امام حسینؑ کے خون کی پیاسی ہو چکی تھیں۔

(ف) ناظرین کرام خود بخود اندازہ لگالیں کہ حضرت علیؑ سے لے کر امام حسینؑ تک ان

شیعیان کرام کا کیا طرز عمل رہا۔

حضرت محمد بن الحنفیہ کا اظہار خیال

عبارت ۷۔ بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ اندر شیب کہ سید الشہداء عظام
گردید در صبح آبی روز متوجہ کوثر گردید محمد حنفیہ بخند مت آن حضرت آمد و گفت اسے برادر
تو دانستی عذر و مکر اہل کوثر را نسبت پدر و برادر خودی ترسم کہ با تو نیز چنین کنند (جلال العیون ص ۳۴۹)
ترجمہ۔ امام جعفر سے روایت ہے کہ امام حسینؑ نے جب کوثر کا ارادہ کیا اور صبح کو متوجہ
کوثر ہوئے تو محمد بن حنفیہ امام حسینؑ کے بھائی حضورؑ کی خدمت میں تشریف لائے اور
عرض کی اسے میرے بھائی تو اہل کوثر کی ان دھوکہ بازیوں اور کروں سے تو واقف ہے جو کہ
انہوں نے حضرت علیؑ اور حضرت سیدنا حسنؑ کے ساتھ کی تھیں مجھے ڈر ہے کہ وہ لوگ آپ
کے ساتھ بھی وہ طریقہ اختیار نہ کریں۔

۳۷۶

جلال العیون

میدان جہاد میں حسینی خطبہ

عبارت ۸۔ ایہا الناس من نیادم لبوسے شما مگر بعد از ان کہ ناہائے و متوالی پکیا
شما پیارے بمن رسیدہ نوشتہ بودید کہ البتہ بلبوسے ما کہ امام پیشوا سے نداریم۔
ترجمہ۔ اسے لوگو میں تمہارے پاس تب آیا ہوں جبکہ تمہارے خطوط و قاصد کے بعد
دیگرے میرے پاس پہنچے کہ آپ ضرور تشریف لائے کہ آج کل ہمارا امام کوئی نہیں ہے۔

سیدنا حسینؑ کی بددعا اور مجتہدین کے عجیب القاب

عبارت ۹۔ چوں امام حسینؑ بے باکی و بی حیائی ایشاں را مشاہدہ نمود از رُوسے رضا و
تسلیم دست نیاز بدرگاہ خداوند علیم برداشت و دعا خواند۔ (جلال العیون ص ۳۸۸)
ترجمہ۔ جب سیدنا حسینؑ نے بلائے والوں کی بے باکی اور بی حیائی کو ملاحظہ فرمایا

از روئے رضا و تسلیم نیاز کے ہاتھ خداوند عظیم کی درگاہ میں اٹھائے اور دعا فرمائی۔
(ق) بھلا بتائیے تو یہی وہ تھے کون جن کو ایسے پاکیزہ القاب سے یاد کیا جا رہا ہے
بتائیں تو چہ پلے۔

سیدنا حسینؑ کا ایک واضح ترین بیان اور شرفائے اُمت خطاب

عبارت ۱۴۔ لعنت باد بر شما برابر اوست شما سے بے وفایان جن کا رخسار غدار مار اور
ہنگام اضطراب آمد دویاری خود طلبید چوں اجابت شما کردیم و برائے ہدایت و نصرت شما
آمدیم شمشیر کینہ بر روئے ما کشیدید و دشمنان خود را بر مایاری کردید اسے قول بے نیب
با قتل اہل بیت رسالت کمر بندید از مثل گس بر سرے خوان جمع شدید مانند پرواز گان
بے باکانہ خود را بر آتش زدید قیج باورد ہائے شما سے گمراہان اُمت ترک کنند گان کذب
متفرقان احزاب پیروان شیطان و ترک کنند گان خیر الانام کشیدند گان اولاد پیغمبران و
ہلاک کنند گان مؤمنان مایاری کنند گان ظالمان و ای بر شما۔

ترجمہ۔ لعنت ہو تم پر اور تمہارے عقائد پر اسے بے وفاؤ ظالمو مجھے پریشانی کے وقت
تم نے بلایا اور تم نے مجھ سے مدد طلب کی، جب میں نے تمہاری بات مان لی اور تمہاری
ہدایت اور امداد کے لئے آگیا تو تم نے کینے کی تلوار ہمارے منہ پر چلا دی اور تم نے
ہمارے دشمنوں کی امداد شروع کر دی تم نے اہل بیت کے قتل پر کمر باندھ لی اور بد بختوں
کے دسترخوان پر کھینوں کی طرح جمع ہو گئے اور بے باک پروانوں کی طرح اپنے وجود کو تم
نے آگ میں دھکیل دیا خدا تمہاری شکلیں بدل دے اسے اُمت کے گمراہ کو کتاب اللہ کو

چھوڑنے والو شیطان کے پیروکار و رسولِ مکرم کو چھوڑنے والو پیغمبروں کی اولاد کو قتل کرنے والو اہل بیت کی اولاد اور مجتہدین کو ہلاک کرنے والو بغیر باپ کے حرامیہ و مومنوں کو تکلیفیں دینے والو ظالموں کی امدادیں کرنے والو خدا تمہیں تباہ و برباد کرے۔
(ف) آمین ثم آمین !

خلاصۃ المبحث

ان تمام عبادتوں سے آپ نے معلوم کر لیا کہ ان حضرات کا یہ کہنا کہ ہم ان کے مجتہدین ہیں ہیں بہترین جھوٹ اور دھوکہ بازی ہے بحمد اللہ ان حضرات کی سچی محبت و اتباع اہلسنت و الجماعت کے دلوں میں مرکوز ہے اور بس۔

بحث متعلق افضلیت صدیق و فاروقؓ

اہلسنت کے مسلک میں خدا تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں سے زیادہ رتبہ انسان کا ہے اور تمام انسانوں میں سے مسلمانوں کا اور عام مسلمانوں میں سے اولیاء اللہ کا اور جمیع اولیاء کرام کے صحابہ کرامؓ کا اور تمام صحابہؓ میں سے خلفاء اربعہ کا اور خلفاء اربعہ میں سے صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کا اور ان دونوں میں سے سیدنا صدیق اکبرؓ کا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نزلی میں دلائل درج کئے جاتے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ۔

استدلال علی ترجمہ :- بلاشبہ تم سب میں سے معزز خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ متقی۔
طرز استدلال :- مذکورہ بالا آیت میں اعلیٰ کو افضل المسلمین اور اکرام المؤمنین بتایا گیا۔

ہے ویسے ہم نہ صحابہ کرامؓ کے متقی ہونے کے منکر ہیں اور نہ اہل بیت کے، فرق صرف اتنا ہے کہ نص قرآن سے بغیر ابو بکر صدیقؓ کے کسی کا اتقی ہونا ثابت نہیں ہے فریقین کی کتابیں اور مفسرین گواہ ہیں کہ جب سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے حضرت بلالؓ اور عامر بن فہیرہؓ وغیرہ کو خرید کر آزاد کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ **وَسَيَجْعَلُهَا آلُكَفَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى** کہ جہنم سے بعید کر لیا جائے گا وہ اتقی جس نے اپنے مال کو تزکیہ و تطہیر کے پیش نظر خرچ کیا ہے۔

اہلسنت کی تفسیروں میں سے تفسیر ابو سعیدؓ، روح المعانی، تفسیر کبیر، بیضاوی، تفسیر ابن کثیر، مدارک کی عبارتیں شاہد ہیں کہ یہ آیت صدیق اکبرؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے لیکن اہل تشیع کی معتبر تفسیر مجمع البیان مصنفہ علامہ طبرسی میں بھی ہے۔
ان الایۃ نزلت فی ابی بکر لانتہ اشتری ممالیک الذین اسلموا مثل بلالؓ و عامر بن فہیرہؓ وغیرہما و اعتقہم۔

ترجمہ :- بلاشبہ یہ آیت ابو بکر صدیقؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ آپؓ نے ان غلاموں کو جو اسلام لائے ہیں جیسے بلالؓ اور عامر بن فہیرہؓ وغیرہ کو خرید کر آزاد کر دیا۔ پس ان دونوں آیتوں کو ملانے کے بعد یقیناً یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ قرآنی آیات کے پیش نظر سیدنا ابو بکر صدیقؓ اتقی ابونے کی حیثیت سے تمام صحابہ کرامؓ اور جملہ مسلمانین میں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

استدلال ۳ :- کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ (پک سورة آل عمران)

ترجمہ :- اے صحابہ کرامؓ تم بہترین امت اور لیگانہ روزگار ہو۔

طرز استدلال :- یقیناً اس آیت میں اولاً بالذات مخاطب صحابہ کرامؓ ہیں اور وہی خدا تعالیٰ کے نزدیک خیر و برکت کے منبع اور فضیلت و افضلیت سے متصف ہیں جب صدیق اکبرؓ یقیناً مومنین میں سے صف اول میں ہیں تو خیر و برکت کی حیثیت سے

سے بھی سب سے افضل ٹھہریں گے اور ظاہر ہے کہ ہمارے شیعہ حضرات افضلیت
سیدنا علیؑ کے سلسلے میں سبقت ایمانی کو بھی پیش کیا کرتے ہیں، لیکن اس حقیقت سے
انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جب حضرت علیؑ حضور اکرمؐ کے فیوض حاصل کرنے کے
بروئے بلوغ عمراہل ہوئے اس وقت تک صدیق اکبرؑ فیوض رسالت سے قلب و جگر
کو پورا منور کر چکا تھا۔

اہل تشیع کی تفسیر سے ہمارے مدعا کی تصدیق و تائید!

(تائید علیؑ) تفسیر مجمع البیان ص ۲۱ میں ہے۔ واختلاف فی المعنی بالخطاب
فقیل ہما المهاجرون و غلامۃ و قیل ہو خطاب للمصحابۃ و لکنہ یعمسانزل الامۃ
ترجمہ۔ اس آیت کے خطاب کے مفہوم میں مفسرین کہتے ہیں کہ خیر امت کے مصداق
مہاجرین ہیں اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ جمیع صحابہؓ ہیں لیکن یہ خطاب تمام امت کے
لئے ہے۔

(۲) صاحب مجمع البیان نے تفسیر نقل کر دی ہیں ہمارے نزدیک پہلی تفسیر راجح
ہے جبکہ متفق بین الفریقین ہے اور مہاجرین میں سے افضل بقرینہ سابقہ صدیق اکبرؑ ہی ہیں۔
تائید۔۔۔ لہذا تقدم فکری الامر والنہی عقبہ تعالیٰ بذکر من تصدی للقیام
بذلک مدحہم ترغیباً فی الاقتداء بہم فقال کنتم خیر امۃ
اخرجت للناس۔ (تفسیر مجمع البیان ص ۲۱)

ترجمہ۔۔۔ امر و نہی کے ذکر کے بعد ان لوگوں کی تعریف فرمائی جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر
کے لئے وقف تھے تاکہ دوسرے لوگ اقتداء کریں اور اسی وجہ سے ان لوگوں کو بہترین
امت کے معزز خطاب سر فرما دیا۔ ۱۲۔

افضلیت صدیق پر ایک اور شہادت

استدلال ۳۔۔ ومن يطعم الله والرسول افان لك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصدّيقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا۔
ترجمہ۔ جس نے اللہ اور رسول مکرم کی اطاعت کی پس وہ ان کے ساتھ جو کائنات عام یافتہ ہیں، عیسویں صدیقین شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اور یہ بہترین رفیق ہیں۔
طرز استدلال ۱۔ مذکورہ بالا آیت میں منعم علیہم کے چار گروہ ذکر کئے گئے ہیں انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء صالحین گویا خدا تعالیٰ کے نزدیک انہوں کے بعد صدیقین کا درجہ ہے اور سیدنا حضرت ابوبکرؓ بقول رسول اکرم سلم اور بقول انہی کرام یقیناً صدیق ہی ہیں۔

ابوبکر صدیقؓ سے سرور کائنات کا ارشاد

تفسیر قمی مطبوعہ نجف اشرف ص ۲۶۶ میں ہے لما کان رسول الله في الغار قال لا ابي ابكر
كافي انظر الى سفينة جعفر في اصحابه يقوم في البحر والنظر الى الانصار المحتسبين
في اقديةهم فقال ابوبكر وتراهم يا رسول الله قال نعم قال فابايتهم فمسم على
عينه فتراهم فقال له رسول الله انت الصدّيق۔

ترجمہ۔۔ امام جعفر صادق فرماتے تھے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تھے تو آپ نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ میں بطور مکاشفہ جعفر طیار اور ان کے ساتھیوں کی کشتی کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنے مکانات میں بیٹھے ہوئے ہیں ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کیا ان کو دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا ہاں ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ مجھے بھی دکھا دیجئے آپ نے ان کی آنکھوں پر ہاتھ پھر تو انہوں نے بھی دیکھ لیا پس رسول اللہ نے ان سے فرمایا کہ

تم صدیق ہو۔

صدیق کی صداقت پر امام محمد باقر کی شہادت

علی بن عیسیٰ ارویہلی شیعی عالم نے کشف الغم عن معرقۃ الآثار میں امام محمد باقرؑ کی ایک حدیث نقل کی ہے۔

انہ سئل الامام ابو جعفر علیہ السلام عن حلیۃ السیف هل یجوز فقال نعم
تد حلّی البکر الصدیق سیفہ بالفضۃ فقال الراوی فانقول هكذا فوثب
الامام عن مكانه فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل له
الصدیق فلا صدق الله قوله۔

ترجمہ۔ امام محمد باقرؑ سے دریافت کیا گیا کہ تلوار کا قبضہ چاندی کا بنوانا جائز ہے یا نہ آپ
نے فرمایا ہاں جائز ہے اور فرمایا کہ ابو بکر صدیقؓ نے اپنی تلوار کا قبضہ چاندی کا بنوایا تھا تو
اس پر راوی نے کہا کیا آپ اُسے صدیق کہتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں صدیق ہے ہاں
صدیق ہے ہاں صدیق ہے پس جو شخص ان کو صدیق نہ کہے خدا تعالیٰ اس کے قول کو
سچا نہ کرے یا خدا تعالیٰ اس کی تصدیق نہ کرے۔

صداقت صدیق پر قرآنی شہادت

تفسیر مجمع البیان میں ہے۔ والذی جاء بالصدق وصدق به اولئك هم المتقون
قیل والذی جاء بالصدق قد رسول الله وصدق به ابو بکر۔

ترجمہ۔ جو صدق لے کر آیا وہ حضورؐ کی ذات نور ہے اور جس نے اس صدق کی
تصدیق کی وہ ابو بکر صدیقؓ ہے۔

استدلال علیہ۔ الا تصروه فقد نصر الله ثانی اثنین اذ هما فی الفار اذ یقول
لصاحبہ لا تعزبن ان الله معنا۔

ترجمہ :- اگر تم نے حضور علیہ السلام کی مدد نہ کی تو پس خدا تعالیٰ نے خود بخود مدد فرمادی جبکہ دوسرا اتحاد و کما۔

طرز استدلال :- رسالت مآب صلعم نے دعویٰ نبوت کیا تو منکرین نے تسلیم نہ کیا کئی برس کے معطلہ میں گزارے، آخر کار بارگاہ ربوبیت سے ہجرت کا حکم ہوا حضور صدیق اکبرؑ کو ساتھ لے کر چلے رب العالمین نے سرور دو عالم کو سراپا نبوت بتایا تو صدیق اکبرؑ کو سراپا نصرت۔

سارے قرآن میں خدا تعالیٰ نے اگر نصرت کا اطلاق کیا ہے تو صرف صدیق اکبرؑ پر اور یہی ان کی افضلیت کی دلیل ہے۔

تیز رفاقت نبوت کے لئے خدا اور اس کے پیارے رسول کا انتخاب بھی سونے پر سہاگہ ہے۔ نیز لصاحبہ میں صاحب کی اضافت کرنا ایسے ضمیر کی طرف جس کا مرجع بغیر سرور دو عالم کے اور کوئی نہیں بتاتا ہے کہ صدیق اکبرؑ سرور دو عالم کے اولاً بالذات صاحب (ساختی تھے) اور باقی ثانیاً بالعرض اور اگر بالذات ہی تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی قرآنی نص کے مطابق صدیق اکبرؑ ہی صاحب الہی ٹھہریں گے اور یہ وہ فضیلت ہے جو ان کے علاوہ کسی میں بھی نہیں پائی جاتی۔

(لا تعذرن) سے پتہ چلتا ہے کہ صدیق اکبرؑ کا حزن و ملال سرور دو عالم کو گوارا نہ ہوا فوراً تسلی دے کر اطمینان فرمادیا تاکہ قلب صدیق قلق و اضطراب سے مصحّل نہ ہو جائے اُدھر سید دو عالم کا قلبی تعلق ملاحظہ فرمائیے اور ادھر رب العالمین کی بارگاہ میں تقیوت کا اندازہ لگائیے کہ جو الفاظ آپؐ کی زبان فیض ترجمان سے صادر ہوئے وہی الفاظ بلا تضرر قرآن مجید میں ذکر کر دیئے تاکہ قیامت تک صدیقؑ کی صداقت و رفاقت پر زندہ شہادت قائم رہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست • تانہ بخشِ خدائے بخشندہ

شیعی عالم صاحب تفسیر مجمع البیان کی مفید تفسیر

استدلال عشر۔ ثم عاد سبحانه الى ذكر المهاجرين والانصار
ومدحهم واثنى عليهم فقال والذين مهاجروا وجاهدوا في سبيل الله
اي صدقوا الله ورسوله وهاجروا من ديارهم واطاعوه يعني من مكة الى
المدينة وجاهدوا مع ذاك في علاء دين الله والذين آووا ونصروا
اي نصروهم ونصروا النبي اولئك الذين حققوا ايمانهم بالهجرة
والنصرة۔

ترجمہ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مہاجرین و انصار کے محامد و محاسن اس آیت والذین ہاجروا
وجاہدوا فی سبیل اللہ سے بیان فرمائے یعنی ان مہاجرین نے اللہ اور اس کے رسول
کی تصدیق کی ہے اور آپ ہی کی محبت میں اپنے گھر اور وطن کو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے اور
بادجو اس ہجرت کے ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کو بلند کرنے کے لئے اللہ
کے دشمنوں سے اور جہاد بھی کئے اور والدین آووا ونصروا سے انصار کے فضائل
بیان فرمائے۔ یعنی انصار نے ان جلا وطن مہاجرین کو اپنے کسب میں ملا کر قیام کرنے کے لئے
مکانات دیئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑے نازک و قتل میں امداد فرمائی اس کے بعد
ہر دو کی مشترکہ فضیلت بیان فرمائی کہ اولئک هم المؤمنون قتالہم مغفرة و رزق کریم
یعنی ان مہاجرین نے ہجرت و نصرت سے اپنے ایمان کو محقق کیا۔

طرز استدلال۔ مذکورہ بالا آیت میں فضیلت کا مدار ہجرت و نصرت کو قرار دیا گیا
ہے اور ظاہر ہے کہ جس طرح سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ شرف ہجرت میں سب سے فائق
ہیں اسی طرح نصرت رسالت میں بھی سباق النایات ہیں ان دونوں فضیلتوں کا یکجا جمع
ہونا یقیناً ان کی افضلیت کی دلیل ہے۔

مفسر صافی کے بیان میں صدیق کی افضلیت کا بیان

استدلال علیہ۔ لا تہم حققوا ایمانہم بالہجرة والنصرة والانسلاخ

من الاہل والمال والنفس لاجل الدین (تفسیر صافی ص ۱۸۷)

ترجمہ۔ بچے ایمان دار اس لئے ہیں کہ ہاجرین والصار نے محض دین کے لئے ہجرت اور نصرت سے اہل و عیال جان و مال کے ترک سے اپنے کمال ایمان کو ثابت کر دیا۔

طریز استدلال۔ شیعہ عالم مفسر صافی نے قرآنی آیت کی تفسیر میں تحقیق ایمان اور صداقت فی الاسلام کے لئے حسب ذیل امور کو شمار کیا۔

(۱) مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا۔

(۲) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کرنا۔

(۳) صاحب نبوت پر اہل و عیال تیار کر دینا۔

(۴) حضور پر مالی قربانی کرنا۔

(۵) اپنی جان یا اس کے حوالے کر دینا۔

مذکورہ بالا امور میں سے اگر کسی میں ایک بھی پایا جائے تو اس کے تحقق ایمان کی علامت

ہے۔ اور کیا شان ہے اس کی جو تمام صفات مذکورہ کا حامل ہو اور مجدد اللہ صدیق اکبرؑ

انہیں اوصاف سے متصف تھے۔

صدیق اکبرؑ کے اوصاف حمیدہ پر دلائل براہین ملا کاشی کی حق گوئی

ہجرت صدیقؑ پر دلائل۔ دلیل علیہ۔ اذا اخرجہ الذین کفروا ثانی اشہین لم

یکن عندہ الا جمل واحد اذہما فی الفارغ اور وہو فی جبل ھمی مکہ علی

سیرۃ ساعۃ اذ یقول لصاحبہ وهو الویکر (تفسیر صافی ص ۱۸۷ سورۃ توبہ)

ترجمہ: جب کفار نے حضور علیہ السلام کو کہہ مغلطہ سے نکالا تھا تو آپ کے ساتھ بغیر ایک جوان کے کوئی نہ تھا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے اور حضور علیہ السلام اپنے رفیق ابو بکرؓ سے فرما رہے تھے۔ لَا تَحْزَنَ إِنَّ اللَّهَ مَعَنا۔

استنباط ہے۔ مندرجہ صافی شیعہ عالم نے بتا دیا ہے کہ سرور کائنات کے ساتھ ہجرت کی شب بغیر صدیق اکبر کے اور کوئی نہ تھا۔ مثلاً اسے استنباط یہ ہے کہ ہجرت کا موقع اگرچہ سب مہاجرین کو نصیب ہوا لیکن صدیق کی ہجرت میں ایک امتیازی شان موجود ہے وہ یہ کہ باقی صحابہ تو اپنے اہل و عیال کو ساتھ لے کر چلے لیکن صدیق اکبر گوہر پے بہادر یکتا سید محمد مصطفیٰ کو ساتھ لے کر چلے لوگ ہجرت میں اپنے اہل و عیال پر پہرہ دے رہے تھے لیکن صدیق اکبر صاحب حسن و جمال کی حفاظت و صیانت کر رہے تھے۔ ذالہی
فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

ملا یا قر مجلسی کی تحقیق (حیات القلب ج ۲) ۳۵۱

دلیل ۲۔ و۔ قزاق امر کرده است که البکر را همراه خود ببری۔

ترجمہ: حضور کے پاس جب رسول علیہ السلام آئے اور عرض کی کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو حکم کیا ہے کہ ہجرت کی شب ابو بکرؓ کو ہمراہ لے جانا۔

استنباط :- حضور علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کی شب رفق سفر ہونا تو مسلمات میں ہے لیکن ملا باقر مجلسی نے یہ روایت بیان کر کے بتا دیا کہ حضور علیہ السلام صدیق اکبرؓ کو باجہاد خود ساتھ نہ لے گئے تھے بلکہ حکم خداوندی کے مطابق لے گئے تھے فحاشے استنباط یہ ہے کہ بیشک حضرت علیؓ حضورؐ کے بستر پر سوئے لیکن افضل تو وہ ہے جو بستر والے کے ساتھ سویا اور نہ صرف غار میں سویا بلکہ قیامت تک مزار میں سویا اور اس وقت سویا جبکہ صاحب مزار کے ساتھ کوئی نہ سویا۔

حضرت حسن عسکری کی تحقیق (تفسیر حسن عسکری) ۲۱۳

وایلی علی۔ امرک ان تستصحب ابابکر فانه ان آنسلف و ساعدک
و وازرک و ثبت علی تعاھدک و تعاقدک کان فی الجئۃ من رفقاھک و فی
غرفاھما من خلصاھک۔

ترجمہ: شب ہجرت حضرت کے پاس جبریل امین آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو
حکم فرمایا ہے کہ اپنے ساتھ صدیق اکبر لے جائیے کیونکہ اگر اس نے آپ کے ساتھ محبت کی اور
مسامت کی تو وہ روز محشر آپ کے ساتھ بن ترین مکانوں میں ہوگا۔

استنباط: شب ہجرت صدیق اکبر کا ساتھ جانا اگر مسلمات میں سے ہے تو بامر خداوندی
حضور کا ساتھ لے جانا بھی متفق علیہ ہے سید حسن عسکری کی روایت نے مزید تشریح کر
دی ہے کہ صدیق اکبر رسول خدا کی رضا کے پورے مساند و موافق تھے یہی وجہ ہے کہ
آپ کو قیامت سے پہلے گنبد خضراء نصیب ہوئی جس کی عزت مسلمانوں میں مقبرہ و مقبرہ ہے۔

صاحب غروات حیدری کا بیان (غروات حیدری) ۴۵

مرزا باؤل لکھتے ہیں کہ ہر گاہ جناب نبوی دولت سرا سے نکلے تو پہلے درخانہ ابوبکر بن
ابوقحافہ پر آئے کس واسطے کہ ابوبکر کو آپ نے آگاہ کر دیا تھا کہ ہمارے ساتھ چننا پس آپ نے
آواز دی اور گھر سے باہر بلا کر اپنے ہمراہ بیجاہ شہر سے باہر آئے اور راستہ شرب کا پیش نظر
رکھا تو حضرت رسول خدا نے تعلین مقدس کو پاسے مبارک سے نکال لیا اور بارہ منہ راہی
سفر ہوئے یہ حال دیکھ کر ابوبکر نے آپ کو اپنے شانہ پہ بٹھلایا۔

تشریح نصرت صدیقی

ثبوت نصرت علیہ الا تنصوہ فقد نصرا لہ - (ترجمہ) گذر چکا ہے۔

استدلال :- خدا تعالیٰ نے صدیق اکبرؑ کو سراپا نصرت قرار دیا ہے جبکہ آپ کے بغیر
یا اتفاق فریقین کوئی بھی آپ کے ساتھ رفیق سفر نہ تھا۔

صدیق اکبرؑ کی جان مصطفیٰؐ کے حوالے

ثبوت نصرت عطا :- یعنی اخراج رسولؐ کو زندہ در جالتیکہ دوئم رو بود یعنی باؤ نبود و مگر یک
کس کو آں ابو بکرؓ است یعنی نصرت داد چہ غیر یا وقتیکہ ابو بکرؓ در غار بود نہ۔
(تفسیر منہاج الصادقین ص ۲۷ مطبوعہ تہران)

غار ثور میں رسول کریمؐ کے لئے روٹی اور دودھ

صدیق اکبرؑ کے گھر سے آتا تھا

ثبوت نصرت عطا :- مجاہد گوید کہ رسولؐ کئی شبانہ روز در غار بود و از عودہ روایتیں کہ ابو بکرؓ
را گو سفند سے چند بود نماز شام عامر بن نفیرؓ کو سفند میں راہ در غار راندی و ایشان از شیر
گو سفند میں خوردندی۔ (تفسیر منہاج الصادقین ص ۲۷)

ترجمہ :- مجاہد راوی کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام غار ثور میں تین دن اور تین راتیں رہے
اور عودہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیقؓ کی چند زمینیاں تھیں شام کی نماز کے وقت ابو بکر
صدیقؓ کا نلام عامر وہ ریوڑ غار کے دروازے پر لانا تھا اور حضور علیہ السلام وہ دودھ پیتے تھے۔

روٹی بھی صدیقؓ کے گھر سے آتی تھی (منہاج الصادقین ص ۲۷)

ثبوت نصرت عطا :- وقتاً وہ گوید کہ بعد الرحمن در خفیہ باعداد و شبانگاہ آمدی و برائے
ایشان طعام آوردی۔

ترجمہ:- اور تھا وہ کہتے ہیں ابو بکر صدیقؓ کا بیٹا عبدالرحمن صبح شام آتا تھا اور ان کے لئے روٹی تیار کر کے لاتا تھا۔

صدیقؓ نے باریتوں اپنے کندھوں پر اٹھایا (غزوات حیدری) ص ۴۵

چوں رفتند ز دامن دشت قدم فلک سائے مجروح گشت
ترجمہ:- جب حضورؐ نے بیابان میں قدم رکھا تو آپ کے قدم مبارک مجروح ہونے لگے یہ حال دیکھ کر ابو بکرؓ نے حضرت کو اپنے شانہ پر بٹھلایا۔

توضیح و تشریح اور دفع الوسواس

کہا جاسکتا ہے کہ صدیق اکبرؓ نے حضور علیہ السلام کو اپنے کندھوں پر اٹھایا تو کیا ہوا جو با عرض ہے کہ یہ وہ فضیلت ہے کہ انسانوں میں سے بغیر صدیق اکبرؓ کے کسی کو نصیب نہیں ہوئی کہ جب حضرت علی مرتضیٰؓ نے اس قسم کی خواہش ظاہر کی تو حضورؐ نے یا تو انکار فرما دیا اور یا وہ خود باریتوں کی برداشت نہ کر سکے۔

سید محسن علی صاحب شیعہ کی تحقیق (غزوات حیدری) ص ۴۶

وقت توڑنے اصنام بام بیت الحرام کے ہر گاہ جناب خیر الانام نے اُن حضرات سے کہا کہ یا علیؓ آؤ میرے دوش پر چڑھو اور ان بتوں کو گرا دو تب حضرت علیؓ نے عرض کی کہ ادب اس کا مقتضی نہیں کہ میں جہر نبوتؐ پر پاؤں رکھوں آپ میرے دوش پر سوار ہو دیں حضرت نے فرمایا یہ باریتوں سے تم تحمل نہ ہو سکو گے۔

مقبول لاہوری کی تحقیق ضمیمہ مقبول ص ۲۹

پس جیسے ہی آنحضرتؐ نے علی مرتضیٰؓ کی پشت پر قدم رکھا تو وہ حضرت خود فرماتے ہیں کہ

ثقل رسالت کے سبب میں آنحضرتؐ کو اٹھانے کا۔

مذکورہ بالا تحقیق کی مزید تائید غمیمہ مقبول ص ۲۹۱

اے علیؑ اُس بت کا میں کیا علاج کروں انہوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ ابھی میں حضورؐ کے سامنے جھکا جاتا ہوں حضورؐ میری پیٹھ پر سوار ہو کر اسے گھسیٹ لیں جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ اگر میری امتِ اول سے لے کر آخر تک اس بات کی کوشش کرے کہ میرے اعضائے ظاہری میں سے کسی ایک عضو کا بوجھ بھی اٹھالیں تو نہیں اٹھا سکتے۔

برافضلیت صدیق رض

استدلال ۱۔ جمیع مسلمانان البکرہ بیعت کردند و اظہار رضا و خوشنودی باو سکون و اطمینان لبوئے او نمودند و گفتند کہ مخالف او بدعت کنندہ است و خارج است از اسلام۔ (بخارا لاوار مترجمہ شریف مرتضیٰ)

ترجمہ:۔ سب مسلمانوں نے البکرہ صدیقؑ کے دستِ حق پرست پر بیعت اور رضا و خوش سکون و اطمینان کا اظہار کیا اور کہنے لگے کہ اس خلیفے کا مخالف بدعتی ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

حضرت علیؑ بھی صدیق اکبرؑ کو افضل جانتے تھے (احتجاج طبرسی)

استدلال ۱۔ ثمرۃ ناول یدایہ بکیر فبا یعدہ۔

ترجمہ:۔ بعدہ حضرت علی مرتضیٰؑ نے البکرہ صدیقؑ کا ہاتھ پکڑا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔

طرز استدلال ۱۔ کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہی تب متحقق ہو سکتا ہے جب اُسے افضل و برتر تسلیم کیا جائے اور سیدنا صدیق اکبرؑ سیدنا علیؑ کی نگاہ میں یقیناً ایسے ہی تھے۔

برا فضیلت صدیق حضرت اسماء بنت عیس کا نکاح۔ ^{۲۶۱} حق الیقین باقر مجلسی

اسماء بنت عیس کہ در آن وقت زن ابو بکرؓ و رسالتقرن طیارہ۔

ترجمہ:- اسماء بنت عیس کہ اس وقت صدیق اکبرؓ کی اہلیہ تھی اور آپ سے پہلے حضرت علیؓ کے بھائی جعفر طیار کی بیوی تھی۔

طرز استدلال:- جعفر طیار سیدنا علیؓ کے حقیقی بھائی تھے ان کی شہادت ہوتی ہے تو حضرت علیؓ ان کا نکاح عقل سے نہیں کرتے۔ بلکہ اگر سرزمین عرب میں اس رشتے کے لئے تجویز کرتے ہیں تو صدیق اکبرؓ کے وجود مسعود کو ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی شخصیت اور فضیلت مسلم تھی ورنہ آپ ایسا نہ کرتے۔

ازالہ شبہ

بعض جہال کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت اسماء چونکہ بیوہ تھی اس لئے حضرت علیؓ کا اس نکاح سے کوئی تعلق نہیں تھا سو عرض یہ ہے کہ یہ شبہ چند وجوہ کی بناء پر غلط ہے۔
(۱) اولاً اس لئے کہ صاحب حق الیقین میں ملا باقر مجلسی نے تصریح کی ہے کہ اسماء بنت عیس مذہب شیعہ رکھتی تھی اور شیعہ بقول اہل تشیع ہوتا بھی وہی ہے جو سیدنا علیؓ مرتضیٰ کا فرمانبردار ہو ظاہر ہے کہ اس بناء پر حضرت اسماء بغیر حضرت علیؓ کی اجازت کے نکاح نہیں کر سکتی۔

(۲) ثانیاً اس لئے کہ اگر یہ نکاح بغیر رضائے علیؓ مرتضیٰ کے ہوتا تو حضرت علیؓ کم از کم اعتراض ہی کر دیتے حالانکہ آپ سے اتنا بھی ثابت نہیں۔

استدلال ثلث:- فقال لست بمنکر فضل عمر و لکن ابابکر افضل من عمر و (مجموعہ طبری ص ۱۸۷)
ترجمہ:- امام محمد باقر نے فرمایا میں عمرؓ کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں۔ لیکن ابو بکرؓ حضرت

عمرؓ سے زیادہ افضل ہیں۔

طرز استدلال بہ فاروق اعظمؓ کا رتبہ سادات کرام کے نزدیک مسلمات میں سے ہے جبکہ سیدنا علیؓ حضرت عمرؓ کے متعلق حسب ذیل القاب استعمال فرماتے ہیں۔

(۱) مسلمانوں کے لئے جائے پناہ۔ لا تکن للمسلمین کالقنہ دون اقطی بلادہم۔
(نہج البلاغت ص ۲۵ مطبوعہ الاستقامت)

(۲) ایمانداروں کے لئے جائے رجوع ایس بعدک مرجع یرجعون
الیہ۔ (نہج البلاغت ص ۲۵)

(۳) کنت مدثر للناس ومثابة للمسلمین۔ (نہج البلاغت ص ۲۵)

(۴) قیم بالامر کا رتبہ حضرت عمرؓ کو حاصل تھا۔ وکان القیم بالامر وکان النظام
من الحزب یجمعه ویضمہ۔ (نہج البلاغت ص ۲۹)

(۵) قیم بالامر کا رتبہ اور اس کی تشریح۔ والقیم لا یدان یکون عالمًا
لجميع القرآن وسائر الاحکام یکون منصوباً علیہ معصوماً
عن الخطاء والزلل۔ (مرآة العقول ص ۱۳)

ترجمہ: قیم کے لئے ضروری ہے کہ سارے قرآن تمام احکام کا عالم ہو اور منصوب علیہ
اور گناہوں اور لغزشوں سے معصوم ہو۔

(ف) سیدنا علیؓ مرتضیٰ کا اس لقب سے حضرت عمرؓ کو لقب کرنا بتاتا ہے کہ سیدنا حضرت
علیؓ کے نزدیک حضرت عمرؓ انہیں القابوں سے ملقب تھے۔

خلاصہ مبحث اور صدیق اکبرؓ کی افضلیت کا ثبوت

مذکورہ بالا حوالہ جات سے جب آپؐ نے معلوم کر لیا کہ سیدنا فاروقؓ اعظمؓ کا مرتبہ
حضرت رسولؐ کی نگاہ میں ایسا ہے تو آپؐ کو اس امر کا بھی یقین کرنا پڑے گا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ

ان تمام صفات کا ملکہ جامع بھی تھے۔ اور ان اوصاف سے بہت سی اور صفات کے حامل بھی جس سے صدیق اکبرؑ کی افضلیت روز روشن کی طرح واضح طور پر معلوم ہونے لگتی ہے جبکہ امام محمد باقرؑ کا اعلان ہے کہ صدیق اکبرؑ سیدنا عمرؓ سے افضل ہے۔

(نوٹ) فضائل اور افضلیت صدیق اکبرؑ کے متعلق ہمارے پاس بی شمار دلائل ہیں جن کے لئے علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔ پاٹ بک کی حیثیت کے مختصر دلائل ذکر کر دیجیے ہیں اب حویل میں ان دلائل کے جوابات لکھے جاتے ہیں جن سے فریق مخالف افضلیت سیدنا علیؑ پر استدلال قائم کیا کرتے ہیں۔

افضلیت سیدنا علیؑ پر اہل تشیع کا پہلا استدلال

اور اس کا جواب

استدلال علم۔ یا ایہا الرسول بلغ ما أنزل الیک (قرآن حکیم) ترجمہ: اے رسول (علیہ السلام) جو کچھ آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے وہ بیان کر دیجیئے۔ طرز استدلال :- دیکھئے اس آیت میں امامت سیدنا علیؑ کی تبلیغ کا ذکر ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ جمیع صحابہ کرامؓ سے افضل تھے اگر کوئی اور افضل ہوتا تو خدا تعالیٰ اور کی افضلیت و امامت کی تبلیغ کا بھی حکم فرماتے۔

جواب علم۔ آیت مذکورہ سے استدلال غلط ہے اس لئے کہ ما انزل سے مراد اگر سیدنا علیؑ مرتضیٰ کی امامت ہو تو ثابت کرنا پڑے گا کہ اس قسم کی آیت پہلے نازل ہو چکی ہے جس میں سیدنا علیؑ مرتضیٰ کی امامت کا ذکر ہوا لاکھ قرآنی آیتیں گواہ ہیں کہ ہمیں بھی قرآن میں اس قسم کا ذکر موجود نہیں ہے چنانچہ آپ کی خلافت بلا فصل کا ذکر ہو جس کے ثابت کرنے کے لئے زمین و آسمان کے قلابے ملائے جا رہے ہیں۔

جواب علیہ ان القرآن یفسر بعضہ بعضا کے پیش نظر ما انزل سے قرآن مجید کے بغیر اور کچھ نہیں تو ماحصل یہ ہوا کہ اسے رسولؐ پہنچاتے رہے اُس قرآن کو جو کہ آپؐ پر نازل کیا گیا ہے ذیل میں شیعہ مفسرین کے چند تفسیری جملے بطور استشہاد نقل کئے جاتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

استشہاد ۱ مفسر صافی کا بیان

والذین یؤمنون بما انزل الیک من القرآن والشریعة (تفسیر مال ص ۳۱ مطبوعہ ایران)
 طرز استدلال :- دیکھئے شیعہ مفسر نے یہاں ما انزل الیک سے مراد قرآن و شریعت مراد لیا ہے جس طرح یہاں ما انزل الیک سے مراد قرآن و شریعت ہے اسی طرح دہاں بھی قرآن و شریعت مراد رہے گا جس کے حکم کی خداوند جل شانہ نے تاکید فرمادی۔

استشہاد ۲ مفسر صافی کا بیان

وما انزل من قبلك من التورۃ والانجیل والذبور وصحف ابراہیم
 (تفسیر صافی ص ۳۱ مطبوعہ ایران)
 طرز استدلال :- دیکھئے اس عبارت میں بھی وما انزل من قبلك سے مراد کتب منورہ کی گئی ہیں اور ہیں۔

افضلیت حیدر کرار پراہل تشیع کا دوسرا استدلال

اور اس کا جواب

قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونساءنا ونساءکم والفسنا والفسکم

طرز استدلال :- دیکھئے مہابے کے دن حضور علیہ السلام حضرت علیؓ اور حسینؓ مکرین اور سیدہ کو ساتھ لے گئے تھے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ افضل ہیں۔

جواب ۱۔ قرآن مجید میں حضرت علیؓ کا ساتھ لے جانا مذکور نہیں اور روایات میں ان کے علاوہ اوروں کا بھی ذکر موجود ہے۔ ملاحظہ ہواہلسنت پاکٹ بک حصہ اول بحث مبادلہ۔

جواب ۲۔ زیادہ سے زیادہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ حضور علیہ السلام ان کو بوم میا ساتھ لے گئے لیکن پھر بھی افضلیت ثابت نہ ہوئی کیونکہ اس میں ان کے ساتھ ان کی بیوی اور دو بچے بھی شریک تھے۔

جواب ۳۔ عند الخوارج افضلیت تو کیا فضیلت بھی شاید ثابت ہو سکے جبکہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے ساتھ لے گئے تھے کہ وہاں جا کر دعائے لعنت کریں اور صدیق اکبرؓ کو شب ہجرت اس لئے ساتھ لے گئے تھے تاکہ وہ رحمتہ للعالمین کی حفاظت مصیبت کر سکیں۔

اہل تشیع کا تیسرا استدلال اور اس کا جواب

بطہرکم تطہر

طرز استدلال :- آیت تطہیر مشہور بین الفرقین ہے یہ آیت اہل بیت کے قرآن مجید میں عزت رسول مقبول میں سے کسی ایک کا نام بھی موجود نہیں اور اگر ہے تو اہل بیت کا اور اہل بیت سے مراد قرآنی سیاق و سباق کے پیش نظر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویاں ہیں اور پس مزید تحقیق کے لئے ملاحظہ ہواہلسنت پاکٹ بک ج ۱ ص ۵۰۔

جواب ۱۔ اہل تشیع کا اس آیت سے استدلال غلط ہے کیونکہ اگر اس میں تطہیر کا ذکر ہے تو ذرا بوجس کا بھی ہے اس بنا پر شیعوں کے ذاکرین کو ماننا پڑے گا کہ ائمہ کرام ابتداء سے معصوم بھی نہیں ہوتے در نہ ذرا بوجس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جواب ۲۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو پھر بھی فضیلت ثابت ہوگی نہ کہ افضلیت اور

افضلیت بھی ایسی جس میں حضرت علیؑ کے ساتھ احادیث کے مطابق اور بھی شریک تھے اور شریک رہے۔

اہل تشیع کا چوتھا استدلال اور اس کے جوابات

من كنت مولاه فعلى مولاه۔ (حدیث)

طرز استدلال یہ مولیٰ کا معنی اس حدیث میں سردار ہے یعنی جس کے مصطفیٰ سردار ہیں اس کے حضرت علیؑ بھی سردار ہیں پس ثابت ہوا کہ حضرت علیؑ بعد از سرور کائنات سب سے افضل ہیں۔

جواب علم۔ مولیٰ کا معنی اولیٰ لینا خلاف عربیت ہے جبکہ مفعول کبھی بھی افعول کے معنی پر نہیں آتا۔

جواب علم۔ مولیٰ کا معنی اگر سردار لیا جائے تو لازم آئے گا کہ حضرت علیؑ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہوں حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام سے وہ افضل ہو سکتا ہے جو کم از کم دس ہفت نبوت سے متصف ہو اور حضرت علیؑ یقیناً نبی نہیں تھے بلکہ حضور علیہ السلام کے امتی تھے۔ تنبیہ مقبول ۲۱۹۔ جناب امیر المؤمنینؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں راضی ہوں پھر حضرتؑ نے فرمایا یا علیؑ جو ثواب تم کو میرے ساتھ چلنے سے ملتا تھا ہی مدینہ میں رہنے سے ملے گا اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہارا ایک امت قرار دیا ہے۔ ۱۲۔ پس اس لحاظ سے انبیاء علیہم السلام کی توہین و تذلیل لازم آئے گی جبکہ غیر نبی کو انبیاء سے افضل مان لیا جائے۔

جواب علم۔ اور اس سے حضور علیہ السلام کی بھی توہین ہے۔

اولاً اس لئے کہ حضورؑ بعد از خدا سب سے افضل ہونے میں یکتا نہ رہے ثانیاً اس لئے کہ قرآن مجید میں وارد ہے۔

ان الله هو مولاك وجبريل وصالح المؤمنين -

پس اگر مولا کا معنی سردار کیا جائے تو معنی ایوں بنے گا۔ بلاشبہ اللہ سردار ہے حضرت محمد مصطفیٰ کا اور جبریل علیہ السلام اور نیک مومن بھی سردار ہیں حضور علیہ السلام کے اور یقیناً یہ خلاف حقیقت کیونکہ لازم آئے گا حضور علیہ السلام سب کے غلام بن جائیں معاذ اللہ

خلاصہ بحث

لہذا جب مولا کا معنی دوست کیا جائے گا تو سارے شبہات دور ہو جائیں گے اور حدیث معنی ایوں بنے گا۔ جس کا میں دوست ہوں پس علی مرتضیٰ بھی اس کا دوست ہے۔

اہل تشیع کا پانچواں استدلال اور اس کا جواب

اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلَى بَابِهَا

ترجمہ: حضور نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی مرتضیٰ اس کا دروازہ ہیں۔
 طرز استدلال: دیکھئے اس حدیث میں حضور نے اپنی ذات کو مدینۃ العلم فرمایا ہے تو علی مرتضیٰ کو باب علم اور یہی فضیلت کی دلیل ہے۔
 جواب علامہ بیشک بعض لوگوں نے نادانانہ قیاس کی وجہ سے اس حدیث کو صحیح کہہ دیا ہے لیکن حقیقت میں یہ حدیث روایتاً سنداً ناقابل قبول ہے۔

(۱) قال البخاری انه منكر وليس له وجه صحيح

امام بخاری نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے اور اس کے صحیح ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

(۲) قال الترمذی انه منكر غريب

امام ترمذی نے اسے منکر غریب کہا ہے۔

(۳) صحیح ابن معین اسے بے اصل بتاتے ہیں۔

(۴) ابن جوزی نے اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے۔

(۵) شیخ محی الدین نودی حافظ شمس الدین فہمی شیخ شمس الدین جوزی نے کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔

جواب علماء۔ بر تقدیر تسلیم اگر حدیث کے صحیح ترجمے کو دیکھ لیا جائے تو سرے سے اعتراض ہی وارد نہیں ہوتا کیونکہ بابہا کا ضمیر علم کی طرف راجع نہیں ہے بلکہ مدینہ کی طرف ہے یعنی حضور علم کے شہر ہیں تو علی شہر کے دروازے ہیں اور ظاہر ہے کہ شہر کے اندر گھر میں داخل ہونے والا انسان سب سے پہلے شہر کے دروازے کو عبور کرے گا اور دروازہ شہر سے باہر والی دیوار کی حد میں ہی جوتا ہے اور یہی حال صاحب نبوت کی خلافت کا ہے کہ انسان مراتب کی حیثیت سے جب بھی بیت علم نبوت تک پہنچنے کا قصد کرے گا تو سب سے پہلے اسے خلیفہ چہارم تک رسائی حاصل ہوگی اور ان کے ذریعہ سے تیسرے دوسرے پہلے تک اور اس کے بعد صاحب نبوت کے خزانہ تک اور یہ ہمارے مسلک کے قطعاً مخالف نہیں ہے۔

اہل تشیع کا چھٹا استدلال اور اس کا جواب

اقلکم و رد اعلیٰ الموضن اقلکم اسلاماً علیٰ ابی ابی طالب اخرجه ابن ابی عدی ترجمہ۔ سب سے پہلے حوض کوثر پر بھی حضرت علیؑ نہائیں گے اور سب سے پہلے اسلام لانے والے بھی حضرت علیؑ ہیں۔

(ف) معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ سب سے افضل ہیں۔

جواب علماء۔ یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے جس کا نام سیف ہے اور وہ کذاب ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قرۃ العین ص ۲۸۸ مطبوعہ مجتہبائی میں فرماتے ہیں۔

فیه ضعف بات حاکماً اخرجہ من طریق سیف وتعقبہ الذہبی بات سیف کذاب
ترجمہ:- اس حدیث میں ضعف ہے حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کو سیف کی
روایت سے بیان کیا ہے اور ذہبی نے کہا ہے کہ سیف جھوٹا ہے، البتہ یہ حدیث ناقابل
قبول ہے۔

ساقواں استدلال اور اس کا جواب

النظر الی وجه علی عبادۃ

ترجمہ:- حضرت علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔
جواب علامہ قمرۃ العین میں مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں:-
اخرجہ جماعة فیه وضاعان وبجھیل ومترکون قال العقلائی باطل وقال الخطیب غریب
ترجمہ:- جماعت نے اسے روایت کیا ہے اس میں بناوٹی حدیثیں بیان کرنے والے
بھی ہیں اور بعض راوی متروک بھی ہیں۔ علامہ عقلائی نے کہا ہے کہ حدیث باطل ہے
خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ غریب ہے بہر حال جرح کا درجہ تعدیل پر فائق ہے اور
حدیث ناقابل قبول ہے۔

آٹھواں استدلال اور اس کا جواب

امیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سد الابواب لشارعة فی المسجد وتراک باب علی اخرجہ احمد
ترجمہ:- رسول کریم صلعم نے مسجد میں آنے والے راستوں کے سامنے دروازے بند
کرنے کا حکم دیا تھا بغیر حضرت علیؑ کے دروازے کے۔
قال الشاہ ولی اللہ فیه مجھول والنسائی فیه مجھول والخطیب فیه مجھول قیل
وضعتہ الترافضة وقال ابن حجر الی اثباتہ (رقمۃ العین)

ترجمہ: شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا اس حدیث کی روایت میں راوی مجہول ہے
نسائی کی روایت میں بھی ایک روایت مجہول ہے خطیب نے فرمایا کہ اس روایت میں بہت
سے راوی مجہول ہیں بعض نے کہا کہ رد افض کی خود ساختہ روایت ہے ابن جریر نے اس کے
اثبات کی طرف میلان کیا ہے لیکن ان سے اس کی تصحیح ہو نہیں سکی۔

جواب ۷۔ اگر صحیح مان لیا جائے تو پھر بھی افضلیت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ ذخیرہ ثقات
میں اگر حضرت علیؑ کے متعلق وارد ہے تو صدیق اکبرؑ کے متعلق بھی صحیح روایت موجود ہے۔

نواں استدلال اور اس کا جواب

لما حضر النبي صلى الله عليه وسلم الموت قالوا عواذ جبري بالقوله فلم يزل يحتفنه حتى قبض
ترجمہ: جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا میرے حبیب
کو بلاؤ پس آپ نے جب تک وفات نہ پائی حضرت علیؑ کے ساتھ بغل گیر رہے۔ سو
معلوم ہوا کہ علی مرتضیٰ افضل تھے جبکہ آپ نے علی سیدل اخصیاء میں نہر بانی سرف حضرت
علی مرتضیٰ پر فرمائی۔

جواب ۸۔ اولاً حدیث ناقابل اعتماد ہے۔ دارقطنی میں یہ روایت موجود ہے شاہ
ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ثمرۃ العینین ۲۸۹ میں لکھتے ہیں۔
ذنیہ وضاع وادرجہ ابن الجوزی فی الواہیات۔

ترجمہ: اس روایت کی سند میں ایک راوی ہے جو موضوع رینا وٹی حدیثیں
بیان کرتا ہے ابن الجوزی نے اس روایت کو داہیات میں شمار کیا ہے۔

دوسرا استدلال اور اس کا جواب

عن الجاذر قال قال النبي صلعم لعلي انت اول من آمن وبي انت اول من

یصافعنی وانت الصدیق الاکبر وانت العارف بین الحق والباطل -
ترجمہ :- ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اے علیؓ آپ میرے
ساتھ پہلے ایمان لانے والے ہیں، آپ قیامت کے روز میرے ساتھ پہلے پہلے مصافحہ
کریں گے آپ صدیقی اکبر ہیں اور آپ حق و باطل کے درمیان فاروق ہیں۔
جواب ۷۰ :- شاہ ولی اللہ نے فرمایا۔

فیہ رافضی بیروى المناکیر - (قرۃ العین ص ۲۸۹)

ترجمہ :- اس روایت کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جو منکر حدیثیں روایت کرتا ہے۔

گیارہواں استدلال اور اس کا جواب

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اخی و وزیرى و خلیفتى من اهلى و عیبر من
اتراک بعدى یقضی دینی و ینجز موعدى علیؓ

ترجمہ :- حضور علیہ السلام نے فرمایا بیشک میرا بھائی اور میرا وزیر اور میرا خلیفہ میرے
اہل سے اور بہتر جس کو میں اپنے بعد اس لئے چھوڑ جاؤں میرے وعدے پورے اور
میرے قرض ادا کر دے حضرت علیؓ ہی ہے۔

جواب ۷۰ :- شاہ ولی اللہ صاحب نے قرۃ العین ص ۲۸۹ میں لکھا ہے
اس روایت میں ایک راوی کذاب ہے۔

بارہویں استدلال کی حقیقت

(حدیث) انا و علی من نور و کنا عنہ یمین العرش فیہ کذاب (قرۃ العین ص ۲۸۹)

ترجمہ :- میں اور علیؓ ایک نور سے ہیں اور ہم عرش کے دائیں طرف تھے اس روایت
میں ایک راوی کذاب ہے۔

تیرہویں استدلال کی حقیقت

(حدیث) من لم یقل علی غیر الناس فقد کفر فیہ شیعی متہم قرۃ العین ص ۲۸۹
ترجمہ: جو شخص علی مرتضیٰ کو سب سے اچھا نہ کہے تو اس نے کفر کیا اس روایت میں
راوی شیعہ ہے جو کذاب کذب ہے۔

چودہویں استدلال کی حقیقت

(حدیث) علیؑ غیر البشر من ابی فقد کفر فیہ من ہوا امام اہل التشیع فیہ
زمانیہ و ہو متہم بہ (قرۃ العین ص ۲۸۹)
ترجمہ: علیؑ غیر البشر ہے جو انکار کرے گا کفر کرے گا۔ اس میں ایک راوی ہے جو کہ اپنے
زمانہ کے اہل تشیع کا امام ہے۔

پندرہویں استدلال کی حقیقت

(حدیث) حب علی یا کل السیئات نمرجہ الخطیب وقال باطل (قرۃ العین ص ۲۸۹)
ترجمہ: حب حضرت علیؑ کی گناہوں کو کھا جاتی ہے (خطیب نے اس حدیث کو بیان کر کے
فرمایا یہ حدیث باطل ہے۔

سولہویں استدلال کی حقیقت

(حدیث) عن سلمان قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وصیہ قال
وصیہی و موضع سوی و خلیفتی فی اہل و غیر خلف بعدی علیؑ (قرۃ العین ص ۲۸۹)
ترجمہ: سلمان کہتے ہیں کہ میں نے حضور سے سوال کیا کہ آپ کا وصی کون ہے تو آپ نے

فرمایا کہ میرے وحی اور میرے اہل میں خلیفہ اور میرے بعد اچھا حقارت علیؑ ہے اس روایت میں مجھول راوی موجود ہیں اور ایسے راوی بھی ہیں جن کا مذہب جبر ہے۔

سترہویں استدلال کی حقیقت

انا خاتم النبیین کذا لک علی وقد یتبعون الاوصیاء الی یوم الدین فیہ متروک وکذا لک۔

ترجمہ:- میں خاتم النبیین ہوں اور علیؑ اور اس کی اولاد خاتم الاوصیاء ہیں قیامت تک اس میں متروک اور کذاب راوی موجود ہیں۔

اٹھارہویں استدلال کی حقیقت

عن انس کنت عند النبی صلعم فیلای علیتا مقبلاً فقال انا وھذا لدجۃ علی امتی یوم القیۃ اخرجہ الخلیب وفیہ من ائمتہ۔

ترجمہ:- حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے ساتھ تھا تو آپؐ نے حضرت علیؑ کو دیکھا تو فرمایا میں اور یہ قیامت کے دن حجت ہوں گے۔

انیسویں استدلال کی حقیقت

قال مثلی ومثل شجرة اصلها ورکلی فرمھا۔ فیہ رافضی یروی المناکیر وضعفاء۔

ترجمہ:- حضورؐ نے فرمایا میری اور علیؑ کی مثال درخت کی ہے جس میں اصل ہوں اور علیؑ اس کی فرع ہے۔ اس روایت کی سند میں رافضی ہے جو کہ منکر حدیثیں روایت کرتا ہے اور ضعیف روایات بیان کرتا ہے۔

بیسویں استدلال کی حقیقت

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انت وشيعتك في الجنة -
ترجمہ: حضور نے فرمایا ہے علیؑ تو اور تیرے تابعین و بہشت میں ہوں گے اس روایت میں
دو راوی ہیں جو کہ جھوٹے ہیں۔

اکیسویں استدلال کی حقیقت

عن ابن عباس قلت للنار جواز قال نعم قلت وما هو قال صبت علي بن ابي طالب
الخروج الخليل وفيه جماعة من الكذابين رقة العين
ترجمہ: ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے عرض کی یا رسول اللہ کیا آگ
سے عبور کرنے کا ذریعہ بھی ہے آپؐ نے فرمایا ہاں میں نے کہا وہ کیا ہے آپؐ نے فرمایا
علیؑ کی محبت۔

خلیب نے اس حدیث کو بیان کیا ہے کہ اس میں جھوٹے راوی موجود ہیں۔

بائیسویں استدلال کی حقیقت

اقل روح سلمت علي فيه كذاب رقة العين منقطع
ترجمہ: جس روح نے پہلے میرے اور پر سلام کہا وہ علیؑ کی روح تھی اس روایت میں
کذاب راوی موجود ہے۔

تیسویں استدلال کی حقیقت

عنوان صحیفہ المؤمنین صبت علیؑ۔

ترجمہ: مومن کے مجنیف کا عنوان حضرت علیؑ کی حجت ہے ۱۱۲ اس کے متعلق لکھا ہے۔

(۱) قال ابن الجوزی لا اصل له

ابن جوزی نے فرمایا اس حدیث کا کوئی اصل نہیں ہے۔

(۲) قال الذہبی باطل وسندہ مضلل

علامہ ذہبی نے فرمایا یہ حدیث باطل ہے اور اس کی سند بے اصل ہے۔

چوبیسویں استدلال کی حقیقت

لما عرج بی رایت علی ساق العرش مکتوباً لا اله الا الله محمد رسول الله ایدہم رضوانہ

مطلب: عرش پر کلمہ طیبہ کے ساتھ حضرت علیؑ کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔

(۱) قال ابن عدی باطل

ابن عدی نے کہا کہ یہ روایت باطل ہے۔

(۲) قال الحافظ ابن حجر موضوع بلادیب

علامہ حافظ ابن حجر مستطانی نے فرمایا کہ یہ حدیث یقیناً بلاشبہ موضوع ہے۔

پچیسویں استدلال کی حقیقت

راویت علی باب الجنتہ مکتوباً لا اله الا الله محمد رسول الله علی حبیب الله

قال الذہبی موضوع

ترجمہ: حضورؐ نے فرمایا میں نے جنت کے دروازے پر کلمہ طیبہ کے ساتھ علی حبیب اللہ لکھا دیکھا۔ ذہبی نے فرمایا یہ روایت موضوع ہے۔

بجھیسواں استدلال اور اس کا جواب

ولادت فی الکعبہ کی تحقیق

استدلال اہل تشیع یہ چونکہ سیدنا علیؑ کی ولادت کعبہ میں ہوئی ہے اس لئے آپ
جمع اُمت سے افضل ٹھہرے۔

جواب علامہ سیدنا علی مرتضیٰؑ کا کعبہ میں پیدا ہونا مسلمات میں سے نہیں ہے اور نہ اس
کے متعلق ہماری کتابوں میں صحیح طور پر تصریح ہے لہذا غیر متفق چیز سے استدلال ہی
غلط ہے۔

جواب علامہ کعبہ بیت العبادت ہے بیت ولادت نہیں پس اگر ولادت ثابت بھی
ہو جائے تو پھر بھی مقام فضیلت نہیں۔

جواب علامہ کعبہ اس وقت بیت الاذان والاعانہ بنا ہوا تھا تین سو ساٹھیت اس
میں مرکز تھے اس بنا پر بھی ولادت کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔

جواب علامہ اگر شریعت میں یہ مدار فضیلت ہوتا تو حضور علیہ السلام ضرور اس فضیلت
سے مشرت کئے جاتے حالانکہ کتب شریعت گواہ ہیں کہ حضور علیہ السلام کی ولادت کعبہ میں
نہیں ہوئی۔

جواب علامہ یہ استدلال ان لوگوں کے لئے تو ہو سکتا ہے جو شریعت سے بالکل
کورے ہوں لیکن جن کو معلوم ہے کہ۔

(۱) مسجدوں میں سے کعبۃ اللہ کا مقام ارفع اور اعلیٰ ہے۔

(۲) مسجدوں میں انسان بھی داخل اس وقت ہو سکتا ہے جو طاہر عن ہو۔

ولادت کے موقع پر بچے کے پیدا ہونے کے وقت مساجد کو استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

(۴) حالتِ اور صاحبِ نفاس عورت کے لئے نہ تو مسجد میں داخل ہونا جائز ہے اور نہ اندر رہنا۔

(۵) اور اگر بے علی کی وجہ سے ایسا ارتکاب ہو جائے تو استغفار لازم ہے وہ اس قسم کی روایتیں سن کر متاثر ہو سکتے ہیں اور نہ معتقد۔

جواب ۱۱۔ مزاحیرت دہلوی کے طرزِ کلام اور وجہِ انتہا اور طرزِ اجتہاد سے اگرچہ ہمیں شدید اختلاف ہے لیکن انہوں نے اس سلسلے میں لکھا ہے کہ یہ میں ولادت کوئی مقام تعجب نہیں ظلالِ ظلال بھی کعبہ میں پیدا ہوئے ہیں پس اگر ایسا ہے تو مابہ الاشیاء فرق نہیں رہا۔

جواب ۱۲۔ افضلیت کے ثابت کرنے کے لئے ولادت کے دن کے کمالات پیش کرنا خالی از انصاف ہے، جبکہ اس کمال کا کمال ہونا بھی ثابت از شرع نہیں۔

جواب ۱۳۔ اہل تشیع تو حضرت علیؑ کو کعبہ کی وجہ سے مشرف سمجھتے ہیں اور اہلسنت کا یہ مذہب ہے کہ کعبہ اگر بیت العبادت بنا تو حضرت علیؑ کی وجہ سے پس فرق ظاہر ہے۔ کیونکہ کعبے کو پاک کیا تو سیدنا علیؑ اور حضور علیہ السلام نے۔

افضلیت کے سلسلے میں اہل تشیع کے چند مغالطے

اور ان کے جوابات

پہلا مغالطہ اور اس کا جواب

تقریباً مغالطہ۔ حضرت علی مرتضیٰؑ نے تو کفر کا زمانہ ہی نہیں پایا اور صدیق اکبرؑ فاروق اعظمؑ وغیرہ کفر سے اسلام کی طرف آئے ہیں۔ اس لئے سیدنا علی مرتضیٰؑ افضل ٹھہرے۔

جواب ۱۔ انبیاء علیہم السلام کی تو فطرت ہی محییٰ اور مزیٰ ہوتی ہے اس کے علاوہ اگر کسی

نے زمانہ کفر نہ پایا ہو اور وہ اسلام میں ہی پیدا ہوئے ہوں، اور یہی معیار افضلیت ہو تو ہمارے خیال میں پھر حضرت عمرؓ سے ان کے فرزند کا مرتبہ ہی بلند تصور کیا جائے گا۔ جبکہ ان کی تربیت ہی اسلام و ایمان میں ہوئی۔ دیکھئے کتنا غلط زاویہ نگاہ ہے۔

جواب ۱۰۔ کلام نفس نفسیت میں نہیں افضلیت میں ہے سیدنا علی مرتضیٰؓ کے ساتھ تو اس مرتبے میں اور بھی شریک ہیں جیسے کہ سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ پس افضلیت ثابت نہ ہوئی۔

جواب ۱۱۔ قابل ثوربات یہ ہے کہ ایک وہ ہے جسے محبوب کا وصال متعذر و کلفتوں اور ہزار ہا صعوبتوں کے بعد حاصل ہوا اور دوسرا وہ ہے جسے فزہ بھر بھی تکلیف برداشت نہ کرنا پڑے، فرمائیے منصف محبوب کی نگاہ میں مرتبہ کس کا زیادہ ہوگا۔

سیدنا علیؓ تو حضورؐ کے گھر کے پروردہ تھے انہوں نے زمانہ طفولیت میں اگر مان بیا تو کیا۔ کمال تو اس کا ہے۔

کہ نور نبوت کو خواب میں دیکھنا ہے اور یقین کر لیتا ہے۔ (حوالہ غزوہ و است جیدری)
گھر پہنچتے ہی دربار نبوت میں حاضر ہو جاتا ہے۔ (حوالہ غزوہ و است جیدری)
کسی سے مشورہ کئے بغیر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور ایمان و اسلام کی لاج رکھتا ہے۔ (تاریخ التواریخ)

نہ تو والد کے مذہب کی پروا کرتا ہے اور نہ ان کی مخالفت سے خوف کھاتا ہے۔
(غزوہ و است جیدری)

سیاست اور اقتدار اگرچہ ابو جہل و ابولہب کے ہاتھ میں ہے مگر ذرہ بھر بھی پروا نہیں کرتا۔ (غزوہ و است جیدری)

صرف ایمان لانے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ میدان تبلیغ میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے رنج و تکلیف میں برابر کا شریک رہتا ہے۔ (تاریخ اسلام)

(۶) جان بھریا مال سب کچھ یار کے قدموں پر تیار کر دیتا ہے۔

وَأَسْلَمَ الْوَكِيلُ وَلَهُ اسْمُكَ الْفَا انْفَقَهَا كَلَّمَهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ (رقرة العین ص ۱)

(۷) اگر محبوب کو شادی کی ضرورت درپیش ہوتی ہے تو سال کی لڑکی بھلائی شریعت اُن

کے حوالے کر دیتا ہے۔ (حیات القلوب ص ۲۵)

(۹) محبوب اگر وطن چھوڑنے کا اشارہ کرتا ہے تو وطن کو بھی خیر باد کہہ دیتا ہے۔ (تفسیر عسکری

۱۰) سانپ کا زہر تو برداشت کر لیتا ہے مگر محبوب کی بے قراری برداشت نہیں کر سکتا۔

(سیرت ابن ہشام)

(۱۱) محبوب بے بند میں ہے تو یہ جاگ کر پہرہ داری کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ (عزائم)

ذرا الصاف سے تو فرمائیے کہ قدر کی ارفع اور اعلیٰ رہا۔

مغالطہ ۱ اور اس کا جواب

يَا عَلِيَّ أَنْتَ وَنَبِيٌّ وَأَنَا مِنْكَ

ترجمہ۔ اے علی تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں۔

جواب ۱۔ ایسے خطابات الطہارۃ ثبوت کے لئے ہوتے ہیں حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔

جواب ۲۔ اگر حقیقت پر محمول کیا جائے تو بیحد ناظم کے ساتھ حضرت علی کا نکاح نہیں ہو سکتا۔

جواب ۳۔ جب سیدنا عثمان کے لئے بیعت لینے گئے تو اپنے ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ قرار دیا

فرمائیے کیا وہاں بھی یہ اتحاد متصور ہو گا یا نہ۔

جواب ۴۔ اس قسم کے الفاظ جب حسینؑ کو یمن کے متعلق بھی وارد ہیں تو خصوصیت نہ

مغالطہ ۲ اور اس کا جواب

صدیق اکبرؑ جنگوں میں قرار کر گئے تھے اور حضرت علیؑ نہایت قدم رہے۔ لہذا افضل

حضرت علیؑ ہے۔

جواب علماء۔ صدیق اکبرؓ جو بیا حضرت علیؓ دونوں کا ذکر صراحتاً نہ ثابت قدم رہنے کا قرآن میں ہے اور نہ قرآن کا۔

جواب علماء۔ اور اگر تسلیم کر لیا جائے تب بھی کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا کیونکہ اس انتشار سے پہلے منع ہمیشہ قرآن ثابت نہیں جس کا امر ابھی تک خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوا اس پر غتاب بھی مستور نہیں کیا جاسکتا۔

جواب علماء۔ بر تقدیر تسلیم بھی مؤرد اعتراض نہیں کیونکہ آدم علیہ السلام کو اہل شجر سے منع کیا گیا لیکن اس کے باوجود انہوں نے کھایا بہشت سے نکلے گئے مگر استحقاق نبوت و خلافت فی الارض میں فرق نہ آیا یہاں انتشار فی الجہاد سے متعلق صریح طور پر قبل ازیں منع موجود نہیں خدا کی طرف سے بار بار معافی کا اعلان ہوتا ہے تو قرآنیت ان کے استحقاق خلافت و افضلیت میں کیسے فرق پرٹسکتا ہے۔

جواب علماء۔ یہ انتشار عن الاسلام نہ تھا انتشار للاسلام تھا یہی وجہ ہے کہ وقتی طور پر منتشر ہوئے اور واپس آگئے اگر انتشار عن الاسلام ہوتا تو نہ خدا تعالیٰ معافی کا اعلان کرتے اور نہ یہ خود دم تک صاحب نبوت کا ساتھ دیتے۔

مثالطہ اور اس کے جوابات

ہر مسئلہ میں صدیق و فاروقؓ حضرت علیؓ سے مشورے سے لیا کرتے تھے اگر ان کا رتبہ اور مقام افضل نہ ہوتا تو مشورے کیوں لیتے۔

جواب علماء۔ دینی و دنیاوی امور میں مشورہ طلب کرنے پر حضور علیہ السلام بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور تھے و شاید ہم فی الامر پس جس طرح حضور علیہ السلام کے اپنے تلامذہ سے مشورے طلب کرنے سے حضور کے افضل ہونے میں فرق نہیں آتا۔ اسی طرح سیدنا صدیقؓ اور سیدنا فاروقؓ کے مشورہ طلب کرنے سے بھی ان کے افضل ہونے میں فرق نہیں آتا۔

جواب ۱۔ صحابہ کرام کے پیش نظر مکلف تھے پس اگر اس پر وہ عمل کرتے تھے تو اس سے
افضلیت کا انتفاع کہاں لازم آیا۔

مغالطہ ۷ اور اس کے جوابات

حضرت علی کی افضلیت کا ثبوت یہ ہے کہ نصیب دینے نے آپ کو خدا تسلیم کر لیا ہے اگرچہ
وہ خدا نہیں تھے مگر پھر بھی افضل تو ضرور تھے رہے آپ کے صدیق و عمرؓ ان کا مال تو آپ
کے سامنے ہی ہے۔

جواب ۱۔ حضور علیہ السلام بالاتفاق فریقین جملہ انبیاء و رسل سے افضل ہیں لیکن بائیں عمر
آج تک حضورؐ کے خدا اور ابن اللہ ہونے کا کسی نے دعویٰ نہیں کیا اور حضرت عزیرؑ
اور حضرت عیسیٰؑ کے متعلق یہودی و نصاریٰ کے اعتقادات قرآن میں موجود ہیں کہ وہ
انہیں خدا تعالیٰ کا بیٹا تصور کرتے ہیں اور ان میں بعض لوگ عین اللہ بھی سمجھتے ہیں پس
فرق ظاہر ہے۔

جواب ۲۔ عزیرؑ و موسیٰؑ علیہما السلام تو پھر بھی نبی تھے لیکن اندھی دنیا نے تو چاند اور
سورج آگ اور پانی کو بھی خدا سمجھ لیا پھر کیا شیعہ حضرات ان کی افضلیت کا بھی یقین
کریں گے۔

جواب ۳۔ حضرت علیؑ کا جب اپنا اعتقاد یہی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ مجھ سے افضل
ہیں تو پھر جھگڑا کیسا۔

مغالطہ ۸ اور اس کے جوابات

صدیق اکبرؓ تو مدۃ العمر تک کسی غزوے میں امیر بھی نہیں بنائے گئے، اور آپؓ ان کی
افضلیت کے قائل ہیں۔

جواب ۱۔ افضلیت کے لئے امور جہاد میں امدت کے عہدے کا انتخاب و
تقرر ضروری نہیں مَن اُدْعٰی فَعَلُوْا الْبَیِّنَات

جواب سدا۔۔۔ بر تقدیر تسلیم آپ کی امامت مسلمات میں سے زمانہ نبوت میں بھی اور بعد اہ بھی بعد کی امامت و خلافت تو حضرت علیؑ نے بھی تسلیم کر لی تھی جس کا فریقین کو انکار نہیں۔ (احتجاج طبرسی)

اور زمانہ نبوت کے لئے حسب ذیل دلائل ملاحظہ فرمائیے۔

سمریہ بنی فزارہ میں امیر مقرر کئے گئے

ویل اقول۔۔۔ عن سلمة بن الأكوع قال امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ابا بكر فغزو ناسا من بنى فزارة (رقعة العينين ص ۲۳۱)
ترجمہ۔۔۔ سلمہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ابوبکر صدیقؓ کو امیر مقرر فرمایا تھا تو ہم نے بنی فزارہ کے لوگوں کے ساتھ جنگ کی تھی۔

غزوہ خیبر کے بعض قلعوں کے امیر صدیق اکبر تھے

ویل دوم۔۔۔ وعن سلمة قال لعن رسول الله صلعم ابا بكر الى بعض حصون خيبر فقاتل وجهد ولم يكن فتح (رقعة العينين ص ۲۳۲)
ترجمہ۔۔۔ حضور نے خیبر کے بعض قلعوں کی طرف ابوبکر صدیقؓ کو بھیجا وہ لڑے بھی اور کوشش بھی کی ابھی تک خیبر فتح نہ ہوا تھا۔

خیبر میں حبشہ صدیق اکبرؓ کے ہاتھ میں تھا

ویل سوم۔۔۔ عن بريدة قال كان رسول الله صلعم بما اخذ الشقيقة فماتت اليوم واليومين لا يخرج فلما نزل لمساخذته الشقيقة فلما يخرج الى الناس وان ابا بكر اخذ راية رسول الله صلعم ثم نهض فقاتل قتالا شديدا ثم رجع۔ (رقعة العينين ص ۲۳۳)

ترجمہ:- بریدہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کو کبھی کبھی دردِ شقیقہ کی تکلیف ہو جاتی تھی تو وہ تکلیف ایک ایک دن دو دن تک رہ جاتی پس آپ جنگ کو تشریف نہ لیتے تھے۔ جب آپ خیبر میں تشریف لے گئے تو دردِ شقیقہ نے خود کیا جس کی وجہ سے آپ میدان میں نہ آ سکے۔ نو ابو بکر صدیقؓ نے حضور علیہ السلام کا جھنڈا لیا اور نہ بدست قتال کیا پھر واپس آئے۔

مغالطہ ۵ اور اس کا جواب

پیغامِ برأت کے لئے نبی کریم ﷺ نے صدیق اکبرؓ کو بھیجا لیکن جب یہ پورا نہ ادا کر سکے تو علی مرتضیٰؓ کو بھیجا اہلیت اور عدم اہلیت واضح ہے چہ جائیکہ افضلیت پر بحث کی جائے۔ جواب:- واقعہ میں اختلاط کی وجہ سے شبہات وارد ہونے لگ جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے صدیق اکبرؓ کو امیرِ حج مقرر فرمایا تھا جس پر وہ قائم رہے، تبلیغِ برأت بھی آپ کے سپرد تھی لیکن وقتی مصلحت کا مقتضی یہ تھا کہ حضرت علیؓ اس کی تبلیغ کریں چنانچہ جب حضرت علیؓ گئے تو صدیق اکبرؓ نے صرف یہ کام ان کے سپرد کر دیا جب حضرت علیؓ شک گئے تو صدیق اکبرؓ نے نادہ کی لئے کھڑے ہو گئے گویا نادہ ہی شروع ہی حضرت ابو بکرؓ سے ہوئی اور ختم بھی حضرت ابو بکرؓ پر ہوئی۔ (بحوالہ قرۃ العین ص ۳۲ کوثر ندوی)

مغالطہ ۶ اور اس کے جوابات

حضرت علیؓ ذہناً اور طبعاً نہ کی تھے اسی لئے حضور علیہ السلام نے آپ کو اقصیٰ فرمایا۔ جواب:- ذکی ہونا فطری امر ہے حضرت علیؓ کا ذکی اور شیعیان کا ذکی نہ ہونا کہیں بھی لکھا ہوا نہیں ہے۔

حضرت علیؓ کا اقصیٰ ہونا ہمارے نزدیک بھی مسلم ہے یہی تو وہ ہے کہ آپ نے خلفاء ثلاثہ کی خلافت کے ایام میں یہی فیہلہ کیا کہ ان کے خلاف نہیں کرنا چاہیے کہ وہ اذکی اور اقصیٰ نہ ہوتے تو ایسا دانشمندانہ فیصلہ نہ کرتے۔

جواب ۷:- آپ اقصیٰ کیوں نہ ہوں جبکہ آپ دربارِ نبوت سے دربارِ عثمانی تک سب

بہنوں کو چشم خوردیکہ چکے تھے اور مہارت تامہ حاصل کر چکے تھے۔

جواب ملا۔ شیخین میں افضلیت یہ تھی کہ وہ کسی صاحب الرائے کے رائے دیتے پر اپنی رائے کو بدل دیتے تھے لیکن سیدنا علی مرتضیٰؑ اپنی رائے پر ڈٹ جاتے تھے اور انجام کا خیال نہ فرماتے تھے۔ شاید آپ فاذا عزمت فتوکل علی اللہ پر ہی حمل فرماتے تھے۔ بہر حال جنگ جمل جنگ صفین۔ اور عزل سیدنا معاویہؓ کے سلسلے میں انہوں میں سے بعض حضرات نے اس اقدام کے خلاف شور مچا دیا لیکن آپ نے اس میں بہتری سمجھی اور جو نتیجہ برآمد ہوا وہ سب کے سامنے ہے جس پر ایمانی حیثیت سے کسی کو اظہار خیال کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا جبکہ سب کے قدموں پر شمار ہو جائے ہمارا اعتقاد ہے اور ہمیں کہنا پڑتا ہے۔

وہوتا ہے وہی جو منظور خدا ہوتا ہے۔

جواب ملا۔ بیشک حضرت علیؑ مرتضیٰؑ اپنے تھے جس کا ہمیں اقرار ہے۔

لیکن حضور علیہ السلام نے اس قسم کے متعدد انقلاب صحابہ کرامؓ کے لئے بھی منع فرمائے ہیں جن کا کسی کو انکار نہیں کرنا چاہیے۔ مثلاً

(۱) صدیق اکبرؓ و فاروق اعظمؓ کو مقتدرائے امتؓ فرمایا۔

اقتدوا بالذین من بعدی ابا بکر و عمرؓ۔

ترجمہ۔ میرے بعد ابو بکر و عمرؓ کی اقتداء کرنا۔

(۲) ابی بن کعبؓ کو اقتداء القلان فرمایا۔

اقرأ کما فی ابن کعب۔

ترجمہ۔ تم سے زیادہ قاری ابی بن کعبؓ ہے۔

(۳) ابن مسعودؓ کو استاذ القراء فرمایا۔

اقرأ القرآن من اربعة فمن عبد الله بن مسعود۔

ترجمہ۔ قرآن چار شخصوں سے پڑھنا پہلا عبد اللہ بن مسعودؓ ہے۔

(۳) معاذ بن جبل کو اعظم کا خطاب عنایت فرمایا۔

أَعْلَهُكُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ -

ترجمہ: حلال و حرام کا سب سے زیادہ جانتے والا معاذ بن جبل ہے۔

(۵) زید بن ثابت کو افرض کا لقب دیا۔

أَفْرَضُكُمْ زَيْدٌ

(۶) ابو عبیدہ بن الجراح کو امین اُمت فرمایا۔

لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَامِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ -

ترجمہ: ہر امت کے لئے امین ہے میری امت کا امین ابو عبیدہ ہے۔

(۷) زبیر کو حواری کا لقب دیا۔

لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيُّ الزَّبِيرِ -

ترجمہ: ہر نبی کے لئے معادین ہوتے ہیں میرے معادین زبیر ہے۔

(۸) سیدہ عائشہؓ کو معلم العلوم فرمایا۔

خُذُوا رِجَالِ الْعِلْمِ مِنْ هَذِهِ الْحَمِيرَةِ -

ترجمہ: علم کی چوتھائی سیدہ عائشہؓ سے حاصل کرنا۔

پس جس طرح صدیق و فاروق کے مقتدا اور ابی بن کعب کے اقراء ابن مسعود کے

استاذ اقراء اور معاذ کے اعظم اور زید کے افرض اور ابو عبیدہ کے امین اور زبیر کے حواری

اور عائشہ صدیقہ کے معلم ہونے سے سیدنا علیؓ کے اعظم اقراء افرض اور معادین ہونے کا

انکار نہیں کیا جاسکتا اسی طرح حضرت علیؓ کے افضل ہونے سے یا ثابیل القضاء ہونے سے

انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ۱۲۰

جواب غلط: حضور علیہ السلام نے سیدنا علیؓ کو افضل فرما کر ایک نفیس اشارہ کیا ہے وہ یہ کہ

اقضیٰ اسے کہتے ہیں جو کسی کی رعایت کے بغیر مسئلہ حقه کو بیان کر دے۔
چونکہ شیعہ حضرات حضرت علیؑ کے متعلق یہ الزام لگایا کرتے ہیں کہ آپ نے تقیہ میں
زندگی بسر کی اس لئے حضور علیہ السلام نے اپنے عہد نبوت میں سیدنا علیؑ کی فطرت واضح
کر دی کہ وہ اقصیٰ ہیں کیونکہ جو اقصیٰ ہو وہ تقیہ نہیں کرتا اور جو تقیہ کرنا اپنا شعار بنالیتا ہے وہ
اقصیٰ نہیں ہوتا۔ ۱۲

مغالطہ ۷ اور اس کے جوابات

سیدنا علیؑ مرتضیٰ بہت سخی تھے اس لئے افضل ہیں۔
جواب ۱۔ سیدنا علیؑ مرتضیٰ کے سخی ہونے میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے لیکن سوال اس
میں ہے کہ سخاوت اپنے مال سے مٹی یا بیت المال سے اگر اس نفع کو سمجھ لیا جائے تو
شبہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔

حقیقت یہ ہے کہ سیدنا علیؑ بیت المال سے خرچ کیا کرتے تھے۔ صدیق اکبرؑ اپنے
مال سے پس فرق ظاہر ہے۔ نیز حضرت علیؑ نے جو بنایا مصطفیٰؐ کے گھر سے بنایا اور مصطفیٰؐ نے
جو کچھ خرچ کیا صدیقؑ کے مال سے خرچ کیا۔ و بینہما ابون لبعید فتاقل۔

جواب ۲۔ حضور علیہ السلام نے جب وفات پائی تو اسلام کو غلبہ و اقتدار کا حق تعالیٰ
نہ ہوا جب شیخین کے بعد دیگرے تحت خلافت پر جلد و افروز ہوئے تو مال غنیمت سے
مسلمانوں کے گھروں کو بکریا اور بھی حالت سیدنا عثمانؓ کے دور خلافت میں رہی جب
حضرت علیؑ متکبر ہوئے تو فتوحات تو کیا ہوتیں اخلافت بڑھ گئے اب غور کیا جائے
تو لامحالہ انسان اس نتیجہ پر پہنچے کہ مجبور ہو جاتا ہے کہ اگر شیخین نے سخاوت کی تو سابقین
کا کیا ہے۔

مغالطہ ۸ اور اس کے جوابات

شبہ ہجرت حضور علیہ السلام نے سیدنا علیؑ مرتضیٰ کو اپنے بہتر پر سلایا معلوم ہوا کہ

حضور کے بستر پر سونے کی اہلیت بغیر علی مرتضیٰ کے اور کسی میں نہیں تھی۔
جواب ۱۔ بستر پر سونا یا سنانا بیک باعث عزت ہے فضیلت اس میں ہے کہ بستر
والے کے ساتھ سونا نصیب ہو اور ظاہر ہے کہ فار میں تین راتیں اور گنبد خضراء میں روز
خمس تک صاحب بستر کے ساتھ سونا نصیب ہوا تو صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کو۔
جواب ۲۔ بستر پر اگر علی مرتضیٰ ایک رات سوئے تو ازواج النبیؑ کو حضور کی ساری
زندگی تک سونا نصیب ہوا۔

مقالہ غلط اور اس کا جواب

سیدنا علیؓ کو حضور علیہ السلام نے خدا کے حکم سے سلا یا اگر صدیق اکبرؓ بغیر بلانے کے
تشریف لے گئے۔

جواب ۱۔ سراسر غلط ہے تفسیر امام حسن عسکری میں ہے۔ (إِنَّ اللَّهَ أَمَرَكَ) کہ خدا
تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔

حیات القلوب ج ۲ مطبوعہ نول کشور میں ہے خدا تعالیٰ تو امر میکند کہ علیؓ بستر
خود بخواباں والو بکوش را ہمراہ خود بھری۔ غزوات جیدری ترجمہ حمد جیدری مطبوعہ کھنٹو
میں ہے۔ ہر گاہ جناب نبویؐ دولت سراٹھے سے لکھے تو پہلے درقائہ ابوبکرؓ پر آٹھے اس
لئے کہ آپؐ نے اس کو آگاہ کر دیا تھا کہ ہمارے ساتھ چلنا۔

مقالہ غلط اور اس کا جواب

سیدنا علیؓ جب غیر کو جانے لگے تو حضور علیہ السلام نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں
پر لگایا جس سے وہ شفا یاب ہو گئے، یہ وہ فضیلت ہے جو بغیر علی مرتضیٰ کے کسی میں نہیں
جواب ۱۔ سیدنا علیؓ کی آنکھوں پر حضور علیہ السلام کا لعاب دہن لگا تو صدیق اکبرؓ کے
پاؤں پر یعنی جب فار میں صدیق اکبرؓ امانت خداوندی کو لے کر بیٹھے تو ساپ نے ٹپل
کر صدیقؓ کے پاؤں کو کاٹ لیا زہر کا اثر آنکھوں سے آنسو کی شکل بن کر نمودار ہوا نیچے گرا تو

سرور کائنات کے چہرہ اقدس پر پڑ آپ نے گہر کر پوچھا مایہ یکیک ابابکر اسے رفیق غار آپ کو کس نے ملایا تو جواب دیا لاغنی حیات یا رسول اللہ ہیں آپ نے اپنا لعاب دہن صدیق اکبر کے پاؤں پر لگایا تو ٹھنک پڑ گئی۔

مغالطہ ۱۲ اور اس کے جوابات

عن انس قال کان عند النبی صلعم طیر فقال اللهم اتنی باحب خلقک الیک یا کل معی هذا الطیر فبعاء علی فاکل۔ اخرجہ الترمذی۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام کے پاس ایک پرندہ بھونکا ہوا تھا تو آپ نے کہا اے اللہ مجھے وہ آدمی دے جو تیری ساری مخلوق سے تجھے پیارا ہو اور وہ اگر میرے ساتھ بھونکے ہوئے پرندے کو کھائے پس حضرت علیؑ آئے اور آپ نے کھایا۔
(ف) معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ افضل تھے۔

جواب ۱۱: باتفاق فریقین تمام مخلوقات میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبت

سرور کائنات صلعم سے ہے۔ تلك الترسل فضلنا بعضهم علی بعض

وما ارسلناک الا رحمة للعالمین وما ارسلناک الا کافۃ للناس جیسی آیتیں بتاتی

ہیں کہ جو مقام خدا تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو عنایت فرمایا ہے اور کسی کو نہیں دیا۔ اور اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ احب الخلق عند اللہ حضرت علیؑ ہیں۔ جہاں تک ان کی فضیلت کا تعلق ہے مسلم ہے لیکن حضرت علیؑ کا مقام افضل الانبیاء سے بہت کم ہے۔

پس معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا حدیث کا مطلب آیات خداوندی سے ٹکرا جانے کی وجہ سے ناقابل قبول ہے۔

جواب ۱۲: اور اگر آیات خداوندی سے ٹکرا جاتا تسلیم نہ کیا جائے تو پھر افضلیت پر استدلال قائم نہیں کیا جاسکتا کیونکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ہر نیکی کا اپنا اپنا شعبہ ہے جو سکتا ہے کہ حضرت علیؑ خدا تعالیٰ کو اس شخص جو نے کی حیثیت سے احب ہوں اور صدیق اکبرؑ

اتقی ہونے کی حیثیت سے اور عبداللہ بن مسعودؓ اقرآن ہونے کی حیثیت سے بہر حال حیثیت کے تغیر و تبدل سے احب ہونا بھی معتد ہوتا جائے گا۔

جواب ۱۲۔ جس طرح صدیق اکبرؓ کے احب الی الرسولؐ ہونے سے سیدنا علیؓ کے احب الی الرسولؐ ہونے میں فرق نہیں آتا اسی طرح سیدنا علیؓ مرتضیٰ کے احب الی اللہ ہونے سے سیدنا ابی بکرؓ کے احب الی الرسولؐ ہونے میں فرق نہیں آتا۔ حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

عن عائشة قالت کان ابو بکرؓ احب الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم عمرؓ (ترمذی ص ۲۵۰)
ترجمہ۔ ابو بکرؓ حضورؐ کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھے اس کے بعد عمرؓ۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی يحبکم اللہ (اللہ)

ترجمہ۔ اے محمد مصطفیٰؐ کہہ دیجئے اگر تم خدا کے محب ہو تو تم میری تابعداری کرو خدا تم کو محبوب بنائے گا۔

معلوم ہوا کہ اتباع رسولؐ میں محبوبیت الی اللہ حاصل ہوتی ہے پس جو شخص زیادہ قابلِ احب ہوگا وہ زیادہ محبوب ہوگا اس آیت کے پیش نظر احبیت کسی معلوم ہوتی ہے جس کی کسی سے تخصیص کرنا نص قرآن کے خلاف ہے۔

مقالہ ۱۳۔ اور اس کا جواب

حدیث میں وارد ہے اذا کان یوم القیامۃ قال اللہ تعالیٰ لی ولعلی بن ابی طالب ادخلا الجنة من احبکمما وادخلا النار من ابغضکمما۔

ترجمہ۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا تعالیٰ مجھے اور علی بن ابی طالب کو فرمائیں گے اپنے جہنم کو ہیشت میں داخل کرو اور دشمنوں کو جہنم میں داخل کرو۔ ۱۲

معلوم ہوتا ہے کہ اخلاصیت حضورؐ کے بعد سیدنا علیؓ کے لئے ہے۔

جواب ۱۱۔ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں نقل کر کے لکھا ہے کہ اس میں ایک راوی اسحاق نخعی موجود ہے جو متہم بالوضع ہے اس بناء پر حدیث قابل اعتبار نہیں ہے۔

مناظرۂ ۱۴ اور اس کے جوابات

حدیث میں آتا ہے کہ لوگ حوض کوثر سے رائے جانیں گے تو حضور فرمائیں گے

اصحابی اصحابی جواب آئے گا انک لا تدری ما احد لو ابعدک آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد تمہوں نے کیا عمل کئے۔

جواب نمبر ۱۰۔ حدیث کے ظاہری عموم سے جملہ صحابہ کرام کو احد لو ابعدک کی زد میں لانا عقلاً عقل و نقل سے خلاف عقل اس لئے کہ اگر حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام سارے کے سارے احداث فی الدین کے مرتکب ہیں اور دریافت ہیں تو قرابت دین کا کیا اعتبار رہتا ہے جبکہ انہیں حضرات کے واسطے ہم تک نبی کا پیغام اور اللہ کا قرآن پہنچا ہے فقہ ارتداد اور صحابہ کرام کے زمانہ میں یقیناً نمودار ہوا جس کا صحابہ کبار نے پوری قوت سے مقابلہ کیا اور خلاف عقل اس لئے کہ:-

(۱) مہاجرین و انصار کے متعلق اعلان ہو چکا ہے **اولئک ہم المؤمنون حقاً** یہ سچا اور پختہ ایمان دار ہیں پس جن کو خدا تعالیٰ پختہ ایمان دار فرمائے ان پر ارتداد کا شبہ بھی ناممکن ہے۔

(۲) مہاجرین و انصار کے لئے **اعدلہم جنت تجری من تحتہا الانهار** کے حدیث قرآن میں موجود ہیں غلط دین کہہ کر یہاں ایداً کی تاکیدیں بھی مزید ہیں پس ان کے متعلق شبہ ارتداد یقیناً نازیبا ہے۔

(۳) عشرہ مبشرہ کو خدا تعالیٰ نے سرور کائنات کی زبان سے جنت کی بشارت عطا فرمائی ہے۔ پس جن کو دوبار نبوت سے بہشت کی ٹکٹ مل چکی ہے ان پر جہنم حرام ہو چکی ہے۔

(۴) قرآن مجید میں ہے۔ **یا ایہا الذین امنوا من بعدکم عن دینہم فسوف ینالکم اللہ یقوم یجتہم ویعتونہ**۔

ترجمہ:- اور تشریح اہلسنت پاکٹ بک حصہ ۱ کے بحث خلافت میں دیکھ لئے جائیں۔

خلاصہ یہ کہ مرتدین کے مقابلہ میں جس قوم کو خدا تعالیٰ نے مقرر فرمایا وہ صدیق اکبرؑ اور ان کی جماعت تھے تو معلوم ہوا انا احد ثوابک سے وہ مراد ہیں جو صدیق اکبرؑ کے مقابلہ پر تھے مگر لیکن جو صدیق اکبرؑ کی جماعت میں تھے وہ ان میں داخل نہیں ہیں۔

مغالطہ ثانی اور اس کے جوابات

حضور اکرمؐ اوقات حضرت علیؑ کو جنگوں میں بھیج دیا کرتے تھے اور صدیقؑ و عمرؓ کو کبھی کبھی

اور فرق ظاہر ہے۔

جواب ۱۔ ان سے چونکہ خدا تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے بعد علیؑ کو سبیل الاتصال خلافت کا کام لینا تھا اس لئے حضور علیہ السلام نہیں چاہتے تھے کہ یہ کسی وقت جدا ہوں لیکن حضرت علیؑ نے چونکہ چوتھے نمبر پر خلافت کی ٹرویٹی ادا کرنی تھی اس لئے ان کے متعلق یقین تھا کہ جن امور کی وہ مجھ سے اطلاع نہ پاسکیں گے خلفاء ثلاثہ سے ہی پائیں گے۔

جواب ۲۔ مجھے اس کے کہ ہم اس سوال کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وگرا می نقل کئے دیتے ہیں پڑھیے اور المینان کیجئے۔

عن حذیفۃ بن یمان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
ہممت ان ابعث الی الافاق رجالا یعلمون الناس السنن والفرائض کالبعث
حیثی ابن مریم الحواریین قبل لہ فاین انت عن ابی بکر و عمر قل انہ لا غنی لی
عنہما انہما من الدین کالسمع والبصر رواہ الحاکمی المستدرک۔

ترجمہ۔ حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کی مقدس زبان سے سنا تھا آپؐ نے فرمایا میں نے قصد کیا ہے کہ میں سنن و فرائض کی تعلیم اور امور دین کی تبلیغ کے لئے لوگوں کو بیٹوں جس طرح جیسے ابن مریمؑ اپنی جماعت کو بھیجتے تھے پس آپؐ کی خدمت میں سوال کیا گیا یا رسول اللہ چہر آپؐ ابو بکرؓ و عمرؓ کو کیوں نہیں بھیجتے تھے فرمایا کہ وہ دین کے لئے آنکھ اور کان کے مثل ہیں یعنی اگر وہ چلے جائیں تو پھر بھیجے۔۔۔۔۔

(ف) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو نہ بھیجا غروا ت و سرائیکے اکثر معرکوں میں یا لوگوں کو تعلیم کے لئے اس لئے نہ ہوتا تھا کہ وہ حقیر فی الدین ہیں بلکہ اس لئے ہوتا تھا کہ ان کا رہنمائی حضور کے لئے اطمینان کا باعث ہوتا تھا سابقہ روایات اور قدیمی قربانیوں نے ان کا مقام حضور کی نگاہ میں اتنا بلند کر دیا تھا کہ اب ان سے ایسے کشتن کا مہ لینے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی تھی۔

مزید تائید

عن ابی اروی الدوسی قال كنت جالساً عند النبي صلعم فاطلم ابو بكر وعمر فقال رسول الله صلعم الحمد لله الذي اتينا في ههما - رواه الحاكم -

ترجمہ - ابی راوی فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ مدینہؐ و فاروقؓ نے مجھ تک کر دیکھا پس آپؐ نے فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے ان دو شخصوں کے ذریعہ میری تائید فرمائی۔

حضرت محمد بن حنفیہ کا بیان

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے قرۃ العین ص ۲۳۳ میں ایک روایت نقل کی ہے جو من و عن درج کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

از محمد بن الحنفیہ سوال کردند کہ پدر بزرگوار تو در درج و درجہ کار با میفرماید و حسنین را میفرماید
مشار این چہ است گفت حسنین در اولاد پدر من بہترند و در چشم اند و پدر من انسان تا کار دست
پاسرا انجام یا پدر چشم ما چہار پنج باید داد ۱۲۰۔

وَقَتَّتْ يَا غَيْرِي وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ذَلِكَ حَمْدًا كَثِيرًا

(ترجمہ) امام رضاؑ کے آباد رہا بناد سے مفوضہ کے حق میں اسی طرح منقول ہے اور حکم کیا گیا ہے کہ ان پر لعنت کی جائے اور ان سے اظہارِ بیزاری کیا جائے اور ان کے حالات کی اشاعت کی جائے اور ان کے برے اعتقادوں کو دنیا کے سامنے کھول دیا جائے تاکہ ان کے اقوال سے ضعیف شیعہ دھوکہ نہ کھالیں اور جو اس گروہ کا مخالف ہے وہ امامیہ شیعوں کے متعلق یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ یہ بھی ان میں سے ہیں۔

(نوٹ) مذکورہ بالا عبارتوں سے ثابت ہوا کہ اذان میں سیدنا علیؑ کے متعلق انقباب کا ذکر اور اس کی ایجاد اثنا عشریہ مذہب میں ثابت نہیں اور جس مذہب نے اسے ایجاد کیا ہے وہ فرقہ کے نزدیک متفقہ طور پر کافر ہیں۔

بحث متعلق کلمہ طیبہ

اہل تشیع کا کلمہ طیبہ: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ

اہلسنت کا کلمہ طیبہ: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اہل تشیع کے کلمہ طیبہ میں جو الفاظ زیادہ کئے گئے ہیں اس زیادتی کو کلمہ طیبہ کی جڑ سمجھا ہماری تحقیق میں خلاف عقل و نقل ہے ذیل میں ہم اس کے وجوہ بیان کریں گے ملاحظہ فرمادیں۔

پہلی وجہ: اہل تشیع کا کلمہ نہ تو زمانہ نبوت میں مسلمانوں کی زبانوں پر جاری رہا اور نہ زمانہ خلافت میں پس ایسے الفاظ کا از حد زیاد علی سبیل التزام یقیناً خلاف شرع ہے۔

دوسری وجہ: ہر زمانہ کے نبی کا نام کلمہ طیبہ کی جڑ درہا ان سے پہلے انبیاء کا نام نہ لیا گیا اگرچہ ان سے فائق کیوں نہ ہوں پس اس بنا پر اس زمانہ میں اگر ان کے نزدیک کسی امام کا نام لینا ضروری ہے تو سیدنا محمدؐ کا نام لینا مناسب ہوگا۔ سیدنا علیؑ کا اسم گرامی مشرف و مکرم بھی لیکن قاعدہ مذکورہ کے پیش نظر خلاف قیاس ضرور ہے۔

تیسری وجہ: اہلسنت کے نزدیک خلفاء اربعہ کی خلافت برحق ہے مگر ان کے

۷۸۶

الہند پاکٹ بک

حصہ سوم

مؤلف

حضرت علامہ مولانا دوست محمد صاحب قریشی

حامد اومصلیٰ

حضرات! الہنت پاکٹ بک کے ہر دو حصے طبع ہو کر علماء متبعین اور مناظرین سے
خارج تحسین حاصل کر چکے ہیں دعا ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین۔
اس حصہ میں سب سے پہلے اُن مطامن کے جوابات دیے گئے ہیں جو خوارج کی طرف سے
سیدنا علی مرتضیٰؑ کی ذات گرامی پر کئے جاتے ہیں۔ بعد اہل تشیع کے جملہ عقائد و اعمال کو پیش کر
کے ہر ایک پر سیر حاصل تحقیقی تبصرہ کیا جائے گا و ما اریک الا الکر ضلالت مما ستطعت
اگر اللہ نے توفیق عطا فرمائی اور زندگی نے ساتھ دیا تو چوتھی جلد میں عیسائیت اور یحییٰؑ
کے عقائد و اعمال پر بحث کی جائے گی۔ مرنائیت کے لئے محمدیہ پاکٹ بک اور مسلم پاکٹ بک
موجود ہے۔ اس لئے مجھے ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ میں اس کے متعلق خامہ فرسائی کروں۔

خارجی کب بنے اور کیوں بنے؟

سیدنا علی رضی اللہ اور سیدنا معاویہؓ کے مابین جب ایلۃ الحمرین کے موقع پر جنگ زوروں
پر پہنچی تو فریقین نے یہی محسوس کیا کہ اگر جنگ بدستور قائم رہی اور اسی طرح مسلمان شہید ہوتے
رہے تو مسلمانوں کی قوت تباہ ہو جائے گی۔ اور غیر مسلموں کے مقابلہ کی طاقت باقی نہ رہے گی۔
مدعی ہوں یا غائب ہم پر غالب آجائیں گے۔ تو امیر معاویہؓ کی فوج سے قرآن کے حکم نہایتی تجویز ہوئی۔

قرآن نیزوں کے ساتھ لٹکا دیئے گئے

فضل بن ادہم شریع جذامی، دو تباہی معمر نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ اے علی مرتضیٰؑ کے
فوجیو خدا را مسلمانوں پر رحم کرو۔ قرآن کو حکم بناؤ۔ عورتوں اور بچوں کو روٹیوں اور فارس کی زنجیروں سے

یہ اعلان سننے ہی حضرت علیؑ کی فوج دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ اور جنگ ملتوی ہو گئی۔
(فریق اول) وہ تھا جن پر یہ یاد دہل چکا تھا وہ کہتے تھے کہ جب قرآن کو یہ حکم مانتے ہیں تو
جھگڑا کا ہے۔ حتیٰ کہ انہی میں سے بعض لوگوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر قرآن کے فیصلے سے آپ
نے انحراف کیا تو آپ کے ساتھ دبی کام کریں گے جو عثمانؓ کے ساتھ کیا تھا۔

(فریق ثانی) کا یہ خیال تھا کہ یہ ایک فریب ہے اس سے متاثر نہیں ہونا چاہیے مگر یہ لوگ
تلیل تعداد میں تھے اور فریق اول کثرت میں۔ التواء جنگ کے بعد علی مرتضیٰؑ کی فوج کی طرف
سے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ مقرر ہوئے اور امیر معاویہؓ کے لشکر کی طرف سے عمر بن العاصؓ ملے
پایا کہ دونوں کو معزول کر دیا جائے اور ہر ایک نے اسی طرح اپنی رائے کا اظہار کیا۔ مگر جب اعلان
کرنے کا وقت آیا تو عمر بن العاصؓ سے پہلے ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضرت علیؑ کے حوالہ کا فیصلہ سننا
دیا لیکن عمر بن العاصؓ نے سوچا کہ اگر میں نے معاویہؓ کو بھی معزول کر دیا تو اختلاف عظیم کا خطرہ ہے
کیونکہ عرب و شام میں ان کا ہم پند نہ ملنا مشکل ہے۔ جو ایسی شخصیتوں پر کنٹرول کر سکے۔ لہذا اگر ان کے
نائبانہ سے فی جلدی سے کام لیا جائے تو ان کی ذمہ داری ان کے سر میں اپنے نائبانہ سے کو معزول
نہیں کرتا بلکہ بحال رکھتا ہوں۔ اس فیصلے کے بعد جو کچھ ہوا۔ وہ تاریخ طبری ص ۳۳۲، اخبار
الطوال، ابن اثیر ج ۲ ص ۱۳۷ کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے لیکن ہم نے اس وقت یہ بتانا
ہے کہ حضرت علیؑ ابتدا سے ہی تحکیم کے مخالف تھے۔ مگر جماعت کے اصرار سے تسلیم کر لیا
کہ اب تحکیم کی تجویز ہو گئی تو انہیں حامیوں میں سے ایک جماعت نے مخالفت شروع کر دی
اور تحکیم کو کفر قرار دیا اور اسی جماعت کا نام خارجی ٹھہرا ان کا امام عبداللہ بن وہبؓ رہا جس نے
جو معاملات دین میں انسان کو حکم بنانا کفر جانتے تھے۔ خارجیوں کا یہ نعرہ تھا لا حکم الا للہ

سیدنا علیؑ پر خارجیوں کی طرف سے پہلا اعتراض

اور اس کے جوابات

حدیث شریف میں ہے کہ مدینہ منورہ منجلی کے نائبانہ سے طیب کو غیر طیب سے جدا

کر دیتا ہے۔ یعنی غیر طیب کو اپنے اندر رہنے دیتا نہیں۔ اس بنا پر جب ہم خلفاء ثلاثہ کی پاکیزہ سیرت پر نظر کرتے ہیں تو ان کے دار الخلافہ کو مدینے کے اندر پالتے ہیں لیکن جب علیؑ خلیفہ بنتے ہیں تو مدینہ سے باہر کوفہ میں دار الخلافہ بناتے ہیں کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ مدینہ نے ان کو اپنے اندر رہنے نہیں دیا۔

(جواب علی) سیدنا علی مرتضیٰ کا کوفہ میں دار السلطنت بنانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ وطنیت بھی بدل چکے تھے ظاہر ہے کہ وطن تو آپ کا بدستور مدینہ منورہ تھا لیکن دار السلطنت کوفہ اس سے مدینہ منورہ کو چھوڑ جانا لازم نہ آیا۔ پس سوال ہی نہ رہا۔

جواب علی۔ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپ نے یہی مناسب سمجھا تھا کہ دار السلطنت مدینہ سے باہر ہے تاکہ اگر خدا نخواستہ دشمن کی طرف سے کسی وقت حملہ ہو جائے تو مدینہ کے در و دیوار مسلمانوں کے خون سے طوٹ نہ ہونے پائیں۔

(ف) دیکھتے تو ارجح کی کتنا ستم ظریفی ہے کہ حق و باطل کے درمیان امتیاز نہیں کرتے اور خواہ مخواہ سیدنا علیؑ کے دامن شرافت و قنات کو داغدار کئے پلے جاتے ہیں۔

جواب علی۔ مدینہ تو ہر وقت مدینہ ہی ہے اور تھا۔ پس اگر خوارج کے زعم باطل کے مطابق ہوتا تو سیدنا علیؑ عہد خلافت سے پہلے ہی مدینہ مقدسہ چھوڑ جاتے مگر آپ کا وفات رسالت مآبؐ کے بعد سے لے کر عہد خلافت کے بعد تک مدینہ میں متوطن رہنا بتاتا ہے کہ خوارج کا یہ شبہ قطعاً بے اصل ہے اور ایمان داروں کے ایمان سلب کرنے کا ایک طریقہ ہے (علاء اللہ تعالیٰ)۔ جواب علی۔ اگر مدینہ سے باہر رہنا ہی موجب شہرہ ہے تو سیدنا معاویہؓ کا شام میں مدۃ العمر رہنا اسی طرح باتی معاذ کرام کا مدینہ سے باہر رہنا بھی ثابت ہے۔ تو پھر سب حضرات پر یہی فتویٰ لگانا پڑے گا۔ حالانکہ وہ سب کے سب آپ کے نزدیک بھی اس فتویٰ سے بری ہیں۔

ما ہو جواب یکہ فہو جوابنا۔

خارجیوں کا سیدنا علیؑ پر دوسرا اعتراض

اور اس کے جوابات

خلیفہ ثالث کا ایک اسلامی بادشاہ نہایت بے دردی اور بے رحمی سے قتل کیا جا رہا ہے اور خلافت کا امیدوار اُن کا بیٹا تھا۔ دیکھئے کیا اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ علیؑ کا اس قتل میں ہاتھ تھا۔ اور وہ چاہتے تھے کہ کسی طور پر یہ قتل ہو اور میں تخت خلافت کو نبھالوں۔

جواب ۱۔ اہل تشیع ہوں یا اہلسنت دونوں کی کتابوں میں مسطور ہے کہ وفاتِ رسالت تک کے بعد جب لوگ سیدنا علیؑ کے پاس خلافت کی بیعت کرنے کے لئے آتے ہیں تو آپ انکار کر دیتے ہیں۔ پس آپ کے تخیل میں اگر خلافت کی ہوس ہوتی تو آپ انکار نہ کرتے لہذا آپ کے حق میں طبع خلافت کا الزام ماننا یقیناً ایک بہت بڑا ہتھان ہے۔ اور محمد اقصیٰ حضرت علیؑ کی شخصیت اس سے پاک اور مبرا ہے۔

جواب ۲۔ سیدنا علیؑ نے بلوایمیں کور وکے کی جتنی کوشش فرمائی اس پر تاریخ اسلام کے اوراق شاہد ہیں۔ پس جب آپ نے دیکھا کہ معاملہ حد سے بڑھ رہا ہے۔ تو آپ نے اپنے دونوں صاحبزادوں سیدنا حسنؑ اور سیدنا حسینؑ کو سیدنا عثمانؑ کے دروازے پر قربانی کے لئے تعینات کر دیا۔ اور فرمایا کہ بیٹے قربان ہو جانا مگر دروازے کے اندر دشمنوں کو داخل نہ ہونے دینا۔ پس اگر سیدنا علیؑ کے ذہن میں سیدنا عثمانؑ کے متعلق عداوت ہوتی تو آپ سیدنا عثمانؑ پر قربان ہونے کے لئے حضرت محمد مصطفیٰؐ کے جو گوشوں کو نہ بھیجتے۔ رہا اُن کا خود بخود تشریف نہ لے جانا۔ یقیناً حکمت پر مبنی تھا کہ یہاں لڑنے والے نوجوانوں کا تھا اور آپ ﷺ نے تمہ خلافت راشدہ کا کام لیتا تھا۔

جواب ۳۔ مستند حکام میں سے کہ زید بن ارقم کے پاس سیدنا علیؑ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے تشریف لائے۔ اور حضرت زیدؓ کے پاس کافی لوگ جمع تھے۔ دوران

گنہگار میں حضرت زید نے سیدنا علیؑ سے دریافت کیا کہ آپ نے سیدنا عثمانؓ کو قتل کیا ہے۔
پس حضرت علیؑ نے یہ سن کر تھوڑی دیر میں گونجا کر لیا۔ پھر فرمایا مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے
دائے کو چیر کر انگوڑی پیدا کی اور روح کو پیدا کیا ہے نہ تو میں نے حضرت عثمانؓ کو خود اپنے ہاتھ
سے قتل کیا ہے اور نہ میں نے اس کے قتل کا حکم کیا ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

عن حسین الحارثی قال جاء علی ابن ابی طالب الی زید بن ارقم وعنده قوم فقال
علیؑ اُسْكُوا وَاُسْكُوا فَاِنَّ اللهَ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ اِلَّا احْبَبْتُمْ فَقَالَ زَيْدٌ اِنْ شَاءَ اللهُ
اَنْتَ قَتَلْتَ عُثْمَانَ فَاَطْرَقَ عَلٰی سَاعَةِ ثَمَرٌ قَالَ وَالَّذِي خَلَقَ الْجَنَّةَ وَبَوَّأَ النَّاسَ مَعَهَا
مَا قَتَلْتَهُ وَلَا اَمَرْتُ بِقَتْلِهِ (قرۃ العین ص ۲۹۸)

ترجمہ: حصین حارثی سے روایت ہے کہ سیدنا علیؑ زید بن ارقم کے پاس عیادت کے
لئے آئے اور اس کے پاس اس کی قوم تھی۔ پس حضرت نے فرمایا خود بھی چپ رہو اور دھڑکے
کو بھی چپ رہنے کا حکم دو۔ خدا کی قسم جو کچھ تم مجھ سے پوچھو گے میں اس کا جواب دوں گا۔ تو
پس زید بن ارقم نے قتل عثمانؓ کے سلسلے میں سوال کیا۔ اور آپ نے وہی جواب دیا۔ (جو ہم نے
اوپر لکھ دیا ہے)

(ف) حضرت علیؑ کا اظہار حقیقت کرنا اور قوم میں سے کسی کا تردید نہ کرنا بتاتا ہے کہ واقعی
سیدنا علیؑ اس الزام سے بری تھے۔

جواب ۱۰۔۔۔ جنگ جمل کے موقع پر سیدنا عثمانؓ کے قتل کے بارے میں جو الفاظ آپ کے
منہ مبارک سے نکلے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرءُ اِلَیْكَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَلَقَدْ طَاشَ عَقْلُیْ یَوْمَ قَتْلِ عُثْمَانَ وَانْكَرْتُ
نَفْسِیْ وَجَاءَ وَاِلَیَّ لِبِیْعَةٌ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَا سَتَحِیْ مِنْ اِلَیْهِ اِنْ اَبَیْعَ وَعُثْمَانُ قَتَلَ
عَلٰی الْاَرْضِ لَمْ یَدْفَنْ یَعْدُ فَلْتَا دَفَنْ رَجَعْتُ النَّاسَ فَاَسْأَلُوْنِیْ لِلْبَقِیَّةِ فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ
اِنِّیْ مُشْفِقٌ مِّمَّا اَقْدَمَ عَلَیْهِ ثُمَّ جَارَتْ عَزِیْمَةٌ فَبَا لِعَمْرٍ فَلَیْقَدَ تَالُوْا اَیَّ امْرِئٍ لِّمُؤْمِنٍ
فَكَأَنَّمَا صَدَعَ قَلْبِیْ اِلَیْهِ (مسندک حاکم)

ترجمہ :- اسے میرے اللہ حضرت عثمانؓ کے بارے میں اظہار ثبات کرتا ہوں کہ میں اس قتل کے ارتکاب سے بری ہوں جس دن عثمانؓ قتل ہو رہا تھا۔ میرا عقل اس وقت اپنی جگہ پر نہ تھا اور میرے ہوش و دماغ اس تحیر کی وجہ سے سالم نہ رہے۔ میں اس وقت اپنے وجود میں ایک کروہ سا اثر پارہا تھا۔ لوگ جب میرے پاس بیعت کے لئے آئے تو میں نے یہی جواب دیا مجھے شرم محسوس ہو رہی ہے کہ عثمانؓ شہید ہو کر زمین پر پڑا ہوا اور میں خلافت کی بیعت شروع کر دوں۔ پس لوگ واپس ہوئے۔ جب ان کو دفن کر دیا تو میں نے مجبوراً بیعت شروع کی تاکہ مملکت اسلامیہ کسی نااہل کے ہاتھ نہ چلی جائے۔ جب لوگوں نے مجھے امیر المؤمنین کہنا شروع کیا تو میرا جگر پھٹنے کے قریب آگیا۔ اور دل مضطرب ہونے لگا۔

(ف) سیدنا علی مرتضیٰؓ کے اس بیان پر سب ایمان تو شک کر سکتا ہے۔ لیکن ایماندار کو انکار کی ذرہ بھر بھی گنجائش نہیں رہتی۔

خارجیوں کا سیدنا علی مرتضیٰؓ پر تفسیر اعتراض

اور اس کے جوابات

حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد مذہب کی ترقی اور اس کے منزل کا مدار صحابہ کرامؓ پر ہی تو تھا ان کے باہمی اتفاق سے اسلام میں برکات نمودار ہوئے اور ان کے انتراق سے جو کچھ ہونا تھا وہ سب کے سامنے ہے۔ ظاہر ہے کہ نبوت کے بعد خلافت ایک اہم مسئلہ تھا جس پر مہاجرین و انصار کے درمیان دست گردہ تعیین خلیفہ کے مسئلے میں تفرقت تھی۔ بالآخر اکثریت کا اتفاق صدیق اکبرؓ پر ہوا۔ مگر صرف علیؓ کے آپے سے باہر ہو گئے، اور پورے چھ مہینے بیعت نہ کی اور ان کی تاخیر سے اسلام اور اسلامیان مدینہ میں فتنی طور پر جو تفرقہ و تشقت پیدا ہوا۔ وہ سب آپ کی وجہ سے ہوا۔ ورنہ ایسے معاملات رونما نہ ہوتے۔

جواب۔ اس میں شک نہیں کہ نبوت کے بعد انتخاب امیر ایک اہم مسئلہ تھا لیکن سیدنا علیؑ کی حیثیت بھی معمول نہ تھی۔ ثقیف بنی ساعدہ میں ان کو انہوں نے تو اس لئے نہیں بلایا تھا کہ تبجیز و تکفین کی وصیت ان سے متعلق تھی۔ اگر حضرت علیؑ ثقیف کو چلے آتے تو جنازہ رسول مقبولؐ اکیلا رہتا اور یہ بھی اس لئے نہ گئے تاکہ وصیت کے خلاف نہ ہونے پائے۔ سہا آپ سے باہر ہو جانا تو خوارج کا سیدنا حضرت علیؑ کی اکیزہ شخصیت پر ایک لازم ہے جس سے آپ قطعاً بکری ہیں آپ سے کہیں بھی منتخب شدہ خلیفہ پر طعن مقبول نہیں ہے۔ کچھ دن تاخیر میں بھی راز و نیاز کی شان جلوہ گر تھی۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ق ۲ ص ۲۷۱۔

تاریخ اسلام ص ۳۳ مصنف سید سعید الدین صاحب میں ہے کہ سیدنا حضرت علیؑ نے قسم اٹھا کر فرمایا۔ میں آپ کی امارت ناپسند نہیں کرتا۔ لیکن میں نے قسم اٹھائی ہے کہ جب تک قرآن نہ جمع کر لوں گا۔ اس وقت تک کے سوائے اپنی چادر تک نہ اوڑھوں گا۔

جواب علیؑ۔ مختصری سی مدت کے بعد آپ کا بیعت منظور کر لینا بتا ہے کہ پورا پورا در چند سیدنا علیؑ نے اس سلسلے میں تاخیر فرمائی۔ مگر سیدنا صدیقؑ کی فضیلت و افضلیت پر آپ و شعبہ نہ تھا جبکہ سیدنا صدیقؑ ویسے کے دیسے تھے۔ جیسا کہ پہلے تھے۔ اہل تشیع کی معتبر کتابوں میں سے احتجاج طبری ص ۵۲ میں بھی موجود ہے۔

تشریح و تہذیب

کہ سیدنا علیؑ مرتضیٰ نے جا کر صدیق اکبرؑ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔

جواب علیؑ۔ افتراق و انشقاق کا باعث سیدنا علیؑ کی بیعت سے تاخیر کو سمجھنا خلاف عقل و نقل ہے۔ کیونکہ پہلے تو کوئی ایسا افتراق پیدا ہی نہیں ہوا جس سے دین کی ترقی میں نقصان کا اندیشہ ہو۔ ثانیاً یہ کہ سیدنا علیؑ سے بظاہر مخالف بھی ثابت نہیں اور خلاف نقل اس لئے کہ جب اکثریت کا اتفاق کتب اہلسنت اور کتب اہل تشیع میں منقول ہے تو لاکھ اکثر حکم اسکل (اکثر کے لئے کلمہ) اور ذہنی تفرق و تشققت کا

کوئی بھی شکار نہیں ہوا۔ قتال رہے خارجی تو وہ خارجی ہی ٹھہرے۔

خارجیوں کا چوتھا اعتراض اور اس کا جواب

جنگ جمل جو باجنگ صفین یہ سب سیدنا عثمانؓ کے قصاص نہ لینے کی وجہ سے ہوئیں اگر علیؓ سیدنا عثمانؓ کے قتل کا قصاص لے لیتے تو نہ عائشہ صدیقہؓ کے مقابلے میں یہ اقدام کرنا پڑتا اور نہ سیدنا معاویہؓ کے مقابلہ میں۔

جواب اول۔ قتل عثمانؓ اور اس میں سازش سے سیدنا علیؓ مرتضیٰ کا بری ہونا پہلے ہم دلائل سے ثابت کر چکے ہیں۔ تاخیر قصاص کے وجہ حسب ذیل ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

وجہ اول۔ سیدنا عثمانؓ پر جب بلوائیوں نے حملہ کیا تھا اس وقت حضرت علیؓ بھی موجود تھے اور مہاجرین و انصار بھی پس اگر قتل کرتے وقت حضرت علیؓ کا ان پر کوئی دائرہ چل سکتا تو ابتداء سے خلافت میں جبکہ ان کی قوت ابھی تک مستحکم و مضبوط نہ ہوئی تھی کیسے حکم تسلیم کیا جاسکتا تھا درآئیں ایک وہ جماعت منظم اور مستقل تھی۔

وجہ ثانی۔ حضرت علیؓ مرتضیٰ کی پوزیشن خلیفہ وقت کی تھی اور سیدہ عائشہ وغیرہ کی پوزیشن دشمنانے حکم مقتول کی تھی۔ دشمنانے لئے حق تو یہ تھا کہ دعویٰ دائر کرتے نہ یہ کہ ایسے اقدامات کرتے جن سے فریق ثانی کے بعض ناما قبلت اندیش لوگوں کو مخالف کا شہرہ پیدا ہوا جب دعویٰ ہی مفقود تھا تو نکاس فی القصاص کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وجہ رابع۔ سیدنا علیؓ نے کبھی بھی یہ نہیں فرمایا کہ مجھے تابعین سے قصاص لینے کا انکار ہے۔ البتہ آپ نے یہ تو ضرور فرمایا تھا کہ استحکام کے بعد فوراً میرا کام یہی ہو گا۔ صبر کیجئے لیکن بہت سے حضرات کا یہ خیال تھا کہ اولین فرصت میں یہی کام کیا جائے تاکہ فساد نہ بڑھے۔

خارجیوں کی طرف سے حضرت علیؑ پر پانچواں اعتراض

اور اس کے جوابات

تحقیق ہو چکی ہے کہ سیدنا علیؑ مرتضیٰ کی فوج میں قاتلین عثمانؓ موجود تھے ان کو اپنی فوج سے خارج نہ کرنا کیا از نکاب معصیت نہیں۔

جواب علیہ۔ تحقیق کے لئے محقق دلیل کی ضرورت ہے۔ من اوثیٰ فعلیہ البیان۔ جواب علیہ۔ اور اگر تسلیم کر لیا جائے تو یقیناً اس کے ساتھ قاتل نہیں ہو سکتے۔ البتہ غلط فہمی کی وجہ سے تائب کا تصور ہو سکتا ہے۔ پس اس مظنون کیفیت کی بناء پر کسی کو قاتل سمجھ کر فوج سے نکال لینا یقیناً خلاف عقل تھا۔

جواب علیہ۔ جن لوگوں کے متعلق یہ شہور ہے کہ وہ قاتلین سیدنا عثمانؓ کے تھے ان کی تعداد بشرط صحت کتب تواریخ میں بیس ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے۔ پس اگر کب لخت ظن کی بناء پر سب کو نکال دیتے تو فوج میں بغاوت کا اندیشہ تھا۔ اس لئے ان کو فوج سے خارج نہ کیا تاکہ فساد نہ ہونے پائے۔

خارجیوں کا چھٹا اعتراض اور اس کا جواب

یہ اعتراض سیدہ عائشہؓ ام المومنینؓ کے ساتھ جنگ کرنے پر وارد ہوتا ہے جس کے جواب کے لئے اہل سنت پاکٹ بک حصہ دوم کا مطالعہ ضروری ہے اس کے پڑھنے سے حقیقی حالات پر اطلاع ہو جائے گی۔

خارجیوں کا ساتواں اعتراض اور اس کا جواب

حضرت علیؑ جب تخت خلافت پر ممکن ہوئے تو علینہ بنتے ہی بلا وجہ بنو امیہ کے

تمام گورزدوں کو معزول کر دیا۔ حالانکہ ان کے ذمہ کوئی قصور نہ تھا۔

جواب ۱۔ یہ اقدام محکمی آئی ڈی کی اطلاعات کے پیش نظر ہوا۔ چونکہ قبل ازیں حالات اس قسم کے رونما ہو چکے تھے اس لئے آپ اس امر پر مجبور ہو گئے۔

جواب ۲۔ سیدنا علی مرتضیٰ سے پہلے چونکہ سیدنا عثمان کی شہادت ہو چکی تھی۔ اور حضرت عثمان بھی خاندان نبویؐ کے فرد تھے پس آپ نے دیکھا کہ بنو امیہ کے گورنر جب اپنی قوم کے خلیفہ کو نادمہ نہیں پہنچا سکتے تو مجھے کب نادمہ پہنچا سکتے ہیں۔ لہذا ان کو مناسب یہی معلوم ہوا کہ ان کو بیک تلم معزول کر دیا جائے۔

جواب ۳۔ سیدنا عثمان کے وقت میں خاندان نبویؐ کے گورنروں کے تقریر سے لوگوں میں یہ شبہ پڑ گیا تھا کہ شاید بنو ہاشم اس کی اہلیت ہی نہیں رکھتے۔ پس آپ نے یہ اقدام کر کے ثابت کر دیا کہ بنو ہاشم بھی اس کی اہلیت رکھ سکتے ہیں۔

خارجیوں کا آٹھواں اعتراض اور اس کے جوابات

کہا جاتا ہے کہ علی مرتضیٰ نے رات کو سیدہ کا جنازہ اس لئے پڑھایا تھا کہ پوشیدہ راز عیاں نہ ہو جائے۔ اور پوشیدہ راز یہ تھا کہ حضرت علیؑ نے ان کو مار دیا تھا اور قتل چھپانے کی خاطر وہ میت شہور کر دی تھی۔

جواب ۱۔ سر اسر جاپلانہ تخیل ہے ذرہ بھر بھی یہ بات پایہ ثبوت تک نہیں پہنچ سکی۔
جواب ۲۔ سیدہ فاطمہؑ اور سیدنا علیؑ کے درمیان رشتہ داری کی حیثیت سے جو قریب ہے وہ کسی کے یمن نہیں پس اس خصوصی تعلق کے پیش نظر اس قسم کا دہم و گمان ہی نہیں کیا جاسکتا۔

خارج کا نواں اعتراض اور اس کا جواب

علی مرتضیٰ کا ابو جہل کے دروازے پر جانا اور اس کی لڑکی کے نکاح کے لئے خواستگار

کرنا اہلسنت اور اعلیٰ تشیع دونوں کی کتابوں میں منقول ہے۔ تو کیا اس میں سیدہ کی توہین نہیں۔
جواب ع۔۔۔ سیدنا علی مرتضیٰ سے یہ فعل واقعی ثابت ہے۔ لیکن جب تک کوئی امر خدا اور
اس کے رسول کی طرف سے صراحتاً ممنوع نہ ہو چکا ہو تب تک وہ درجہ اباحت میں رہتا ہے۔
جب قرآن مجید میں :-

فَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْمَوْتِ تَكْرَارًا كَمَا كُنْتَ تَنْذِرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
بَعْدُ دوسری بیوی کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت تھی نیز حضور علیہ السلام کا عمل اس کی تائید
میں تھا۔ تو سیدنا علی مرتضیٰ کا یہ عمل قابل اعتراض نہ رہا۔ ہاں اگر حضور علیہ السلام نے منع کر دیا
ہوتا اور منع کے بعد سیدنا علی مرتضیٰ سے یہ اقدام ثابت ہوتا تو قابل جرم ہو جاتا تھا اور
الحمد للہ سیدنا علی مرتضیٰ اس سے پاک ہیں۔

خارجیوں کی طرف سے دشواں اعتراض اور اس کے جوابات

محمد بن ابی بکر کے متعلق مشہور ہے کہ قتل عثمان میں ساری سازش ان کی تھی اگر یہ بات پایہ
تحقیق کو پہنچ چکی تھی تو سیدنا علی نے اسے سیدنا عائشہ کے سپرد کیوں نہ کیا۔
جواب ع۔۔۔ محمد بن ابی بکر کے متعلق قتل عثمان کا الزام تو سراسر ابلہ بنیاد ہے البتہ کتب
تواریخ سے ہر جگہ ہے کہ وہ اس پارٹی میں شریک تھے۔ رہا قتل تو اس کے متعلق کہیں بھی
تشریح نہیں کہ انہوں نے کیا ہو۔

جواب ع۔۔۔ حضرت نافع بن عبد ربیع نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ابی بکر نے قریب آکر
دارحی سے تو ضرور پکڑا۔ جب حضرت عثمان کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ نہج اگر ابو بکر صدیق
زندہ ہوتا تو تجھے یہ جرأت نہ ہوتی۔ ان الفاظ کا اس کے دل پر ایسا اثر پڑا کہ یکدم کانپنے
لگا اور اس حالت میں چھوڑ کر چلا گیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملے کی گواہی دینے
والی صرف حضرت نافع ہی تھے اور میں جس سے نصاب شہادت پورا نہیں ہوتا پس ان حالات

کے پیش نظر اسے قطعی طور پر مجرم ٹھہرانا اور اس کے بعد سیدنا علیؑ کے قدم اس الزام کا ٹکنا سراسر اظہارِ جہالت ہے۔

جواب ۳۔ مروان کے متعلق جب نصابِ شہادت پورا نہ ہوا تو سیدنا عثمانؓ نے سپردِ دنیا اور محمد بن ابی بکرؓ کے متعلق جب نصابِ شہادت پورا نہ ہوا تو سیدنا علیؑ نے سپردِ دنیا کیا۔

خارجیوں کی طرف سے گیارہواں اعتراض اور اس کے جوابات

خلفاء ثلاثہ میں سے جس نے بھی تختِ خلافت پر قدم رکھا اسلامی فتوحات ان کو حاصل ہوتی گئیں۔ لیکن جب سیدنا علیؑ مرتضیٰؑ ممکن ہوئے تو ایک ملک بھی فتح نہ ہوا۔

جواب ۱۔ جب آپس میں انفریق پیدا ہو جائے اس وقت اغیار پر غلبہ ناممکن ہوتا ہے۔

جواب ۲۔ فتوحات کا مدار گورنروں اور مجاہدین پر ہوتا ہے سیدنا علیؑ کے زمانے میں نئے گورنروں کی تعیناتی کی وجہ سے پہلے کی طرح فتوحات نہ ہو سکیں۔

جواب ۳۔ آپ کے مشیر آپ جیسے نہ تھے۔ فَتَکَمَّلْ

۱۲ خارجیوں کا بارہواں اعتراض!

حضرت حسینؑ کو بلا کیوں گئے۔ کیا وہاں بیت اللہ تھا یا رسول اللہؐ کو کیا مدینہ میں شہید ہو جاتے دنیا یہ تو کہتی کہ اللہ کے دروازے سے ناسا کے روضہ مبارک کو آخر دم تک نہ چھوڑا۔ وہاں جا کر خانوادہ رسولؐ کی جتنی بے حرمتی ہوئی کیا حضرت حسینؑ اس کا جواب قیامت کے دن نہ دیں گے۔

جواب ۱۔ شیعہ بیان کو فک کے سیم امر اور متعدد خطوط اور بار بار فرستادوں کے بھیجنے سے آپ مجبور ہو گئے۔ اور آپ کے تشریف لے جانے کا وعدہ کر لیا۔

مدینہ کی سکونت کو ترک کرنے کا نہ آپ کا ارادہ تھا اور نہ آنے والے حالات کی آپ کو خبر تھی۔ یہ نہ مسلم کو اس لئے تو بھیجا تھا کہ وہاں کے حالات معلوم کر کے مجھے مطلع کرے۔ مگر یہ تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ۔

حالات جیسے بھی پیش آئے وہ سب کے سامنے ہیں۔ اگر آپ تشریف نہ لے جاتے تو اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْنُوْلًا کے پیش نظر مانور ہوئے۔ نوٹ ہے۔ محترم طور پر خام بیویوں کے اعتراض نقل کر کے ان کے جوابات دے دیئے گئے ہیں۔ مزید تشریح بخوف طوالت ترک کر دی گئی ہے۔ اب ذیل میں اہل تشیع کے عقائد بیان کر کے ان کی تردید کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیے۔

بحث متعلق جنازہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اہل تشیع کا اعتراض یہ ہے کہ صحابہ کرام جنازہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں شریک نہ ہوئے۔
الجواب ۱۔ جنازہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ کرام کا شریک نہ ہونا زبردست بہتان ہے۔ من ادعی فعلیہ البیان۔

الجواب ۲۔ کاش کہ اہل تشیع اپنی کتابوں کا مطالعہ کر لیتے تو اعتراض کرنے کی نوبت ہی نہ آتی۔ ان کی کتابوں کی عبارتیں ذیل میں درج ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

محمد بن یعقوب کلینی کی تحقیق روایت ۱۔

عن جابر عن جعفر قال لما قبض النبي صلی اللہ علیہ وسلم صلت علیہ المسلمون والمهاجرون والانصار فوجاً راحوا لانی ملک ۲۳ مطبوعہ نجف اشرف

ترجمہ۔۔۔ ہابڑ سے امام جعفر روایت کرتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کی وفات ہوئی تو آپ پر فرشتوں اور مہاجرین اور انصاریوں نے قرح فوج ہو کر نماز پڑھی۔

روایت متعلق جنازہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَبِي مَرْيَمَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ كَانَتِ الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا غَسَلَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي تَالِبٍ وَكَفَّنَهُ سَجَّادًا ثُمَّ أَدْعَلَ عَلَيْهِ عَشْرَةَ فِدَاً وَاحْوَلَهُ ثُمَّ وَقَفَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي فُسْطَاطٍ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا فَيَقُولُ الْقَوْمُ كَمَا يَقُولُ حَتَّى صَلَّى عَلَيْهِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ وَأَهْلُ الْعَوَالِي۔

ترجمہ۔۔۔ ابو مریم انصاری روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد باقر سے دریافت کیا کہ حضور علیہ السلام پر جنازہ کس طرح پڑھایا گیا۔ آپ نے جواب دیا کہ جب سیدنا علی مرتضیٰ نے حضور علیہ السلام کے غسل اور کفن سے فارغ ہو چکے تو دس شخص حضور علیہ السلام کے حجرہ مقدسہ میں داخل ہوئے اور آپ کے ارد گرد کھڑے ہو گئے۔ پس علی مرتضیٰ ان کے درمیان کھڑے ہوئے پس آپ والی آیت تلاوت فرمائی تو م بھی اسی طرح کہتی گئی جس طرح سیدنا علی مرتضیٰ پڑھتے گئے۔ حتیٰ کہ مدینہ اور مدینہ سے باہر رہنے والوں نے حضور پر نماز ادا کی۔

(ف) ان دور وابتوں سے علی و صحابہ کرام کا جنازہ میں شریک ہونا اہلسنت اور اہل تشیع کے مسلمات میں سے ہے۔ پس جو لوگ صحابہ کرام پر اس قسم کے الزامات عائد کرتے ہیں۔ وہ یقیناً غلطی پر ہیں۔

اہل سنت کی طرف سے اہل تشیع پر اعتراضات

۱۱۔ اعتراض ۱۔ اگر صحابہ کرام ثقیف میں مشورہ بیعت اور انتخاب خلافت میں مشغول ہو گئے

تھے۔ تو سیدنا علیؑ نے تین دن حضور علیہ السلام کے وجود مسعود کو دفن کیوں نہ کیا کیا اتنا توقف محض اس بناء پر نہیں تھا۔ کہ کوئی صحابی بھی نماز جنازہ سے محروم نہ رہے۔

(اعترض ۱) جب روایت مندرجہ اصول کافی مطبوعہ نجف اشرف ص ۲۳۱ میں مہاجرین و انصار کی تصریح اور روایت ۱ میں دس دس کی تعداد کا ذکر بھی موجود ہے۔ با ایں ہمہ مہاجرین و انصار کے خلاف عدم شمولیت فی الجنازہ کا پرہیز گندہ کرنا کیا خلاف دیانت نہیں۔

(اعترض ۲) کیا شیعوں کی معتبر کتابوں سے یہ ثابت نہیں کہ جنازہ رسول علیہ السلام اکیلا پڑا ہوا تھا اور حضرت علیؑ آپ کے جنازے کو اکیلا چھوڑ کر گھر بیٹھے ہوئے تھے جب ذیل عبارت پڑھیے اور جواب مرحمت فرمائیے۔

اصول کافی مطبع نجف اشرف میں ہے۔

اقی العباس امیر المؤمنین فقال یا علی ان الناس قد اجتمعوا ان یدفنوا رسول الله فی البقیع وان یدفنه رجل منکم۔

ترجمہ۔ عباسؑ دوڑتے ہوئے حضرت علیؑ کے پاس آئے اور کہا کہ لوگ اکٹھے ہو چکے ہیں کہ وہ حضور کو دفن بھی جنت البقیع میں کریں۔ اور امام بھی جنازے کا ان میں سے بنے۔
(ف) مَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَمَوْجُوبًا بَنًا۔

(اعترض ۳) اگر یہ عذر کیا جائے کہ اس روایت میں جب سیدنا علیؑ کے گھر میں بیٹھے کا ذکر نہیں ہے تو خواہ مخواہ ان کے سر یہ الزام کیوں عائد کیا جا رہا ہے تو پھر حیات القلوب ص ۸۴ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ سطر ۲ کی اس عبارت کا کیا جواب ہے۔

از خانہ بیرون آمد و فرمود ایہما الناس بدرستیکہ رسول خدا امام و پیشوائے ملت در حال حیات و بعد از وفات۔

ترجمہ۔ حضرت علیؑ گھر سے باہر آئے اور فرمایا کہ گو بلاشبہ حضور علیہ السلام حیات اور وفات کی حالت میں ہمارے امام ہیں ہمیں کسی کو امام بنانے کی ضرورت نہیں۔ فرمائیے کیا اس سے

یہ ثابت ہوا کہ سیدنا علیؑ گھر بیٹھے خلافت کے متعلق فکر کر رہے تھے العباد باللہ اور حضورؐ کا جنازہ اکیلا پڑا ہوا تھا سوچ کر جواب دینا۔

(اعتراض ۵) اگر تمہارا خیال صدق پر مبنی ہے تو حسب ذیل حدیث کا کیا جواب ہے
 صَلَّیَ اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ عَلَیْکُمْ یَا اَبَا بکرٍ وَوَلَدَکُمَا یَا اَبِی جَحْشٍ وَاجْتَمَاعَ طَابَ رَیْہِی (۵۴)
 ترجمہ۔ سیدنا علیؑ نے حضورؐ پر نماز پڑھی اور ان لوگوں نے بھی پڑھی جو سیدنا ابوبکرؓ سے بیعت ہوئے تھے۔ اور انہوں نے بھی جنہوں نے ابھی تک بیعت نہیں کی تھی۔

احتجاج ۵ کے حوالے سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ثقیف میں گئے ہوئے سب صحابہ کرامؓ نے حضور علیہ السلام کے جنازے میں شرکت کی آخر ان دلائل کے باوجود یہ کہہ کر کیوں غلط فہمی میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔

اعتراض ۶۔ جب احتجاج طبری ص ۱۱ کی حسب ذیل عبارت سے یہ ثابت ہے کہ تمام مہاجرینؓ و انصارؓ نے جنازہ پڑھا جتنی کہ ایک ہی باقی نہ رہا۔ تو انکار کیسا معقول جواب درکار۔
 وَفَعَلَ عَشْرَةً مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَعَشْرَةً مِنَ الْاَنْصَارِ فِیْصَلُّوْنَ وَیَقْرِءُوْنَ حَتّٰی لَمْ یَاْخُذْ أَحَدٌ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ اِلَّا صَلَّیَ عَلَیْہِ۔

ترجمہ۔ دس مہاجرؓ اور دس انصارؓ نماز پڑھ کر فارغ ہو کر حجرہ مقدسہ سے نکلتے گئے۔ دس اور اتنے گئے جتنی کہ کوئی بھی مہاجرینؓ و انصارؓ سے باقی نہ رہا۔ جس نے حضور علیہ السلام پر نماز جنازہ ادا نہ کیا۔

حیات القلوب ص ۲۶ میں بھی اسی طرح ہے۔

تاکثر نو و دینارک و مردوزن از اہل اطراف مدینہ ہمبر آنجناب چہیں نماز کردند۔ ۱۲۔

ترجمہ۔ حتیٰ کہ چھوٹوں اور بڑوں نے مردوں اور عورتوں نے مدینہ اور اطراف مدینہ

کے باشندگان نے سب نے حضور علیہ السلام پر نماز جنازہ پڑھی۔

اعتراض ۷۔ قرآن مجید حضور علیہ السلام خٹاؤں سے پاک تھے یا نہ۔ اگر پاک تھے تو جنازہ

کیسا اور پاک نہ تھے تو تمہارا دعویٰ اسلام کیسا۔
اعتراف ہے۔ فرمائیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد حیات الہی ہیں یا نہ اگر
نہیں تو ثبوت اور اگر ہیں تو جنازہ کیسا۔

عقائد اہل تشیع اور ان پر تبصرہ

پہلا عقیدہ :- ہر کام میں امداد حضرت علی کرتے ہیں اور وہ مشکل گشا ہیں۔ لہذا ان کو حاجت
برآری کے لئے پکارنا ہائز ہے۔ (بحوالہ تاریخ الائمہ ص ۵۲)

(الف) یہی وجہ ہے کہ یہ حضرات اٹھتے بیٹھتے یا علیؑ کے نعرے لگاتے رہتے ہیں
بلکہ ان کا اعتقاد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو تکالیف و مصائب سے نجات حضرت علیؑ نے
ہی دی تھی چنانچہ ذیل میں ان کی معتبر کتاب تاریخ الائمہ ص ۵۲ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ مصنف سید
وزیر حسین مشہدی اشاعر عشری سے چند جملے نقل کئے جاتے ہیں۔ بغور ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ مختصر حال امداد پیغمبران عرض کرتا ہوں کہ آپؑ نے آدمؑ کو حوا سے ملایا۔ آگ کو
خیل پر گلشن بنایا۔ ذکر یا گو آری سے سجایا۔ یوسف کو چاہ سے نکال کر مصر میں تخت پر
بٹھایا۔ دیدہ یقوب کو نور بخشا۔ سلیمان کو جنات سے چھڑایا۔ (تاریخ الائمہ ص ۵۲)

(ب) سیدنا علیؑ کے متعلق شیعہ حضرات کے عقائد آپؑ نے معلوم کر لئے اب ذیل
میں مذکورہ بالا عقیدے کی تائید میں جو اشعار پڑھتے رہتے ہیں ان کو حوالہ نقل کیا جاتا ہے تاکہ
آپؑ یقین کر لیں کہ واقعی ان کے مذہب کی ترجمانی کی جا رہی ہے۔

(اشعار خمس منقول از تاریخ الائمہ ص ۵۲)

رسولوں کی ہوتی حاجت روائی علیؑ نے نوحؑ کی ناخدائی !

نہ کرتا اگر غنی مشکل کشائی نہ پاتا چاہ سے یوسف رہائی

ملک یونسؑ کی دریا کے اندر

علیؑ سے لوطؑ نے کی استعانت علیؑ نے کی عیاں اس کی اعانت
جب ابراہیمؑ کی چاہی اعانت علیؑ نے کی علیؑ نے کی اعانت

رہا ہے شیث پیغمبر کا یا اور

علیؑ کا معجزہ اک اک ہے نادر علیؑ کی ذات ہے ہر شے پر قادر
مذکورہ بالا عقائد قرآن کی روشنی میں۔

آیت ۷۰۔ فَجَعَلْنَا لُوْطًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ ثَابِتًا

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھ واسے ایسا نادر دل کو
نجات دی۔

آیت ۷۱۔ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِى الْاَرْضِیْنَ (رپ)

ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کو زمین میں تمکنت عطا فرمائی۔

آیت ۷۲۔ وَاِذْ هُوَ عَبْدٌ نَّاسٍ اٰیُوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهُ (رپ)

ترجمہ۔ ذکر فرما دیجئے ایوب علیہ السلام کا جو کہ بیمار ابدہ تھا جبکہ انہوں نے اپنے رب
کو پکارا تھا۔

آیت ۷۳۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَكَشَفْنَا عَنْهُ غَمَّهُ وَخَصَرَهُ (رپ)

ترجمہ۔ پس ہم نے ان کی دعا کو قبول کیا اور ان کو جو تکلیف تھی وہ رفع کر دی۔

آیت ۷۴۔ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَا كَمَا مَنَّ لَدُنَّا عَلٰی دَاوُدَ (رپ)

ترجمہ۔ ہم نے خضر کو اپنی طرف سے علم دیا تھا۔

آیت ۷۵۔ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِیْ بَدْدًا وَّسَلَامًا (رپ)

ترجمہ۔ ہم نے کہا اے آگ ابراہیم علیہ السلام کے لئے ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی بن جا۔

ظہر استمدلال۔ مذکورہ آیات سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ تمام انبیاء کو نجات صرف

خدا تعالیٰ نے ہی دی ہے اور پس اب آپ ہی فرمائیے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کے علاوہ

سیدنا علیؑ کو نجات دہندہ سمجھتے ہیں۔ ان کے حق میں قرآنی فتویٰ کیا ہے۔ یہ سچ ہے۔

وَمَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ إِلَّا وَكَأَنَّهُمْ مَشْرُكُونَ (پ)

اہل تشیع کے عقائد کا تجزیہ

(۱) امداد و اعانت کے لئے سیدنا علیؑ کو پکارنا۔

(۲) سیدنا علیؑ ہماری پکار کو سنتے ہیں اور ہمارے حالات کو جانتے ہیں۔

(۳) حضرت علیؑ مشکل کشا ہیں۔ اور حاجت روا ہیں۔

عقیدہ نمبر اول دس ارشادات خداوندی بطرز استدلال
کی تردید کے سلسلے میں

استدلال ۱۔ اہل فیصلہ

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْمَعُونَ حَسْرَتَكُمْ وَلَا أَنفَهُمْ مِنْ ضَرَرِكُمْ (پ)

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں سوائے اللہ کے نہیں طاقت رکھتے مرد تمہاری کی
اور نہ ہی اپنی جانوں کی مدد کر سکتے ہیں ترجمہ مقبول ص ۳۳۵

انکل باز اور گمان کے تابع

استدلال ۲۔ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءُ إِن يَسْتَعِزُّوا إِلَّا بِتَحْنُوتٍ
فَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ط

ترجمہ جو لوگ خدا کے سوا پکارتے ہیں شریکوں کو نہیں اتباع کرتے مگر گمان کی اور
انکل بازی کرتے ہیں۔

قارئین قرآن سے خطاب الہی

استدلال ۳۔ وَلَا تَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ وَلَا يَضُرُّكُمْ لَوْ أَن تَعْلَمُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْفَلَيْتُمْ (پ)

ترجمہ:- اور اللہ کے سوا کسی ایسی چیز کو نہ پکارنا جو تم کو نفع پہنچائے اور نہ ضرر پہنچا کر تم نے ایسا کیا تو تم بھی ظالموں سے ہو۔

حقیقت کا انکشاف

استدلال عدد ۱۔ لَقَدْ دَعَوْهُ الْحَقُّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كِبَاسٌ مَلْفُوفٌ فَاذْكُرُوا مَا هُمْ بِعَالِمِينَ وَمَا هُمْ بِعَالِمِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (پاک)

(ترجمہ) خاص خدا کے لئے پکار سچی جو لوگ خدا کے سوا اوروں کو پکارتے ہیں نہیں کرتے کسی چیز کی ان کی مثال اس شخص کی ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے تاکہ پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے۔ حالانکہ وہ پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ ۱۲

اصحاب کہف کا مذہب

استدلال عدد ۲۔ فَقَالُوا اتَّبِعْنَا رَبَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُو مِنْ دُونِهِ شَيْئًا (الہاد)

ترجمہ:- ہمیں کہنے لگے ہمارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم ہرگز اس کے سوا کسی کو معبود کہہ کر نہ پکاریں گے۔ (ترجمہ مقبول ص ۵۷)

جميع انبياء عليهم السلام کا طریق اور دستور العمل!

استدلال عدد ۳۔ اِنَّكُمْ كَالْوَالِيَةِ عُونٍ فِي الْخِيَرَاتِ وَيَدْعُوْنَ رُفَاؤًا وَهَبًا وَكَالْوَالِيَةِ الْخِيَرَاتِ (ترجمہ:- بیشک انبیاء علیہم السلام نیکیوں میں جلدی کرتے تھے۔ اور ہمیں ہی خوشی غمی میں پکارتے تھے اور ہمارے لئے ہی خوشی کرتے تھے۔

قرآنی فیصلہ

استدلال عدد ۴۔ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَخْتَرِكُهُ وَاَلَا يَنْفَعُهُ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ

ترجمہ ۱۔ پکارت ہے خدا کے سوا کسی ایسی چیز کو جو نہ اسے نقصان دے۔ اور نہ نفع پہی تو صریح گمراہی ہے۔

حق و باطل کی وضاحت

استدلال غلط۔ خَذَائِكَ يَا اَللّٰهُ هُوَ الْحَقُّ وَ اَمَّا اَيْدِ عَوْنٍ مِنْ حَقِيْمٍ هُوَ الْبَاطِلُ ۝
ترجمہ ۱۔ یہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ ہی حق ہے اور جو کہ پکارتے ہیں خدا کے سوا وہ پکار باطل ہے۔

بیان حق علی سبیل الاستفہام

استدلال غلط۔ وَمَنْ اَصْلُ مَسْنَدٍ يَدْعُوْنَ دُوْنَ اَللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ اِلٰى
يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ خَافِلُونَ۔
ترجمہ ۱۔ اس سے کون زیادہ گمراہ ہے جو خدا کے علاوہ اوروں کو پکارتا ہے جو اس کو قیامت تک جواب نہیں دیتے۔ حالانکہ وہ ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔
(ف) اس ترجمہ کو دوبارہ پڑھ کر کسی نتیجے پر پہنچئے۔

خداوندی نصیحت

استدلال غلط۔ هُوَ الْحَقُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۝
ترجمہ ۱۔ وہ زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اُسے پکارو۔ اسی کے لئے دین کو خالص کر کے۔

تشریح ۱۔ مذکورہ بالا آیت سے فرقی مخالف کا عقیدہ بطلان روزِ روشن کی طرح معلوم ہو رہا ہے۔ یعنی نفرت و اعانت مافوق الاسباب کے لئے پکارنے کو خدا تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لیا ہے قرآنی آیات کو مکرر سے کر پڑھیے تاکہ دل و دماغ میں جگہ بنا سکے۔

ذَلِكَ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ
یہ قرآن اس کو نفع دے گا۔ جس کا دل زندہ ہو یا متوجہ ہو کر نہ۔

غور طلب امور

- ۱۔ چونکہ مسئلہ عقیدے کا ہے اس لئے اس کے اثبات کے لئے بغیر قرآن اور خبر طارہ متواتر کے کوئی چیز اصولی طور پر قابل قبول نہ ہوگی۔
 - ۲۔ فریق مخالف کو اگر ان دلائل پر اعتراض ہو تو اپنے مسلک کے اثبات کے لئے قرآنی آیات پیش کرے۔
 - ۳۔ قرآنی آیات کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام کو جب بھی کوئی تکلیف درپیش آئی تو انہوں نے خدا تعالیٰ کو ہی پکارا۔
 - ۴۔ اگر ان آیات کے سننے کے بعد بھی اگر کوئی شخص انکار پر ڈٹ جائے اور سختیوں کا بارہاموں کو پکارنے پر مہم رہے تو اس کے جواب میں انا کہہ دینا ضروری ہے۔
- اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدًا
کیا اپنے بندے کے لئے خدا کافی نہیں ہے۔

رابعی

تم کو شکوہ ہے ہمارا مدعا ملتائے نہیں
دینے والے کو گلا یہ ہے گدا ملتائے نہیں !
بے نیازی دیکھ کر بندے کی کہتا ہے کریم
دینے والا دے کہ دست دعا ملتائے نہیں
اگر اللہ کافی نہیں ہے تو پھر جسے پکارتے پھر میں ان کا اپنا منشاء حقیقت یہی ہے کہ
وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (رپ)
امداد تو اللہ کی طرف سے آتی ہے اب ان کی مرضی جن سے سمجھتے پھر میں۔

عقیدہ کی تردید کے سلسلے میں ارشادِ خداوندی بطر زراستدلال !

استدلال ع۔ حقیقت مسئلہ کے متعلق اعلانِ نبوی

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ إِلَّا أَنْ يَبْعَثُ مَنْ دُونَهُ

ترجمہ: کہہ دے اے محمد مصطفیٰ کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں غیب کو نہیں جانتا خدا کے سوا اور نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

قیامت کا میدان اور انبیاء کا اعلان

استدلال ع۔ ہر یوم یجمعہ اللہ المرسَل فیقول ماذا اُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوبِ

ترجمہ: قیامت کے دن خدا تعالیٰ سب رسولوں کو جمع کر کے پوچھیں گے دنیا میں کیا جواب دیئے گئے تھے جواب دیں گے ہمیں کوئی علم نہیں ہے بیشک تو ہی غیوب کا عالم (ف) جب انبیاء کا یہ حال ہے تو بارہ اماموں بالخصوص سیدنا علی کے متعلق خود ہی فیصلہ کر لیجئے۔

عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ

استدلال ع۔ دَاٰتٌ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ (پ)

ترجمہ: اور تو ہی ہر چیز پر گواہ ہے۔

(ف) اگر عیسیٰ علیہ السلام اس عقیدے میں پختے ہیں تو پھر فریقِ مخالف کا عقیدہ یقیناً اس کے خلاف ہے جبکہ وہ بارہ اماموں کو ہر جگہ کے حالات پر عالم سمجھتے ہیں۔

قرآنی فیصلہ

استدلال ع۔ وَخِذْهُ مَعَ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ (پ)

ترجمہ:- اور اللہ کے پاس ہیں غیب کی چابیاں جن کو بغیر اس کے کوئی بھی نہیں جانتا۔

استدلال ۵۔ وَمَا جَعَلْنَاهُ عَلَيْكُمْ حَافِظًا۔ (پ)

ترجمہ:- اسے محمد تم نے تم کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

استدلال ۶۔ جب حضرت صلعم نگہبان نہیں تو حالات کے عالم کب۔

وَمَا جَعَلْنَاهُ عَلَيْكُمْ حَافِظًا۔

ترجمہ:- پیدا بھی ہر چیز کو خدا نے کیا ہے اور سب چیز کا جانتے والا بھی وہی ہے۔

طرز استدلال:- جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہو گا وہی عالم بکل شے ہو گا۔ سیدنا علیؑ نہ تو

خالق ہیں اور نہ عالم بکل شے ہیں۔

استدلال ۷۔ وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔

ترجمہ:- اور غامض اللہ کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کا غیب۔

علی مرتضیٰ کا بیان ناطق

استدلال ۸۔ يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ مِمَّا فِي بَيْوتِكُمْ ۚ وَكُلُوا وَشَرُّوا مِنْهُ لَعَنَ اللَّهُ الْفَاسِقِينَ ۚ

ترجمہ:- میرے ماں باپ آپ پر قرآن ہوں اسے محمد رسول اللہ بیشک آپ کے مرنے

سے ایسی چیزیں منقطع ہو چکی ہیں جو آپ کے سوا کسی کے مرنے سے منقطع نہیں ہوتیں۔

(نبوت) یعنی آپ کو خدا کی طرف سے بعض غیوب پر بحسب ضرورت اطلاع دیتے

تھے آپ کے بعد یہ بھی ختم۔

(نبوت) یعنی آپ کے بعد کوئی شخص نبی بھی نہیں آ سکتا۔

(آسمانوں کی خبریں) آپ کے پاس جبریلؑ لاتا تھا اب جب آپ وفات پا گئے تو

جبریلؑ کا آنا بھی بند ہو گیا۔

ابی عبد اللہ علیہ السلام اذ فرح الینا وهو مغبوب فلما اخذ مجلسه قال
یا عجبالا قوام یزعمون اننا نعلم الغیب لا یعلم الغیب الا الله عز وجل لقده
همت بضمیر جاریتی فلا نة فہرکت متی فما علمت فی ائی بیوت التداوی۔
راستحافی شرح احوال کافی کتاب الحجۃ ج ۳ سوم۔ باب چہل پنجم
اصل باب نادر فیہ ذکر الغیب

ترجمہ :- سدی سے روایت ہے کہ میں اور ابو یوسف اور دیگر کثیر امام محمد باقر
عبدالسلام کی مجلس میں بیٹھے تھے ناگہاں آپ غصے کی حالت میں تشریف لائے جب اپنی بیٹک
پر بیٹھ گئے تو فرمایا قوموں پر تعجب ہے وہ گمان کرتے ہیں ہمارے متعلق کہ ہم غیب دان ہیں
حالانکہ غیب کا علم خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔
دیکھئے میں نے اپنی لٹری کے مارنے کا ارادہ کیا تو وہ مجھ سے بھاگ گئی۔ اب مجھے خبر
نہیں کہ وہ کس کے گھر میں گھس گئی ہے۔

طرز استدلال :- فرمائیے جو اپنے شہر کے محلے کے گھروں کے حالات سے باخبر
ہیں وہ ہمارے حالات سے کب باخبر ہیں سچ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ یُکَلِّمُ مَن یَّشِیءُ عَلَیْہِمْ ؕ
ترجمہ :- تم جان لو کہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے اس کو اللہ جانتا ہے اور اللہ
تعالیٰ ہر شے سے آگاہ ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۲۴۵)

اہلسنت کی طرف سے چند اعتراضات

۱۔ کیا آپ کے پاس کوئی ایسی آیت ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ ائمہ غیب دان تھے۔
اگر ہے تو پیش کیجئے۔

۲۔ جہدار حن بن عجم کے واسطے قبل از وقت آپ کو علم تھا یا نہ اگر نہ تھا تو عقیدہ باطل اور اگر

تَحَا أَعْدُو لَهُمْ مَا أَسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ کے پیش نظر آپ نے پہرے دار
مقرر کیوں نہ کئے۔

۲۔ جب امام جعفر صادقؑ مجھے کے حالات معلوم نہ کر سکے کیا اب بھی وہ عالم الغیب رہے۔

۳۔ سینا حسینؑ کو بلا میں جانے سے پہلے حالات سے باخبر تھے یا بے خبر اگر باخبر تھے تو
روکنے کے باوجود گئے کیوں۔ اور اگر بے خبر تھے تو عقیدہ باطل۔

۵۔ جو امام زہر سے شہید ہوئے زہر کو پینے سے پہلے وہ جانتے تھے کہ اس میں زہر ملا ہوا
ہے یا نہ۔ اگر نہیں جانتے تھے تو دعویٰ باطل اور اگر جانتے تھے تو دیدہ دانستہ زہر کو
پنی کر اس معصیت کا ارتکاب کیا۔

۶۔ سیدہ فاطمہؑ کبریٰؑ کے اس فعل کو جانتے تھے یا نہ۔ اگر جانتے تھے تو عقیدہ باطل
اگر جانتے تھے تو کچھری میں جانے کا کیا فائدہ۔

عقیدہ کی تردید کے سلسلے میں دلائل و براہین

یعنی مشکل کشا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔

استمدلال ۱۔ اِنْ رَمَسْتَكَ اللَّهُ بَحْرًا فَلَا تَاشِفُكَ إِلَّا هُوَ اِنْ
يُرِيدُ لَكَ بَغْيًا يَفْعَلْ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ (ہل)

ترجمہ۔ اور اللہ تم کو کوئی ضرر پہنچائے گا تو اس کا دور کرنے والا سوائے خود اس کے اور
کوئی نہ ہو گا۔ اور اگر وہ تمہارے لئے کسی خیر کا ارادہ کرے تو اس کے سوا فضل کا دفع کرنے
والا بھی کوئی نہیں۔ (ترجمہ مقبول ص ۳۸)

استمدلال ۲۔ قُلْ اَدْعُوْا الَّذِيْنَ نَعْبُدُ مِنْ دُونِہٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا اِنَّ

ترجمہ۔ تم کہہ دو اس کے سوا جن کا تم کو گھنٹہ ہے تم ان کو پکارو کہ وہ تم سے نہ کوئی
مصیبت رفع کر سکیں گے اور نہ اسے بدل سکیں گے۔ (ترجمہ مقبول ص ۳۵)

استدلال عکس۔ یَا أَيُّهَا النَّاسُ ضَرْبٌ مِّثْلُ مَا سَمِعْتُمْ آلِهَ إِنَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ ۔

ترجمہ۔ اے لوگو! مثال بیان کی گئی سنو جن لوگوں کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو وہ ہرگز کبھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ سارے کے سارے اس کے لئے اکٹھے ہو جائیں۔

استدلال ۷۔ قُلْ أَعُوذُ بِالَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مَشْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا مِنْ شَيْءٍ ۔

ترجمہ۔ کہہ دیجئے اے محمد! اس کے سوا جن جن کو تم کو گھنٹہ ہے آسمانوں اور زمینوں میں ایک ذرے کے برابر بھی مالک نہیں اور نہ ان کی ان میں کوئی شرکت ہے۔

استدلال ۸۔ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۔

ترجمہ۔ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ قلمیر کے بھی مالک نہیں۔

استدلال ۹۔ أَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَوَاتِ يَتَوَقَّعُونَ يَكْتَابُ وَهُمْ يُكْفَرُونَ أَوْ أَثَارَةٌ مِنْهُمْ أَمْ لَمْ نُنَبِّئْكُمْ بِمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ قُلْ لَكُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَوَاتِ يَتَوَقَّعُونَ يَكْتَابُ وَهُمْ يُكْفَرُونَ أَوْ أَثَارَةٌ مِنْهُمْ أَمْ لَمْ نُنَبِّئْكُمْ بِمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ قُلْ لَكُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَوَاتِ يَتَوَقَّعُونَ يَكْتَابُ وَهُمْ يُكْفَرُونَ أَوْ أَثَارَةٌ مِنْهُمْ

ترجمہ۔ بتاؤ تو یہی جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو انہوں نے زمین میں سے پیدا کیا ہے کیا آسمانوں میں ان کی کوئی شرکت ہے۔ لے آؤ میرے پاس اس سے چھ لاکھ پڑیا کوئی علم کا نشان اگر تم سمجھو۔

طرز استدلال۔ قرآنی آیات کے ان تصریحی مفہوم کے معلوم کر لینے کے بعد کیا کوئی ایماندار خدا کے علاوہ کسی اور کو مشکل کشا سمجھ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

اہل تشیع کے ایک مغالطے کا جواب

(مغالطہ ۱) کسی جنگ میں حضور علیہ السلام نے حضرت علی کو پکار کر فرمایا تھا۔ یا علی! آؤ جس کو سن کر سیدنا علی آئے اور آپ کی جدوجہد سے جنگ فتح ہو گئی۔ پس جب حضور نے آپ

مردمان کی عقلی توہم کیوں نہ مانگیں۔

جواب ۱۔ حضور کی موجودگی میں سیدنا علیؑ سپاہی کی مثل تھے۔ سپہ سالار اگر کسی سپاہی کو جنگ کے لئے بلائے تو اسے امداد طلب کرنے سے تعبیر کرنا جہالت ہے۔

جواب ۱۔ قرآن مجید میں ہے اِنْ تَخْضَرُوا لَآلِهَكُمْ يَخْضَرُوا مَعَكُمْ اگر تم نے خدا کی امداد کی تو خدا تمہاری امداد کرے گا۔ جس طرح اس آیت سے یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ ہم خدا کے مبین اور مددگار ہیں۔ اسی طرح وہاں بھی سیدنا علیؑ کو مددگار رسول کریمؐ کا ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

جواب ۲۔ اگر اس واقعہ میں حضور اکرمؐ نے آپ کو خدمتِ دین کے لئے بلا بھی لیا۔ تو اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ آپ کو مہر تکلیف میں پکارنا بھی جائز ہے۔

جواب علاء۔ اگر اس واقعہ میں حضور اکرمؐ نے آپ کو خدمت دیں گے لئے بلا بھی لیا۔ تو اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ آپ کو مہر تکلیف میں پکارنا بھی جائز ہے۔

جواب :۔ اہل تشیع کے نزدیک یہ مسئلہ اعتقادیات سے ہے اگر ان میں ہمت ہے تو قرآن مجید کی کوئی آیت تائید کے لئے پیش کریں۔

جواب ۵۔ اگر آپ مشکل نشا ہیں تو پھر آپ کو تفتیب کا مرکب کہنا غلط ہے اور اگر وہ صحیح ہے تو یہ دعوے غلط ہے۔

جواب ۷۔ جن کے متعلق یہ مشہور کیا جا رہا ہو کہ ان سے خلافت اور فدک چھین لئے گئے انہیں کے متعلق مشکل کشا مشہور کرنا کہاں کا انصاف ہے۔

استدلال ۷ :- اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ

ظہرِ استدلال و عبادت اور تدلل بھی صرف خدا کے لئے ہے اور استعانت بھی خدا تعالیٰ سے ہی طلب کرنی چاہیئے لفظ ایک کا تقدم بتاتا ہے کہ یہ دونوں کام بغیر خدا تعالیٰ کے اور کسی کے لائق نہیں۔ چنانچہ تفسیر صافی میں بایں الفاظ ترجمانی کی گئی ہے۔

١- قَدْ أَمَّاكَ بِالْغَيْثِ لَمْ يَكُنْ إِلَّا هَتَمًا بِهِ قَوْلُهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَلَى الْحَصْرِ (تفسيره ملك)

ترجمہ: ایک کے لفظ کو عظیم و اہتمام کے لئے مقدم کیا گیا ہے اور بالخصوص اس لئے تاکہ حصر و دلالت کرے۔

(نوٹ) حصر ہے مقصود یہ ہے کہ تاکہ ثابت ہو کہ امداد صرف خدا تعالیٰ ہی کر سکتا ہے اور کوئی نہیں کر سکتا۔

اہل تشیع پر اہلسنت کی طرف سے چندا اعتراضات

(۱) اگر سیدنا علیؑ بقول شما شکل کتابیں تو ان پر تفسیر بازی کا الزام کیسا کیا تفسیر اور شکل کتابیں آپس میں متضاد نہیں۔

(۲) اگر سیدنا علیؑ شکل کتابیں تو غصب مذکور پر پیگنڈہ کیسا کیا یہ ایک دوسرے کے متعارض نہیں۔

(۳) قرآن مجید میں ہے اَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیُخَفِّفُ السُّوْءَ اَمِّنْ مَعْلُوم ہوتا ہے کہ بغیر خدا تعالیٰ کے کوئی بھی مضطر کے اضطراب کو دفع نہیں کر سکتا۔ پس اگر آپ کے پاس سیدنا علیؑ کے متعلق کوئی نص ہے تو پیش کیجئے۔

۴۔ فرمائیے بقول شما جب بعد از وفات رسول مقبول دین تباہ ہو گیا اور خلافت کا غلط انتخاب ہوا۔ اور معاذ اللہ سیدۃ النساء کو دھکے دے کر باہر نکال دیا۔ فرمائیے آپ کہاں گئے تھے۔

(۵) اگر آپ یقیناً شکل کتاب تھے تو بوقت بیعت آپ سے حسب ذیل حالات کیوں پیش آئے۔

بدست عمرو دیک رہیماں در گرد کعب خالد پہلواں

نگہ بند در گردن شیراز ، پیر دند اور ابرو بوجہ نرا !

(۱) حملہ عہدہ (۲) غزوات حیدری ص ۶۳ من احتجاج ص ۵۳

عقیدہ مکہ اور اس کی تردید!

علی کی ذات ہے ہر شے پر نادر (تاریخ الامم مطبوعہ نوکشتور لکھنؤ۔

فرق مخالف کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا علیؑ کی ذات ہر شے پر قادر ہے حالانکہ قرآن مجید کی آیتیں نبی کریمؐ کے ارشادات سیدنا علیؑ مرتضیٰ کے فرمودات صراحتاً اس کی تردید کرتے ہیں ذیل میں وہ عبارتیں بطور استدلال درج کی جاتی ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

استدلال ۱۔ قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمُلْكِ تُوتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ يَدُكَ الْغَيُّورُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ :- کہہ دو (یا محمدؐ) اے اللہ اسے سلطنت کے مالک تو جس کو چاہتا ہے سلطنت عطا فرماتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے تو عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ تمام خیر و خیر تیرے ہی ہاتھ ہے۔ بیشک تو ہر شے پر قادر ہے۔
(ترجمہ مقبول ص ۳۱)

طرز استدلال :- اس آیت سے حسب ذیل امور استفادہ ہوتے ہیں۔

(۱) مَالِكُ الْمُلْكِ خدا ہے اور ملک کے مفہوم کے تحت انبیاء و اولیاء بھی ہیں غوث و قطب بھی۔

(۲) کسی کو بادشاہی دینا اور کسی سے چھین لینا اس کا کام ہے جو فاعل اور قادر مختار ہو۔

(۳) عزت و ذلت جب خدا کے قبضہ میں ہے تو یقیناً علیؑ کی شئی قَدِيرٌ بھی وہی

(۴) مذکورہ بالا صفات سے حضرت علیؑ نہ متصف ہیں اور نہ ہر شے پر قادر ہیں۔

استدلال ۲۔ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ :- اور اگر اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور بصارت کو کھودیتا۔ بیشک اللہ ہر شے پر

قادر ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۳۱)

طرز استدلال :- سمع و بصر کا خالق بھی وہی ہے اور ان کے دینے لینے میں مختار بھی وہی

ہے۔ پس جو ان اوصاف سے موصوف ہے وہ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے۔

استدلال ۳۔ وَلِلَّهِ كُلُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ :- اور کل آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی خدا ہی کے لئے ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۱۴۱)

طرز استدلال :- خدا تعالیٰ نے واضح طور پر فرمادیا کہ ہر چیز پر قادر ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اور اللہ کے بغیر اور کوئی نہیں۔

استدلال ۴ :- فَأَعْفُوا ذَا صُنْعٍ وَأَخْطَىٰ يَأْتِي اللَّهَ بِأَمْرٍ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (پ)

ترجمہ :- پس تم معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ لے آئے خدا اپنے امر کو خود ظاہر بیشک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

طرز استدلال :- صاحب الامر نے اپنے حکم سے کچھ امور کو معلق کر کے اپنی قدرت کاملہ کی خصوصیت کا اعلان فرمایا ہے۔

استدلال ۵ :- آيِنَّمَا تَكُونُوا بآيَاتِ بَٰرِئِكُمْ إِلَٰهٍ جَمِيعًا - إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (پ)

ترجمہ :- جہاں بھی تم ہو گے اللہ تم سب کو جمع کر کے لے آئے گا۔ بالتحقیق خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۱۴۱)

طرز استدلال :- تمام پیک کو حشر کے دن جمع کرنا نہ کسی اور کا کام ہے اور نہ اللہ کے سوا کوئی اور ہر چیز پر قادر ہے۔

استدلال ۶ :- اللَّهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ فَإِنَّ إِلَهُكُمْ وَمَا فِي أَلْفُكُمْ أَوْ تَخْشَوْنَ يُخَافُكُمْ بِهِ اللَّهُ فَتُخَفَّرُ مَنْ يُشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (پ)

ترجمہ :- جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے وہ اللہ ہی کا ہے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ خواہ اسے تم ظاہر کر دیا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا پھر جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا اور اللہ ہر شے پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۱۴۱)

(نوٹ) ان آیات کے علاوہ ایک ترجمہ مقبول ص ۱۴۱ اور ایک ترجمہ مقبول ص ۱۴۱ اور ایک ترجمہ مقبول ص ۱۴۱ اور ایک ترجمہ مقبول ص ۱۴۱

بہر حال خدا کا سارا قرآن اس کی قدرت کا مکمل بیان ہے ان تمام آیات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ قادر علیٰ کُلِّ شئی جو خدا تعالیٰ کے اوصاف مخصوصہ میں سے ہے۔

اہل سنت کی طرف سے اہل تشیع پر چند اعتراضات

(۱) احتجاج طبرسی ص ۵۳ مطبوعہ ایران میں ہے۔

فارس ابو بکر الرائی قنعذ انحریہا فالجأھا الی عصادۃ باب بیتھا فندفعھا
فخر ضلعاً من جنبھا والقت جلیئاً۔

جس کا ترجمہ کرنا میرے قلم کو طاقت نہیں تاریکین کرام کو چاہیے کہ علماء سے پوچھ لیں اب سوال یہ ہے کہ اگر سیدنا علی مرتضیٰ قادر علیٰ کُلِّ شئی قَدِیرٌ تھے تو قنفذ اور عمرہ پر اپنے جلال کا اظہار کیوں نہ کیا۔

۲۔ کیا قدرت مغلوبیت اور منصوریت اور مجبوری کے خلاف نہیں۔ اگر مغلوبیت متحقق ہوگی تو قدرت مفقود ہوگی۔ اور اگر قدرت متحقق رہے گی تو مغلوبیت کا فقدان ہوگا اگر دونوں موجود ہوں تو اجتماع ضدین لازم آئے گا۔ اور اگر دونوں مفقود ہوں تو دعویٰ ثابت نہ ہوگا۔ جتنی تشریح سے مطلع فرمائیے۔

(۳) جب سیدنا عمرؓ نے بروایت شماسیدنا علی مرتضیٰ سے کہا کہ۔

فَبَايَعُ نَقَالَ وَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ قَالَ إِذَا انْقَلَبْتَ ذِلًّا وَهَمَّكَ أَرَأَيْتَ قَالَ إِذَا نَفَقْتُمْ
عَبْدَ اللَّهِ وَأَخَاهُ رَسُولَ اللَّهِ (احتجاج طبرسی ص ۵۳)

ترجمہ۔ بیعت کیجئے تو سیدنا علیؓ نے فرمایا اگر میں نے بیعت نہ کی تو پھر کیا ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا اس وقت ہم تجھے ذیل ورسوا کے قتل کریں گے۔ پس آپؐ نے فرمایا اس وقت تم اللہ کے بندے اور رسولؐ کے بھائی کو قتل کرو گے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر آپؐ مشکل کشا اور ہر چیز پر قادر تھے تو آپؐ نے ایسا جواب کیوں نہ دیا۔ یوں کیوں نہ

فرمایا میں ہر چیز پر قادر ہوں تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

۴۔ احتجاج طبری ص ۵۳ میں ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ نے فرمایا۔

قُلْعَنَ اللَّهُ قَوْمًا بِأَيْعُوْنِي ثُمَّ خَذَلُوْنِي۔

خدا قوم کو لعنت کرے کہ انہوں نے میری بیعت کر کے پھر مجھے رسوا کر دیا۔

فرمائیے اگر قدرت علیؑ کئی شئی حاصل ہے تو رسوائی کا کیا مطلب اور اگر رسوائی حاصل ہوئی تو قدرت بذریعہ اشیاء کہاں گئی۔

اہل تشیع حضرات کا عقیدہ ۵

حضرت علی مرتضیٰؑ زمین کے مالک تھے

چنانچہ اخباراتم ج ۱ ص ۱۲۱ میں ہے۔

روی الصدوق باسنادہ عن عبادۃ بن ربیع قال قلت بعید اللہ ابن عباس لم

کنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا ابا تراب قال لا یتیم صاحب الارض۔

ترجمہ۔ کتاب الامالی میں شیخ صدوق نے عبادہ بن ربیع سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے

میں نے عبد اللہ بن عباسؓ سے دریافت کیا کہ حضور علیہ السلام نے سیدنا علی مرتضیٰؑ کی

کنیت ابو تراب کیوں رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ سیدنا علیؑ زمین کے مالک تھے۔

فریق مخالف پر اہلسنت کی طرف سے چند اعتراضات

(پہلا اعتراض) فرمائیے کہ قرآن مجید کی یہ آیت لہ ملک السموات والارض یعنی

صرف اللہ کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کا ملک صحیح ہے یا نہ اگر صحیح ہے تو جناب کا عقیدہ

باطل ہے اور غلط ہے۔ تو مذہب معلوم اور اہل مذہب معلوم۔

(دوسرا اعتراض) جلاء الیون ص ۱۲ مطبوعہ ایران میں ہے۔

یہاں حضرت امیر المومنین ابن سحنہارا الزابوکرہ شہید آب از دیدہ ہائے مبارکش فرد
ریخت و فرمود کہ اندوہ مرا تازہ کردی و آرزوئے کہ در سینہ من نہاں بود و حیاں آوردی کہ
باشد کہ قاطعہ مرا نخواہد لیکن باغبانزنگدستی شرم میکنم از آنکہ اس منی را اظہار نماید ۱۲
ترجمہ۔ جب سیدنا علیؑ نے الزابوکرہ سے یہ سنا کہ وہ ترغیب ترویج سیدہ قاطعہؓ کی دے
رہے ہیں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور فرمایا تم نے میرے غم کو تازہ کر دیا ہے۔ اور
وہ آرزو جو کہ میرے دل میں مخفی تھی اُسے تم نے حرکت دے دی کون ہوگا۔ کون ہوگا جو سیدہ
قاطعہؓ کو نہ چاہتا ہوگا لیکن ننگدستی اور غربت کی وجہ سے مجھے شرم آتی ہے کہ میں کس طرح جا
کر اس مطلب کو ظاہر کروں۔ بچے میرے پاس تو مہر کے لئے بھی پیسے نہیں ہیں۔

فرمائیے اگر زمین کے مالک تھے تو ننگدستی کیسی اور اگر واقعی ننگدست تھے تو زمین کی ملکیت کیسی۔

(دوسرا اعتراض) جس خلافت کے متعلق اہل تشیع اور اہلسنت کے مابین اختلاف ہے وہ خلافت ارضی
تھی یا روحانی اگر روحانی تھی تو غصب کا دعویٰ باطل رہا کیونکہ روحانی کمال کسی کے غصب ہونے کا نہیں
اور خلافت ارضی تھی تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ جب جناب علیؑ مرتضیٰ زمین اور مالی اللہ کے بذات خود مالک
تھے تو غصب کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔

(تیسرا اعتراض) جلاء الیون ص ۱۲ مطبوعہ تہران میں ہے۔ حضرت امیر المومنین فرمود کہ رسول خداؐ مرا
فرمود کہ یا علیؑ بر خیز ذرہ را بفروش پس بزواستم قیمت آن را گرفتم و خدمت آنحضرت آوردم۔

(ترجمہ) حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا کہ اے علیؑ! اٹھو اور اپنی
ذرہ کو فروخت کرو۔ پس میں اٹھا اور اسے فروخت کر کے اس کی قیمت لے آیا اور حضورؐ کی خدمت
میں پیش کر دی۔ ۱۲

فرمائیے اگر جناب علیؑ مرتضیٰ مالک ارض تھے تو ذرہ بیچنے تک نوبت کیوں آئی۔

نوٹ۔ خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق مفاد ذکر ہو چکے۔ اب ذیل میں حضور علیہ السلامؐ پر نوبت

کے متعلق جو عقائد میرے مطالعے سے گزرے ہیں وہ کرکٹے جانتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

عقائد اہل تشیع متعلق نبوت و امامت

(پہلا عقیدہ) حضور علیہ السلام قیامت سے پہلے رجعت کے ایام میں امام ہدی کے سر پر نہیں گئے) عیاشی اس حدیث کو نقل کر رہا ہے کہ وہ است و نعمانی روایت کر رہا ہے کہ وہ است از حضرت امام محمد باقر کہ چون قائم آل محمد بیرون آید خدا اور یاری کند ہلاکہ و اول کسی کہ با او بیعت کند محمد باشد و بعد ازاں علیؑ۔

از امام رضا روایت کر رہا ہے کہ از علامات ظہور حضرت قائم آنست کہ بدن برہنہ در پیش قرص آفتاب عظیم خواهد شد و منادی ندا خواهد کرد کہ ایس امیر المؤمنین است۔ (جلال الاعیون مطبوعہ تہران) ۳۹۵

تفسیر ۵:- عیاشی نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے اور نعمانی نے رعایت کیا ہے امام محمد باقر (جو کہ فریق فطاعت کے نزدیک معصوم ہیں) فرماتے ہیں کہ جب امام ہدی غار میں رہی رہے گا تو فرشتے ان کی مدد کریں گے فرشتوں سے اور پہلا شخص جو کہ امام ہدی کا سر پر بنے گا وہ حضور علیہ السلام ہوں گے اور دوسرا شخص حضرت علیؑ ہوں گے۔

اور امام رضا سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ امام ہدی کے ظہور کی نشانی یہ ہوگی کہ آپ دو پہر کے وقت ننگے باہر شریف لائیں گے۔ اور فرشتہ اگر نماز کرے گا دیکھ لو یہ امام ہدی ہے۔
نوٹ:- امام ہدی کے ظہور کا نقشہ جس طرح شیعوں نے پیش کیا ہے بڑا عجیب ہے۔

اہلسنت کی طرف سے چند اعتراض

(پہلا اعتراض) حضور علیہ السلام کی شخصیت اور تمام انبیاء سے آپ کا برگزیدہ نیز آپ پر ایمان کے سلسلے میں جمیع انبیاء سے عہد لیا جانا کیا اس امر پر دلالت نہیں کرتا کہ حضور کا رتبہ تمام انبیاء علیہم السلام سے بزرگ ہے امام ہدی کا حضور علیہ السلام کو مرید تصور کرنا کیا حضور کی توہین نہیں۔ جبکہ ساری کائنات کو رتبہ حضور کے طفیل سے ہی ہوا ہے۔ و ہذا عقیدہ

(دوسرا اعتراض) قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ساری امتیت مسلمہ کو قطع
اور حضور علیہ السلام کو مذہب و مطلق قرار دیا ہے پس اگر فریق مخالف کا مذکورہ بالا عقیدہ و مہم مان لیا جائے
تو اس میں حضور علیہ السلام کی توہین کے علاوہ کیا آیت کے مفہوم کی مخالفت نہیں۔
(تیسرا اعتراض) أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأَقِمْ الصَّلَاةَ وَآتِ الزَّكَاةَ وَارْزُقُوا الْيَتَامَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْيَتَامَىٰ عِدَاؤُكُمْ اس کے
رسول کی تابعداری کرو۔ نیز صاحب حکم شریعت کی بھی جو نعم میں سے ہو اس کی بھی اتباع کرو۔
مذکورہ آیت میں واضح کیا گیا ہے کہ حضور کی پوزیشن خلق کے رب و مطلق کی ہے مطیع کی نہیں
پس اگر مذکورہ عقیدہ تسلیم کر لیا جائے تو لازم آئے گا کہ حضور وفات سے پہلے تو مطلق رہے لیکن وفات
کے بعد اپنے ایک امتی کے مطیع بن گئے کیا اس سے آیت کا انکار لازم نہیں آئے گا۔ واضح کیجئے۔
(چوتھا اعتراض) امام مہدی کو برہنہ کیوں اٹھایا جائے گا غار سرینہ میں آپ اس حالت
میں ہیں یا وہاں کچھ اور کیفیت ہے۔ واضح فرمائیے۔

ائمہ کرام انبیاء علیہ السلام کی طرح معصوم ہوتے ہیں

حق یقین کی عبارت یہ ہے دلیل دوم از شرط امامت عصمت است و باجماع علماء کبار یہ حقیقت است
برائے کلام نیز مثل پیغمبر معصوم است از اول عمر تا آخر عمر از جمیع گناہان کبیرہ و صغیرہ (مندرجہ حق یقین مطبوعہ تہران)
ترجمہ: امامت کے لئے معصوم ہونا شرط ہے اور اہل تشیع کے علماء کا اس امر پر اجماع ہو چکا
ہے کہ امام بھی پیغمبروں کی طرح معصوم ہوتا ہے اول عمر سے لے کر آخر عمر تک نہ تو اس سے گناہ کبیرہ
ہو سکتے ہیں نہ صغیرہ۔

اہلسنت کی طرف سے فریق مخالف پر چند اعتراضات

(پہلا اعتراض) اگر بقول شما امامت کا رتبہ نبوت کے برابر ہے اور انبیاء علیہم السلام کے بعد
عصمت بھی متحقق ہے تو ختم نبوت کا کیا معنی رہا۔ جب مصومیت حضور کے بعد بھی آپ کے نزدیک

مسلم ہے تو ابراہیم نبوت سے کیوں انکار ہے۔

دوسرا اعتراض کیا آپ کے پاس قرآن مجید میں سے کوئی آیت ایسی موجود ہے جس میں صراحتاً ان کی معصومیت کا ذکر ہو اگر ہے تو پیش کیجئے ورنہ دعویٰ باطل۔

(تیسرا اعتراض) فریقین کے نزدیک مسلم ہے کہ جس نے سیدہ فاطمہؓ کو ناراض کیا اس نے حضورؐ کو ناراض کیا پس اگر یہ امر مسلم ہے تو حسب ذیل روایت کا کیا جواب ہے۔

مانند جنین در رحم پردہ نشین شدہ و مثل غائبات در خانہ گریختہ (حق الیقین ص ۲۳۲)

اس میں کلام نہیں کہ سیدہؓ بروایت امامیہ کس وجہ سے ناراض ہوئیں۔ لیکن یہ امر تو متحقق ہو گیا کہ سیدہ فاطمہؓ الزہراءؓ سیدنا علیؓ پر ناراض ہوئیں اور غائبات سے تشبیہ دی پس اگر یہ روایت ٹھیک ہے تو سیدہ کا ناراض ہونا ثابت ہو گیا اور بروئے قاعدہ نبویہ حضورؐ ناراض ہوئے اور جن پر حضورؐ ناراض ہوئے ان کی معصومیت کا دعویٰ فرمائیے کس دلیل کے ماتحت کیا جاتا ہے۔

چوتھا اعتراض (جلال الاعیون ص ۱۳۱) مطبوعہ تہران میں ہے کہ سیدنا علیؓ فریضہ کے پاس بعض طبیبان نے کینز بھیجی جس کے ساتھ حق ازدواجیت ادا کرنے کا سیدہؓ کو شہرہ پڑا سیدہؓ نے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے حقیقت دریافت کی آپ کی قسم پر سیدہؓ نے اعتبار نہ کیا اور ناراض ہو کر شکایت لے کر حضور علیہ السلام کے پاس آئیں۔

فرمائیے سیدہ فاطمہؓ کے نزدیک حضرت علیؓ معصوم تھے یا نہ اگر تھے تو آپ نے تسلیم کیوں نہ کیا اور اگر نہیں تھے تو آپ کا عقیدہ باطل ہوتا ہے۔

پانچواں اعتراض (جلال الاعیون ص ۱۵۱) میں ہے کہ سیدنا علیؓ نے ابو جہل کی لڑکی کی خواستگاری کی۔ سیدہ ناراض ہو کر باپ کے گھر بغیر اجازت کے تشریف لے آئیں۔ فرمائیے سیدہ کا ناراض ہونا صحیح تھا یا غلط اگر صحیح تھا تو سیدنا علیؓ کی معصومیت کی نفی ہوتی ہے اور اگر غلط تھا تو ادھر یہی فتویٰ ملتا ہے۔ بہر حال خود کر کے جواب مرحمت فرمائیے۔

چھٹا اعتراض قرآن مجید میں ہے لَعَنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَءِئِلَ عَلٰی

لَا يَكُنْ كَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۚ وَمَا كَانُوا عَصَمُوا مَا كَانُوا يَعْتَدُونَ ۚ كَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً مَثَرًا ۚ وَكَانُوا يَفْعَلُونَ ۚ

(ترجمہ) داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر بنی اسرائیل میں سے کافروں پر اللہ کی لعنت کی گئی۔ اس کے وجہ دو ہیں۔

(نمبر اول) نافرمانی کرتے تھے (نمبر دوم) حد سے تجاوز کرتے تھے۔

تجاوز عن الحد کی تشریح یوں ہے کہ جو بھی برا کام کرتا تھا اسے روکتے نہیں تھے اور بیشک وہ بڑے سار کا ارتکاب کرتے تھے۔

تشریح: قرآنی نص سے معلوم ہوتا ہے کہ منکرات اور ریبات کو بچشم خود دیکھتے رہنا اور بظاہر منع نہ کرنا ارتکاب مصیبت ہے اور تجاوز از حد شریعت ہے جو یقیناً عصمت کے خلاف ہے۔ فرمایے سیدنا علیؑ نے خلفاء ثلاثہ کو منع کیوں نہ کیا اور سکوت سے کام کیوں لیا۔

رسالتوں انحراف لا تتركوا الى الذين ظلموا فتمسكوا بالثار وما لكم من دون الله من دلي ولا نصير

(ترجمہ) ظالموں کی طرف مائل نہ ہونا ورنہ تم کو آگ چٹ جائے گی اور خدا کے سوا تمہارے لئے نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ امداد کنندہ۔

قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ ظالموں کی طرف میلان کرنا خدا سے عداوت مول لینا ہے۔ اور ادر سیدنا علی المرتضیٰؑ

(۱) سیدنا ابو بکرؓ کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے۔ رجوع المرءة العقول ص ۳۸۸، اجماع ص ۵۹، جلاء النیون ص ۱۵، غزوات حیدری ص ۶۲، ضمیر مقبول ص ۴۱۵

(۲) نیز سیدنا ابو بکرؓ کے ساتھ اپنی مجاہد کا عقد کیا۔ (ملک النجاة ص ۱۰۴)

(۳) سیدنا عمرؓ کی تعریفیں کرتے رہے (منج البلاغہ ج ۲ ص ۳۹، ۲۵)

(۴) سیدنا عمرؓ سے شہر بانو کے سیدنا حمیدؓ سے نکاح کر دیا۔ رجوع المرءة العقول ص ۳۹، حقد دوم، الصافی شرح اصول کافی ص ۲۰۳، ۲۰۵

(۵) سیدنا عثمانؓ کی مدح سرائی فرمائی (بحوالہ منہج البلاغہ ج ۲ ص ۸۵)

(۶) سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ کو پہرہ داری کے لئے بھیجا۔ (حاشیہ منہج البلاغہ ص ۸۵)
اور عداوت خداوندی یقیناً ارتکاب معصیت ہے۔ جو یقیناً خلاف عصمت ہے۔ جواب عنایت فرمائیے۔

(اعترض) اصول کافی مطبوعہ تہران کے ص ۳۲ میں ہے۔ اِنَّ التَّقِيَّةَ مِنْ دِيْنِي وَدِيْنِ اَبَائِي وَدِيْنِ وَلَدِيْنَ اِلَيْنِ لَا تَقِيَّةَ لَكَ۔ (ترجمہ) بلاشبہ تقیہ میرے اور میرے باپ دادا کے دین سے ہے جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے ایمان ہے۔ ظاہر ہے کہ خلفاء ثلاثہ کے زمانہ میں تم نے سیدنا علیؓ کو تقیہ باز کہا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ سیدنا حسینؓ نے میدانِ کربلا میں اصغر و اکبر شہید کرا کر تقیہ کی بیخ و بنیل سے اکھیر دی۔

فرمائیے مذکورہ بالا حدیث کے مطابق تم نے شہید کربلا پر کون سا فتویٰ عائد کیا۔ کیا اب بھی تم ان کرام کی معصومیت کے قائل رہے۔

(رزاں اعتراض) اصول کافی مطبوعہ ایران ص ۱۲۹ میں ہے اِنَّ الْاِمَّةَ يَعْلَمُوْنَ عِلْمَ مَا كَانُ وَمَا يَكُوْنُ وَاِنَّهُ لَا يَغْفُلُ عَلَيْهِ شَيْئًا۔

یعنی امام صاحبان گذشتہ اور آئندہ کے سب حالات جانتے ہیں اور ان پر کوئی چیز غفلت نہیں کرتی۔ اب سوال یہ ہے کہ سیدنا حسینؓ کو واقعات کربلا کا علم تھا یا نہ اگر نہ تھا تو اصول کافی میں مذکور عقیدہ غلط ہے اور اگر علم تھا تو آپ نے دیدہ دانستہ بہتر جانوں کو موت کے منہ میں دیا۔

(دوسرا اعتراض) بعض امام شہید بالقتل ہوئے اور بعض شہید بالسم یعنی نہر سے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب دشمن نہر دیتے تھے اور وہ نہر بلبل کا پیالہ ہاتھ میں لے کر پی لیتے تھے اس وقت اس نہر سے باخبر ہونے تھے یا نہ اگر بے خبر ہوتے تھے تو عالم ماکان و مایکون کسے نہ رہے اور اگر باخبر ہوتے ہوئے جام نہر نوش کیا تو معصوم نہ رہے۔

دیکھا ہوا اعتراض (عصمت اہل تشیع کے نزدیک اعتقادی مسائل سے ہے یا نہ اگر نہیں تو کون

اور غیر ائمہ کے مابین فرق نہ رہا اور اگر ہے تو حسب ذیل عبارت کا کیا جواب ہے۔

حق الیقین ص ۶۶۹ میں ہے، چنانکہ از احادیث ظاہر پیشود کہ جمع از رویا کہ در عصار ائمہ بودہ اند از شیعیان اعتقاد بعصمت ایشان نہ داشتہ اند، بلکہ ایشان را علمائے نیکوکارے دانستہ اند۔ چنانچہ از رجال کشی ظاہر پیشود۔ ومع ذلک ائمہ حکم با ایمان بلکہ با عدالت ایشان میکرده اند۔

ترجمہ :- احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ راویوں کی ایک جماعت ائمہ کرام کے زمانہ میں شیعوں میں سے ایسی موجود تھی جو کہ ائمہ کرام کو معصوم نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ ان کو ایک قسم کے عالم نیکوکار سمجھتے تھے۔ جیسا کہ شیعوں کی معتبر کتاب رجال کشی سے ظاہر ہوتا ہے اہل اس کے باوجود ائمہ کرام نے ایسے راویوں کے ایماندار ہونے کا بھی حکم دیا ہے بلکہ ان کی عدالت کا بھی حکم دیا ہے۔

(باب ہواں اعتراض) صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور علیہ السلام نے محمد رسول اللہ کے لفظ کو مٹا کر محمد بن عبد اللہ کہنے کا حکم دیا۔ لیکن سیدنا علیؑ نے آپ کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ وجوہ خواہ جو بھی ہوں اعتقاد کے اختلاف سے وجوہ بھی مختلف نظر آتے ہیں۔ فرمائیے جب آپ نے نبوی حکم کی تعمیل میں اپنی رائے کو ترجیح دی تو معصوم کیسے رہے۔

(تیسرا ہواں اعتراض) فدک سیدہ اور حسینؑ کا حق تھا یا نہ اگر نہیں تھا تو ابوبکر صدیقؓ پر اعتراض کیسا۔ اور اگر تھا تو اپنے عہد خلافت میں سیدنا علیؑ نے فدک تقسیم کر کے اپنا اور سیدنا حسنؑ اور سیدنا حسینؑ اور حضورؐ کی ازواج مطہرات کو کیوں نہ دیا۔ کیا یہ شان عصمت کے خلاف نہیں۔

(چودھواں اعتراض) قرطاس کا حکم حضور سرور کائناتؐ نے کیا۔ سیدنا عمرؓ اگر نہ لانے میں مجرم ہیں تو سیدنا علیؑ مع جمیع اہل و عیال کے کیوں اس جرم سے پاک ہیں۔

(پندرہواں اعتراض) سیدہ عائشہؓ یقیناً بنی قریظہ میں قرآن ام المؤمنین تھیں۔ پس آپ نے اپنی اماں کے خلاف تلوار کیوں اٹھائی کیا اب بھی عصمت باقی رہی۔

(سولہواں اعتراض) کیا یہ سچ ہے کہ جب عائشہؓ مدینہ کے خلاف فوج کشی کے لئے بصرہ گیا اندیشوں نے مشورہ دیا تو سیدنا حسنؑ نے اپنے باپ کو اس اقدام سے منع کیا۔ فرمائیے باپ اور بیٹا چونکہ

آپ کے نزدیک دونوں معصوم ہیں لہذا آپ کے نزدیک ان دو میں سے کون حق پر تھا۔
 (سرخسواں اعتراض) امیر معاویہؓ جلد اہل تشیع کے نزدیک معاندین اہل بیت میں سے ہے۔ منہج البلاغۃ
 میں بروایت اہل تشیع ان کے حق میں سیدنا علیؓ سے بہت سے نازیبا الفاظ بھی منقول ہیں۔ پس اگر واقعی
 امیر معاویہؓ ان الفاظ کے مطابق تھے تو سیدنا حسنؓ نے ان کے ساتھ خلافت کی سو سے باری
 کیوں کی۔ اور اگر کی تو عصمت کہاں رہی۔

(اعجازسواں اعتراض) رجال کشی ص ۷۲ مطبوعہ بمبئی میں ہے۔

قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول ان معاوية كتب الى الحسن بن علي
 ان اقدم انت والحسين واصحاب علي فخرج معهم فليس بن عبادۃ الانصاري فقد
 هو الشام فاذا نلهم معاوية واعد لهم الخطباء فقال يا حسن قم فبايع فبايع ثم
 قال للحسين فبايع فبايع ۱۲

(ترجمہ) سیدنا معاویہؓ نے حضرت حسنؓ کی طرف لکھا کہ تو اور تیرا بھائی حسینؓ اور علیؓ تمہارے تمام
 ساتھی آئیں۔ پس ان کے ساتھ قیس انصاری بھی چلا گیا۔ جب شام کو آئے تو سیدنا معاویہؓ نے ان کو
 اجازت دی اور تعارف نیز مدح آرائی کے لئے غلیب مقرر کئے بعدہ فرمایا اے حسنؓ اٹھئے اور بیعت
 کیجئے پس سیدنا حسنؓ اٹھے اور بیعت کی بعدہ سیدنا حسینؓ کو فرمایا پس وہ بھی حضرت معاویہؓ کی
 بیعت ہوئے۔

(دفعہ) فرمائیے اگر سیدنا معاویہؓ واقعی نااہل اور دین کے بڑے مخالفت تھے۔ تو ان کو حضرات
 نے ان کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی۔ کیا اس میں دین کی جھٹک نہ ہوئی۔ کیا ایک معصوم بھی غیر معصوم کے
 ہاتھ پر بیعت کر سکتا ہے۔

(دانیسواں اعتراض) مروة العقول ص ۳۸ میں ہے کہ سیدنا علیؓ نے سیدنا ابی بکرؓ کے پیچھے نماز
 پڑھی۔ اہل تشیع کی طرف سے ایک جواب یہ بھی دیا جاتا ہے کہ آپ نے دوبارہ لوٹائی تھی۔ دوبارہ
 لوٹنا تو جب ضروری تھا جب پہلی نماز جائز نہ ہو۔

فرمائیے کہ جس وقت آپ نے دوبارہ لوٹائی تھی باقی سب لوگوں کے سامنے بھی اس کا اعلان کیا تھا یا ان کو لوٹانے کا حکم فرمایا یا نہ۔ اگر فرمایا ہو تو ثابت کیا جائے اور اگر نہیں فرمایا تو سب کی نمازوں کے ادا نہ ہونے کا جرم کس پر ہوا۔

(پیشواں اعتراض) سیدنا ابو بکر صدیقؓ بروایت مولا باقر مجلسی فرعون کی امت سے تھے۔
(العیاذ باللہ) حیات القلوب ج ۲ ص ۷

احتجاج طبرسی میں ہے کہ سیدنا علیؓ نے جا کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ فرمائیے العیاذ باللہ فرعون امت کے ہاتھ پر بیعت کرنا ارتکاب جرم نہیں۔

(دکستواں اعتراض) احتجاج طبرسی اور تفسیر صافی سے پتہ چلتا ہے کہ اصل مرتب شدہ قرآن سیدنا علی مرتضیٰؓ نے بوجہ ناراغلی گم کر دیا۔ اور فرمایا لا تدروہ ابداً کہ قیامت تک اسے نہ دیکھو گے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آپ نے تو ناراغلی کے باعث قرآن کو گم کر دیا لیکن آپ کے بعد سے لے کر قیامت تک جو امت آئی یا آتی رہے گی۔ اس کے لئے آپ نے کیا لاٹھو عمل چھوڑا۔ کیا اس امر کا ارتکاب کر کے آپ معاذ اللہ امت محمدیہ کی دوائی فسادت کا باعث نہ بنے۔

(پیشواں اعتراض) کہا جاتا ہے کہ سیدنا حسینؓ نے قرآن کے نام پر اہل قرآن کی عزت پر جان و مال اور اہل و عیال قربان کیا پس جب موجودہ قرآن اصل نہ رہا تو آپ نے ایک بناوٹی قرآن پر اہل و عیال کو کیوں نثار کر دیا۔ کیا ان سب کے خون کی ذمہ داری سیدنا حسینؓ پر عائد نہ ہوگی۔

(پیشواں اعتراض) حق الیقین میں ہے کہ اسماء بنت عیسٰی از شیعہ بیان چیدہ کیا کہ ابو داؤد اسی صفحہ پر یہ بھی مرقوم ہے کہ ان کا نکاح ابو بکر صدیقؓ سے ہوا۔ بتائیے آپ نے ایک مولفہ مالکہ کا نکاح ایسے شخص سے کرنے کیوں دیا۔ جو روئے کتب شیوخ حضورؐ کی وفات کے بعد العیاذ باللہ مرتد ہو چکا تھا۔

کیا اس نکاح کا نام نکاح رہے گا یا کچھ اور، اور جو پھر پیدا ہوا اس کی پرورش کے سیدنا علیؓ ذمہ دار کیوں ہوئے۔ واضح طور پر یہ آپ عصمت کو ادا کیا جائے۔

(پیشواں اعتراض) حضور علیہ السلام اپنی وفات کے بعد جن کو بحالت ایمان چھوڑ گئے تھے

مہاجرین و انصار تھے اُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ (انفال) ، فرما کر خدا تعالیٰ نے تہریت کر دی ہے۔
ان میں سے سب کا یا اکثر کا جب اتفاق سیدنا ابی بکرؓ سے ہو چکا تھا تو سیدنا علیؓ نے عقیقہ غدیر
بجیل المؤمنین کو کیوں اختیار کیا۔ کیا بروئے نص قرآن یہ فعل ناجائز نہ تھا۔

(۲۵ سوال اعتراض) سیدنا امیر مصلحت کا غلبہ و اقتدار جب دین و اسلام کے مطابق نہ تھا تو ان
سے تنخواہ لینا کس حکم کے مطابق جائز کیا گیا۔

(۲۶ سوال اعتراض) مرتبہ العقول شرح الاصول مصنف ملا باقر مجلسی میں ہے کہ سیدنا امام حسینؓ کا
نکل شہر بانو مفتوحہ سیدنا عمرؓ سے ہوا فرمائیے اس کے جواز کی کیا صورت ہوئی۔

(۲۷ سوال اعتراض) سیدنا عثمانؓ بروئے مذہب فریق ثالث معاندین دین میں گزرے
ہیں اور بیچ بلافہ ملک کے حاشیہ پر ہے فَاَمَّا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ اَنْ يَّعِذَ بِالنَّاسِ عَنْهُمَا
سیدنا حسینؓ مکرین کو بھیجا کہ جا کر لوگوں کو روک کر لیں۔

پس اگر یہ وہاں قتل ہو جائے تو بروئے کتب ثمان کو کس حساب سے شمار کیا جائے اور اس
کا ویرہہ وار کون رہتا۔

(۲۸ سوال اعتراض) جلاء العیون منہ مطبوعہ تہران میں ہے۔

دعای ابن سیناؒ و طلبیدہ وہماں تکلیف کر اُس مردہ کو حضرت رافضیؒ حضرت فرمود اگر برائے
اقرار کلمہ ملا خواہی کشت، چنانچہ اُس مردہ اکتی علی حضرت فرمود اقرار کر دم بآنچه سوال کر دی۔

(ترجمہ) یزید نے امام زین العابدینؓ کو طلب کر کے وہی بات کہی جو کہ آپ سے پہلے قتل سے
کہی تھی۔ آپ نے فرمایا اگر میں تیری خلافت تسلیم نہ کروں تو تو مجھے بھی قتل کر دے گا پس یزید نے کہا کہ
ہاں تو حضرت نے فرمایا جس چیز کا تو مجھ سے سوال کرتا ہے میں اقرار کرتا ہوں۔ فرمایا ہے امارت یزید حق
تھی یا باقی اگر باقی تھی تو آپ نے اس کا اقرار کیوں کیا، کیا اس سے سیدنا حسینؓ کے مرثیہ کی
حافظت لازم نہیں آتی۔

(۲۹ سوال اعتراض) سیدنا علیؓ بقول فریق ثالث عالم انیب تھے۔ اس لحاظ سے انہیں خبر تھی کہ

اگر میں نے ابو جہل کی لڑکی کو نکاح کی تو یقیناً سیدہ اور حضورؐ ناراض ہو جائیں گے لیکن بایں ہمہ آپ نے پرواہ نہ کی۔

فرمائیے سیدۃ الانبیاءؑ اور سیدۃ النساءؑ کی نالاشگی کی پرواہ نہ کرنا بھی گناہ ہے۔ پس آپ نے ایسا فعل کیوں کیا اور عصمت کی لاج کیوں نہ رکھی۔

(پیشواں اعتراض) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بقول شما مستحق خلافت سیدنا علیؑ تھے۔ نیج البلاغہ میں آتا ہے کہ حضرت عباسؑ اور حضرت آپ کے پاس بیعت کی غرض سے آئے تو آپ نے انکار کر دیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مستحق خلافت کے جب انکار کیا تو لاعلم غیر مستحق نے ہی قبول کرنا تھا۔ کیا یہ انکار بقول شما خلافت غیر راشدہ کا باعث نہ بنا۔ جواب مطلوب ہے۔

(اکیسواں اعتراض) نیج البلاغہ میں ہے سیدنا علیؑ نے جواب میں فرمایا انا لکم ذمیر اخیبر لکم مافی اممہا کہ میرا وزیر بننا تمہارے لئے امیر رہنے سے بہتر ہے۔

کیا یہ قول خلافت واقع ہے جبکہ بقول شما حضورؐ بھی امارت کا فہم غدیر میں اعلان کر چکے تھے اور خدا تعالیٰ بھی آسمانوں اور زمین کے ملائکہ کو مہد کیا دیاں دے چکے تھے۔

(دبیسواں اعتراض) اہل تشیع کی کسی کتاب میں ہے کہ سیدنا علیؑ حضورؐ کی مجلس سے بعد ہم نشینوں کے دو مرتبہ بھاگ گئے تھے کیا یہ خلافت عصمت نہیں۔

(تیسواں اعتراض) سیدنا عمرؓ کے دور خلافت میں تمہارے عقیدے کے مطابق ظلم و عدوان کا زور تھا۔ مذہب حق کے نام پر یوں اقلیت میں مایہ ناز زندگی بسر کر رہے تھے جو دین نافرمان تھے اور اسلامی نقطہ کے بالکل خلاف تھا۔ پس اگر یہ مطلب واقع کے مطابق ہے تو سیدنا علیؑ نے دین فاسق کے غلبہ و سطوت کو دیکھ کر خلافت واقع کیوں فرمایا۔

وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ الْفُرْقَانَ
وَحَبْنَدَةَ الَّذِي أَعَدَّهَا وَأَمَدَّهُ

یعنی یہ خدا کا دین ہے جس دین کو خدا تعالیٰ نے غالب کر دیا ہے اور یہ شکر فاروقی خدا کا شکر ہے۔ جس کو اللہ نے خود تیار کیا ہے اور خود پھیلا دیا ہے۔ پس یا تو قول علیؑ کا انکار کرنا پڑے گا اور یا عقیدہ عصمت پر نظر ثانی کرنی پڑے گی۔

(چوتھیں سوال اعتراض) ^{۳۲} منہج البلاغہ ج ۲ ص ۹۲۹ میں سیدنا علی مرتضیٰ کا ایک خطبہ ذکر کیا گیا ہے جس میں سیدنا ابوبکرؓ یا سیدنا عمرؓ کے متعلق سب ذیل الفاظ استعمال فرمائے ہیں ۵

لَقَدْ قَوْمَ الْأَوْدُودَ وَالْعَبْدَ

اقَامَ السُّنَّةَ وَخَلَّفَ الْبِدْعَةَ

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ فاروقی اعظمؓ نے کئی کو سیدھا اور بیماری کا علاج کیا، سنت نبویؐ کو قائم کیا اور بدعت کو پسپا کیا۔

اب سوال یہ ہے کہ ادھر سیدنا فاروقیؓ کو تراویح کی اشاعت پر مبتدع کہا جاتا ہے اور ادھر یہ ہے کیا دو کلاموں میں تعارض و تناقض تو نہیں۔ اگر نہیں تو کیسے اور اگر ہے تو پھر رنگ معصومیت کی جلوہ گری کدھر گئی۔

(پنجمین سوال اعتراض) ^{۳۵} قرآن مجید میں ہے اَلَمْ تَكُنْ اَرْضَ اللّٰهِ قَاسِعَةً تَتَّحَا جُرُودًا
فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

(ترجمہ) کیا خدا کی زمین فراخ نہیں تھی پس تم خدا کی راہ میں ہجرت کر جاتے۔ بات تو قیامت کے دن کی ہے لیکن نوکر کا انداز ایسا ہے کہ خدا کا حکم ہی معلوم ہوتا ہے اور خداوندی پر عمل کرنا عین ایمان ہے اور حکم خداوندی سے علیٰ طور پر اعتراض کرنا عصیت ہے۔ فرمائیے خلفاء ثلاثہ کے عہد میں سیدنا علیؓ نے کونسی راہ اختیار فرمائی۔

(چھٹیں سوال اعتراض) والد مکرم نے سیدنا معاویہؓ سے جنگیں کیں بیٹے نے آ کر نہ صرف تمام قیادت

سپر فرمائی بلکہ بیت بھی منظور کر لی۔ فرمائیے ان دونوں میں سے آپ کس کے ساتھ ہیں۔
 (دینی سوالوں اعتراض) میدان کر بلا میں جنگ یقیناً دین کی خاطر تھی۔ فریق مخالفت کی ایک کتاب میں
 ہے کہ سیدنا حسینؑ نے رزم گاہ میں فرمایا کہ مجھے یزید تکسپ پہنچنے کی اجازت دو تاکہ میں وہاں جا کر
 اس کے ہاتھ پر ہاتھ کھدوں۔ فرمائیے آپ کی اس میں کیا رائے ہے۔

نوٹ :- حوالہ خط کے ورہیے معلوم فرمائیں۔ (قریشی)
 (دینی سوالوں اعتراض) امامیہ کی نگاہ میں خلفائے ثلاثہ خلفائے راشدین تھے یا غیر راشدین اگر
 راشدین تھے تو اہل سنت اور اہل تشیع کے مابین اختلاف کیوں اور اگر غیر راشدین تھے تو
 سیدنا امام حسنؑ بوقت صلح سیدنا معاویہؓ کے سامنے چند شرطوں میں اس شرط کا ذکر کیوں فرمایا۔
 جبکہ بقول شہادہ بھی انہیں غیر راشدین تصور کرتے تھے۔ کیا یہ تہذیب مصومیت کے خلاف نہیں۔
 عبارت سب ذیل ہے پڑھیے اور جواب عنایت فرمائیے۔

بشرط انکہ اوائل کلمہ درمیان مردم بکتاب خدا و سنت رسول خدا و میرت خلفائے ثلاثہ
 توجہ :- شرط یہ ہے کہ امیر معاویہؓ لوگوں کے درمیان خدا کی کتاب رسول خدا کی سنت اور
 خلفائے ثلاثہ پر عمل کرے۔

(دینی سوالوں اعتراض) منہج ابلاغ ج ۲ ص ۲۵ میں ہے۔

الادائی اقاتل رجلیں رجل ادعی مایس لہ۔

(توجہ) خبردار میں دو جوانوں کو قتل کرتا ہوں یا دو جوانوں سے قتال کرتا ہوں ایک اس سے
 جو ایسی چیز کا دعویٰ کرے جس کا وہ اہل نہ ہو اور دوسرے اس سے جو اہل کو منع کرے۔

اب سوال یہ ہے کہ سیدنا علیؑ سیدنا ابوبکرؓ کو برحق سمجھتے تھے یا نہ اگر سمجھتے تھے تو خلافت
 کا نزاع ختم اور نہ جگتے تھے تو آپ نے اپنے بیان پر عمل کیوں نہ کیا۔

(دینی سوالوں اعتراض) منہج ابلاغ ج ۲ ص ۲۵ میں ہے۔

فقطرت فی امری فاذا اطاعتی قد سبقت بیعتی۔

توچہ میں نے اپنے معاملے میں غور سے دیکھا ہے تو میری اطلاع میری بیعت سے بہت
لے گئی ہے۔ فرمائیے! یہ قول آپ کا حق پر مبنی ہے یا نہ اگر ہے تو اہل تشیع کا شبہ ختم اور اگر حق پر
مبنی نہیں تو معصومیت نہ رہی۔

امہ کرام کے متعلق اہل تشیع کا تیسرا عقیدہ

امہ کرام العباد باللہ خدا تعالیٰ کے بدو کے قائل تھے۔

لفظ بدو اور اس کی تشریح :-

بدو کا معنی ظاہر ہونا ہے مطلب یہ ہے کہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے ایک امر کا فیصلہ کر
دیا ہے لیکن بعد میں اسے برعکس چلا کر یوں نہیں ہونا چاہیئے تھا اس کے قائم مقام نکالنا اگر مستحسن
ہے تو اسے ظاہر کر دیا۔

مذکورہ بالا مفہوم کی تائید میں امہ کے اقوال

پہلا قول :- عن جعفر صادق (ع) جعل اسماعیل قائم مقام بعدو نظر
من اسماعیل مالمیرتضہ جعل قائم مقام موسیٰ فسئل عن ذالک فقال بدو
للہ ما بدو للہ فی شئی کما بدو للہ فی اسماعیل ابی (مسند النور)۔

(ترجمہ) حضرت جعفر صادق سے روایت ہے۔ بلاشبہ جعفر صادق نے اسماعیل اپنے بیٹے
کو اپنا قائم مقام بنا دیا۔ چند دنوں کے بعد اسماعیل سے ایسی حرکتیں ظہور پذیر ہوئیں کہ جن سے
امام جعفر ناراض ہو گئے۔ پس آپ نے ہمدان جلد موسیٰ کاظم کو امام بنا دیا جب آپ سے موجودین امت
کی کئی تو فرمایا خدا کو کسی بھی ایسا بدو نہیں ہوا۔ جیسا کہ میرے اسماعیل کے متعلق ہوا ہے۔

(دفعہ) یعنی اللہ تعالیٰ اس سے پہلے باہل تھا اسے اس کے ناشائستہ افعال اور بدعتیہ
از تکاب کا علم نہ تھا اس لئے اس نے اسماعیل کی امامت کا اعلان کر دیا اب جبکہ اس کے سامنے

حالات ظاہر ہو گئے تو فوراً اس کے التواء اور موسیٰ کاظم کی امامت کا اعلان کر دیا۔

دوسرا قول :- عَنْ أَبِي هَاشِمٍ ۝ الْجَعْفَرِيُّ كُنْتُ عِنْدَ أَبِي الْحَسَنِ بَعْدَ مَا مَضَى ابْنُهُ
 أَبُو جَعْفَرٍ وَابْنِي لَا فِكْرَ فِيَّ لَنَفْسِي أُرِيدُ أَنْ أَقُولَ كَاتِبُهَا عِنِّي أَبَا جَعْفَرٍ وَابَا مَعْتَدٍ فِي
 هَذِهِ الْوَقْتِ كَافِي الْحَسَنَ مُوسَى وَإِسْمَاعِيلَ وَإِنْ قِصَّتَهُ ۝ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ أَبُو الْحَسَنِ
 قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَ فَقَالَ نَعْمَ يَا أَبَا هَاشِمٍ بَدَأَ إِلَهُ فِيَّ ابْنِي مَعْتَدٍ بَعْدَ ابْنِي جَعْفَرٍ مَا لَمْ تَكُنْ تُعْرِفُ
 لَهُ كَمَا بَدَأَ لَهُ فِي مُوسَى بَعْدَ مَضَى إِسْمَاعِيلَ مَا كُشِفَ بَدَأَ عَنْ حَالِهِ وَهُوَ كَمَا حَدَّثَكَ
 نَفْسَكَ فَإِنَّ كَرِهَ الْبَاطِلُونَ وَأَبُو مُحَمَّدٍ ابْنِي الْخَلَفَ مِنْ بَعْدِي عِنْدَهُ ۝ عَلِيمٌ بِمَا مَعْتَبَرٌ
 إِلَيْهِ وَمَعْرِفَةٌ الْإِمَامَةِ ۝ (احوال کافی - مرتبة العقول ج ۱ صفحہ ۹۸)

(ترجمہ) ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں کہ میں امام تقی کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب ان کا بیٹا
 حضرت محمد فوت ہوا تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ ان کا معاملہ بھی اس وقت موسیٰ کاظم اور اسماعیل والا
 ہے یا بھی میں نے ظاہر نہ کیا تھا کہ امام صاحب نے فرمایا ابو ہاشم بے شک ٹھیک ہے کہ خدا تعالیٰ
 کو حسن عسکری کے بارے میں مجھ کے بدلے ہو گیا۔ اور جو بات ابھی تک ظاہر نہ ہوئی تھی وہ ظاہر ہو
 گئی۔ جس طرح خدا کو بدلہ ہوا تھا اسماعیل کے بعد موسیٰ کے متعلق خدا کو ابھی تک اس کا حال منکشف
 نہ ہوا تھا۔ اور وہ اسی طرح ہے جس طرح تیرے دل میں آیا ہے۔ پس اگر یہ مبطون مکر وہ کہیں حسن عسکری
 میرا بیٹا ہے میرے بعد امام ہے اس کے پاس بقدر ضرورت علم ہے اور امامت کی
 معرفت ہے۔

اہلسنت کی طرف سے متقدین بدو پر چند اعتراضات

پہلا اعتراض :- مذکورہ بالا حدیثیں امامیہ کے نزدیک صحیح ہیں یا نہ۔ اگر صحیح نہیں
 ہیں تو ثبوت پیش کریں اور اگر صحیح ہیں تو فرمائیے امام جعفر نے اسماعیل کی امامت کا اعلان
 کیوں کیا جبکہ وہ اہل نہ تھا۔

دوسرا اعتراض :- امام جعفر صادق نے جس کی امامت کا پہلے اعلان کیا تھا۔ فرمایا جس میں امامت کے لوازمات تھے یا نہ۔ اگر تھے تو بدعا اور جمع کیوں اور اگر نہ تھے تو اعلان کیسا۔

تیسرا اعتراض :- جب امام صاحب نے اپنے پہلے اعلان سے رجوع کیا اور نسبت اس رجوع کی بدعت کی شکل میں خدا کی طرف کی تو فرمائیے کیا خدا پر ہمتان لازم نہ آیا۔

چوتھا اعتراض :- امام جعفر سے ظاہر ہے اس وقت تک اعلان نہیں کیا جاتا جب تک کہ خدا کی طرف سے حکم نہیں ہوا۔ پس اگر خدا نے امر اقل کو بدل دیا تو فرمائیے خدا تعالیٰ اسماعیل کے ان افعال سے واقف تھے یا نہ۔ اگر واقف تھے تو غیر محل پر حکم امامت کیوں فرمایا اگر واقف نہیں تھے تو خدا تعالیٰ کا جاہل ہونا لازم آیا۔ حالانکہ وہ بیکل شیء علیم ہے۔

پانچواں اعتراض :- ملا باقر مجلسی بدعت کی تشریح میں لکھتے ہیں :-

مَثَلًا يَكْتَبُ فِيهِ أَنْ عُمَرَ لَيْدٍ خَمْسُونَ سَنَةً وَمَعْنَاهُ أَنْ مَقْتَضَى الْحِكْمَةِ أَنْ يَكُونَ عُمَرُ كَذَا إِذَا لَمْ يَفْعَلْ مَا يَفْتَضِي طَوْلُهُ أَقْصَرُهُ فَإِذَا وَصَلَ الْبُرْجَمَ مَثَلًا يَعْجَى الْخَمْسُونَ وَيَكْتَبُ مَكَانَهُ سِتُونَ وَإِذَا قُطِعَ يَكْتَبُ مَكَانَهُ أَرْبَعُونَ وَفِي النَّوَاحِ الْمَحْفُوظَةِ أَنْ يَحْصَلَ وَعُمَرُ سِتُونَ كَمَا أَنَّ الطَّبِيبَ الْعَادِي إِذَا أَطْلَعَ عَلَى مَسَاجِدِ شَخْصٍ يَحْكُمُ بِأَنْ عُمَرُ يَحْسَبُ هَذَا الْوَسْطَ يَكُونُ سِتِينَ سَنَةً فَإِذَا شَرِبَ سَمًا مَاتَ أَوْ قَتَلَهُ إِنْسَانٌ فَتَقْصَرُ مِنْ ذَلِكَ أَوْ لَوْ سَتَعْمَلُ دَوَاءً قَوِيًّا مِنْهَا جَاءَ ۱۲ (مرآة العقول ج ۱ ص ۱۲)

(ترجمہ) خدا تعالیٰ لکھ دیتے ہیں کہ زید کی عمر پچاس برس ہے اس کا معنی یہ ہے کہ بے شک حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ عمر اس کی اس قدر ہوگی۔ جب وہ ایسا عمل نہ کرے جو اس کی عمر کے زیادہ یا کم ہونے کو تقاضا نہ کرے پس جس وقت رحم میں پہنچ جاتا ہے تو خدا تعالیٰ پچاس کے ہند سے کوٹا کر اس کے قائم مقام ساٹھ برس لکھ دیتا ہے پھر پچاس لکھ دیتا ہے اور لوح محفوظ میں اس کی عمر ساٹھ برس لکھی ہوئی ہوتی ہے۔ جس طرح طبیب عادی جب

ایک شخص کے مزاج پر ہر طرح مطلع ہوتا ہے حکم کرتا ہے کہ اس کی عمر اس مزاج کے مطابق
ساتھ برس کی ہوگی۔ پس جب نہ ہر ٹپکے گا اور یا اسے انسان قتل کرے گا تو اس کی عمر کم ہو جائے
گی یا دوا استعمال کرے گا تو اس کا مزاج قوی ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا شریح صحیح ہے تو یقیناً امیر کے مذہب میں خدا کا علم ظنی رہا قطعی نہ ہو کیونکہ جس
طرح حکیم کو مریض کے متعلق ظن ہوتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کو بھی ظن ہوا حالانکہ قرآن پاک میں
یَعْلَمُ الْغَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ جس کا ترجمہ یہ ہے
کہ خدا آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں بھی جانتا ہے اور ظاہر اور خفیہ باتوں کو بھی جانتا ہے۔
پس اگر خدا کی یہی پوزیشن ہے تو کیا اس میں خدا تعالیٰ کی توہین اور اللہ کے عقائد کی نقیص
اور مذہب کی تذلیل نہیں۔

چھٹا اعتراض :- علی مرتضیٰ کا قول نبی ابلاغ امت میں ہے۔

عَالَمًا بِمَا قَبْلَ اٰتِیَّاتِهَا وَبَعْدُهَا وَاتِّهَامُهَا عَارِفًا بِقِسْمِهَا وَاحْتِصَانِهَا - ۱۲

(ترجمہ) خدا جانتا ہے اشیاء کو ان کی ابتداء سے پہلے ان کے حدود اور انتہا کو محیط ہے قرآن
اور اطراف کو جانتا ہے۔

فرمایا اگر یہ قول نبی برحقیت ہے تو بدر غلط ہے اور اگر عقیدہ بدر صحیح ہے تو حضرت علیؓ
کا یہ قول غلط ہے۔

اہل تشیع کے چند مغالطے اور ان کے جوابات

مغالطہ ۱ :- قرآن مجید میں ہے یٰۤاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا دِیْنُکُمْ یَسْمُوْا بِمَا کُنتُمْ تَدْعُوْنَ اور مَآ اٰتٰیٰکُمْ
ہے خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیدہ بدر برحق ہے۔

جواب :- کسی چیز کے ملنے سے مراد اس کا ختم کر دینا ہے۔ جبکہ اس کی عدت اس کے علم
میں ختم ہو چکی ہوتی ہے، اور ثناء رکھنے سے اس کا باقی رکھنا ہے یہ قدرت خالق کی جلد مگر ہے

اس میں غلطی کا شائبہ نہیں رہتا۔ مفہوم بدر سو اس سے جیل خداوندی لازم آتا ہے لہذا اس آیت کو دلیل پکڑنا غلط ہے۔

مقالہ طے کر جب اہل سنت نسخ کے قائل ہیں تو کیا وہ بدر کے مشابہ اور مثل نہیں۔
جواب :- احکام کا نسخ میں بجانب اللہ ہوتا ہے۔ جو کہ ہمارے علم کے لحاظ سے نسخ الکلم کے معنی سے ہے اور خدا کے نزدیک پہلا حکم ایک مدت تک معین تھا۔ جب وہ مدت ختم ہوئی تو دوسرے حکم کا اجرا کر دیتے ہیں۔ اس میں جہل کا اندیشہ ہرگز نہیں۔ لیکن بدر میں تو بالکل ہی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ العباد بانہ اس حکم سے جاہل تھا۔

مقالہ طے کر قرآن مجید میں ہے **لَیْسَ لَکُمْ اَلْحَکْمُ عَلٰی شَیْءٍ** جس کا ترجمہ یہ ہے تاکہ خدا تعالیٰ تم کو اگر ملے کہ کون تم میں سے اچھے عمل کرتا ہے۔

جواب :- یہ اصطلاح غلطیوں کی اصطلاح کے مطابق ہے ورنہ خدا تعالیٰ نے یہ بھی جانتا ہے کہ یہ عمل اس طرح کرے گا اور اس طرح نہ کرے گا۔ اور اس کے کئے ہوئے پر اس کو سزا اتنی یا جزا اتنی ملے گی۔ آزمائش سے مراد دنیا کے سامنے اس کی حقیقت کو مشکوک کرنا مقصود ہوتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو سیدنا علیؑ نہ فرماتے **عَالِمًا بِمَا قَبْلَ ابْتَدَاؤِهَا مُجِیلاً بِعَدْوِهَا وَ اٰتِیَّاً بِهَا**۔
(تہذیب البلاغہ ج ۱ ص ۱۸)

(تہذیب) خدا تعالیٰ ہر کام کو اس کے ہونے سے پہلے جانتا ہے اور انہما کو بھی محیط ہے فاضل الشکال۔

مقالہ طے کر قرآن مجید میں ہے **اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّرِیْطُ الرُّسُوْلَ مِمَّنْ یَّتَقَلَّبُ عَلٰی عَرْسِیْہِ** جس کا ترجمہ یہ ہے تاکہ بیان لیں ہم کہ کون رسول کریمؐ کی اتباع کرتا ہے اس سے جو اپنے پاؤں پر پھر جاتا ہے۔ سو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ پہلے عالم نہ تھا۔

جواب :- اگر اس آیت سے استدلال خدا کی جہالت پر کیا جائے تو یہ کفر ہے اور اگر بدر پر کیا جائے تو وہ ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ بدر مستلزم جہل ہے اور مصنف تفسیر عارفی نے ص ۱۸ پر

واضح کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے ہی جانتے تھے عبادت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ یعنی **الّا للعلہ عنہ وجود ابعدا ان علما لا سیو جید**۔
(ترجمہ) تاکہ ہم جائیں یا اعتبار ظہور کے اس کے بعد کہ ہم اسے جانتے ہیں کہ اس طرح موجود ہوتا ہے۔

ائمہ کرام کے متعلق چوتھا عقیدہ

ائمہ کرام خدا کی طرف سے ہادی مقرر کئے گئے ہیں۔
اصول کافی مطبوعہ ایران میں ہے **سکت زمان متاھا دیہد یرہم الی ما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ثم الہدایۃ من بعدہ علی ثلث الاوصیاء واحد بعد واحد۔**
(ترجمہ) امام محمد باقر نے فرمایا ہر زمان کے لئے ہم میں سے کوئی نہ کوئی ہدایت کرنے والا ہوگا ہے جو کہ نبوی شریعت کی طرف ہدایت کرے۔ حضور کے بعد ہادی سیدنا علی مرتضیٰ ہیں۔ ان کے بعد اوصیاء یکے بعد دیگرے ہیں۔

الہنت کی طرف سے چند اعتراضات

پہلا اعتراض :- ہادی اس وقت تک ہادی نہیں بن سکتا جب تک اپنے خیالات کا اظہار ہو کر اظہار نہ کرے اور تفسیر میں نوحے دین کے موجود ہیں اس پر عمل ہو سکتا نہیں جب تک اپنے خیالات کو مخفی نہ رکھے۔

فرمائیے ائمہ کرام ان دو فریضوں میں سے کس پر عمل کرتے تھے اور کس پر نہ کرتے تھے اور کس کو ترک کرتے تھے۔

دوسرا اعتراض :- موجودہ زمانہ کے لئے اہل تشیع کے نزدیک بارہ اماموں میں سے کوئی

امام مقرر ہے یا نہ۔ اگر نہیں تو زمانہ بغیر امام کے رہا۔

اور اگر اس زمانہ کے امام حضرت ہدی ہیں تو وہ ہدایت کرنے سے عاری ہیں۔ جبکہ غارِ ثرین میں چھپے ہوئے ہیں۔ پس جو چھپا ہوا ہو وہ ہدایت نہیں کر سکتا اور جو ہدایت نہ کرے وہ امام نہیں۔

فرمائیے مذکورہ تعریف کس طرح صادق آتی ہے۔

تیسرا اعتراض:- قرآن شریف میں ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَتُمْسِكُونَ بِأَبَهِتٍ عُكْبَىٰ﴾ (توجھ) بے شک اسے محمد مصطفیٰ آپ زمانے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے کوئی نہ کوئی ہدایت کرے والا ہے۔

دیکھیے قرآن مجید میں قوم کے لفظ سے پروردگار عالم نے قیامت تک آنے والی اقوام عالم کے لئے اپنے علم میں ہادی کا تقرر فرمادیا ہے جس سے بہتہ چلتا ہے کہ ہر زمانہ کے لئے ہادی کو صرف اللہ میں بند رکھنا قرآنی تقاضے سے انکار کرنا ہے۔ جواب دیا جائے۔

چوتھا اعتراض:- خدا تعالیٰ نے امت محمدی علی صاحبہا التسلیمات کو خیر امت و بہترین امت قرار دے کر اس کے ذمے دو پروگرام سپرد فرمائے ہیں۔

اول: امر بالمعروف (ب) نہی عن المنکر

دونوں مل کر ہادی کے مفہوم کے لئے ترجمان ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ہدایت کرنا صرف اللہ کے لئے خاص نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو بہتر امت بننے کا خواہشمند ہے اس کے لئے یہ عہدہ موجود ہے۔ پس تخصیص نہ سی۔

پانچواں اعتراض:- قرآن مجید میں ہے: ﴿وَلَتَكُنَّ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾

(توجھ) تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیے جو کہ نیکی کی دعوت دے شریعت مطہرہ کا حکم کریں اور برائی سے روکیں۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عہد وہی نہیں ہے کسی ہے حالانکہ عہدہ امامت اہل تشیع کے نزدیک وہی ہے اور ظاہر ہے کہ اوصاف بھی وہی ہونے چاہئیں۔ وضاحت کیجئے۔

چھٹا اعتراض:- فرمائیے ہدایت سے مراد ارادة الطريق ہے یعنی راستہ دکھانا ہے۔ یا ایصال الی المطلوب ہے۔ یعنی منزل مقصود تک پہنچانا ہے۔ اگر صرف راستہ دکھانا ہے تو پھر اس میں آخر تک انحصار غلط ہے اور اگر ایصال الی المطلوب مراد ہے تو قرآن مجید میں اس کی باریں آیت تردید موجود ہے۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَخْبَتَ وَ اِنَّكَ اَنْتَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ۔

سیدنا علی مرتضیٰ کے متعلق شیعہ مزعومات

پہلا زعم:- سیدنا علیؑ کو جبریل امینؑ علیہ قرآن مجید کی تعلیم دیا کرتے تھے (بحوالہ لاوردج و ۱۶) (تتوید) سارے قرآن مجید میں اَنْزِلَ یَا مُنْزِلَ کی نسبت بغیر حضور علیہ السلام کے کہیں بھی موجود نہیں اس بناء پر مذکورہ بالا زعم بالکل بے بنیاد اور خلاف قرآن ہے۔

دوسرا زعم:- حضرت علیؑ کو شب معراج حضور علیہ السلام نے آسمانوں پر دیکھا تھا۔ (تتوید) قرآن مجید میں سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْمٰی یَعْبُدُ اَیْکَ لَا تَوَلَّی السَّجْدَ اِلَیْکَ اِلَّا السَّجْدَ لَا تَقْضٰی (تتوید) شریکوں سے خدا تعالیٰ کی ذات پاک ہے جس نے اپنے پیارے بندے کو راستہ کے وقت بیت اللہ سے بیت المقدس تک میر کرائی۔

(تتوید) ایس جب تک قرآن مجید میں لفظ عہد موجود ہے حضور علیہ السلام کے بغیر اولاد آدم میں سے کسی اور کا جانا ثابت نہیں ہو سکتا۔ خواہ سیدنا علیؑ ہوں یا صدیق اکبرؑ نیز وَاللَّحْمِ اِذَا هُوَ مَا خَلَّ صَلَاحُکُمْ وَمَا غَوٰی مِنْ مَفْرُوْکِ صِفَی لَکَ اَوْ فَاوٰی اِلَیْکُمْ مَّا اُوٰی میں لفظ عہد فرما کر تصریح کر دی ہے کہ حضور کے بغیر کوئی بھی اولاد آدم میں سے شب معراج

آسمانوں پر نہیں گیا۔

تیسرے ارٹیکل۔ سید الانبیاء اور سیدنا علیؑ ہم مرتبہ تھے۔ مختصراً (بحار الانوار ج ۱ ص ۲۸۷)
(تذوید) قرآن مجید میں جو صفات حضور علیہ السلام کے بیان کئے گئے ہیں کہ وہ حضور کے
لئے ہی مخص کئے گئے ہیں۔ پس مخلوق میں سے کسی کو حضور کے برابر ماننا شرک فی القیوہ ہے۔

چوتھا ارٹیکل۔ آسمان پر فرشتوں کے جھگڑے مثلاً نے کے لئے خدا تعالیٰ نے سیدنا
علیؑ تھے کو مقرر کیا۔ (بحار الانوار ج ۲ ص ۲۴۳)

(تذوید) یہ عقیدہ چند وجوہ کی بناء پر غلط ہے۔

(۱) جھگڑا تب واقع ہوتا ہے جب کہ طبیعت میں ہوا ہو جس ہو۔ اور ملائکہ ان چیزوں سے
پاک ہیں۔

(۲) جھگڑے میں غلط فہمی کی بناء پر خود پسندی کا غلبہ ہوتا ہے، حالانکہ ایسی چیزیں فرشتوں
میں ثابت کرنا ناممکن ہے۔

(۳) جب سیدنا علیؑ فرشتوں کے مابین اختلافات کو ختم کرنا جانتے تھے تو انسانوں میں
اختلافات ختم کیوں نہ کر سکے۔

(۴) جبل و صغیر میں معرکہ الائییاں انتخاب خلافت اور اس میں رضاعدم رضا کی کیفیت کیا اس
پر دلالت نہیں کرتی کہ مذکورہ بالا عقیدہ ایک خود ساختہ عقیدہ ہے۔

پانچواں ارٹیکل۔ سیدنا علیؑ مرتضیٰ کی ولایت کے بغیر تو حید بھی درست نہیں (بحار الانوار ج ۹ ص ۲۸۷)
(تذوید) اگر یہ عقیدہ اہل تشیع کے نزدیک صداقت پر مبنی ہے تو لفظ ولی مع علیؑ ابی طالب

قرآن میں ثابت کریں۔

چھٹا ارٹیکل۔ حشر کے روز بہشت و دوزخ کی چابیاں حضور علیہ السلام سیدنا حضرت علیؑ
کے سپرد کر دیں گے۔ (بحار الانوار ج ۹ ص ۲۸۷)

(تذوید) بہشت و دوزخ اب بھی خدا کے ملک میں ہے اور قیامت کے روز بھی

اسی کے ملک میں ہوں گے۔

قرآن مجید میں ہے کہ حشر کے دن پروردگار عالم کی طرف سے آواز آئے گی۔ **لَمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ** یعنی آج کس کا ملک ہے اور کس کی بادشاہی ہے۔ ساری دنیا اس کے جواب سے عاجز رہے گی تو پروردگار عالم خود فرمائیں گے **يَلَهُ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ**۔ آج صرف واحد القہار کا ملک ہے۔

(حصہ ۱) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہاں خدا کے بغیر کسی کی بادشاہی نہ ہوگی۔ نیز قرآنی ارشادات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اذن الہی کے بغیر شفاعت کرنے کا بھی کسی کو حق نہ ہوگا اور سب سے پہلے اذن آقا کے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوگا۔ عہدہ شفاعت سیدنا علیؑ کے متعلق علی سبیل الخصوصیت قرآن کی کسی آیت میں بھی مذکور نہیں۔ اہل سنت کی معتبر کتابیں ایسی روایتوں سے خالی ہیں اور اہل تشیع کی تصنیفات ہمارے لئے حجت نہیں۔

سیدنا حضرت علیؑ کے اوصاف عالیہ بحار الانوار ج ۱ ص ۲۰۲

ساتواں زعم۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علیؑ کے فرمایا کہ میں ہی اللہ کا منہ ہوں اور میں ہی اللہ کا پہلو ہوں اور میں ہی اقل ہوں اور میں ہی ظاہر ہوں اور میں ہی باطن ہوں اور میں ہی ساری دنیا کا وارث ہوں۔ میں ہی سبیل اللہ ہوں۔

آٹھواں زعم۔ سیدنا حضرت علیؑ کے فضائل شمار میں آنے ناممکن ہیں (بحار الانوار ج ۱ ص ۲۰۳)

نواں زعم۔ نوے ہزار فرشتے سیدنا علیؑ کی عبادت کرتے ہیں (بحار الانوار ج ۱ ص ۲۰۴)

(حصہ ۲) یہ دونوں عقیدے بغضی اے اشک پر ان سے تو یہ لازم ہے۔ قرآنی دلائل

حسب ذیل ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

استدلال علی۔ قرآن مجید میں ہے۔

قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا إِذْ كُتِبَتْ رَبِّي لَفُتِحَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ وَكُنْتُ رَبِّي وَلَوْ
حِجَبًا مِمَّنْ لَمِ تَبْصُرُونَ

(ترجمہ) فرما دیجئے اگر خدا تعالیٰ کے مدحیہ کلمات کے لئے دیاسیایہی بن جائیں تو بلاشبہ خداوندی کلمات کے ختم ہونے سے پہلے سارے دریا ختم ہو جائیں گے۔ اگرچہ اس کی مثل اور بھی سیایہیاں لائی جائیں۔

طراز استدلال :- ذات قدیم کے لئے اوصاف کا قدیم اور غیر متناہی ہونا بھی ضروری ہے پس اس بنا پر مخلوق کو خالق کا ہم پلہ تصور کرنا یقیناً شریعتِ مطہرہ کے خلاف ہے۔

استدلال على - إني ألقى نعيدي وإني ألقى تسعيرتي

(ترجمہ) خاص تیری عبادت کرتے ہیں اور خاص کر تجھ سے مدد چاہتے ہیں۔
قرآن مجید ذکر الہی ہے اور یہ جمیع ملائک اور جمیع مسلمان کے روزِ زبان ہے سب کی
زبان پر اسی کا سکھ ہے اور سب لوگ اس پر مامور ہیں۔

اہل تشیع کے عقیدے میں سیدنا علی مرتضیٰ

سب کیسے ہیں

اس کے ثبوت میں ہم سب سے پہلے حق الیقین ص ۳۸۹، ۳۹۰ کی عبارت نقل کریں گے بعد
ترجمہ لکھیں گے۔

منم صاحب دجتها و برگشتنها و صاحب حکما و انتقام کشیدنها و دولت الهی عیب و نهم مانند
شخصی از آئین و نهم بنده خدا و برادر رسول خدا منم امین خدا و خازن علم خدا و صندوق سر خدا و حجاب
خدا و بر خدا و مراد خدا و میران خدا و منم جمع کننده مردم بسوی خدا و مایم اسمائے حلتی خدا و
اشال علیائے خدا و آیات کبری او و منم قیمت کننده بهشت و دوزخ ساکن می گردانیم
اهل بهشت و باختیار من است عذاب اهل جهنم و بازگشت خلق بسوی من است و صاحب خلق

یاسن است و نم اذان گوئندہ در اعراف و نم کہ در نزد قرص آفتاب ظاہر خواہم شد و نم در استالاض
 و نم صاحب اعراف کہ موسی و کافرا یکدیگر جدائی کنم و من امیر مومنان و بادشاہ متقیان و آیت
 سابقان و زبانی سخن گوئیایں و آخر اصیائے بغیران و وارث انبیاء و خلیفہ خدا و صراط مستقیم
 پروردگار و ترازوئے عدالت در روز جزا و حجت خدا بر اہل آسمانہا و زمین ہا و ہر کہ باین آسمانہا
 است و نم کہ خدا و حجت با او تمام کردہ است بر شاہد ابتدائے خلق خدا و نم گواہ خلافت و در روز
 جزا و نم کہ در نزد من است علم مرگہا و بلا ہا و حکم در میان خلق خدا و جد اکنعہ حق از باطل و سید عالم
 نسب ہائے موم ہا و بن پروردہ اند آیات و معجزات و کتاب ہائے بغیران و نم صاحب عصا
 و نم آنکہ خدا مسخر من کردہ است ابر ہا و درعدا و برق و تاریکی و روشنائے و باد ہا و کوہ ہائے و دریا ہا
 و ستارہ ہائے آفتاب و ماہ را و نم فاروق ایں است و نم ہادی ایں است و نم کہ عدد ہر چیز را میدانم
 بآن علی کہ خدا من پروردہ است و بآن راز ہا کہ مخفی بر بغیران وحی فرستادہ است و آن راز ہا پنهان
 بر بغیرش پنهان گشتہ است و نم آنکہ خدا نام خود را بن بخشیدہ است و کلمہ خود را حکمت خود را علم خود را
 بن عطا کردہ است۔

(نوٹ) واضح رہے کہ ذیل میں اولاً ترجمہ کیا جائے گا۔ بعد اُس پر مختصر تبصرہ کیا جائے گا۔
 ترجمہ ۱۔ سیدنا علیؑ نے فرمایا۔

میں قیامت سے پہلے زندہ ہو کر دنیا میں لوٹنے والا ہوں اور واپس جانے والا ہوں
 اور صاحب الاحکام اور انتقام لینے والا ہوں۔

(تبصرہ) واضح کیا جائے کہ بقول اہل تشیع جب خلفائے ثلاثہ نے خلافت غصب کر لی۔
 فلک نہ دیا۔ امیرؑ نے حضور علیہ السلام کو سامنے آکر سخت دست بستہ کیا۔ سیدہ فاطمہؑ کو دھکے دیئے
 تو سیدنا علیؑ نے اس وقت انتقام لے کر حق و باطل کی وضاحت کیوں نہ کی۔ فرمایئے ان حالات
 میں دعوے کی صداقت کسے لئے آپ کے پاس کیا دلائل ہیں۔

(ترجمہ) میں کہہ رہا ہوں کہ شارع کی مثل ہوں۔

(تبصرہ) لوہے کی شلخ سے کیا مراد ہے تشدد یا کچھ اور۔ واضح کیا جائے۔

(ترجمہ) میں بندہ خدا ہوں رسول مقبول کا بھائی ہوں۔ خدا کا امین ہوں۔ علم خدا کا خازن ہوں۔ اسرار خداوندی کا صندوق ہوں۔ خدا کا پردہ ہوں۔ خدا کا چہرہ ہوں۔ خدا کا راستہ ہوں۔ خدا کا ترازو ہوں۔ خدا کی طرف سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہوں۔ خدا کے اسمائے حسنائے ہوں۔ خدا کی بلند مثالیں ہوں۔ آیات کبریٰ ہوں۔ بہشت و دوزخ کو تقسیم کرنے والا ہوں۔ میرے اختیار میں ہے اہل جہنم کا عذاب مخلوق کا حساب میرے ہاتھ ہے۔ اعراف میں قیامت کے دن انسان میں دو دل گا۔ میں ہی دو پہر میں ظاہر ہوں گا۔ میں صاحب اعراف ہوں کہ مومن و کافر کو ایک دوسرے سے جدا کرے گا۔ میں مومن کا امیر ہوں، متقیوں کا بادشاہ ہوں۔ سابقین کی نشانی ہوں۔

(تبصرہ) مذکورہ بالا دعویٰ یقیناً ایک دوسرے سے متعارض ہیں۔ کیونکہ جو بندہ خدا ہو وہ نہ تو خدا ہو سکتا ہے اور نہ خدا کا چہرہ، جب خدا کے اسماء حسناء تو لازم آئے کہ صفاتی اسماء کا اطلاق بھی ان پر کیا جائے۔ یعنی سیدنا علی پر رحمن و رحیم خالق و مالک جبار و قہار احد اور حمد کا اطلاق بھی جائز رہتا جو کہ مراعاتِ شرک ہے۔ نیز جب آپ خلیفہ امیر المومنین ٹھہرے تو حسب ذیل بیان دینے کی کیا وجہ ہے۔

اَنَا نَكْمٌ وَذِيْرٌ اَعْبَدُ نَكْمٌ مِّنِّي اَمِيْرًا رَّحِيْمًا (بلاغ)

(ترجمہ) میرا تمہارے لئے امیر ہونے سے وزیر ہونا بہتر ہے۔

(ترجمہ) میں بات کرنے والوں کی زبان پیغمبروں کے اوصیلے کا آخری ہوں۔ نبیوں کا وارث ہوں۔ خدا کا خلیفہ ہوں۔ پروردگار کی سیدی راہ ہوں۔ عدالت کا ترازو ہوں۔ ابا لیاں زمین و آسمان پر خدا کی محبت ہوں۔ قیامت کے دن مخلوقات کا گواہ ہوں۔ موت اور بیماریوں کا علم میرے پاس ہے۔ خلق خدا کے درمیان میں حکم ہوں۔ حق کو باطل سے جدا کرنے والا ہوں۔ لوگوں کے سلسلہ نسب کو میں جاننا ہوں۔ آیات و معجزات میرے سپرد ہیں۔

(توضیح) ان تمام حالات کے باوجود زندگی تقیہ میں گزار دی۔ سیدنا ابوبکرؓ نے جب ترویج سیدہ کا مشورہ دیا تو نگہداشتی اور غربت ظاہر فرمائی۔ فیما للہ عجیب۔

(توضیح) پیغمبروں کی کتابیں میرے پاس ہیں۔

(توضیح) اور حالت یہ ہے کہ صحیح قرآن بھی آج تک ظاہر نہ ہو سکا۔ واللہ لا یعرف ظاہراً (اصول کافی) خدا کی قسم اس قرآن کو آپ قیامت تک نہ دیکھ سکو گے۔

(توضیح) موسیٰ علیہ السلام کا عصا میرے پاس ہے۔ خدا تعالیٰ نے گرجتے ہوئے بادل اور کڑکتی ہوئی بجلیاں اور اندھیرے اور روشنیاں، ہوائیں اور پہاڑ دریا اور ستارے سورج اور چاند سب کے سب میرے تابع کر دیئے ہیں۔

(توضیح) اور مقتدین کا دعویٰ ہے کہ ان کے حقوق پامال کر دیئے گئے۔

(توضیح) میں اس امت کا فاروق ہوں اور اس امت کا ہادی ہوں۔ میں چیز کی تعداد کو جانتا ہوں اس علم کے ذریعے سے جو کہ خدا نے میرے پر د کیا ہے وہ اسراؤ تقیہ بھی جانتا ہوں جو کہ خدا نے بذریعہ حق حضور علیہ السلام کو بتلائے ہیں اور حضورؐ نے خفیہ طور پر مجھے بتلائے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنا نام مجھے بخشا ہوا ہے۔

(توضیح) چلو چٹائی ہوئی اندھ میاں بڑا خدا کٹھن تو سیدنا علیؓ چھوٹے خدا۔

(توضیح) خدا نے اپنا کلمہ اور اپنی حکمت مجھے عطا فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنا علم مجھے عنایت فرمایا ہے۔

بحث متعلق عقیدہ رجعت

(تمہید) امامیہ حضرات کے مزعمہ ان کی قسمت میں چونکہ نہ تو سلطنت و مملکت تھی اور نہ سلطنت و شوکت۔ اس لئے انہوں نے رجعت کا عقیدہ رائج کیا تاکہ مدت العمر تک سہارے کے

لئے کوئی وجہ نکل سکے۔

واقعہ ہے کہ مشرور شرامت علم میں ایک متفقہ عقیدہ ہے جس کا کوئی بھی فرد مسلم انکار نہیں کر سکتا۔

إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أَخْفِيهَا
إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَلَهَا
(نقارعة مما القارعة وما أدرك ما القارعة)

جیسی ہر کئی نصوص بتلا رہی ہیں کہ قیامت آئے گی اور ضرور آئے گی۔ لیکن امامیہ حضرات نے اسی دنیا میں قیامت سے پہلے عقیدہ رجعت کو مشہور کیا ہو رہا ہے۔

کہ قیامت سے پہلے تمام انبیاء بھی اپنی قبروں سے اٹھیں گے اور ان کے منکرین بھی۔ انہم کرام بھی زندہ ہوں گے اور ان کے معاندین بھی۔ انہم کرام کو شاہی ملے گی اور معاندین کو عذاب۔ بعض کو جلایا جائے گا اور بعض کو تیغ کیا جائے گا۔ ذیل میں ان کے مژومہ تعجلات اور مشروعات ان کی اپنی کتابوں سے نکل جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

عقیدہ رجعت اہل تشیع کا اجماعی عقیدہ ہے

ثبوت:۔ بد آنکہ از جملہ اجماعات شیعہ بلکہ ضروریات مذہب حق فریضہ در اثبات رجعت است۔

ثبوت:۔ اکثر علمائے امامیہ دعویٰ اجماع بر حقیقت رجعت کردہ اندامند محمد ابن بابویہ (بحوالہ حق الیقین ص ۳۸۴ مطبع ایران)

در سال اعتقادات و شیخ مفید و سید مرتضیٰ و سید ابن طاووس وغیرہ۔ ایشان از اکابر علمائے امامیہ ۱۲ (حق الیقین ص ۳۸۴)

تقریباً۔ اہل تشیع کے اکثر علمائے رجعت کے عقیدہ کی حقانیت پر اتفاق کیا ہے۔

اور ان علیہ کے نام یہ ہیں۔
ابن ابیہر۔ شیخ مفید۔ سید مرتضیٰ۔ شیخ طبرسی۔ سید ابن طاووس اور ان کے علاوہ بڑے بڑے
علامہ کا بھی اتفاق ہے۔

تمام پیغمبر زندہ کئے جائیں گے اور اگر لڑیں گے

نبوتؑ۔ ہر پیغمبر کے خدا مبعوث گردانید است از آدم و ہر کہ بعد از دست حج
ایشان را میگوید بدینا تا قتال و جہاد کنند در پیش روئے حضرت امیرؑ۔
(حق الیقین ص ۲۸۷ مطبوعہ ایران)۔

ترجمہ۔ آدم علیہ السلام سے لے کر رسول کریمؐ تک سارے پیغمبر زندہ ہوں گے اور
سب کے سب ابام صاحب کے سامنے دشمنوں سے جہاد کریں گے۔

بنی اُمیہ کو سزا

نبوتؑ۔ پس بنی اُمیہ را بکشد حتیٰ آنکہ از بنی اُمیہ مردی خود را در پہلوئے درختی نہاں
کند درخت بسخت آید و فریاد کند کہ ایں مردے است از بنی اُمیہ و ایں جاپنہاں است اورا
بکشید۔ (حق الیقین ص ۲۸۷ مطبوعہ تہران)

ترجمہ۔ سیدنا علیؑ رجعت کے زمانہ میں بنو اُمیہ کو قتل کریں گے۔ حتیٰ کہ ایک مرد درخت
کی آڑ میں چھپے گا۔ لیکن درخت پکارے گا میرے پاس ایک مرد ہے جسے قتل کر دو۔

صدیقؑ و فاروقؑ کو سزا

نبوتؑ۔ فرعون و ہامان یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ اور ان کے لشکر کو زندہ کر کے ان کو سزا
دی جائے گی۔ (حق الیقین ص ۲۹۲)

سیدہ عائشہؓ کو سزا

ثبوت:۔ حق الیقین ص ۲۹۸ میں ہے، چوں قائم مظلوم شود عائشہؓ ز زندہ کنند تا برادر حد بزند و ان مقام فاطمہؓ را از بکشد۔

ترجمہ:۔ جب امام ہدیؑ ظالم ہوں گے تو عائشہؓ صدیقہ کو زندہ کرے گا۔ تاکلاس پر حد مارے گا اور سیدہ فاطمہؓ والا بدلہ اس سے لے گا۔

ثبوت:۔ رجعت کے ایام میں جب امام ہدیؑ غار سے نکلیں گے تو ننگے بدن نکلیں گے اور فرشتے آسمان سے اتر کر ندا کریں گے کہ دیکھ لیجئے یہ آپ کا امام ہے بخدا حق الیقین ص ۲۹۸
ثبوت:۔ حضور علیہ السلام اور سیدنا علیؑ زعمہ امام ہدیؑ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ (حق الیقین ص ۲۹۸)

ثبوت:۔ رجعت کے ایام میں اہل بیت سے حقوق غصب کرنے والوں کو درخت پر لٹکا کر نیچے آگ جلا کر اُن کو جلایا جائے گا۔ اور ان کی خاکستر صیافوں میں اڑادی جائے گی۔ (حق الیقین ص ۲۹۸)

ثبوت:۔ اہل بیت پر ظلم کرنے والوں کو رات دن میں ہزار مرتبہ قتل کیا جائے گا پھر زعمہ کیا جائے گا پھر قتل کیا جائے گا۔ (حق الیقین)

عرض مؤلف

حضرات میں نے اہل تشیع کی معتبر کتاب حق الیقین معتمد ملا باقر مجلسی سے پورے دس حوالہ جات نقل کر دیئے ہیں۔ مفکرین اور متنفذین اہل بیت ان کے نزدیک بغیر صحابہ کرامؓ کے اور کوئی نہیں۔ پس اب آپ ہی فیصلہ کر لیجئے کہ مذکورہ بالا عبارتوں میں صحابہ کرامؓ کی کتنی جگہ اور توہین کی گئی ہے۔ اب ذیل میں ان کے دلائل نقل کئے جاتے ہیں۔

اہل تشیع کی پہلی دلیل

(مندیجہ حق الیقین ص ۳۸۵)

لَیْسَ یَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ قَوْجًا مِمَّنْ یُکَذِّبُ بِآیَاتِنَا
(ترجمہ) جس دن ہم ہر امت سے قوج اٹھائیں گے ان لوگوں سے جو ہماری آیات
کی تکذیب کرتے تھے۔

(جواب) اس آیت میں یوم سے یوم القیامت مراد ہے نہ اس آیت میں رجعت کا مطلب ہے
اور نہ اس سے رجعت کا مفہوم مستفاد ہوتا ہے۔

(جواب) یوم البعث سے ہی قیامت معلوم ہوتا ہے اور یہی اس کا حقیقی
مفہوم ہے۔ حقیقی معنی سے انحراف تب تک ناجائز ہے جب تک حقیقت متعذر نہ ہو اور یہاں
تعذر ہی معدوم ہے تو لا محالہ روزِ حشر ہی مراد ہے۔

اہل تشیع کی دوسری دلیل

إِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ

(ترجمہ) جب قیامت واقع ہونے لگے گی تو ہم زمین سے ایک دابہ نکالیں گے
جو کہ ان کے ساتھ مکلائی کرے گا۔ استدلال میں نکلا گیا ہے کہ اس دابۃ الارض سے ملا
سیدنا علی ہیں۔

(جواب) استدلال بلا تائید ہے اور سیدنا علی مرتضیٰ کو دابہ قرار دینا پرے سے
کی حماقت ہے۔

(جواب) یہ آیت بھی لفظ رجعت نیز مفہوم رجعت سے خالی ہے۔ من ادعی
فعلیہ البیان۔

اہل تشیع کی تیسری دلیل

(مندرجہ حق الیقین ص ۳۸۶)

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَأٰ ذٰلِكَ اِلٰى مَعٰجِدٍ

(ترجمہ) بلاشبہ جس نے آپ پر قرآن کو فرض کیا ضرور آپ کو معاد کی طرف پھیرے گا۔
(جواب) اس آیت میں بھی معاد سے مراد قیامت ہے۔ رجعت کا تو نام و نشان ہی نہیں۔

اہل تشیع کی چوتھی دلیل

وَإِذَا أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الْبَنِيّٰتِ ۖ

(جواب) وعدہ ہو چکا مہر نبی اپنے نمازیں حضور کی رسالت کا پرہیز کرتا گیا۔ نہ یہاں
رجعت کا اشارہ اور نہ اس کا تذکرہ بخدا تعالیٰ نے انبیاء سے گواہی لے لی اور اپنی گواہی کا
اظہار کر کے ہر تصدیق ثبت کر دی۔

اہل تشیع کی پانچویں دلیل

(مندرجہ حق الیقین ص ۳۸۹)

وَلَنذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُونَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ

(ترجمہ) اور ضرور ہم ان کو بڑے عذاب سے پہلے قریبی عذاب چکھائیں گے تاکہ وہ
رجوع کریں۔

(جواب) عذاب خداوندی کے تین وقت ہیں۔

۱۔ دنیا (۲) قبر (۳) قیامت

قیامت اور قبر اولینا محال ہے۔ کیونکہ وہاں رجوع مقصود ہے۔ رجعت میں بھی صرف

غناپ ہی غناپ ہوگا۔ کسی کی توبہ وہاں بھی مسوع نہ ہوگی۔ پس اس عذاب سے مراد دنیا کا عذاب ہے تاکہ ان کو نصیحت آئے اور فرامین خداوندی کی تعمیل کریں ورنہ لعنہ ہم پر جو خون کی قید عبت ہے۔

اہل تشیع کی چھٹی دلیل

إِنَّا لَنُصِرُّرُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَيُؤْمِنَنَّ الْآلُ شَهَادَةُ
(ترجمہ) جبکہ ہم اپنے رسولوں اور ایمانداروں کی دنیا اور روز قیامت
(جواب) رجعت کا ذکر تک نہیں۔ پس استدلال غلط رہا۔

اہل تشیع کی ساتویں دلیل

أَحْيَيْنَا الْمُتَنَبِّئِينَ وَأَمَّا أَتَيْنَنَّهُ

ترجمہ قیامت کے دن لوگ کہیں گے یا اللہ میں تو نے دوبارہ زندہ کیا تھا اور دوبارہ مرنے والی۔
(جواب) اس میں بھی رجعت کا ثبوت نہیں ملتا کیونکہ پہلی موت سے مراد زمانہ عدم ہے۔ بعد
حیات آئی بعد وفات آئی تو بعد از زندگی ملے گی۔ اس کی تشریح دوسری آیت میں ملے گی۔
كُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُم ثُمَّ مَتَّعْكُمْ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ (ترجمہ) تم مردہ تھے پس خدا نے تم کو زندہ کیا
پھر تمہیں موت دے گا پھر زندہ کرے گا۔

بحث متعلق طینت

طینت مٹی کو کہتے ہیں۔ اہل تشیع کے نزدیک اس مسئلے کی حقیقت یہ ہے (۱) امام باقر
سے پوچھا گیا کہ شیعوں میں عام طور پر جو فسق و فجور کا ارتکاب اور ان کا اسلام سے نفرت پائی جاتی
ہے اس کا کیا سبب ہے امام صاحب نے فرمایا کہ یہ اس مٹی کا اثر ہے جو ابتدائے آفرینش میں

شیعوں کی مٹی کے ساتھ مل گئی تھی اس لئے جو شیعہ بدی کرتے ہیں وہ سنیوں کی گندی مٹی کی وجہ سے کادور سنی نیکیاں کرتے ہیں وہ شیعوں کی پاک مٹی کا اثر ہے۔ اللہ عادل ہے وہ قیامت کے دن شیعوں کی بدیاں سنیوں کو دے گا اور سنیوں کی نیکیاں شیعوں کو دے کر انہیں جنت میں اور انہیں دوزخ میں ڈال دے گا۔ یہ مضمون حسب ذیل کتب سے تلاش کریں (۱) تحفہ العارفین مؤلفہ سید امجد حسین صفحہ ۲۶۹-۲۷۰ (۲) ترجمہ مقبول پارہ نہم (۳) مرآۃ القلوب شرح المفردات و الاصول (۴) حیات القلوب۔

اہلسنت کی طرف سے قائدین طینت پر چند اعتراضات

اعتراض ۱۔ لَا تَزِدْ دَارًا وَلَا تَنْقُصْ دَارًا الْآخِرَى۔

قرآن مجید کی آیت ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن کوئی کسی کا بوجھ نہیں بٹائے گا۔ پس مسئلہ طینت کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو یقیناً اس آیت کا انکار لازم آتا ہے۔ جواب درکار ہے۔

اعتراض ۲۔ اہلسنت اہل تشیع کے نزدیک ایمان دار ہیں تو یہ غیر مسلم ہے جبکہ ان کے مقتدا اہل تشیع کے نزدیک فرعون و ہامان کا درجہ رکھتے ہیں اور اگر بے ایمان ہیں تو یقیناً ان کے عمل ناقابل قبول ہیں۔ پس مسئلہ طینت سرسے ہی غلط ہے۔

اعتراض ۳۔ اعمال کا مدار ایمان پر ہوتا ہے۔ اعمال میں صالحیت ہی تب مقصود ہو سکتی ہے جب ایمان صحیح ہو تو پس جب اہل تشیع کے نزدیک ایمان کھوٹا ہے تو یقیناً اعمال غیر صالح رہیں گے۔ اور جب اعمال غیر صالح ہوئے تو انتقال ثواب بھی بھوٹ کا پلندہ تصور ہوگا۔

اعتراض ۴۔ دوسرے مومنین والا اور کچھ اجلے دائمی والدہ والی مثل کیا صادق نہ آئے گی اگر مسئلہ طینت کو تسلیم کر لیا جائے۔

اعترض ۱۔ اہل سنت اور اہل تشیع کی مٹی جب ایک دوسرے کی ٹیوں سے مل گئیں۔ فرمایے پروردگار عالم اس وقت کہاں تشریف فرما تھے کیا خدا تعالیٰ پر العیاذ باللہ غفلت طاری تھی کہ ان کو پتہ بھی نہ چل سکا۔ کیا اس عقیدہ سے توہینِ علم اور توہینِ قدرت لازم نہیں آتی۔ جواب مطلوب ہے۔

بحث متعلق مسئلہ متعہ

یہ مسئلہ اہل تشیع اور اہلسنت کے درمیان مدت سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے۔ قدوائے اہل تشیع اس کے ضروری ہونے کے قائل ہیں اور جدید اس کے جواز کے بہر حال زمانہ سال میں اس کے مستحب ہونے میں کسی شیعہ کو کلام نہیں البتہ اس پر عمل کرنے یا کرانے سے پاکستانی امامیہ نظام ہرگز اٹے ہیں اور ایرانی حضرات اس پر فخر و مباہات کرتے نظر آتے ہیں۔ اہلسنت کے علماء دو گروہوں پر منقسم ہیں۔

ایک گروہ وہ ہے کہ جو اسلام میں متعہ کے رواج کے بھی منکر ہیں۔ اور احادیث کو نکاح موقت پر محمول کرتے ہیں۔

دوسرا وہ ہے جو کہتے ہیں کہ زمانہ رسالت میں بعض مجبور یوں کی بنیاد پر جائز قرار دیا گیا تھا لیکن پھر حضور علیہ السلام نے اسے قیامت تک حرام قرار دے دیا ہے۔ پس اس زمانہ میں متعہ کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سواؤ لاہم اہل تشیع کی کتابوں سے متعہ کا تعارف کرائیں گے۔ ثانیاً ان کے نزدیک متعہ کے جو فضائل ہیں وہ درج کریں گے۔ ثالثاً ان کے استدلالات بیان کر کے انکے جوابات نقل کریں گے۔ رابعاً ان پر اہلسنت کی طرف سے متعدد اعتراضات عائد کریں گے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

مُتَع کا تعارف شیعہ کتب کی روشنی میں

- (۱) ایک عورت کسی مرد کو اس طرح کہہ دے کہ میں نے اپنے نفس کو تیرے متع میں دیدیا اور کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ میں نے تجھ کو قبول کیا تو یہ مُتَع ہو گیا۔ (جامع عباسی ص ۱۲۵)
- (۲) لَيْسَ فِي الْمُتَعَةِ إِشْتِهَارٌ وَلَا إِعْلَانٌ۔ (تہذیب الاحکام) (ترجمہ) متع میں اشتہار اور اعلان نہیں ہوتا۔
- (۳) تَزَوُّجٌ مِنْهُنَّ أَلْفًا كَأَنْتُمْ مُسْتَأْجِرَاتٌ۔ (مردوع کافی ج ۲ ص ۱۹۱ باب المتعہ) (ترجمہ) ہزار سے بھی آپ مُتَعہ کر لیں کیونکہ وہ ٹھیکہ کی عورتیں ہیں۔
- (۴) مُتَعہ میں طلاق دینے کی ضرورت نہیں ہے اور مرجائے تو ورثہ بھی نہیں۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۱۳۹)

خلاصۃ التعارف علی سبیل التعریف

جب مُتَعہ میں صرف باہمی گفتگو پر اکتفا ہے نہ اُمید وراثت ہے اور نہ ضرورت گواہ ہے جو ملے کر لیا جائے وہی روا ہے نہ عدت کا دھندلہ ہے اور نہ طلاق کی پرداہ ہے۔ اب آپ ہی فیصلہ کر لیجئے کہ آخر یہ کیا بلا ہے۔ اربابِ حل و عقد کے نزدیک یہ نکاح ہے۔

فضائل متعہ ماخوذ از کتب امامیہ

- ۱۔ فقیہیت۔ ان المؤمن لا یکمل حتی یتمتع (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۱۵۱)
- (ترجمہ) مومن اس وقت تک پورا ایماندار ہی نہیں بنتا جب تک مُتَعہ نہ کرے۔
- ۲۔ تعریف۔ یہ خدا جاننے سے یہ حکم صرف مردوں تک محدود ہے یا صنفِ نازک کے لئے بھی یہی حکم ہے پھر صرف اُمت کے لئے ہے یا اہلسنت بھی شامل ہیں۔

فَضِيلَتُ ۱۔ هَلْ تَمْتَعُ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ مَنْ لَا يَحْضُرُهُ الْفَقِيه ج ۳ ص ۱۵۱

(ترجمہ) کیا حضور علیہ السلام نے بھی تمتع کیا تھا فرمایا ہاں۔

تقریباً ۱۔ حدیث گئی شان رسالت کی۔

فَضِيلَتُ ۲۔ اِنِّي غَفَرْتُ لِلْمُتَمَتِّعِينَ مِنْ امْتِنَانٍ مِنَ النَّسَاءِ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۱۵۱)

(ترجمہ) خدا نے تم تمتع کرنے والوں کو بخش دیا ہے۔

فَضِيلَتُ ۳۔ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ كُلَّ ذَا لَمْ يَكُنْ بِهَا كَلِمَةً إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُ بِهَا سِتَّةً وَلَمْ يَمْحُكْ يَدَهُ

إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ سِتَّةً فَأَذَى مِنْهَا غُفِرَ اللَّهُ لَهُ بِذَلِكَ فَإِذَا اغْتَسَلَ غُفِرَ اللَّهُ لَهُ

بَعْدَ مَا قَرَأَ مِنَ الْمَاءِ عَلَى شَعْرَةٍ قُلْتُ بَعْدَ الشَّعْرَةِ قَالَ نَعَمْ بَعْدَ الشَّعْرِ - ۱۲

(من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۱۵۱)

(ترجمہ) ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا تمتع کرنے والا مرد جو کلمہ بھی عورت تمتع سے استعمال کرے

گا۔ خدا ہر کلمے کے عوض ایک نیکی لکھے گا۔ جب اس کی طرف ہاتھ پھیلائے گا خدا اس کے عوض

نیکی لکھے گا۔ پس جب اس سے مرتب کرے گا خدا اس کے گناہ معاف کر دے گا۔ پس جب

تہائے گا اللہ تعالیٰ ہر بال پر چھٹا پانی گزرے گا اس کے برابر خدا تعالیٰ گناہ بخش دے گا۔

راوی کہتا ہے میں نے کہا ہر بال کے امتلاز جو اب میں فرمایا ہاں بالوں کے انداز۔

فَضِيلَتُ ۴۔ ایک مرتبہ تمتع کرنے سے خدا کی نافرمانی ختم۔ دوم مرتبہ تمتع کرنے سے ایزار

کی رفاقت نصیب۔ تیس مرتبہ تمتع کرنے سے حضور اکرمؐ کا ساتھی بنے گا۔

(تفسیر نہاج القادقین ص ۲۵۶)

فَضِيلَتُ ۵۔ مَنْ تَمْتَعَ مَرَّةً وَاحِدَةً دَرَجَتُهُ كَدَرَجَةِ الْحَسَنِ وَمَنْ تَمْتَعَ

مَرَّتَيْنِ دَرَجَتُهُ كَدَرَجَةِ الْعُسَيْنِ وَمَنْ تَمْتَعَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ دَرَجَتُهُ كَدَرَجَةِ

عَلِيِّ وَمَنْ تَمْتَعَ أَرْبَعًا دَرَجَتُهُ كَدَرَجَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي تَالِبٍ (تفسیر نہاج القادقین ص ۲۵۶)

(ترجمہ) ہر دایرتہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو ایک دفعہ تمتع کرے اس کا

درجہ سیدنا حسنؑ کے دسبے کی مثل ہے اور جو دو دفعہ متعہ کرے درجہ حسینؑ جتنا پائے اور جو چار دفعہ متعہ کرے اس کا درجہ مثل درجہ رسول کریمؐ کے برابر ہے۔

(فت) ان روایات میں جتنا قدر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے متعلقین کی توہین و تذلیل کی گئی ہے۔ وہ ہر صاحب عقل و دانش کے سامنے عیاں ہے۔ عیاں ہلاچہ پیاں۔

اہل تشیع کے استدلالات اور ان کے جوابات

استدلال ۱۔ نَاَسْتَعِثُّ بِہِم مِّنْہُمْ فَاَوْھَنُ اَجْوَدَھُنْ فَرِیضَۃً۔

(ترجمہ) پس جب تم اپنی منکوحات سے فائدہ اٹھا لو تو ان کو ان کے مقرر کردہ ہر پورے

ادا کرو۔

طرز استدلال ۱۔ آیت مذکورہ دو طریقوں سے قابل غور ہے۔

(۱) استتلع متعہ ہے اور یہی آیت دوسری قرأت میں اس طرح ہے فَمَا سَتَعِثُّ

بِہِم مِّنْہُمْ اِلٰی رَجُلٍ مَّسَقٍ فَاَوْھَنُ اَجْوَدَھُنْ فَرِیضَۃً یعنی جو کچھ تم نے ان

سے میعاد مقرر نہ کیا ہے۔

(۲) اَجْوَدَھُنْ کا لفظ بھی بتاتا ہے کہ یہ آیت اس عقد سے متعلق ہے جہاں اجرت مقرر کی جائے

اور ظاہر ہے کہ بغیر متعہ کے اجرت مقرر نہیں کی جاتی۔

جواب ۱۔ استتلع سے مراد حقوق ازدواجیت بعد از نکاح ہے۔ متعہ نہ یہاں مراد ہے

اور نہ مراد لیا جاسکتا ہے اس لئے کہ مِّنْہُمْ میں جمع مؤنث کے ضمیر کا مرجع منکوحات ہیں۔

پس متعہ کا ذکر ہی نہ رہا۔

جواب ۲۔ موجودہ قرآن متفق اور مصدق ہے اس کے علاوہ جو لفظ نقل کیا گیا ہے وہ

قرآن مجید میں نہیں قرآن متواتر ہے۔ روایت شاذہ سے قرآن پر زیادتی کر کے مطلب کا

بدلتا غلاف شرج ہے۔

جواب:۔ مفسرین کے نقل سے روایت کی صحت ثابت نہیں ہوتی۔ پس روایت کا غیر صمیم ہونا ہمارے دعوے کے لئے مزید تائید ہے۔

جواب:۔ اصول یہ ہے کہ حرمت اور حلت کے دونوں دلائل جب مساوی جمع ہوں تو حرمت کو ترجیح دی جاتی ہے۔ چہ جائیکہ دلیل حرمت قوی ہے اور دلیل حلت ضعیف اور شاذ۔

جواب:۔ اُجُورُھُنَّ سے مراد نہ صرف اجرت لینا بلکہ اجرت متولینا مظاہرہ جہالت ہے۔ قرآن مجید میں اُجُورُھُنَّ کے لفظ ملاحظہ فرمائیے اور پھر فیصلہ کیجئے کہ اجور سے مراد مہریں ہیں یا نہ۔ پس جب اجور سے مراد مہریں تو آیت سے منکر کے لئے استدلال ثابت نہ ہو سکا۔

(آیت) فَاَمْكُحُوهُنَّ بِاٰذِنِ اٰهْلِهِنَّ وَاَلُوهُنَّ اُجُورُھُنَّ۔

(آیت) وَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِنْ تَكْحِفُوهُنَّ اِذَا اَتَيْتُمُوهُنَّ اُجُورُھُنَّ۔

(آیت) اِنَّا اَخْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الَّتِیْ اَتَيْتَ اُجُورُھُنَّ۔

پس جس طرح ان تمام آیتوں میں لفظ اُجُورُھُنَّ کا نہ کوہ ہے۔ اور ان سے مہریں مراد ہیں۔ اسی طرح وہاں بھی اجور سے مراد مہریں ہیں۔ پس استدلال بیاداً منشور ہو گیا۔

جواب:۔ اس لئے بھی استدلال ناقابلِ توجہ ہے کہ قرآن مجید میں جس عقد کا ذکر ہے وہ عقد ہے جس میں جبار کے بعد پوری مہر ادا کرنی پڑے اور قبل از تقاربت نصف۔ اور منکر میں تو تب اجرت لازم ہوتی ہے جبکہ تقاربت سے فارغ ہو جائے۔ نصف کا تو یہاں مسئلہ ہی نہیں۔ پس منکر کا اس آیت سے قطعاً تعلق نہ رہے گا۔

استدلال:۔ عن عبد اللہ بن مسعود قال کنا نغزو مع

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَيْسَ مَعَنَا نِسَاءً نَأْفُقُنَا إِلَّا لَنَسْتَحْقِقُ فَنَهِنَا عَنْ ذَٰلِكَ وَ
مَخْصَصَ لَنَا أَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْءَةَ بِالتَّوْبِ إِلَى أَجَلٍ ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا لَا تَحْزَنْ مَوَاطِنَاتٍ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ - صحیحین

(ترجمہ) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ جنگ میں شریک
ہوئے۔ ہمارے پاس اپنی منگھڑ خوریں موجود نہ تھیں تو ہم نے نضحی ہونے کی اجازت
چاہی تو آپؐ نے ہمیں عورت کے ساتھ متہ کرنے کی اجازت فرمائی اس کے بعد آپؐ نے
آیت پڑھ دی اس کی تائید میں کہ خدا کے محلات کو حرام نہ سمجھو۔

جواب ۱۔ حدیث میں متعہ کا لفظ نہیں۔ نکاح موقت کے شروع وقتی ہونے
سے ہمارا انکار نہیں ہے۔

جواب ۱۔ ابن مسعودؓ کی روایت نسخ کے سلسلے میں جب موجود ہے تو مذکور روایت
سے استدلال نامناسب رہا۔

روایت نسخ عن ابن مسعود قال المتعة منسوخة نسخها الطلاق والصدقة
والعدت والميراث۔ (یعنی ج ۲ ص ۱۸)

(ترجمہ) ابن مسعودؓ نے فرمایا متعہ منسوخ ہو چکا ہے اور متعہ کو حکم طلاق عدت اور
میراث نے منسوخ کر دیا ہے۔

استدلال ۱۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حلت متعہ کے قائل تھے۔

جواب ۱۔ غلط ہے ابن عباسؓ سے چند ضعیف روایتیں اضطراری صورت کے
لئے مروی ہیں۔ لیکن صحیح روایت میں ابن عباسؓ سے حرمت متعہ کی روایت موجود ہے۔

(۱) عن ابن عباس قال إنما كانت المتعة في أول الإسلام كان يقوم بالبلاة
ليس له بها معرفة في تزوج المرأة بقدر ما يرى أن يقيم بها في حفظ له متاعه
وتصلح له شيعة حتى إذا أنزلت الآية الأعلى اندأجهم وأما ملكة إيمانهم

قال ابن عباس كل فرج ماسواهما حرام۔ (جامع ترمذی ص۔)
 (ترجمہ) ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہر گتھ اول اسلام میں جائز تھا۔ ایک ناواقت شہر میں
 جاتا تھا تو وہاں کسی عورت سے نکاح مؤقت کر لیتا تھا وہ عورت اس کے سامان کی
 حفاظت کرتی تھی۔ لیکن جب آیت الاعلیٰ انذاجہم ادما ملک ایمانہم
 نازل ہوئی تو ہر گتھ حرام ہو گیا۔

ابن عباسؓ کی دوسری شہادت

تنویر القیاس فی تفسیر ابن عباسؓ میں ہے۔ ویقال ان تبتغوا باموالکم
 فروجهن وهی المتعة وقد نسخت الان محضین متزوجین غیر
 مسافعین غیر زانیین بلا نکاح فما استمتعتم استمتعتم به منهن بعد
 النکاح فالهن اجورهن مہودھن۔

(بطر زائست لال) دیکھئے نہ استمتعتم سے مراد سیدنا ابن عباسؓ نے منع کیا ہے
 اور نہ اجور سے مراد اجرت بلکہ اپنی تفسیر میں واضح کر دیا ہے کہ یہاں نکاح کا تذکرہ ہے۔
 رہا متعہ وہ منسوخ ہو چکا ہے۔

استدلال علیہ عن سیرۃ ابن معبد الجہنی قال اذن لنا رسول اللہ
 صلعم عام فتح مکة فی متعة النساء فخرجت انا ورجل ثقی استمتعتم
 منها۔ (رد فاعہ مسلم)

(ترجمہ) سیرۃ ابن معبد جہنی کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے ہمیں اجازت
 دی تھی متعۃ النساء میں جس میں اور ایک اور شخص نکلے پس میں نے منع کیا۔

جواب ۱۔ اسی حدیث کے آخری لفظ غور سے دیکھ لئے جائیں تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے
 آخری الفاظ یہ ہیں حتیٰ حترہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ) حتیٰ کہ حضور علیہ السلام نے

متعہ کو حرام کر دیا۔

استدلال ۱۔ سلمہ بن الاکوع کی روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے متعہ النساء کی اجازت فرمائی تھی۔

جواب ۱۔ دورِ اقول میں جو از کے ہم منکر نہیں لیکن مسلم شریف اور مسند احمد میں اسی سلمہ بن الاکوع کی روایت حرمت متعہ پر موجود ہے۔ اسی طرح شرح معانی الآثار طحاوی باب المتعہ میں بھی روایت حرمت موجود ہے۔

استدلال ۲۔ مقتان کا تھا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا انہی عنہا۔

تقریباً (دو متعہ حضور کے زمانہ میں تھے لیکن میں ان سے منع کرتا ہوں۔

جواب ۱۔ یہ روایت ہمارے نزدیک صحیح نہیں۔ نیز یہ عبارت صحیح احادیث سے متعارض ہے۔ مسلم شریف میں صحیح موجود ہے کہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمُتْعَةُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم پر متعہ کو قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے۔

پس جب حضور علیہ السلام نے حرمت تابیدی کا حکم فرمایا تو حرمت کی نسبت سیدنا عمرؓ کی طرف کرنا یقیناً خلاف واقع ہے۔

منہ الطلۃ، تقریر منہ الطلۃ متعہ کی نسخ کے متعلق چونکہ روایتیں متحدہ نہیں اس لئے یہ غلط غیر قابل سماعت ہے۔

جواب ۱۔ متعہ بحالت اضطرار جائز مٹھرا بعدہ حرمت کا اعلان کیا گیا تعدد وجوہ کے پیش نظر تعدد حرمت کا اعلان قطعاً نازیبا نہیں۔ پس اس بنا پر حرمت سے انکار کرنا قطعاً غلط ہے۔

جواب ۲۔ روایتیں متعدد ہیں کہیں غزوہ اوطاس کا ذکر ہے کہیں فتح مکہ کا۔ لیکن اس میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ غزوہ اوطاس فتح مکہ سے واپسی پر ہوا۔ نسائی میں جنین میں حرمت

کا اعلان کتابت کی غلطی ہے۔ پس بہر حال متعہ حرام ہے اور قیامت تک حرام رہے گا۔
 مغالطہ ۱۔ مکرار نسخ واقعہ کے ضعف کو مستلزم ہے۔
 جواب ۱۔ فرمائیے تحویل قبلہ کے متعلق کیا خیال ہے۔

عرض مؤلف

ان دلائل کے پیش نظر جتنے دلائل اہل تشیع بیان کرتے ہیں وہ بعض تو قبل از نسخ پر
 محمول ہیں اور بعض سے مراد متعہ الحج ہے جس طرح حضرت اسماء بنت عیس کی روایت بیان کی
 جاتی ہے کہ وہ فرماتی ہیں ہم حضور کے زمانہ میں متعہ کرتی تھیں اور حوالہ تفسیر مظہری کا دیا جاتا ہے
 چنانچہ میں نے جب تفسیر مظہری میں اس مقام کو دیکھا تو اس میں لحاوی اور نسائی کا حوالہ دیا گیا
 ہے لیکن جب لحاوی اور نسائی میں تلاش کیا تو یہ حدیث نہ ملی اور اگر کہیں مل بھی جائے
 تو وہ یقیناً متعہ الحج پر محمول ہے۔

الہستت کی طرف سے چند اعتراضات

پہلا اعتراض ۱۔ قرآن مجید میں ہے اهل لکم ما دراکم ان یتنخوا یا ما لکم
 معصنین غیر مصافعین۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ماؤں بہنوں وغیرہ کے علاوہ تمہارے
 لئے حلال ہیں کہ اپنے مال خرچ کر کے طلب کرو تزویج کے طور پر نہ کہ شہوت زانی کے
 طریقے پر۔

اس آیت میں مصافحت سے منع کیا گیا ہے اور احسان کی تلقین کی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ
 متعہ ہجۃ احسان میں نہیں ہے جیسا کہ ملا باقر مجلسی رسالہ متعہ میں رقمطراز ہیں (اگر بحکاح متعہ داشتہ
 باشد موجب احسان نیست) جواب دیجئے۔

دوسرا اعتراض ۱۔ قد افلح المؤمنون الی قولہ تعالیٰ فمن ابتغی وراء ذلک

فَاُولَئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝

اس آیت میں ایمانداروں کے لئے فوز و فلاح کا اعلان کیا گیا ہے۔ نیز ایمانداروں کی صفاتیں بھی بیان کی گئی ہیں ایمانداروں کے اوصاف میں حقوق ازدواجیت کے لئے منکوحہ عورتوں اور لونڈیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ طلب کرنے والوں کو حدود شرع سے نکلنے والا بتایا گیا ہے تو کیا اس میں صراحت متعہ بازوں کو خلافت شرع نہیں بتایا گیا۔ جواب درکار ہے۔ **مفسر اعظم ارض** ۱۔ متعہ افضل ہے یا نکاح ان کے مابین وجہ فضیلت پر طبع آزمائی فرمائیے۔ **پھر خواص ارض** ۱۔ اگر متعہ افضل ہے تو اس کی تائید میں کسی امام کی صحیح روایت پیش کیجئے اور اگر نکاح افضل ہے تو اس کے اس قدر فضائل کیوں منقول نہیں۔

پانچواں اعتراض ۱۔ قرآن مجید میں ہے **فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَا تَعْدِلُوْا فَاِنْ حَكَمْتُكُمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ**۔

(ترجمہ) پس اگر تم کو عدم انصاف کے اندیشہ کا خوف دامن گیر ہو تو ایک غور سے پر اکتفا کرو یا لونڈیوں پر۔

مذکورہ آیت میں منکوحہ کے علاوہ لونڈیوں کا ذکر ہے اگر دین میں متعہ کا بھی کوئی مقام تھا تو خدا تعالیٰ نے ذکر کیوں نہیں فرمایا۔

چھٹا اعتراض ۱۔ وَمِنْكُمْ يَسْتَطِيعُ طَوْلًا اَنْ يَّكُونَ الْمُحْسِنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ **فِيْنِ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِنْ فِتْيَا يَّكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ**۔

(ترجمہ) اور جو شخص پاک دامن مومنات کے نکاح کی طاقت نہیں رکھتا۔ پس وہ مومنہ لونڈیوں سے نکاح کر لے۔ راستے صرف دو ہیں نکاح المومنات یا نکاح الامانہ۔ اس کے علاوہ متعہ اگر ضروری یا جائز تھا تو خدا تعالیٰ نے کیوں ذکر نہیں فرمایا۔ **ساتواں اعتراض** ۱۔ حضرت علیؑ سے مروی ہے آپ نے فرمایا۔

قال حرم رسول الله محرم الحمار الا هلينة بالنكاح المتعة واستبصا باب المتعة

(ترجمہ) فرمایا رسول خدا نے کہ عموں کے گوشت اور متعہ والے نکاح کو حرام فرمایا تھا۔
اشعراش اعراض۔ عن الفضل قال سمعت ابا عبد الله يقول في المتعة دعوها الا يستي
 احدكم ان يرد في الموضع العورة فيجعل ذلك على صاحبه (فروع کا ترجمہ) ۱۹۳
 (ترجمہ) منقول ہے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر سے سنا تھا آپ نے متعہ کے
 بارے میں فرمایا کہ اسے چھوڑ دو کیا تم میں سے کسی کو حیا نہیں آتا کہ بیگانہ عورت کا وجود دیکھ کر اپنے نیک
 بھائیوں کے سامنے اس کا ذکر کرنے بیٹھ جائے۔

پس اگر متعہ جائز تھا تو آپ نے اسے منع کیوں فرمایا۔

اس کے علاوہ فقہ الرضا باب النکاح میں علامہ حلی نے اور تحفۃ المؤمنین میں اور کتاب النکاح میں
 میں بھی حرمت متعہ کی روایتیں حضرت علیؑ کی زبان اقدس سے موجود ہیں۔
نواش اعراض۔ اگر متعہ شیعہ مذہب میں جائز ہے تو صاحب مجالس المؤمنین نے مجلس
 دوم میں یوں کیوں لکھا ہے

”اگر متعہ واجب بود سے امام برحق چرا التفات بنکاح و طلاق فرمود سے ۱۶“
 (ترجمہ) اگر متعہ جائز ہوتا تو امام حسنؑ کیوں نکاح و طلاق کی طرف توجہ فرماتے۔

بحث متعلق تقیہ

تقیہ امامیہ کے مذہب کی جان ہے یہی وجہ ہے کہ وہ سب ائمہ کو اس کا عامل تصور کرتے ہیں
 الہدایہ کے نزدیک بوقت اضطرار تقیہ کا وہی حکم ہے جو الا ما اضطررنا میں ہم ضروری کا حکم ہے
 یعنی ہوا وقت اضطرار۔

چونکہ امامیہ حضرات کے مذہب کا مدار ہی تقیہ پر ہے لہذا ہم اولاً تقیہ اور توریہ کے درمیان
 لامہ الاتیاز فرق واضح کریں گے اور اس پر اہل تشیع کی معتبر کتابوں سے دلائل بیان کریں گے۔

ثانیاً ان کی کتب سے تقیہ کے فضائل کا ذکر کریں گے۔ ثالثاً اہل تشیع کے استدلالات نقل کریں گے اور ان کے جوابات درج کریں گے۔ رابعاً اہلسنت کی طرف سے قادیان تقیہ پر چند اعتراضات کریں گے۔ وَبِیْكَ اللهُ اَزْمَةُ التَّوْقِیْقِ

(تقیہ) خوف کی وجہ سے دین و مذہب کو چھپانا اور اس کے ظاہر نہ کرنے کو کہتے ہیں۔
(توریہ) ذو معنی کلام کو کہتے ہیں جس سے بچاؤ بھی ہو جائے اور اگر سو جائے تو فی الواقع کلام صادق بھی ہو۔

نوٹ ۱۔ تقیہ کا مفہوم ہمارے نزدیک اور ہے اور اہل تشیع کے نزدیک اور۔
(۱) اہل تشیع کے نزدیک دین کے لئے جو تقیہ میں ہیں لیکن اہلسنت کے نزدیک ایسا نہیں ہے
(۲) اہل تشیع کے نزدیک جو تقیہ نہ کرے وہ بے ایمان ہے لیکن ہمارے نزدیک تارک تقیہ ایمان دار ہے۔

(۳) اہل تشیع کے نزدیک تقیہ کے لئے اضطرار شرط نہیں جس طرح بڑھیم یوسف علیہ السلام کو کسی کا خوف نہ تھا اور نہ مضطر تھا اور ہمارے نزدیک اضطرار شرط ہے۔ (اصول کافی)
(۴) اہل تشیع کے نزدیک جس نے تقیہ نہ کیا اور موت کو ترجیح دے دی وہ بے ایمان ہو کر مرا لیکن ہمارے نزدیک وہ شہید ہو کر فوت ہوا۔ اس لئے کہ اس نے جان کو ایمان پر قربان کر دیا۔ (نور الانوار نہ بحث القربہ)

(۵) اہل تشیع کے نزدیک تقیہ ہر خاص و عام کے لئے ضروری ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ اجازت عوام کے لئے نہیں۔

(۶) اہل تشیع کے نزدیک تقیہ واجب ہے لیکن ہمارے نزدیک درجہ جواز میں ہے جس کا کرنا مذکر نابرا ہے۔

(۷) اہل تشیع کے نزدیک بصورت تقیہ ہجرت کی ضرورت ہے۔

حقیقت تقیہ پر چند شواہد

ملا باقر مجلسی نے مردۃ العقول شرح المفردۃ والاصول ج ۲ صفحہ ۱۹۵ میں تقیہ کی تعریف ان الفاظوں سے کی ہے۔

پہلا شاہد۔ **هِيَ الْإِجْتِنَادُ بِالْحَقِّ تَلَبُّاً أَوْ الْعَمَلُ بِالْحُكْمِ الْأَصْلِيِّ بِرَأْدِ أَظْهَارِ خِلَافٍ كُلِّ مِنْهُمَا عَلَى نِيَّةٍ۔**

(ترجمہ) قلب میں حق کا اعتقاد رکھنے کا عمل اصل پر عمل کرنا ہے لیکن لوگوں کے رو برو (ترجمہ) ظاہر کر کے اور نہ عمل صحیح۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ تقیہ میں ظاہری طور پر ذرہ بھر بھی صداقت کا نہیں ہوتا۔

دوسرا شاہد۔ امام جعفر صادق کی روایت اصول باب التقیہ میں موجود ہے صفحہ ۱۹۵ الحسنة التقيية الاذاعة۔ (ترجمہ) نیکی تقیہ کرنے کے اور بدائی حق کو ظاہر کرنا ہے (حاشیہ مردۃ العقول)

تیسرا شاہد۔ **لَا تَنْ أَهْشَا تَخْلُقِي فِي كُلِّ عَصْرٍ لَنَا كَالْعَامِ أَبَدًا الْبَدَلِ شَرِّهِ**
اللَّهُ التَّقِيَّةُ فِي الْأَقْوَالِ وَالْأَفْعَالِ وَالْشُّكُوتِ مِنَ الْحَقِّ لِتُخْلَصَ عِبَادِهِ عِنْدَ
الْخَوْفِ لِيُخْلَصَ نَفْسُهُمْ وَمَا تَوْحِيدًا عُرَاضُهُمْ وَأَمْرًا لِلدِّعَةِ۔

چوتھا شاہد۔ **التَّقِيَّةُ تَبِيحٌ كُلِّ شَيْءٍ عَلَى أَظْهَارِ ظِلْمَةِ الْكُفْرِ وَلَوْ شَرَّهَا**
أَثَرُ۔ (مردۃ العقول ص ۱۹۶)

(ترجمہ) تقیہ ہر چیز کو جائز کر لیتا ہے حتیٰ کہ کلمہ کفر کے اظہار کو بھی۔ اگر تقیہ ترک کر لیا گنہگار ہوگا۔

عرض مؤلف

تقیہ اور اس کے مورد استعمال اور وجوہ تقیہ کا تعارف ہو چکا۔ اب آپ ہی غور کیجئے کہ جھوٹ اور تقیہ میں کیا فرق ہے۔

تقیہ کے فضائل

اصول کافی کے باب التقیہ میں سب ذیل فضائل مندرج ہیں۔

- (۱) التَّقِيَّةُ جُلَّةُ الْمُؤْمِنِ (ترجمہ) تقیہ مومن کی کمال ہے۔
 - (۲) التَّقِيَّةُ مِنْ دِينِي وَدِينِ آبَائِي (ترجمہ) تقیہ میرے اور میرے باپ داداؤں کے دین سے ہے۔
 - (۳) لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا نَفِيَّةَ لَهُ (ترجمہ) جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے ایمان ہے۔
- یہ سب حوالہ جات آپ کے اصول کافی پر حاشیہ مرتبہ العقول کے صفحہ ۱۹۵ اور ۱۹۶ میں ملیں گے۔

توریہ کی تشریح

فلک النجاة ج ۲ میں ہے توریہ وہ کلام ہے جو دو معنی رکھتا ہو۔ معنی ظاہر تو فاطمہ کے سمجھنے کے لئے رکھا جائے اور محکم دوسرے معنی کا قصد کرے تاکہ اس کی بات جھوٹی بھی نہ ہو اور آفت سے بھی رہائی ہو جائے۔ ضرورت کے وقت توریہ صحابہ کرامؓ اور سلف سے بھی منقول ہے۔

نوٹ ۱۔ فلک النجاة اہل تشیع کی تصنیف ہے۔

وجوب تقیہ پر اہل تشیع کے دلائل

پہلا استدلال ۱۔ اَلَا اَنْ تَشْقُوا مِنْهُمْ نَفْتًا دَخَارِي مَعَ الْفِتَنِ مَشَا فِيهَا

الْحَسَنُ التَّقِيَّةَ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (منقول از فلک النجاة)

(ترجمہ) مگر یہ کہ ڈر جاؤ ان سے ڈرنا۔ کہا حضرت حسنؑ نے تقیہ قیامت تک جاری ہے گا۔

جواب ۱۔ تقیہ کے وجوب پر مذکورہ دلیل دلالت نہیں کرتی۔ کیونکہ آخرت استثناء کا

ہے اور یہ اضطراری حالت پر محمول ہے اور اضطراری کیفیت میں ہم بھی اسی طرح جواز کے

جواب :- سیدنا ابراہیم علیہ السلام اگر تفتیش باز ہوتے تو ان کو آگ میں جانا نہ پڑتا۔ چنانچہ
میں مخالفین تو جید کا ان کو ڈال دینا بتاتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اعلا کلمۃ اللہ میں کبھی
بھی تفتیش نہیں کیا تھا۔

جواب : قرآن مجید میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے متعلق حسب ذیل لقب بیان کیا گیا ہے
وَالَّذِي كُنَّا فِيهِ كُنَّا اِجْرًا هٰمِهَا ثُمَّ كَاَنَّا صِدْقًا نَّبِیًّا۔

(نتیجہ) قرآن میں ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کر دیتے ہیں بلاشبہ وہ سچائی تھا۔

پس جن کو قرآن مجید میں سچا کہا گیا ہو اس کے خلاف اگر حدیث میں آجائے تو وہ حدیث یقیناً قابل قبول نہ ہوگی۔ بلکہ حدیث کے مفہوم کی حقیقی تاویل یوں کی جائے گی کہ یہ واقعات مخالفین کی حیثیت سے کذب کہے جاسکتے ہیں۔ فی الحقیقت کوئی بھی جھوٹ نہیں اور اس کی مثال قرآن مجید میں موجود ہے۔

جس طرح قرآن مجید میں خدا تعالیٰ کو عالم الغیب کہا گیا ہے۔ حالانکہ خدا کے نزدیک کوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں ہے اور جو کچھ بھی مخفی ہے وہ مخاطبین کی حیثیت سے ہے۔

(بحث متعلق اِنِّی سَقِیْتُ) یہ اس وقت حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا جبکہ قوم نے آپ کو ایک میلے پر جانے کے لئے مجبور کیا تو آپ نے فرمایا میں بیمار ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا کوئی بیماری کی خبر ہوتی ہے۔ اس بیان پر آپ کے متعلق یہ کہنا کہ بیمار نہیں تھے قول نبوت کی تکذیب ہے۔

اور اگر حدیث کا لحاظ کیا جائے تو مطلب یوں بنتا ہے کہ میں تمہارے نزدیک بیمار ہوں۔
(بحث متعلق ھنی ۴ اُٹھتی) یہ آپ نے اس وقت فرمایا۔ جب کہ ایک جاہل
بادشاہ کے سامنے گئے اور ظاہر ہے کہ ہر مسلمان عورت مرد کی بحیثیت اسلام اور ابن آدم ہونے
کے ہیں ہی ہوتی ہے۔

(بحث متعلق بل فعلہ کبیرہ ہذا) آپ نے پہلے فرمادیا تھا۔

لَا كَيْدَ اَنْ اَصْنَعَكُمْ فُرُودًا مِّنْ تَحِيْرِكُرُوْنَ گا۔ اب جبکہ ستیاناس کو
 دیا تو یہ شانِ نبوت کے خلاف ہے کہ وہ اپنے کئے کا بریر عام انکار کرتے پس مطلب یہ ہوا کہ
 جب قوم نے یہ استفسار کیا (اے ابراہیم کیا آپ نے ہمارے بتوں سے ایسا کیا ہے) تو فرمایا
 بَلْ فَعَلَهُ بَلْ كَذَّبَ بِهٖ ۚ یَعْنِیٰ اِنْكَار تَہِیْسِ کیا۔ قرآن میں یہاں وقت بھی موجود ہے۔ اور آگے فرمایا
 لَیُّوْهُمْ هٰذَا بَرَّ اِنْكَارِیْہِہٖہٗ جِسْمِہٖہٗ كَذَّبَ بِہٖہٗ پَر کُہاڑا تھا۔ ان سے دریافت کرو اگر
 یہ بول سکتے ہوں، اور اگر حدیث کا لحاظ کیا جائے تو مطلب یہ بنے گا۔ ان خداؤں کے بڑے
 نے کیا ہے۔ انہوں نے تو بڑا وہی سمجھا جس کے کندھے پر کُہاڑا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام
 نے بڑا وہ تصور کیا جو ربِ اکبر ہے۔

راہِ تشیع کے امام پر اتہام (احوال کافی میں ایتھما القیر کہنے کی نسبت حضرت
 یوسف علیہ السلام کی طرف کی گئی ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ من ادعیٰ فلیعلیہ الیمان۔

عرضہ مؤلف

تقیہ تب تحقیق ہو گا جب صاحب ایمان سے حق دریافت کیا جائے اور وہ جان کے
 خوف سے حق کا اظہار نہ کرے۔ اگر صاحب نبوت کے ہی ابتدا سے انحقا کا حکم دیا ہوا اور
 ان اسرارِ غیبیہ کے عدم اظہار سے دین کو نقصان بھی نہ پہنچتا ہو تو اسے تقیہ کہنا خلاف تحقیق ہے
 اس تقریر سے صاحبِ فلک النجا کے سب مغالطوں کی تردید ہو گئی۔ فافہم ترشد

قائلین وحبوب تقیہ پر الہست کی طرف سے چند اعتراضات

پہلا اعتراض۔ فرمایا ہے انبیاء و رسل کی بعثت کی علت غائی کیا ہے۔ اعلاء کلمۃ اللہ
 یا اخفاء۔ اگر اخفاء ہے تو رسل رسل کا کیا فائدہ اور اگر اعلاء ہے تو تقیہ بالکل۔

دوسرا اعتراض۔ یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ فِیْ حُضُوْر عَلَیْہِ السَّلَام

تبلیغ قرآن پر مامور تھے، پس فرمائیے کہ آپ قرآن کی تبلیغ کرتے تھے یا نہ اگر نہیں کرتے تھے تو ہی نہ ہے جبکہ نبوت کا معنی ہی خبر دینا ہے اور اگر ساکت و صامت رہتے تھے تو عامل بالقرآن نہ رہے۔

تیسرا اعتراض ۱۔ اگر تقیہ جو دین ہے تو حضرت خلیل علیہ السلام کو آگ میں کیوں ڈالا گیا کیا ان پر تقیہ واجب نہیں تھا۔

چوتھا اعتراض ۱۔ اگر تقیہ ضروری تھا تو حضور علیہ السلام کو طائف میں لہو و لہان کیوں ہونا پڑا کیا وہ تقیہ کی اہمیت سے ناواقف تھے۔

پانچواں اعتراض ۱۔ سینا علی مرتضیٰ کے سینہ عاقلہ کے مقابلہ میں تلوار نبیہ سے نکال فرمائیے تھی پر عمل کیوں نہ کیا۔

چھٹا اعتراض ۱۔ اگر تقیہ ضروری تھا تو سیدنا حسین نے میدانِ کربلا میں اسے ترک کیوں کیا اور اہل و عیال کو تقیہ کہے بچا کیوں نہ لیا۔

ساتواں اعتراض ۱۔ قرآن مجید میں ہے لَعْنُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِیْلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ وَ عَلَیْكَ یَا عَصَاؤَ كَأَن لَّوْا یُعَذِّبُونَ كَأَن لَّوْا یُنَازِلُونَ عَنْ مَنكِبِ فَعْلُوهُ لَیْسَ مَا كَأَن لَّوْا یَفْعَلُونَ - ۱۲

(ترجمہ) بنی اسرائیل میں سے منکرین پر خدا کی لعنت کی گئی ہے اس لئے کہ وہ گناہ کرتے تھے اور حدودِ شریعت کو توڑتے تھے۔ ارنکابِ معصیت کا مطلب یہ ہے کہ بُرے کام جو بھی کرتا تھا اسے دہکتے نہیں تھے۔ البتہ بُرے کام کرتے تھے۔ ۱۲ فرمائیے کیا جواب ہے۔

آٹھواں اعتراض ۱۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْعَدْلِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (پک)

(ترجمہ) تم بہترین امت ہو جو کہ لوگوں کے لئے فوئدِ ظاہر کی گئی تھیں کہ پرہیزگاروں سے ایک امر بالمعروف ہے و نہی عن المنکر۔ دریافت طلب اس یہ ہے کہ جب غیر امت کے اوصاف

میں سے اعلان حق اور برائیوں سے روک تھام ہوا تو ائمہ کرام اہل تشیع کی نگاہوں میں کیسے رہے جبکہ انہوں نے تقیہ کر کے اعلان حق اور نبی عن المنکر کیا۔

تو اس اعتراض ۱۔ وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ آلَ مُحَمَّدٍ فَأَتُوا إِلَى الْغَيْرِ يَا مَعْزُونُ بِالْمَعْرُوفِ
وَالْيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (قرآن کریم)

دیکھیں تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو نیکی کی طرف بلائے۔ شریعت کا حکم دے اور برائیوں سے روکے، اگر یہ آیت صداقت پر مبنی ہے تو ائمہ کرام نے اس پر عمل نہ فرمایا۔

دوسرا اعتراض ۲۔ اصول کافی میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے سیدنا علی مرتضیٰ کو ایک ٹہر عنایت فرمائی اور وہ ہر رفتہ تمام ائمہ کے پاس آتی رہی۔ جب اسے توڑا گیا تو اس میں یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

حَدِيثُ النَّاسِ ذَا قَبِيضٍ ذَا لَشَرِّ عُلُومٍ أَهْلُ بَيْتِكَ۔

دیکھو تمام لوگوں کے سامنے حق بیان کیجئے اور انہیں فتویٰ دیجئے اور اہلبیت کے علوم کی نشر و اشاعت فرمائیے۔! اب جواب طلب امر یہ ہے کہ اگر دین کی اشاعت کا حکم ہے تو تقیہ کیسا اور اگر تقیہ ضروری تھی تو ٹہر میں ہدایت کیسے۔

گیارہواں اعتراض ۱۔ احتجاج طبرسی۔ غزوات حیدری ص۔ میں ہے کہ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب نجف خلافت پر سیدنا ابو بکر صدیقؓ جلوسہ افروز ہوئے تو معاویہؓ سیدنا علیؓ نے اپنی بیوی کو گدھے پر سوار کر کے مدینہ کی سرگلی میں بھرا یا اور ہمارے انصار کے دروازے پر بطور شکایت لے گئے۔ فرمائیے تقیہ کی اہمیت

کہ ضرورتی تھا

بارہواں اعتراض ۲۔ اگر ائمہ کرام کے متعلق یہ تسلیم کر لیا جائے کہ انہوں نے تقیہ کر کے ایام بسر کئے اور بقول اہل تشیع صحابہ کرامؓ ایمان سے خالی ہو گئے تو فرمائیے اس زمانہ تک اسلام الیہ

ہیں یا نہ، نیز سیدنا علی مرتضیٰ نے بھی ان پر تہذیب کیا یا نہ، ان کی ارسال کردہ لعنت صحابہ کرام تک بالعموم یا بالخصوص پہنچتی ہے یا نہ، ان مباحث ثلاثہ کو ہم نمبر وار بیان کریں گے۔

بحث استحقاق یا عدم استحقاق

ہمارا دعوئی ہے کہ حضور علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ و انصار اور ان کے تبعین باحسان میں سے کوئی بھی لعنت کا مستحق نہیں۔

ذیل میں اس دعوے کے لئے چند استدلال تحریر کئے جاتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔
استدلال ۱۔ فَاغْفِرْ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (ترجمہ) پس ان صحابہؓ سے درگزر فرمائیے اور ان کے لئے طلب مغفرت فرمائیے اور ان سے کاروبار میں مشورہ طلب فرمائیے۔

طریقہ استدلال ۲۔ پروردگار عالم نے صحابہ کرامؓ کی لغزشوں سے درگزر کرنے کا حضور علیہ السلام کو مکلف بنایا اور حضورؐ کو ان کے لئے طلب مغفرت پر مامور فرمایا۔ نیز ان سے مشاورت کرنے پر بھی مجبور کیا۔

اب آپ ہی فرمائیے کہ جن کے قلوب کی تالیف خدا کے قدموں کو منظور ہے ان سے اظہار برائت کہاں تک عقل کے مطابق ہے۔

استدلال ۳۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ (پ)

(ترجمہ) اسے تم مصطفیٰؐ ان لوگوں کو درجہ صبح و شام اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں ان کی رضا کے پیش نظر اپنے سے دور نہ فرمائیے۔ اور اپنی آنکھیں ان سے متجاوز نہ کیجئے۔

طرز استدلال :- مذکورہ آیت میں حضور علیہ السلام کو صحابہ کرام کے ساتھ بیوستہ رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ صرف اتصال پر نہیں بلکہ آپ کو ان سے نگاہ متجاوز کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ فرمائیے جن کے قرب مراتب کی یہ شان ہو ان پر تہذیب کر کے تیر بھیکتا کہاں کا انسان ہے۔

استدلال ۳۔ کہ قَطَرٌ دُھَمٌ فَتُحَوَّنَ مِنَ الظَّالِمِينَ۔ (پ)

(ترجمہ) اگر آپ نے صحابہ کرام کو اپنے سے جدا کر دیا تو انبیاء و ائمہ ظالموں کے ہوجائیں گے۔

طرز استدلال :- یہ تہدید و تخویف اور جز و توعیل اس لئے ہے تاکہ صحابہ کرام کی رفعت

شان اور قد و منزلت مسلمانوں کے سامنے واقع ہو جائے پس جس طرح حضور علیہ السلام کا

عالم ہونا محال ہے اسی طرح حضورؑ سے صحابہ کرام کا جدا ہونا بھی محال ہے۔ پس تبرائے حضرات

سے کرنا یقیناً خلاف قرآن ہے۔

استدلال مکمل۔ یوم یحیی اللہ النبی والذین آمنوا معہ۔
 رتھ (۱) قیامت کے دن خدا تعالیٰ سرورِ کائنات اور آپ کے ساتھیوں کو ذلیل نہ کریگا۔
 طرزا استدلال ۱۔ روزِ روشن کی طرح واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے قریب ذاتِ
 رسوائی بیشک بھی نہیں سکتی اور ذاتِ لعنت کا دوسرا مفہوم ہے۔

استدلال ۱۵۔ اُولَٰئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ۔
 (ترجمہ) صحابہ کرام خدا تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی بڑے مرتبے والے ہیں۔
 طرز استدلال ۱۶۔ مرتبہ عظمیٰ تک لغت کی رسائی قطعاً ممکن ہے۔
 استدلال ۱۷۔ اُولَٰئِكَ الَّذِیْنَ اَمْسَحَ اللّٰهُ وُجُوْهُهُمُ لِلْغُفْرِی الَّذِیْ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ کَرِیْمٌ۔
 (ترجمہ) صحابہ وہ لوگ ہیں جن کے وجوہ کی پرہیزگاری کا استحقاق خدا نے لیا اور رزق میں مغفرت
 اور رزقِ کریم کا اعلان فرمایا۔

طرز استدلال و معذور و مروج ملعون نہیں ہوتے اور جو ملعون ہوتے ہیں وہ معذور و مروج نہیں ہوتے۔

کیا سیدنا علیؑ نے تبرہ کیا؟

(۱) تبرہ تو کیا بلکہ ان کو اپنا بھائی کہا۔ (منہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۳۹ منقول از اہلسنت پاکٹ بک حصہ اول)

(۲) اظہارِ نفرت تو کیا بلکہ ان کو بے مثل کہا (منہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۹)

(۳) لعنت تو کیا بلکہ ان کو مرجع السلیمین فرمایا عامل بالسنتہ فرمایا (منہج البلاغہ ج ۲ ص ۳۹)

(۴) بھادوچ کا نکاح کر دیا اور اپنے بھائیوں سے ترجیح فرمائی (حق الیقین ص ۱۲)

(۵) دربارِ فاروقی میں مفتوحہ لڑائی کو قبول کیا۔ (احوال کافی ص ۳۹ مطبع نجف اشرف بر حاشیہ قرۃ العقول)

(۶) صدیق اکبرؑ کے ہاتھ کیبت کی۔ (احتجاج طبرسی ص ۵۳)

(۷) فاروق اعظمؓ کے ساتھ اپنی صاحبزادی کا نکاح فرمایا و فروغ کافی ج ۲ ص ۳۱۲ اصالٰی سن الجملہ مطبوعہ نیکشور

(۸) سیدنا عثمانؓ کو عالم اور معانی فرمایا (منہج البلاغہ ج ۲ ص ۸۴ مطبوعہ الاستقامہ مصر)

(۹) سیدنا عثمانؓ کے دروازے پر بجا کر ان کی تعریف فرمائی۔ (منہج البلاغہ ج ۲ ص ۸۴)

(۱۰) سیدنا عثمانؓ کے داماد بنی ہوئے کا اقرار کیا۔ (منہج البلاغہ ج ۱ ص ۱)

(۱۱) سیدنا عثمانؓ کی بیہوشی کے لئے حسنینؑ کو بھیجا۔ (حاشیہ منہج البلاغہ ج ۱ ص ۱)

(۱۲) سیدنا صدیق اکبرؑ کے پیچھے مدتِ عمر تک نمازیں ادا کیں۔ (احتجاج طبرسی ص ۱ مطبوعہ تہران)

(۱۳) بعد از اختتام جنگ امیر معاویہؓ کی تعریف فرمائی۔ (منہج البلاغہ ج ۲ ص ۱۲۶)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ سیدنا علیؑ صحابہ کرامؓ سے محبت رکھتے تھے۔ اب مدعیانِ محبت علیؑ

کو چاہیے کہ اپنے بناوٹی مذہب کو چھوڑ کر تبرہ سے توبہ کر کے سیدنا علیؑ کی پوری اتباع و اطاعت کریں۔

کیا صدیقؑ و فاروقؓ شکِ لعنت پہنچتی ہے یا نہ؟

استدلال ۱۔ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى رَبِّهِ

دوسری دفعہ نکالوں گا۔

طرز استدلال :- ترجمہ قبول کے ماثیہ پر مسطور ہے کہ لفظ جب رحم میں پہنچ جاتا ہے تو خدا تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیج دیتا ہے کہ وہ اس مٹی میں سے جس میں یہ شخص دفن ہونے والا ہے تھوڑی سی بے آئے، چنانچہ وہ فرشتہ لاکر لفظ میں ملا دیتا ہے اور اس شخص کا دل اس مٹی کی طرف مائل ہوتا رہتا ہے جب تک اس میں دفن نہ ہو جائے۔ اس سے حسب ذیل فوائد معلوم ہوئے۔

(۱) روضہ اقدس کی مٹی سے ہی شیخین کی مٹی کاغیر ہے (۲) روضہ مقدس رحمة للعالمین کا مقام ہے جہاں لعنت کا گور نہیں (۳) وہاں کی مٹی بھی مرحوم لحد مٹی والے بھی مرحوم۔

استدلال :- قال التبی صلی اللہ علیہ وسلم ما بین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۲ مطبوعہ تہران)

(ترجمہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور منبر کے درمیان کی جگہ باغ ہے بہشت سے ایک معزز باغ ہے۔

طرز استدلال :- چلو چھٹی ہوئی جب ان کا مستقر ہی بہشت ٹھہرا تو یہاں لعنت کا گور بھی نہیں ہو سکتا۔

استدلال :- درمیان قبر و منبر است از باغ ہے بہشت۔ (جلال المصنف مطبوعہ تہران ۱۵۸۱)

طرز استدلال واضح ہے۔ عیاں را چہ بیاں۔

استدلال :- اِنَّ اللّٰعِنَةَ اِذَا اَلْحَرِیْتُ مِنْ فِیْ صَاحِبِهَا تَرَدَّتْ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِیْنَ قَائِمَةً وَجَدْتُ مَسَافًا وَاِلَّا رَجَعْتُ عَلٰی صَاحِبِهَا۔ (اسوئل کل ماثیہ من العقل مطبوعہ لندن ۲۵۹)

(ترجمہ) بیشک لعنت جب لغت کرنے والے کے منہ سے نکلتی ہے تو آسمان و زمین کے درمیان گھومتی ہے پس اگر کوئی مقام اسے مل جاتا ہے تو ٹھہر جاتی ہے ورنہ لغت کرنے والے کے چہرے پر واپس لوٹتی ہے۔

طرز استدلال :- روضہ مقدس کے اندر بھی رحمت ہے اور باہر بھی رحمت ہے کیونکہ اندر تو رحمة للعالمین آرام فرما ہیں اور باہر رحمت کے فرشتوں کا زہدام ہے۔ اب لعنت کو وہاں جانے دیتا کوئی نہیں۔ پس

آپ ہی فرمائیے کہ یہ لوثی ہے تو کہاں۔ اعاذ باللہ منہا۔
 رہا تو اتروہ محبت کا ترجمان ہے لیکن انہیں لفظوں سے عقائد میں شہرت کسی کو بھی نہیں۔

عرضہ مؤلف

حضرات اہل تشیع کے عقائد کے سلسلے میں مباحث اجمالی طور پر ختم ہو چکے ہیں اب ذیل میں
 وضو نماز کے مختلف فیہ مسائل پر اظہارِ خیال کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

بحث متعلق غسل الرجلین!!

اہلسنت وضو میں پاؤں کے دھونے کو فرض سمجھتے ہیں اور اہل تشیع مسح کو لیکن عملی طور پر سب
 سے پہلے وہ پاؤں کو دھو لیتے ہیں اور سب اعضاء دھو لینے کے بعد پھر پاؤں پر مسح کر لیتے ہیں۔
 بحمد اللہ اہلسنت کے دلائل حسب دستور سابق قوی اور مستحکم ہیں۔

نوٹ: یہ انشاء اللہ ہم اس مسئلے کو نہایت سادگی سے تحریر کریں گے۔
 استدلال: یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ
 وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو جب تم نماز کے لئے اٹھو تو بیکسر منہ کو دھوؤ اور ہاتھوں کو دھوؤ
 کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں کا اور پاؤں کو دھوؤ ٹخنوں تک۔

طرز استدلال: مذکورہ آیت میں ہر کے دو صیغے ذکر کئے گئے ہیں ایک فَاغْسِلُوا ہے
 دوسرا امْسَحُوا ہے ان دونوں صیغوں کے یکے بعد دیگرے چار جمع کے صیغے لائے گئے ہیں
 وَجُوهَكُمْ - أَيْدِيَكُمْ - بِرُءُوسِكُمْ - أَرْجُلَكُمْ چاروں میں سے تین صیغے منصوب لائے گئے ہیں
 اور ایک خبر و منصوب صیغے پر ہیں وَجُوهَكُمْ - أَيْدِيَكُمْ - أَرْجُلَكُمْ اور خبر و صیغہ صرف ایک ہے

اور وہ بِرْدُ سِکِّہ ہے پس بِرْدُ سِکِّہ کا تعلق مسح سے ہے اور باقی تین صیغوں کا تعلق فَاغْسِلُوا سے ہے یعنی اَرْجِلُکُمْ منسوب کا مطلق وَجْوَہُکُمْ دَائِمًا بِکُمْ منسوب صیغوں پر ہے پس جس طرح مناد اور باحقوں کو دھونا فرض ہے اسی طرح پاؤں کو دھونا بھی فرض ہے۔

نوٹ: بر منسوب سے مراد زبرد اسے صیغے ہیں اور مجرور سے مراد زبرد اسے صیغے ہیں۔
استدلال ۱۲۔ مذکورہ آیت میں جو دھونے کے لائق اعضا ہیں ان کے رفع شرہ کیلئے حدود مقرر کئے گئے ہیں یعنی باحقوں کو کندھوں تک دھونا ضروری نہیں کہنیوں تک دھونا ضروری ہے اسی طرح پاؤں زانوں تک دھونا ضروری نہیں ٹخنوں تک دھونا ضروری ہے۔ پس معلوم ہوا اگر ان کا دھونا ہی فرض ہے اگر مسح فرض ہوتا تو ان کے حدود بیان کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

استدلال ۱۳۔ موجودہ آیت میں متفقہ قرأت کے پیش نظر اَرْجِلُکُمْ منسوب ہونا ہی پاؤں دھونے کے لئے کافی اور دانی دلیل ہے غیر متکوہ قرأت کا لفظ اس قرأت سے نہ مقابلہ کر سکتا ہے اور نہ مخالفت لہذا متواترہ قرأت کے مطابق دھونا ہی ثابت ہوتا ہے۔

استدلال ۱۴۔ مذہب الہسنیت کے مطابق غسل ارجلیں کے سلسلے میں پوری احتیاط پر عمل کرنا ہے جس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں رہتا اور اگر مسح پر اکتفا کیا جائے تو بر تقدیر صحت مسح پھر بھی لوط نہیں رہے گا کیونکہ غسل تو مسح کو متضمن ہے لیکن مسح غسل کو متضمن نہیں پس اس میں مذہب الہسنیت کے مطابق عمل کرنا ہی ضروری ہے۔

استدلال ۱۵۔ روی العیاشی عن علی بن ابی حمزہ قال سالت ابا ابراہیم عن القدامین فقال تفصلان غسلًا۔ (بحوالہ تحفۃ الثمینیہ ص ۵۳۰۔ منقول از کتب اہل تشیع)
روایت العیاشی نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابو ابراہیم سے قدیمین کے متعلق سوال کیا تو آپ نے کہا کہ ان کو دو صیبا جائے۔

استدلال ۱۶۔ روی محمد بن النعمان عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اذا لیست مسح راسک حتی تفصل رجلیک فامسح راسک ثم اغسل رجلیک۔ (بحوالہ تحفۃ الثمینیہ ص ۵۳۰)

(ترجمہ) ابو بصیر شیعہ راوی نے امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی امام صاحب نے فرمایا جب تو سر کا مسح بھول جائے حتیٰ کہ پاؤں کو دھو بیٹھے تو پھر مسح کر کے پھر پاؤں دھولینا۔ استدلال مک۔ اتمانی المسیح فلان الفصل اؤلیٰ منہ (مذقہ العقول ج ۲ ص ۹۲) دست چھلان پھر حال مسح کے سلسلے میں تقیہ کرنا اس لئے جائز ہے کہ پاؤں کا دھونا مسح سے افضل ہے اور اعلیٰ ہے۔

استدلال مک۔ ۱۔ ومن غلم وغسل رجله فلا انكار عليه وانفصل اليه (مذقہ العقول ج ۲ ص ۹۲) (ترجمہ) جو شخص منہ سے آنا کر پاؤں دھو لے اس پر شرع کی طرف سے کوئی انکار نہیں اور پاؤں کا دھونا افضل ہے۔

اہل تشیع کے چند مغالطے اور ان کے جوابات

مغالطہ ۱۔ تیمم وضو کا نائب ہے۔ وضو میں ہاتھ اور منہ دھوئے جاتے ہیں سر کا مسح کیا جاتا ہے سر کا مسح تیمم میں گر گیا لیکن ہاتھوں اور منہ پر تیمم کیا جاتا ہے پس اگر پاؤں کا دھونا بھی وضو میں فرض ہوتا تو یقیناً تیمم میں پاؤں پر مسح کیا جاتا۔

جواب: تیمم صرف وضو کا خلیفہ ہے غسل کا بھی ہے پس اگر عملہ مفسولات کے قائم مقام تیمم کا مسح ہوتا تو غسل کے قائم مقام سارے بدن کا مسح ہوتا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ تیمم کا مسح مفسولات کے قائم مقام کہنا خود سائنہ قیاس آرائی ہے۔

مغالطہ ۲۔ آیت مذکورہ میں دو صیغے امر کے لائے گئے ہیں ایک فاعلسوا ہے اور دوسرا فامسحوا ہے پس جس طرح فاعلسوا کے تحت دو جمع کے صیغے لائے گئے ہیں اسی طرح فامسحوا کے تحت بھی دو صیغے لائے گئے ہیں پس قرآنی ذوق بتاتا ہے کہ منہ اور ہاتھوں کو تو دھونا چاہیے اور سر اور پاؤں کا مسح کرنا چاہیے تاکہ قرآنی ترتیب میں فرق دلانے پائے۔

جواب: یہ تقریر بظاہر جتنا ہی دلکش کیوں نہ ہو لیکن حقیقت کے قطعاً خلاف ہے کیونکہ

قرآن مجید میں جہاں بھی غسل کا استعمال کیا گیا ہو اور وہاں ان مغسولات کا بیان ہو جن کی تحدید میں ابہام ہو تو وہاں حد و کا بیان ضرور کیا گیا ہے۔ لیکن قرآن میں جہاں مسح کا ذکر کیا گیا ہے وہاں فقط الی کے ساتھ حد بندی نہیں کی گئی۔ پس الی الکعبین کے ساتھ حد بندی کرنا بتاتا ہے کہ پاؤں کو دھونا ہی فرض ہے مسح کرنا فرض نہیں۔

اب ذیل میں وہ آیتیں تحریر کی جاتی ہیں جن میں مسح کر کے کا ذکر ہے لیکن تحدید موجود نہیں۔
 (۱) فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَآيْدِيكُمْ مِنْهُ (۱)
 (۲) تَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ (۲)
جواب ۱۔ فامسحوا بوجہ و کف و راس اور راس کو متصل و طیفہ تمہیں عدم مسح کے پیش نظر اثر اک فی العمل کی حیثیت سے لایا گیا ہے۔ فتائل

مغالطہ ۱۔ الہسنیت کی کتابوں میں جب مسح الرجلیں کی حدیثیں موجود ہیں تو انکار کیا۔
جواب ۱۔ رضو دو قسم کا ہے ایک نفوی دوسرا اثباتی۔ ثمری وضو میں تو پاؤں کا دھونا فرض ہے اور وہ رفع حدث کیلئے کیا جاتا ہے اور وضو نفوی وہ ہوتا ہے جو وضو علی الوضوء کیا جائے یا کھانا کھانے کے بعد کیا جائے ایسے وضو میں پاؤں کا دھونا فرض نہیں ہے۔

مغالطہ ۲۔ جب حضرت ابن عباسؓ اور انسؓ بن مالک مسح رجليں کے قائل ہیں تو الہسنیت کو انکار کیوں ہے۔

جواب ۱۔ ان حضرات کی طرف مسح الرجلیں کی نسبت غلط ہے۔ چنانچہ علامہ سید محمد الؤسیؒ نے تفسیر روح المعانی ج ۵ ص ۵۰۰ میں لکھا ہے۔ وما یزعمہ الامامیۃ من نسبت المسح الی ابن عباس و انس بن مالک وغیرہما فکذب مفتری علیہما فان احداً منهم ما روی عنہ بطریق صحیح انہ یقولان المسح۔

(ترجمہ) اہل تشیع نے اپنے گمان کے مطابق جو کہ مسح کی نسبت ابن عباسؓ اور انسؓ بن مالک کی طرف سے کی ہے یہ سراسر جھوٹ ہے۔ ان حضرات میں سے کسی سے بھی صحیح طریقے سے روایت موجود نہیں ہے کہ کسی نے مسح الرجلیں کو جائز رکھا ہو۔

مقالہ ۱۰۔ الہدیت خدا جانے کب تک اپنے دہر بدل کی روایتوں کو چھوڑتے رہیں گے
جبکہ ابوالعامیہ عکرمہ اور شعبی سے سلسلہ جلیں کا جواز منقول ہے۔

جواب۔ تفسیر روح المعانی صفحہ ۶۹ میں ہے ولست جواز المسح الی الی العامیہ و
عکرمہ والشعبی نوراً دیہتان۔

ترجمہ۔ ابوالعامیہ عکرمہ اور شعبی کی طرف سے مسح جلیں کے جواز کی نسبت کراہت اور یہ بھی ہے۔

غسل رجليں کے سلسلے میں کتب الہدیت کے چند مفید روایتیں

(۱) قَدْ قَالَ عَطَاءٌ وَآلُ اللَّهِ مَا عَلِمْتُ أَنَّ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَأَلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْقَدَمَيْنِ۔

ترجمہ۔ عطاء نے فرمایا نہ کہ میں نہیں جانتا کہ حضور علیہ السلام کے صحابہ میں سے کسی نے
قدموں پر مسح کیا ہو۔ (روح المعانی ج ۱ ص ۱۸)

(۲) سیدنا علی مرتضیٰ کے متعلق منقول ہے کہ ثمر غسل رجليه الی ثلثین ورجله الشمال
ثلثین قال من سہ ان یعلم وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فهو هذا۔

ترجمہ۔ میں سیدنا علی مرتضیٰ نے دایاں پاؤں تین مرتبہ اور بائیں پاؤں تین مرتبہ دھو کر فرمایا جس
کو حضور علیہ السلام کا وضو دیکھنا ہو تو وہ اس وضو کو دیکھ لے۔

یہ حدیث ان کتابوں میں ملے گی!

(۱) نصب الرایۃ عند مولانا حافظ جمال الدین زبیدی کتاب الطہارت ج ۱ ص ۲۱ مطبوعہ مصر

(۲) ابوداؤد خریف باب منعة الوضوء ص ۱۸۔ سنن نسائی شریف باب غسل الوضوء ص ۲۴

(۳) جامع ترمذی شریف باب وضوء یسئیل اللہ علیہ وسلم کیف کان (۵) سنن ابن ماجہ باب ما یاءنی مسح الاصل (۲۴)

(۴) دارقطنی ص ۲۲ واسنادہ صالح ابن ماجہ ص ۲۵ ابوداؤد ص ۱۹ نیز تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۴ مصری میں ہے

وفی الصحیحین عن عبد اللہ بن عمرو قال تعلت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سقرۃ

سَاكِرْنَا هَانَا ذِكْرًا وَقَدْ اَرْهَقْنَا الصَّلَاةَ صَلَوةَ النَّصِيِّ وَتَعْنُ تَتَوَضَّاءُ فَجَعَلْنَا نَسْمَ عَلٰى اَرْجُلِنَا فَنَادٰى بِاَعْلٰى صَوْتِهِمْ اَسْبَغُوا لَوْضُوًا ذَلِيلٌ لِلْعَقَابِ مِنَ النَّارِ۔

عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ہم سے وضو اچھے رہ گئے ایک سفر میں جو کہ ہم سفر کر چکے تھے پس حضور بھی تشریف لے آئے اور صلوٰۃ عصر میں دیر ہو رہی تھی ہم نے وضو کیا تو پاؤں پر مسح کر لیا حضور علیہ السلام نے دیکھ کر بلند آواز سے فرمایا وضو کو پورا کرو۔ جہنم کی آگ ہے ان ایڑیوں کے لئے جن کو پانی نہیں لگا یعنی پانی سے ان کو دھویا نہیں گیا۔

نیز اسی تفسیر ابن کثیر ج ۲ صفحہ ۱۷۱ میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا ناخن کے برابر پاؤں میں سے کچھ نکلا دھونے سے رہ گیا ہے تو آپ نے فرمایا جلیے دوبارہ وضو کیجئے۔ واضح رہے کہ یہ حدیث مسلم شریف، بیہقی ترمذی اور مسند احمد میں صحیح روایت کے ساتھ موجود ہے بہر حال الہدیت کو چاہیے کہ مسح رجلین کو ترک کر کے غسل پر عمل کریں اور مغت کی نازیہں ضائع نہ کریں۔

بحث متعلق کلمہ ولایت و اذان

موجودہ دور کے امامیہ حضرات اپنی اذانوں میں توحید و رسالت کی شہادت کے بعد اَشْهَدُ اَنْ عَلَيَا وَلِيَّ اللّٰهِ امیر المؤمنین امام الملتزمین وصو رسول اللہ خلیفۃ بلا فصل کہتے ہیں اور الہدیت حضرات نہیں کہتے۔ اب ذیل میں ہم اس کے متعلق دلائل و براہین کے پیش نظر اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔

۱) قرآن مجید میں ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَقْعُدُوا مَوَابِیْنَ یَدِیْ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ (محرّم لے ایمان والو خدا اور اس کے رسول کے حکم سے آگے تجاوز نہ کرو۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ سبقت بلا دلیل اور خیال فی الدین ہے جو قطعاً ناجائز ہے پس اہل تشیع یا تو مذکورہ بالا اظہار حضور کے ولایت کی اذان میں ثابت کریں یا پھر ترک کر دیں۔

(۲) مَا كَانَ لِتُؤْمِنَهُ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَاتُ -

(ترجمہ) کسی ایماندار مرد اور عورت کے لئے خدا اور رسول کے فیصلہ شدہ امر میں اختیار کا کوئی حق نہیں۔ جب معاملہ ایسے ہے تو اب اس اذان سے انحراف کر کے اپنی اذان بنانا اسلام کے کس اصول کے موافق ہے۔

(۳) سیدنا علیؑ کی ولایت مسلم بن الفریقین ہے لیکن صرف ولایت کا اعلان کونسا کمال ہے آپ صرف ولی ہی نہیں رئیس الاولیاء ہیں ایسی ہستی کو صرف لفظ ولی کا مستحق تصور کرنا نئے خلاق تصور ہندی ہے جبکہ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ میں سے اولیاء کی کثرت مستفاد ہونے ہی ہے۔

(۴) امیر المؤمنین کا اعلان بھی خلافت واقع ہے کیونکہ جب اہل تشیع کے نزدیک اس زمانہ کی امامت امارت امام مہدی کے سپرد ہے تو چاہیے کہ امام زمانہ کے نام کا اعلان کیا جائے جیسا کہ کلمہ میں اس نبی کا ذکر کیا جاتا ہے جس کا زمانہ ہوتا ہے اگرچہ اُن سے پہلے اولوالعزم پیغمبر کیوں نہ گور چکے ہوں۔

(۵) واجعلنا للمتقین اماما کی درخواست کی تلقین نے واضح کر دیا کہ یہ لقب بھی صرف آپ سے خصوصیت نہیں رکھتا۔ جس کا سر مشیر علیؑ سبیل الائمۃ کا اعلان کیا جاسکے۔

(۶) وصی رسول اللہؐ جس حدیث میں وارد ہوا ہے اس کی تحقیق بحوالہ قرۃ العینین الہدٰی پاکستان حصہ دوم میں آچکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(۷) خلیفۃ بلا فصل کا اعلان دو وجہ سے خلاف واقع اور ناجائز ہے ایک تو یہ کہ چونکہ خلیفۃ بلا فصل ہونا سیدنا علیؑ کو نصیب نہیں ہوا لہذا اس کا اعلان باعث مضحکہ ہے۔ دوسرے یہ کہ اذان میں ولایت و امامت کے اعلان کی ایجاد مذہب اثنا عشریہ کے بانیان سے ثابت نہیں ہوئی اس کے متعلق خود ہی فیصلہ فرمائیں۔

الہدٰی کی اذان کا ثبوت

ثبوت علیہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ما ذکرہ عنی لہما الذان قتال

اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اشھدان لا الہ الا اللہ - اشھدان ان لا الہ
الا اللہ - اشھدان ان محمداً رسول اللہ - اشھدان ان محمداً رسول اللہ - حتی علی الصلوة -
حتى علی الصلوة - حتى علی الفلاح - حتى علی الفلاح - حتی علی غیر العمل - اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ
لا الہ الا اللہ - والاقامة كذلك ولا یأس ان ینال فی صلوة الغداة علی حی علی
غیر العمل - الصلوة خیر من التوم مکررین للفقیة (من لا یخفہ الفقیر مثلاً باب الاذان والاقامة)
(ترجمہ) ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا اگر اذان دہی ہے جو کہ بہشت کے یہاں ہے صرف
حتی علی غیر العمل زیادہ پڑھ لینا چاہئے اور تفتیۃ الصلوة خیر من التوم بھی پڑھ لینا چاہئے۔
نوٹ :- چونکہ مذکورہ روایت ہماری سند سے ثابت نہیں ہے اس لئے ہمارے نزدیک
قابل حجت نہیں البتہ الزاماً علی الخصم پیش کی جاسکتی ہے۔

تائید مزید یہ کہ قال مصنف هذا الكتاب هذا هو الاذان الصحيح لا يزيد
ولا ينقص منه اس کتاب کے مصنف نے فرمایا ہے کہ یہ صحیح اذان ہے نہ اس سے زیادہ
اور نہ کم و مفعولہ گروہ پر اثنا عشری فتویٰ) وَالْمُقَوِّمَةُ لَهُمَا اللَّهُ قَدْ وَضَعُوا
أَخْبَارُ أَوْ زَادُوا فِي الْأَذَانِ مُحَمَّدٌ دَالِ مُحَمَّدٌ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ مَرَّتَيْنِ وَفِي بَعْضٍ رِوَايَتُهُمْ
بَعْدَ أَشْهَدَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ أَشْهَدَ أَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللَّهِ وَمِنْهُمْ مَنْ رَوَى بِدَلِ
ذَلِكَ أَشْهَدَ أَنَّ عَلِيًّا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ حَقًّا مَرَّتَيْنِ وَلَا شَكَّ فِي أَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللَّهِ
وَأَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ حَقًّا أَنَّ مُحَمَّدًا وَآلِهِ صَلَوَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ وَلَكِنْ
لَيْسَ ذَلِكَ فِي أَصْلِ الْأَذَانِ كَمَا تَمَّازَكَ كَرْتِ ذَلِكَ لِيُحَرَّفَ بِهَذِهِ الزِّيَادَةِ
الْمُتَهَمُونَ بِالْتَفْوِيضِ - (من لا يحضره الفقيه ج ۱ ص ۹۳)

دترجمہ) مفوضہ گروہ پر خدا لعنت کرے انہوں نے ایسی حدیث بنالی ہیں اور اذان میں محمد اور آل محمد خیر البریۃ کو دہ مرتبہ زیادہ کر دیا ہے۔ اور بعض روایتوں میں انہوں نے علیاً ولی اللہ کو بھی زیادہ کر دیا ہے اور ان کے گروہ میں سے بعض نے اس کے قائم مقام

ان علیاً امیر المؤمنین بڑھا دیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ حضرت علیؑ ولی اللہ بھی ہیں اور امیر المؤمنین بھی اور حضورؐ اور آپؐ کی آل خیر البریت بھی ہے لیکن یہ الفاظ اذان میں داخل نہیں اور میں نے اس لئے ذکر کر دیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ یہ ان لوگوں کے بڑھائے ہوئے الفاظ ہیں جن کو مفوضہ کہا جاتا ہے۔

مفوضہ گروہ کا تعارف۔ المفوضۃ هم الذين فوضوا الامر من التعليل والتحرير الى النبي وعلي وقالوا ان الله تعالى لم يعزم شيئاً ولم يعجل.
(حاشیہ من لا یحقرہ الفقیہ ص ۹۳)

(ترجمہ) مفوضہ گروہ وہ ہے جنہوں نے حلال حرام کو حضور علیہ السلام اور سیدنا علیؑ کے سپرد کیا ہوا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ خدا نے کسی چیز کو حلال و حرام نہیں کیا۔

مفوضہ گروہ کے متعلق امام رضا کا فتوے

وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا بْنِ قُرْمٍ الْغَلَاةِ وَالْمُفَوَّضَةِ وَتَكْوِينَهُمْ وَتَضَلُّلَهُمْ وَأَبْرَأَهُ مِنْهُمْ وَمَنْ وَالْأَهْمُ۔ (احتجاج طبرسی ص ۴۳)
(ترجمہ) امام رضا سے روایت ہے کہ غلاۃ اور مفوضہ برے ہیں کافر ہیں، مگر وہ ہیں ان سے اور ان کے دوستوں سے برائت کی جائے۔

مفوضہ گروہ کے متعلق امام ائمہ کرام کا فتوے

وَكَذَلِكَ رَوَى عَنْ أَبِيهِ وَابْنَيْهِ فِي حَقِّهِمُ وَالْأَمْرُ بِأَعْنَهُمْ وَالْبُرْءُ عَنْهُمْ وَإِشَاعَةُ خَالِهِمْ وَالْكَشْفُ عَنْ سُوءِ عَقْلِهِمْ كَيْلًا يَغْتَرُّ بِمَقَالَتِهِمْ ضَعْفًا الشَّيْعَةُ وَلَا يَقْتَضِي مَنْ خَالَفَ هَذِهِ الطَّائِفَةَ أَنَّ الشَّيْعَةَ الْإِمَامِيَّةَ يَأْسُرُهُمْ عَلَى ذَلِكَ۔ (احتجاج طبرسی ص ۴۳)

(ترجمہ) امام رضا کے آباد رہنے سے مفوضہ کے حق میں اسی طرح منقول ہے اور حکم کیا گیا ہے کہ ان پر لعنت کی جائے اور ان سے اظہارِ بیزاری کیا جائے اور ان کے حالات کی اشاعت کی جائے اور ان کے برے اعتقادوں کو دنیا کے سامنے کھول دیا جائے تاکہ ان کے اقوال سے ضعیف شیعہ دھوکہ نہ کھالیں اور جو اس گروہ کا مخالف ہے وہ امامیہ شیعوں کے متعلق یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ یہ بھی ان میں سے ہیں۔

(نوٹ) مذکورہ بالا عبارتوں سے ثابت ہوا کہ اذان میں سیدنا علیؑ کے متعلق القاب کا ذکر اور اس کی ایجاد اثنا عشریہ مذہب میں ثابت نہیں اور جس مذہب نے اسے ایجاد کیا ہے وہ فرقہ کے نزدیک متفقہ طور پر کافر ہیں۔

بحث متعلق کلمہ طیبہ

اہل تشیع کا کلمہ طیبہ :- لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ

اہلسنت کا کلمہ طیبہ :- لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اہل تشیع کے کلمہ طیبہ میں جو الفاظ زیادہ کئے گئے ہیں اس زیادتی کو کلمہ طیبہ کی جڑ سمجھنا ہماری تحقیق میں خلاف عقل و نقل ہے ذیل میں ہم اس کے وجوہ بیان کریں گے ملاحظہ فرمادیں۔

پہلی وجہ :- اہل تشیع کا کلمہ نہ تو زمانہ نبوت میں مسلمانوں کی زبانوں پر جاری رہا اور نہ زمانہ خلافت میں پس ایسے الفاظ کا ازلیہ علی سبیل الاتزام یقیناً خلاف شرع ہے۔

دوسری وجہ :- ہر زمانہ کے نبی کا نام کلمہ طیبہ کی جڑ رہا ان سے پہلے انبیاء کا نام نہ لیا گیا اگرچہ ان سے فائق کیوں نہ ہوں پس اس بنا پر اس زمانہ میں اگر ان کے نزدیک کسی امام کا نام لینا ضروری ہے تو سیدنا مہدیؑ کا نام لینا مناسب ہوگا۔ سیدنا علیؑ کا اسم گرامی مشرف و مکرم ہے لیکن قاعدہ مذکورہ کے پیش نظر خلاف قیاس ضرور ہے۔

تیسری وجہ :- اہلسنت کے نزدیک خلفاء اربعہ کی خلافت برحق ہے مگر ان کے

نزدیک کسی کا ذکر جو وکلمہ نہیں ہے لیکن اہل تشیع کے اس التزام کی پوزیشن ایک خود ساختہ منصوبے سے زیادہ نہیں۔

چوتھی وجہ عقل یقیناً اس بات کی تقاضی ہے کہ اگر کسی کا نام لینا ہے تو پھر نہ سیدہ النساءؑ کے اسم گرامی کو چھوڑا جائے اور نہ سیدنا حسینؑ کو نہ بیت اللہ کے ذکر کو چھوڑا جائے اور نہ قرآن کو۔ پس اگر جو کلمہ طیبہ کی عبارت حد سے زیادہ بڑھ جائے گی لیکن حقوق ان کے نظریے کے مطابق سب حضرات کے ادا ہو جائیں گے ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی اور وہ یقیناً باطل ہے۔

پانچویں وجہ بہشت بریں اور نور میں جس کلمے سے جگہ کی وہ یقیناً بہشت کا کلمہ ہے ثبوت کے لئے ملاحظہ ہو (عاشیہ ترجمہ مقبول ص ۵۴) تفسیر عیاشی اور انصالح میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث مروی ہے کہ جس شخص میں یہ چار خصلتیں ہوں گی اس کو خدا کے سب سے بڑے نور میں جگہ ملے گی (۱) اس کے بیان کی سپریم کلمہ ہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ **تائید مزیداً** ہر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع من کنت فیہ کان فی نور اللہ عز وجل الاعظم من کان عصمة امرہ شهادة ان لا الہ الا اللہ واتی رسول اللہ من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۵۶ ترجمہ گزر چکا ہے۔

(۲) قال الصادق علیہ السلام فاذا حضرتم موتا کم فلقنواہم شهادة ان لا الہ الا اللہ وات محمد رسول اللہ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۵۶)

ترجمہ حضرت جعفر صادق نے فرمایا پس جب کسی قریب المرگ انسان کے پاس جاؤ تو اس کلمے کی اسے تلقین کرو۔

(۳) اس کلمہ کی فضیلت و انصافیت کا اقرار حضرت جعفر صادق سے ہو گیا اب جعفریہ مذہب کے مدعی دیکھتے تسلیم کرتے ہیں یا نہ۔

۳۔ تقدیر کی قلم کا کلمہ رب صمدیت جلا و علانی نے وحی کی کہ لکھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہر گاہ قلم نے یہ نام دی جاہ سا کمال جلالت و منزلت اس کی سے سجدہ میں دریا و غزوات حیدری ص ۹

۱۴۔ خدیجۃ الکبریٰ کا کلمہ ۱۔ اور شریعت خوشگوار کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے کام و زبان اپنی کو ذات تصایان کا بخشا (غزوات حیدری ص ۲۹)

۱۵۔ مہر نبوت پر کلمہ ۱۔ و مہر پیغمبری کہ درمیان دو کتف اوست و وسط نوشتہ است سطر اول لا الہ الا اللہ و سطر دوم محمد رسول اللہ - (حیات القلوب ج ۲ ص ۳۶)

۱۶۔ ہشتی علم پر کلمہ ۱۔ برآں بسفیدی و وسط نوشتہ بود لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (حیات القلوب ج ۲ ص ۵۹)

۱۷۔ براق کی پیشانی پر کلمہ ۱۔ و درمیان دو دیدہ اش نوشتہ است کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ - (حیات القلوب ج ۲ ص ۱۳۴)

ان حوالہ جات کے علاوہ حیات القلوب ج ۲ ص ۶۸۴ و ۶۸۵ و ج ۳ ص ۶۲ میں بھی

الہنت کا کلمہ مطور ہے۔ نماز میں ہاتھ باندھنے کی تحقیق

یہ مسئلہ بھی مذمت سے فریقین کے مابین مختلف فیہ چلا آ رہا ہے حقیقت میں دونوں طرف سے کچھ اس قسم کی تعدیاں ہو جاتی ہیں کہ مسئلہ جوں کا توں باقی رہ جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ نماز میں کچھ چیزیں فرض ہیں تو کچھ سنت، فرائض خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کئے گئے اور سنتیں حضور علیہ السلام کے اقوال و اعمال سے۔ خدا کے فرائض کے اثبات کے لئے خدا کی کتاب میں دیکھنا چاہیئے اور نبی کی سنت کے اثبات کے لئے نبی کی حدیث میں فرائض کا حکم احادیث میں برہیل مذکور تلاش کیا جاسکتا ہے لیکن سنن کو قرآن میں تلاش کرنے والے کی مثال اس کپڑا خریدنے والے کی ہے جو زرگر کی دوکان پر جا کر ریشمی کپڑا خریدنے کا مطالبہ کرے پس اس بنا پر اہل تشیع کے ذاکرین کے تمام قرآنی پیش کردہ دلائل کی تردید ہو گئی لہذا الہنت کو اپنی کتب احادیث سے ثابت شدہ مسئلے پر عمل کرنا چاہیئے۔ اور اہل تشیع کو اپنے پرہاں اگر بلا اشارہ استدلال کیا جائے اور بات ہے لیکن مسئلے کی پوزیشن دی رہے گی جو میں نے عرض کر دی ہے۔

ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کے دلائل

استدلال ۱۔ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ط الَّذِينَ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ۔

ترجمہ: بیشک وہ مومن کامیاب ہو گئے جو نماز میں خشوع کرتے ہیں۔

طرز استدلال: خشوع و خضوع قلب کا فعل ہے لیکن اس کا اثر جسم پر نمودار ہونا ضروری ہے۔ اگر کھڑا ہونا خلاف ادب اور خلاف خشوع و خضوع ہے۔ ہاتھ باندھ کر نماز ادا کرنے سے طبیعت میں قدرتا عہدیت اور تذلل کا مظاہرہ ہوتا ہے جو یقیناً نماز کی روح ہے پس قرآنی آیت سے ایسا امر ثابت ہونا جس کے خلاف کوئی بھی حدیث وارد نہ ہو، بلکہ حدیث کا مفہوم اس کے لئے مؤید ہو نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔

استدلال ۲۔ ثَقَاتُكُمْ وَتَقَاتُكُمْ فِي صَلَاةٍ أَفْضَلُ الْمَسْجِدِ وَصَلَاتُ أَبِي بَكْرٍ (احمد طبرسی ص ۵۹)

ترجمہ: بعدہ سیدنا علی مرتضیٰ اٹھے اور نماز کا قصد کیا اور مسجد نبوی میں حاضر ہو گئے

اور ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔

طرز استدلال: سیدنا علی مرتضیٰ کا سیدنا ابی بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھنا انکی منکمل الوجہ موافقت پر دلالت کرتا ہے امام کا مذہب و عقیدہ اور ادائیگی ارکان نماز کا طریقہ جب تک مقتدی کو محبوب و مرغوب نہ ہو تب تک امتلاء نہیں کرتا۔ جب امتلاء ثابت ہے تو قرآن و سنن میں اتباع بھی یقیناً ثابت ہوگی۔ پس اگر اہل تشیع کے علماء میں ہمت ہے تو اسی روایت میں صراحۃً سیدنا علیؓ کے متعلق ارسال الیہین کے لفظ دکھائیں۔ ۵

نہ خجراٹھے گانہ تلوادان سے یہ باز و مرے آزمائے ہوئے ہیں

یہ تو قطعاً خلاف عقل ہے کہ امام تو ہاتھ باندھ کر نماز پڑھ رہا ہے اور مقتدی ہاتھ چھوڑ کر۔

استدلال ۳۔ وَلَیْکُنْ تِیَامُکَ فِی الصَّلَاةِ قِیَامَ الْعَبْدِ الذَّلِيلِ بَیْنَ یَدِی

الْمَلْئِکَةِ الْجَبَلِیِّ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ص ۹۹)

(۴) حضرت جعفر صادق نے فرمایا نمازیں تیرا کھڑا ہونا ایسا ہونا چاہئے جس طرح ایک ٹوکڑ ذیل اپنے بادشاہ جلیل کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔

طرز استدلال :- حضرت جعفر صادق کے اس قول سے واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ نمازیں عید ذلیل کی کیفیت بنانی چاہئے اور ظاہر ہے کہ یہ کیفیت ہاتھ باندھ کر نماز ادا کرنے کے بغیر نہیں ہوتی۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر یہ شبہ کیا جائے کہ اس روایت کے ابتداء میں تو حضرت جعفر صادق سے ارسل الیہم ثابت ہے پس آپ کا استدلال صحیح درہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت جعفر صادق سے اس فعل پر دوام و استمرار نہیں کسی فعل کا کسی وقت کر لینا واقعہ بڑی سی ہے جس کو مرجوع قرار دیا جاسکتا ہے۔

استدلال مکمل :- عَنْ ذَرَّارَةَ إِذَا قَامَتِ الْمَرْءَةُ فِي الصَّلَاةِ جَمَعَتْ بَيْنَ قَدَمَيْهَا وَلَا تُفَرِّجُ بَيْنَهُمَا وَتَضَعُ يَدَيْهَا إِلَى صَدْرِهَا لِمَا كَانَ شَدِيدُهَا۔ (فروع کافی ج ۱ ص ۱۹۸)

ترجمہ :- ذرارہ صاحب کہتے ہیں کہ جب عورت نماز میں کھڑی ہو تو قدموں کو جمع کر کے کھڑی ہو اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سینوں پر باندھ لے۔

طرز استدلال :- اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھ باندھنے والا فعل ایسا نہیں جو کہ ناجائز یا اور کلام نماز کے خلاف ہو۔ کیونکہ اگر ایسے ہوتا تو عورت کے لئے اجازت نہ ہوتی۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کی کسی آیت میں بھی ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کا حکم نہیں کیونکہ اگر ایسے ہوتا تو عورتوں کیلئے بھی مردوں کی طرح ہاتھ کھولنے کا حکم ہوتا۔

پس اگر قرآن میں عورتوں کے لئے ہاتھ کھولنے کا کہیں حکم امتیازی طور پر ہو تو علما اہل تشیع پیش کریں ورنہ جس طرح عورتوں کے لئے ہاتھ باندھنا مشروع رہے گا۔ اسی طرح مردوں کے لئے بھی ہاتھ باندھ کر نماز ادا کرنا مشروع رہے گا۔

استدلال مکمل :- وَإِذَا قَامَتِ الْمَرْءَةُ فِي صَلَاتِهَا جَمَعَتْ بَيْنَ قَدَمَيْهَا وَلَمْ

وَلَمْ تَقْدِرْ بِمِثْلِهِمَا وَوَضَعْتَ يَدَيْهِمَا عَلَى صَدْرِيهَا لِيَكُنْ تَذَكُّرًا وَمِنْ (لِغَضِّهِ الْفَقِيه ج ۱) ۱۲۳
ترجمہ اور طرز استدلال منقلاً گزر چکا ہے۔

نوٹ: علل الشرائع ص ۱۲۵، تہذیب الاحکام ج ۲ ص ۱۶۱ میں بھی اس قسم کی روایتیں موجود ہیں۔

اہل تشیع کے چند مغالطوں کے جوابات

مغالطہ ۱۔ قرآن مجید میں ہے کَمَا بَكَدُكُمْ تَعُوذُونَ ۱

ترجمہ: جس طرح خدا نے تم کو پیدا کیا ہے اسی طرح آؤ گے۔ ہاتھ کھول کر پیدا ہوئے اور ہاتھ کھول کر خدا کے سامنے آؤ گے معلوم ہوا اگر نماز بھی اسی حالت میں ادا کرنی چاہیے۔

تروید ۱۔ اس آیت میں حقیقی معنی یہ ہے کہ جس طرح تم کو خدا نے پیدا کیا ہے اسی طرح خدا کے پاس آؤ گے یعنی اکیلے آئے اور اکیلے جاؤ گے اور اگر اہل تشیع کا تجویز کردہ معنی لیا جائے تو لازم آئے گا کہ نماز عریاں ہو کر پڑھنی چاہیے۔ جبکہ اس حالت میں پیدا ہوئے ہیں اور العیاذ باللہ ملوث بالذم ہو کر نماز پڑھنی چاہیے جبکہ اس حالت میں پیدا ہوئے۔

مغالطہ ۲۔ امام مالکؒ کے متعلق ہذا یزیدین میں منقول ہے کہ وہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے اور چونکہ آپ کا عمل اہل مدینہ کے اقتداء میں ہوتا تھا اس لئے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل مدینہ کا عمل بھی ارسال الیہ میں تھا۔

جواب ۱۔ صاحب ہذا کو مغالطہ ہے امام مالکؒ کا یہ مذہب ہرگز نہیں اور نہ مدینہ میں یہ عمل جاری ہے۔
جواب ۲۔ اگر امام مالکؒ کا یہی مذہب ہوتا تو موطا امام مالکؒ میں ان سے ارسال الیہ میں کی تصدیق مروی ہوتی۔ حالانکہ نہیں ہے۔

جواب ۳۔ مالکؒ سے مراد صاحب مسلک نہیں ہے بلکہ مالکؒ سے مراد دوسرا مالک ہے جو کہ مذہباً شیعی ہے تمام ائمہ ہدیین وضع الدین علی ایسا رہے متفق ہیں جیسا کہ اہلسنت کی کتابوں میں موجود ہے۔
مغالطہ ۳۔ اگر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا سنت ہوتا تو اس میں اختلاف نہ ہوتا کیونکہ بعض ائمہ

کے نزدیک بیٹے پر ہاتھ رکھنا چاہیے اور بعض کے نزدیک تحت السرة اور بعض کے نزدیک فوق السرة۔
جواب: یہ کوئی اختلاف نہیں کیونکہ ہاتھ رکھنے پر سارے ائمہ متفق ہیں ہر اختلاف تمام
سورہ کو سرور کائنات صلعم سے سب طریقے منقول ہیں اسلئے ہر امام نے حضور کی ایک ایک اور کونیا
ہو ابے تاکہ قیامت تک حضور کی یاد محفوظ رہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

بحث التحیات

اہل تشیع بالعموم اہلسنت کے تشہد پر اعتراض کیا کرتے ہیں ذیل میں ان کی کتب سے اپنی
تائید میں روایتیں پیش کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

سیدنا محمد باقر کی التحیات

استدلال ۱۔ التحیات لله والصلوات والطیبات الطاہرات الذالکذا التامیۃ
التامعات المبارکات الحسنا لله ما طاب وطهر وزکی وعلم ونبی ملتہ وملعبت فلفیور
اشہد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشہد ان محمد عبده ورسوله اسے قولہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اسے قولہ السلام علینا وعلیٰ اولیائنا وعلیٰ الصالحین (بحوالہ ابن ابی عمیرۃ الحنفیہ ج ۱ ص ۱۵۱)
طرز استدلال: اہل تشیع نے جو توں کر آخر ہماری تشہد و تحیات کو امام محمد باقر سے نقل کر دی
دیہ اور صرف تصحیف اتنا کیا کہ کچھ الفاظ اس پر زیادہ کر دیئے تاکہ اہلسنت سے موافقت و مطابقت لازم نہ آئے۔
استدلال ۲۔ عن ذی الطریقہ تل سالت ابا عبد الله علیه السلام عن التشهد
فقال اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشہد ان محمد عبده ورسوله
قلت التحیات قال التحیات والصلوات فلما خرجت قلت ان لقیته نألتہ غدا
فأألتہ من الغد فقال مثل ذالک الی قولہ فلما خرجت ضربت فی وقت لا یعلم ہذا
(بحوالہ رجال کشی ص ۱۵۱ مختصراً)

درجہ صحیح زرارہ راوی کہتے ہیں میں نے امام محمد باقر سے التہیات کے متعلق سوال کیا تو آپ نے
 کلمہ شہادت پر دعائیں نے عرض کیا۔ کیا تہنید التہیات عند وصلوۃ کو کہتے ہیں (یعنی جو الہسنیت کی التہیات ہے)
 آپ نے فرمایا ہاں وہی ہے پھر میں نے خیال کیا کہ کل پوچھوں گا پس کل آکر پوچھا تو وہی الہسنیت والی
 التہیات پھر سو پوچھا تو وہی الہسنیت والی التہیات تو جب میں نکلا تو اس کے منہ میں کہیں نے
 ایک پاد لگا دیا اور کہا یہ امام بھی کا سیاب نہ ہوگا۔

رفتہ جہاں آپ نے مذہب الہسنیت کی التہیات کی صداقت معلوم کر لی وہاں آپ ذرا
 ان کے ان کی عزت و منزلت اور ان کے شاگردوں کی تہذیب بھی ملاحظہ فرمائیے۔

بحث متعلق فرغ از صلوٰۃ

اہل تشیع بوقت سلام ہاتھ اٹھا کر تین اشارے کرتے ہیں اور الہسنیت اسلام علیکم ورحمۃ اللہ
 کہہ کر منہ دائیں بائیں پھیر لیتے ہیں۔ ثبوت از کتب اہل تشیع ملاحظہ فرمائیے۔

وَسَلِّمْ عَلَىٰ نَبِيِّكَ وَاحِدَةً وَعَلَىٰ يَسَارِكَ وَاحِدَةً وَمِنْ لَاحِظَةِ الْفَقِيهِ جَامِلًا

(ترجمہ) اور گھبراہٹ سے کہہ دے کہ دائیں طرف بھی ایک دفعہ سلام کہو اور بائیں طرف بھی سلام کہو۔
 نوٹ: الحمد للہ کہ ہم نے اپنے مذہب کے پورے دلائل شیعہ کتب سے ثابت کر دیئے۔

بحث متعلق درود شریف

مذہب اہل تشیع میں درود اس طرح مستعمل ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

مذہب الہسنیت میں درود اس طرح مستعمل ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

استدلال: اِنَّ اِلٰهَنَا اللهُ وَمَلَائِكَتُهُ يَعْصُونَ عَلٰی الْاَمْرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا

عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔

(ترجمہ) بیشک اللہ اور فرشتے حضور پر رحمت بھیجتے ہیں اسے ایمان والو حضور پر صلوٰۃ و سلام

پڑھو۔

طرز استدلالت۔ درود کا غلط ہمارے زبان میں صلوٰۃ و سلام کو جامع ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے ہمیں حضور پر صلوٰۃ و سلام دونوں کے پڑھنے کا حکم فرمایا۔ اس بنا پر شیعوں کا درود ناقص اور غیر تام رہے گا۔ اور پورے طور پر حضور کی تعظیم کے سلسلے میں حق ادا نہ ہو گا۔ لیکن ابہت کا درود چونکہ صلوٰۃ و سلام پر مشتمل ہے اس لئے ہمارا مسلک راجح رہے گا۔

نوٹ:- اہل تشیع بڑے جیلے بیان کرتے ہیں مگر حقیقت کے سامنے ان کا ایک داؤ بھی کارگر نہیں ہوتا۔ کیونکہ سیدنا جب معطوف نہ ہے اور صلوات معطوف علیہ ہے تو عبارت بحیثیت ترکیب یوں بنے گی۔ صلوات علیہ وسلم اعلیٰ یعنی حضور علیہ السلام پر صلوٰۃ بھی بھیجو اور سلام بھی۔ رہا تشہد کے آخر میں فقط صلوٰۃ ابراہیمی پر استغفار نا اور سلام نہ کہنا اس لئے ہے کہ تشہد میں السلام علیک طرح کرنا ہی نے سلام کا ذکر کر دیا ہے گویا ایک قعدہ میں صلوٰۃ اور سلام جمع ہو گئے اور آیت پر پورا عمل ہو گیا رہا تقدم و تاخر کا شبہ تو وہ بھی ختم ہو گیا۔ جبکہ قرآن مجید میں والسجدی واکمعی موجود ہے اور داؤ مطلقاً جمع کے لئے ہے۔ واضح رہے کہ قرآن میں سلام قولاً من رب الرحیم۔ سلام علی آل یاسین وغیرہ بھی ہمارے لئے مؤید رہیں گئے اسی طرح رحمۃ اللہ وبرکاتہ الطہیست بھی ہمارے لئے مؤید ہے۔

بحث متعلق تام

چند ضروری امور

- (۱) مطلقاً اہل اربعین بغیر جنس کے ہمارے نزدیک منوع نہیں ہے۔
 - (۲) کسی کا ذکر کر کے رونا بھی ہمارے مذہب میں ناجائز نہیں ہے۔
 - (۳) صبح طہر پر واقعات شہادت بروایت صحیحہ پیش کرنا بھی جائز ہے۔
 - (۴) ہمیشہ کتناذیرہ اسم عزاداری نہ تو کسی نبی سے ثابت ہے اور نہ کسی امام سے۔
- ذیل میں جبر اور جبرع کا تقابل ثابت کر کے ہم اولاً آیات جبر کی طرف اشارہ کریں گے بعدہ ماتم کی تردید کے سلسلے میں شیعہ کتب سے عباریں پیش کریں گے، آخر میں ان کی طرف سے پیش کردہ

چند مغالطوں کے جوابات تحریر کریں گے۔

استدلال مط ۱۔ والصبر صمدہ الجزع (الصافی شرح کافی ص ۶۹۹ جزء اول)

(ترجمہ) صبر جزع فزع کی ضد ہے۔

تشریح ۱۔ یعنی جن افعال و اقوال سے جزع فزع لازم آئے گا وہ یقیناً صبر کے خلاف ہونگے اور ان کو بے صبری کا عنوان دینا جائز ہوگا۔

استدلال مط ۲۔ إِنْ كَانَ خَبَسَ النَّفْسَ لِحَبِيبَةٍ مُّتًى صَبْرًا لَا غَيْرَ وَيُضَادُّهُ الْجَزَعُ

ربعو الہ مرعة العقول ج ۱ ص ۱۸ شیعی کتاب

(ترجمہ) پس اگر کسی مصیبت کے وقت اپنے وجود کو صبر میں لایا جائے تو اسے صبر کہتے ہیں اور

جزع فزع اس کے مقابل میں ہے۔

استدلال مط ۳۔ قَالَ الْمُحَقِّقُ الْقَاسِمِيُّ قَدِيسَ سِرَّةِ الصَّبْرِ جَبَسَ النَّفْسَ عَنِ الْجَزَعِ

عِنْدَ الْمَكْرُورَةِ وَهُوَ يَنْتَعِمُ بِالْبَاطِنِ عَنِ الْخُطْرَابِ وَاللِّسَانِ عَنِ الشَّكَايَةِ وَالْأَعْضَاءِ

عَنِ الْحَزَنَاتِ الْغَيْرِ الْمُعْتَادَةِ انْتَهَى (مرعة العقول ص ۱۸ شیعی کتاب)

(فہم) ان سب عبارتوں سے معلوم ہوا کہ چٹینا، سر میں گر و غبار ڈالنا، زخمی زنی، بوقت مصیبت

سیاہ کپڑے پہنا، ہائے ہائے کرنا جب جزع فزع میں داخل ہے تو یقیناً ایسے کام کرنے والا شریعت

میں بے صبر کہا جائے گا اور وہ صابرین کی باعزت صفت سے نکل جائے گا اور صبر کے ثواب سے

محروم ہو جائے گا۔

اب ذیل میں صابرین کے فضائل قرآنی آیات سے بیان کئے جاتے ہیں جن سے یقیناً ترجمہ

نکلتا ہے کہ سیدہ کو بی اور بیہیت کنائیم نام پر غریب دینے والے ذکر پر بیک کو انعامات الہی

اور عظیم اشیان ثواب سے محروم کر رہے ہیں۔ ذیل میں قرآن ترجمہ بجز مقبول کا صفحہ ہم نقل کئے

دیتے ہیں وہاں ملاحظہ فرمایا جائے۔

عنوان مط ۱۔ صابرین پر پروردگار کی طرف سے صلوات اور رحمت ہے اور یہی

ہدایت یافتہ ہیں۔ (قرآن مجید ص ۱۸۵ مقبول از آیت نمبر ۱۵۷ تا ۱۵۸)

عنوان ۱۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (۲۴ و ۱۵۳)

عنوان ۲۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو صبر عنایت فرما۔ ص

عنوان ۳۔ جنگ میں صبر کی برکت یہ ہوگی کہ تین ہزار فرشتوں کے قائم مقام پانچ ہزار فرشتے آریں گے۔ (ص ۱۷۸)

عنوان ۴۔ (عکرم خداوندی) اے ایمان والو صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر دلاؤ۔ ص ۱۷۸

عنوان ۵۔ اصحابِ موسیٰ کی دعا بھی صبر کے لئے تھی۔ ص ۲۲۴

عنوان ۶۔ موسیٰ علیہ السلام نے بھی صبر کا امر کیا ہے۔ ص ۳۲۴

ان کے علاوہ آپ ترجمہ مقبول ص ۳۶۸ پر بھی آیت دیکھ سکتے ہیں۔

احادیث متعلق ترغیب صبر

استدلال حدیث ۱۔ الْقَصْبُ رَأْسُ الْإِيمَانِ (اصول کافی باب الصبر طبع ایران ص ۲۲۴)
(ترجمہ) صبر ایمان کا سر ہے۔

استدلال ۲۔ الْقَصْبُ مِنَ الْإِيمَانِ يَمْنُزُ الْبَاسَ مِنْ أَجْدٍ فَإِذَا ذَهَبَ الْبَاسُ ذَهَبَ أَجْدُكَ إِذَا ذَهَبَ الْقَصْبُ ذَهَبَ الْإِيمَانُ (بحوالہ مذکورہ ص ۲۲۴)
(ترجمہ) صبر ایمان سے جسم سے سر کے بمنزلے ہوتا ہے پس جب سر چلا گیا تو جسم چلا گیا۔ جب صبر چلا گیا تو ایمان چلا گیا۔

استدلال ۳۔ لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا صَبْرَ لَهُ۔ (بحوالہ مذکورہ ص ۳۲۴)

(ترجمہ) جو صبر نہیں کرتا وہ بے ایمان ہے۔

ناظرین ان آیات و احادیث کے پیش نظر خود فیصلہ فرمائیں کہ عوام تعمیری داری کی تلقین کر کے انہیں کس طرف دھکیلا جا رہا ہے۔

موجودہ طرز پر عزا داری کے خلاف شیعہ کتب سے استدلال

استدلال ۱۔ حضرت فرمود کہ درصیبتہا علیا پنجہ بردہ سے خود مزید و دوسے خود را
خراشید و دوسے خود را مکنید و گریبان خود را چاک مکنید و جامہ خود را سیاہ مکنید و دایہ و الکتید
پس باین شرط با ایشان بیعت کرد۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۵۳۸ مطبوعہ نولکشور)
(ترجمہ) حضور علیہ السلام نے فرمایا بیعتوں میں پتھر نہ بزد مارو اپنا منہ نہ پھیلو اپنے بال نہ
کھسوٹو۔ اپنا گریبان چاک نہ کرو۔ اپنے کپڑے کا لے نہ کرو۔ ہاتھ نہ کرو۔ پس ان شرائط
پر حضور علیہ السلام نے ان سے بیعت لی۔

استدلال ۲۔ زہ نے راویدیم بر صورت سگ و آتش و در برش داخل نمی کردند و از
دانش بیرون می آید و ملائکہ سر و بدنش را بجز نہائے آہن میزدند۔ اسے قول نوہ کنندہ بود۔
(حیات القلوب ج ۲ ص ۳۱۵، ۳۱۶)

ترجمہ۔ میں نے ایک عورت کو کتے کی شکل میں دیکھا کہ آگ اس کے اندر داخل کرتے
تھے اور منہ سے باہر نکالتے تھے۔ فرشتے اس کے سر اور اس کے بدن کو لوہے کے گرزوں سے
مار رہے تھے یہ شر نوہ کرنے والی عورت کا تھا۔

استدلال ۳۔ قال علیہ السلام ان البلاء والصبر یستبقان الی المؤمن
فتاتیہ البلاء و هو صبور وان الجزع والبلاء یستبقان الی الکافر فتاتیہ البلاء
و هو جنون۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۵)

ترجمہ۔ سیدنا علیؑ نے فرمایا آزمائش اور صبر میں سے پہلے آتی ہے۔ آزمائش آتی ہے
تو وہ دایہ لگا رہا ہوتا ہے۔

استدلال ۴۔ قال لیس المؤمنین من جدد قبرا او عمالا فقد خرج من الاسلام

(من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۵)

(ترجمہ) سیدنا علی مرتضیٰ نے فرمایا جو شخص قبر کی تجدید کئے یا مثال کھڑی کرتا ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا۔

(نوٹ) ناظرین غور فرمائیں کہ تعزیہ بنانا مثال کھڑی کرتا ہے یا نہیں۔

اعتراف انا اہل تشیع :- مذکورہ حدیث میں مثال اس کی کھڑی کرنی منع ہے جس میں کفر ہو ہم تو مزار حسین پر گنبد ہے اس کی نقل بنا کر یا حسین شہداء کرتے ہیں۔

جواب :- سب گنبدوں سے بڑا بڑا گنبد حضرت اکا ہے جسے روئے رسول کہا جاتا ہے۔ پس اگر شریعت میں اس کا ثبوت ہوتا تو حضور علیہ السلام انبیاء سابقہ کے مزاروں کا اور سیدنا علیؑ اپنے دارالخطاؤ کو قبر میں حضور کے روئے اطہر کی شبیہ بنا کر تعزیہ بناتے۔

جواب :- شیعوں مذہب میں گنبد بنانا ہی سرے سے منع ہے تو منع چیز کی نقل اور شبیہ کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ذیل میں عبارت ملاحظہ فرمائیے :- قال انصاؤ علیہ السلام کما جعل علی القبر من غیر تراب القبر فهو ثقل علی المیت - (من لا یحضرہ الفقیہ ص ۱۸۷) (ترجمہ) جو چیز قبر پر قبر کی مٹی کے علاوہ تیار کی جائے پس وہ میت پر ایک قسم کا بوجھ ہوتا ہے۔ استدلال :- اور یضرب احد علی فخذ یم عند المصیبة فیحط الجود (ترجمہ) یا کوئی شخص مصیبت کے وقت اپنے ہاتھ کو مارے تو اس کا ثواب ضائع ہو جائے گا۔ استدلال :- ان لا تخشن وجہا ولا تلطمن خد او لا تنقن شعر او لا تمزقن حبیباً ولا تسودن ثوباً ولا تدعون بالویل۔

(نوٹ) ترجمہ استدلال علی میں ملاحظہ فرمائیں :-

استدلال :- ولا تلطمن خد او لا تخشن شعر او لا تشقن حبیباً

ولا تسودن ولا تدعون بالویل - (تفسیر صافی ص ۱۵۴)

(ترجمہ) استدلال علی میں ملاحظہ فرمائیں۔

استدلال :- وقال علیہ السلام یزل الضبر والعبد علی تدرا لمصیبة ومن غفر

ید علی فخذ یم عند مصیبتہم حط عملہ (ترجمہ) بلاغہ ج ۳ ص ۱۸۵)

(ترجمہ) حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے بندے پر صبر مہیبت کے انداز پر نازل ہوتا ہے جو شخص اپنے ہاتھ کو ان پر مہیبت کے وقت مارے گا اس کے عمل پر بدلہ ہو جائیں گے۔

استدلال منہ۔ ولواتک امرت بالتصبر ونجیت عن الجمع لا نقذنا علیک ماء
(الشعون) (نیج البلاغہ ج ۲ ص ۲۵۶) (ترجمہ) اگر آپ صبر کا حکم نہ کرتے اسے خمر صلی اللہ علیہ وسلم اور ماتم کرنے سے منع نہ کرتے تو آپ پر ہم آنسو ختم کر دیتے۔

استدلال منہ۔ فرمایا وہ یہ ہے کہ تم اپنے منہ نہ لہو۔ اپنے بال نہ کھسوٹو۔ اپنے گریب چاک نہ کرو۔ اپنے کپڑے کا لے نہ رگو اور ہاتھ دھو کر کھائے نہ کرو۔ (ماشیہ قرآن مرمم مقبول شیعہ) پہلا حیلہ اور اس کی تردید۔ ابدالہ وانہا یہ ج ۸ ص ۲۲۲ سے نواصب کا طریقہ درج کیا گیا ہے وہ عشرہ محرم کے دن خوشیاں مناتے ہیں۔

جواب۔ ہم نہ تو نواصب ہیں اور نہ خوارج دروافض، پس انکا فعل ہم پر حجت نہیں۔ دو کمرہ چلے۔ کہ یزید نے پائے ہوا قرآن خوانی شروع کرانی تاکہ ذکر حسین رک جائے جواب۔ فرمائیے ٹھیک کیا یا غلط اگر غلط کیا تو کیوں لا انظر الی من قال ولكن انظر الی قال ظاہر ہے کہ جب قرآن سے ہی تعلق نہ ہو تو روزنامہ ہی قرآن خوانی سے زیادہ موجب ثواب معلوم ہوتا ہے۔

تیسرا حیلہ۔ جب اہل تشیع سے یہ سوال کیا گیا کہ مہیبت کذا ئیہ مراسم عزاداری کیا ہیں۔ تو پانچواں حیلہ یہ کیا کہ اصول اسلامیہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سے کوئی چیز بھی مہیبت کذا ئیہ میں حیث الکمل تمام کی تمام فرض یا سنت نہیں بلکہ ہر اصل مہیبت کذا ئیہ مجموعہ ہے، فرض، سنت، مستحب، مباح اور بدعت حسنہ۔

جواب۔ بریں عقل و دانش ہا یہ گریست۔ دیکھیے جسے رسول کریمؐ نے مہیبت کذا ئیہ ترتیب دیا اس پر اسے قیاس کیا جا رہا ہے جسے نہ تو رسول کریمؐ نے مرتب کیا اور نہ اللہ کریمؐ نے اگر کیا تو صرف تیمور لنگ نے جو نہ تو امام ہے اور نہ پیشوا اگر شیعوں میں طاقت بہت جرات ہے تو مہیبت کذا ئیہ مراسم عزاداری کا ثبوت اور ترتیب کسی امام سے دکھائیں۔

چوتھا حیلہ :- جب سلاسل اولیاء حضور سے ثابت نہیں تو کیوں کرتے ہو۔
جواب :- اگر حضور علیہ السلام سے ثابت نہیں تو ہمارے نزدیک مزدی بھی نہیں ہے
تو امراض روحانی کے معالجات ہیں۔

پانچواں حیلہ :- ذکر بایام اللہ سے اثبات عاشورہ کیا۔
جواب :- خدا کی قدرت جب کسی کے پاس ویل نہ ہو تو وہ یونہی بھٹکتا رہتا ہے کہاں
حضور علیہ السلام کی زبان اقدس سے عذیر و تذکیر بایام اللہ اور کہاں زنجیر زنی اور ماتی جلوس
اور سیدہ کوہی اور تعزیہ سازی اور بازار گردی۔

چھٹا حیلہ :- تفسیر درمنثور ج ۲ ص ۵۸۵ کا حوالہ دے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبور
شہداء پر سلام پڑھتے تھے۔

جواب :- اگر حجت ہے تو تاریخ ثابت کیجئے نیز ثبوت حضور کے سلام پڑھنے کا اور
دعوی زنجیر زنی کا آخر ایسے استدلال سے قوم کو کب تک ورغلا یا جائے گا۔

ساتواں حیلہ :- البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۵۸۵ میں ہے کہ شہدائے احد کی قبروں پر سیدہ
فاطمہ الزہراء روتی تھیں۔

جواب :- رونے سے انکار نہیں مراسم عزاداری کا اقرار نہیں جبکہ شریعت میں اس
کا کہیں ثبوت نہیں۔

آٹھواں حیلہ :- بحار الانوار کا حوالہ دے کر امام جعفر صادق نے امام حسینؑ پر دونا
اور جزع فزع کرنا جائز رکھا ہے۔

جواب :- بحار الانوار شیعوں کی کتاب ہے ہم پر حجت نہیں ہے نیز اس میں بھی
بہت کذا ئیہ مراسم عزاداری کا ثبوت نہیں ہے۔

نواں حیلہ :- قرآن سن کر دونا جائز ہے۔

جواب :- ٹھیک ہے ہمیں اس کا انکار نہیں ہے لیکن یہ کہنے والا بیٹنا کہاں ثابت ہے۔
دسواں حیلہ :- یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کی جدائی پر گریہ کیا۔

جواب ۱۔ بیشک کیا گریہ ناجائز نہیں ہے لیکن اس استدلال کو اصل مسئلہ اور میرے مطالبہ سے ذرا بھی نہیں ہے۔

گیارہواں جیلہ ۱۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۵ سے نقل کر کے حضور علیہ السلام کا ردنا اور موصوفی خرم ^{۱۱۵} سے نقل کر کے امام حسینؑ کا اپنا ردنا ثابت کیا۔

جواب ۱۔ رونے کا انکار نہیں اور سیمہ کو بی زنجیر زنی کا اس میں ذکر نہیں۔

بارہواں جیلہ ۱۔ پٹ سے بی بی صاحبہ کا چہرے پر ہاتھ مارنا نقل ہے۔

جواب ۱۔ وہ چہرے پر ہاتھ لگا تھا خوشی میں، یہاں لگتا ہے اظہار غم میں دونوں آپس میں کوئی بھی تعلق نہیں۔ پٹ تفسیر نہراج انصاف دین ملا کاشانی میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ فرمت کی وجہ سے بی بی صاحبہ نے ایسا کیا۔

پاک مذہب کے پاک مسئلے

ذیل میں شیعہ مذہب کی معتبر کتابوں سے چھ عبارتیں نقل کی جاتی ہیں۔ ناظرین بغور پڑھیں اور لطفت انٹھائیں۔

آسان تلخیص۔ سئل حنان بن سدید اباً عبد اللہ علیہ السلام فقال لانی ربما بکلت فلا أقول علی الماء ولست قد اذلت علی فقال اذلت وتمسحت فامسح وکرت بریقک قال وجدت شیئاً فکذا وکذا قال (بخاری من بحرہ النقیۃ ص ۲۱ شیعوں کی معتبر کتاب)

(ترجمہ) حنان بن سدید نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سوال کیا پس فرمایا بیشک میں بسا اوقات پیشاب کرتا ہوں تو میں پانی پر قادر نہیں ہوتا اور میرے اوپر یہ ثقیل معلوم ہوتا ہے پس امام صاحب نے فرمایا جب پیشاب کر لو تو تھوک لے کر ذکر کے سر پر لگا دیا کرو۔ پس اگر اس کے بعد کوئی چیز معلوم ہو تو کہنا کہ یہ وہی تھوک ہے۔

مسئلہ (سنا سودا) قال محمد بن النعمان لانی عبد اللہ علیہ السلام انخرج من الخلاء فاستنجی بالماء فبقع ثوبی لی واک الماء الذی استنجیت به

فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ وَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ رَمَنَ لَا يَعْضُرُهُ الْفَقِيهَ ج ۱ ص ۲۱

ترجمہ: محمد بن القاسم نے امام محمد باقر سے کہا کہ میں پاخانہ سے نکلتا ہوں تو پانی سے استنجا کرتا ہوں پس میرا کپڑا اس پانی میں جا پڑتا ہے جس پانی سے میں نے استنجا کیا ہے۔ پس آپ نے فرمایا کوئی ڈر نہیں ہے۔ تیرے اوپر کچھ نہیں۔

(دفعہ) پاکیزگی کا ایک مظاہرہ ملاحظہ ہو۔

مسئلہ (کھلی پھٹی) وسال حکم بن حکیم بن اخی غلاد اباعبد اللہ علیہ السلام
فَقَالَ لَهَ الْبَوْلُ وَلَا أَصِيبُ الْمَاءَ وَقَدْ أَصَابَ يَدِي شَيْءٌ مِنَ الْبَوْلِ فَأَمْسَحُهُ بِالْمَاءِ
أَوْ بِالنُّرَابِ ثُمَّ تَعَرَّقَ يَدِي فَأَمْسَحَ بِهِ وَجْهِي أَوْ لَعَضْتُ جَسَدِي أَوْ لَبِصْتُ يَدِي
فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ - رَمَنَ لَا يَعْضُرُهُ الْفَقِيهَ ج ۱ ص ۲۱

ترجمہ: حکم بن حکیم نے امام محمد باقر سے سوال کیا کہ میں پیشاب کرتا ہوں اور میں پانی کو نہیں مسکتا۔ پینچا اور میرے ہاتھ پیشاب لگا ہوا ہوتا ہے پس اپنے ہاتھ کو میں دیوار پر لگاتا ہوں یا مٹی سے مسح کر لیتا ہوں اس کے بعد میرے ہاتھ کو پسینہ آجاتا ہے پھر میں وہی ہاتھ اپنے منہ یا وجود کے کسی حصے کو لگاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کوئی ڈر نہیں۔
مسئلہ: مذی اور ودی سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

رَوَى أَنَّ الْكُفَّيَّ وَالْوَدِّيَّ يَمْنُو لَهَ الْبُصَاتِ - رَمَنَ لَا يَعْضُرُهُ الْفَقِيهَ ج ۱ ص ۲۱
ترجمہ: روایت کی گئی ہے کہ بلاشبہ مذی اور ودی تحقوک کی مثل ہے۔

(دفعہ) واضح رہے کہ تحقوک منہ سے نکلتی ہے اور مذی بوقت شہوت ذکر سے۔ اس کے باوجود مذی کو تحقوک کی مانند کہنا حد درجے کا نال ہے۔ ناظرین غور فرمائیں۔

مسئلہ: سال عبد اللہ بن بکر اباعبد اللہ علیہ السلام عن التَّحِيلِ يَلْبَسُ الثُّوبَ

وفيه الجنابة فيعرق فيه فقال ان الثوب لا يجيب التحيل - رَمَنَ لَا يَعْضُرُهُ الْفَقِيهَ ج ۱ ص ۲۱

ترجمہ: عبد اللہ نے امام محمد باقر سے سوال کیا کہ ایک جوان کپڑا پہنتا ہے اور اس میں جنابت ہوتی ہے یعنی اس میں منی ہوتی ہے پس اسے پسینہ آتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کپڑا انسان کو پسینہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ۔ من اصاب قلنسوتہ او عمامتہ او جورابہ او خفہ منی اول اول اذ
 دم او غایتک فلا یاس بالصلوۃ فیہ۔ (من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۲)
 (ترجمہ) جس کی ٹوپی یا کپڑی یا جراب یا موزے کو منی یا پیشاب یا خون یا گونہ لگ جائے
 تو اس میں نماز پڑھنا کوئی ڈر نہیں ہے۔

مسئلہ۔ لا یاس بالصلوۃ فی ثوب اصابہ حمیم۔ (من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۲)
 (ترجمہ) جس کپڑے کو شراب لگ جائے اس میں نماز پڑھنا کوئی حرج نہیں ہے۔
 مسئلہ۔ من قتل وزعاً فلیکھ القتل۔ (من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۲)
 (ترجمہ) جو شخص پھیلکی کو قتل کرے اس پر نہانا فرضی ہے۔

مسئلہ۔ لا یجوز الوضوء بسور الیہودی والنصرانی وولد الزنا والشرب وکل
 من خالف الاسلام واشد من ذلک سور الناصب۔ (من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۵)
 (ترجمہ) یہودی نصرانی مشرک اور ہر مخالف اسلام کے پئے ہوئے پانی سے وضو ناجائز ہے
 لیکن سب سے زیادہ پلید الہست والجماعت کا باقی بچا ہوا پانی ہے۔

مسئلہ۔ سئل ان تصادق علیہ السلام من جلد الخنزیر یجعل ولو ایستسقی
 بہ الماء فقال لا یاس بہ۔ (من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۵)
 (ترجمہ) امام جعفر سے پوچھا گیا۔ خنزیر کے چمڑے کے بنائے ہوئے ڈول کے متعلق کہ
 پانی اس میں پیا جائے آپ نے فرمایا کوئی ڈر نہیں۔

مسئلہ۔ لا یاس بالوضوء من الخیاض النی بیال فیہا اذ قلب الماء البول۔ (من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۵)
 (ترجمہ) ایسے موضوں سے وضو کرنا ناجائز نہیں ہے جن میں پیشاب کیا جائے جب تک کہ
 پیشاب کا رنگ پانی پر غالب نہ آجائے۔

(ف) معلوم ہوا کہ اگر برابر بھی ہو تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ۔ سئل یونس اباعہ اللہ علیہ السلام من الجنائزۃ یصلی علیہ علی غیر
 وضوء فقال نعم۔ (من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۵)

(ترجمہ) یونس کے امام محمد باقر سے یہ دفعہ جنازہ پڑھنے کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا ان ٹھیک ہے۔

مسئلہ ۵۲۔ ان الحائض تصلي على الجنائزہ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ص ۵۲)

(ترجمہ) حیض والی عورت نماز جنازہ پڑھ سکتی ہے۔

مسئلہ ۵۳۔ مسئل ابو جعفر و ابو عبد اللہ علیہما السلام فقیل لہما اننا نشتری

شیاً با یصیبہا الخمر و ورک الخنزیر عنہ حالکھا انصلي فیہا قبل ان

فقال لعم لا بأس۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ص ۵۳)

(ترجمہ) ابو جعفر اور ابو عبد اللہ علیہما السلام سے پوچھا گیا کہ ہم کپڑے مول لیتے ہیں ان کو

شراب لگا ہوا ہوتا ہے اور خنزیر کے چوڑے سے کھرچنے کے وقت لگتے ہیں۔ کیا ہم ان کو دھونے

سے پہلے ان میں نماز پڑھ سکتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں کوئی ڈر نہیں۔

مسئلہ ۵۴۔ سئل التجل یا قی املا فی دبرھا قال ذالک الخلفہ و فروغ کافی ص ۲۴ کتاب النکاح

(ترجمہ) میں نے کہا جو ان اپنی عورت کے دبر میں جبار کرتا ہے تو امام صاحب نے فرمایا یہ

اس کے ہلک میں جو ہوئی۔

مسئلہ ۵۵۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یطولن احدکم شاربۃ فان

الشیطان یتخذہ منیاء یستریہ و فروغ کافی ص ۲۵ کتاب النہی والتجمل

(ترجمہ) حضور اکرم علیہ السلام نے فرمایا مونچھیں تم میں سے کوئی لمبی نہ بڑھائے کیونکہ شیطان

چھپنے کی جگہ بناتا ہے تو ان میں گھس کر چھپ جاتا ہے۔

مسئلہ ۵۶۔ عن ابی جعفر قال سئل ابا الحسن علیہ السلام عن التجل یقبل

قبل امراء تم قال لا بأس۔ (فرد ۶ کافی ج ۲ ص ۲۱۴)

(ترجمہ) ابو جعفر نے کہا میں نے علی المرتضیٰ سے پوچھا کہ ایک جوان اپنی عورت کی شرمگاہ کو بوسہ دیتا ہے آپ نے فرمایا

فرمایا کہ کوئی ڈر نہیں۔

مسئلہ ۵۷۔ عن زرارة عن ابی جعفر علیہ السلام انہ قال فی رجل زنا بامرأ

امراتہ ادیانبتھا اویاغتھا فقال لا یحترم ذالک علیہ امراتہ (فروع کا دلچسپ کتاب الفلاح)
 (ترجمہ) زراہ کہتے ہیں امام ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی عورت کی ماں یا
 بہن یا لڑکی سے زنا کرتا ہے تو اس کی عورت اس پر حرام نہیں ہوتی۔

عرضے مؤلف

بقدر ضرورت الہسنیت پاکٹ بک کے ہر تین حصوں میں میں نے مختصر طور پر ضروری اظہار
 خیال کیا ہے تفصیلی معروضات کے لئے دفتر چاہئے۔ میرا مقصد اس سے کسی کا دل دکھانا نہیں ہے
 بلکہ اپنے الہسنیت بھائیوں کے لئے دلائل قراہم کرنا اور اہل تشیع حضرات کو دعوت فکر دینا ہے۔
 دعا ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس کوشش کو مقبول و منظور فرمائے۔ اگر میری تصنیف میں کوئی خوبی نظر
 آئے تو وہ محض خدا کا فضل سمجھا جائے اور اگر کوئی نقص ہو تو اسے میری طرف منسوب کیا جائے۔
 دعا ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس تصنیف کو میرے لئے وسیلۂ نجات بنائے۔ آمین

آپ کا مخلص دوست

دوست محمد قریشی

غرض نقشبست کرنا یاد ماند
 مگر صاحب دلے روز بر حمت
 کہ ہستی رانے بینم بقتلے
 کند در کار درویشاں دعلے